محاسبۂ قادیانیت

- مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی
- مولانا ابوالحسن دربھنگوی
- حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور
- پنڈت پرشوتم دیوست دھاری
- انجمن سیف الاسلام دہلی
- مولانا محمد داؤد لسپروری
- ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگہ
- مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری
- ابوعبیدہ نظام الدین (بی اے)
- جناب زاہد صدیقی

جلد ۱۳

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد تیرہ (۱۳)

مصنّفین : مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

انجمن سیف الاسلام دہلی

ابراہیم حسین خان رتن پوری در بھنگہ

ابوعبیدہ نظام الدین (بی۔اے)

مولانا ابوالحسن در بھنگوی

پنڈت پرشوتم دیوست دھاری

مولانا محمد داؤد پسروری

مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری

جناب زاہد صدیقی

صفحات : ۴۹۶

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : فروری ۲۰۲۱ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ...... محاسبہ قادیانیت جلد ۱۳

☆......	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۱۱
۱......	کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کرے گی	مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی	۲۱
۲......	علماء دیوبند مرزامحمود اور قادیان کی مرکزی جماعت سے مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے واسطے ہم ہروقت تیار ہیں	〃 〃 〃	۲۵
۳......	مرزامحمود کا مستمر سکوت (الفضل قادیان کا مناظرہ سے اغماض اور جوش مباہلہ میں سکوت کے آثار)	〃 〃 〃	۲۹
۴......	ایڈیٹر الفضل قادیان کی متبدانہ روش میں حیرت انگیز انقلاب اور مقتدی کا سہوامام کے ذمہ	〃 〃 〃	۳۹
۵......	شرائط مباہلہ کے پردہ میں مباہلہ سے پہلوتہی	〃 〃 〃	۴۵
۶......	جماعت قادیان کا مناظرہ ومباہلہ سے انکار	〃 〃 〃	۶۱
۷......	جماعت قادیانی کی بے انتہاء دیدہ دلیری وجسارت	〃 〃 〃	۷۷
۸......	جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا دلچسپ نظارہ (علماء دیوبند کی فتح)	〃 〃 〃	۹۹
۹......	مرزائیت کا بیخ وبن سے استیصال (جماعت کے دعوہائے مناظرہ ومباہلہ کا خاتمہ)	〃 〃 〃	۱۴۱
۱۰......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ اوّل)	حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور	۱۷۷
۱۱......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ دوم)	〃 〃 〃	۱۵۹
۱۲......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ سوم)	〃 〃 〃	۲۰۳
۱۳......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ چہارم)	〃 〃 〃	۲۰۹
۱۴......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ پنجم)	〃 〃 〃	۲۲۱
۱۵......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ ششم)	〃 〃 〃	۲۲۵

۱۶......	حضرت مسیح کا صلیب پر نہ چڑھنا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان قدیم عیسائیوں کی کتابوں سے	حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور	۲۳۹
۱۷......	عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ	// // //	۲۴۵
۱۸......	علامات قیامت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۱)	انجمن سیف الاسلام دہلی	۲۷۱
۱۹......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۳)	// //	۲۷۷
۲۰......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۴)	// //	۲۸۵
۲۱......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۵)	// //	۲۹۵
۲۲......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۶)	// //	۳۰۷
۲۳......	فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی، بدیہی صداقت کا اظہار اور ہزار روپیہ کا اشتہار	ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگہ	۳۲۱
۲۴......	دروغ قادیانی منتخب ازنشان آسمانی	// // //	۳۲۵
۲۵......	قادیانی مسیحیت کے قلعہ پر اسلامی دلائل وبراہین کی فیصلہ کن گولہ باری، ایک محقق اور راسخ العقیدہ مسلمان اور مرزا قادیانی کے درمیان حیات وممات مسیح علیہ السلام پر (خیالی) مکالمہ	ابوعبیدہ نظام الدین (بی.اے)	۳۳۳
۲۶......	کھلی چٹھی	// // //	۳۴۹
۲۷......	تکذیب قادیانی ازنشان آسمانی	مولانا ابوالحسن دربھنگوی	۳۵۵
۲۸......	مرزائی مناظرہ کا بدیہی فیصلہ	// //	۳۶۳
۲۹......	حیات وممات مسیح علیہ السلام	پنڈت پرشوتم دیوست دھاری	۳۶۹
۳۰......	دافع اوہام (یعنی سرمۂ چشم قادیانی)	// // //	۳۹۱
۳۱......	بم کا گولہ، قادیانی کذاب کے گیارہ سفید جھوٹ	مولانا محمد داؤد پسروری	۴۲۳
۳۲......	مختصر سوانح وعقائد باطلہ وفاسدہ مرزا قادیانی	// //	۴۳۱
۳۳......	مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ	مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری	۴۳۷
۳۴......	نورالحسن قادیانی کی کھلی چٹھی کا جواب	// // //	۴۴۵
۳۵......	دیندار بے نقاب	جناب زاہد صدیقی	۴۵۱
۳۶......	دیندار انجمن کی منافقانہ چال	// //	۴۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

۱......	کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کرے گی	۲۱
	کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے	۲۲
۲......	علماء دیوبند مرزامحمود اور قادیان کی مرکزی جماعت سے مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے واسطے ہم ہروقت تیار ہیں	۲۵
۳......	مرزامحمود کا مستمر سکوت (الفضل قادیان کا مناظرہ سے اغماض اور جوش مباہلہ میں سکوت کے آثار)	۲۹
۴......	ایڈیٹر الفضل قادیان کی متبدانہ روش میں حیرت انگیز انقلاب اور مقتدی کا سہو امام کے ذمہ	۳۹
۵......	شرائط مباہلہ کے پردہ میں مباہلہ سے پہلوتہی	۴۵
	شرائط مناظرہ ومباہلہ کی تنقیح	۵۴
۶......	جماعت قادیان کا مناظرہ ومباہلہ سے انکار	۶۱
	شرائط مناظرہ ومباہلہ کی تنقیحات کا جواب الجواب	۶۹
	ایک نہایت ضروری مشورہ	۷۵
۷......	جماعت قادیانی کی بے انتہاء دیدہ دلیری وجسارت	۷۷
	جماعت قادیان نے امور ذیل کو تسلیم کرلیا	۷۸
	بلاشرط مباہلہ سے جماعت قادیان کا فرار اور علماء دیوبند کی فتح عظیم	۸۴
	علماء دیوبند کی طرف سے اتمام حجت	۹۰
	جماعت قادیان کی تکذیب انہیں کے قلم سے	۹۰
	جماعت قادیان کی دوسری تکذیب انہیں کے قلم سے	۹۴
	شرائط پر ایک سرسری نظر	۹۵
۸......	جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا دلچسپ نظارہ (علماء دیوبند کی فتح)	۹۹
	جماعت قادیان، علماء دیوبند کی فتح عظیم کو نہیں رلاسکی	۱۰۱
	فتح وشکست کے معنی کس نے بدلے	۱۰۳
	جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات	۱۰۴

	علماء دیوبند کی فتح پر فتح	۱۰۷
	جدید اصطلاحات	۱۳۷
	اصل مطالبات	۱۳۹
۹......	مرزائیت کا بیخ وبن سے استیصال (جماعت کے دعوہائے مناظرہ ومباہلہ کا خاتمہ)	۱۴۱
	اشتہار نمبر۱۱ کے جواب میں بے سود ژاژ خائی	۱۴۲
	اشتہار نمبر۱۰ کا جواب نہ دے سکنے سے کیا نتائج حاصل ہوئے؟	۱۴۵
	نتیجہ نمبر اوّل	۱۴۵
	نتیجہ نمبر دوم	۱۴۶
	نتیجہ نمبر سوم	۱۴۷
	نتیجہ نمبر چہارم	۱۴۸
	اشتہار نمبر۱۱ کے جواب میں جماعت قادیان کی بیہودہ سرائی	۱۴۸
	امر اوّل	۱۴۸
	امر دوم......مفہوم مباہلہ	۱۵۴
	امر سوم آثار مباہلہ	۱۶۳
	امر چہارم	۱۶۸
	قادیانی شکست تام پر رجسٹری الفضل کے مضمون ۲۹؍مارچ ۱۹۲۰ء سے	۱۷۱
	قادیانی شکست پر دوسری رجسٹری	۱۷۲
	اصلی مطالبات	۱۷۳
	مطالبہ اوّل توضیح مفہوم مباہلہ	۱۷۳
	مطالبہ دوم تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت	۱۷۵
	مطالبہ سوم ظہور آثار مباہلہ	۱۷۶
۱۰......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا (حصہ اوّل)	۱۷۷
	مرزاغلام احمد قادیانی بموجب اپنے الہاموں کے اکیسواں جھوٹا نبی تھا	۱۷۸

	مرزاغلام احمد قادیانی اوراس کے عقیدے	۱۸۴
	مرزاغلام احمد کا اس امت کے جھوٹے نبیوں سے درجہ میں کم ہونے کا ثبوت	۱۸۹
	ایک سوروپیہ انعام	۱۹۳
	مرزائیوں کا حقہ پانی بند	۱۹۳
۱۱......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج ازاسلام ہونا (حصہ دوم)	۱۹۵
	مرزاغلام احمد قادیانی بموجب اپنے الہاموں کے جہنم میں پڑ گیا	۱۹۶
	مرزاغلام احمد قادیانی اوراس کے عقیدے	۱۹۶
۱۲......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج ازاسلام ہونا (حصہ سوم)	۲۰۳
	مرزاغلام احمد قادیانی نے تسلیم کرلیا کہ واقعی وہ کذاب تھا	۲۰۴
۱۳......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج ازاسلام ہونا (حصہ چہارم)	۲۰۹
	قرآن مجید سے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا ثبوت اور مرزائی عقائد کا قلع قمع	۲۱۰
۱۴......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج ازاسلام ہونا (حصہ پنجم)	۲۲۱
۱۵......	مرزاغلام احمد قادیانی کا خارج ازاسلام ہونا (حصہ ششم)	۲۲۵
	خاتم نبوت کی پہچان اور مرزائیوں کی بول گئی گکڑوں کوں	۲۲۶
۱۶......	حضرت مسیح کا صلیب پر نہ چڑھنا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان قدیم عیسائیوں کی کتابوں سے	۲۳۹
	حضرت مسیح کا صلیب نہ دیا جانا	۲۴۰
	برنباس کی انجیل کی شہادت	۲۴۰
	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان	۲۴۱
	حضرت مسیح کی بجائے شمعون بیگاری کے صلیب پر چڑھائے جانے کی شہادت	۲۴۳
	ایک سوروپیہ انعام	۲۴۴
۱۷......	عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ	۲۴۵
	حضرت مسیح کے صلیب دیا جانے کے متعلق مختلف مذاہب کا مختلف عقیدہ ہے	۲۴۶
	شمعون قرینی کا بیگاری پکڑا جانا	۲۴۷

	حضرت مسیح میں اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کی طاقت تھی	۲۴۸
	سپاہیوں نے عوام الناس کو دھوکا دیا	۲۴۹
	مزید ثبوت	۲۵۱
	شمعون کی لاش قبر میں رکھی گئی	۲۵۲
	فرشتوں نے لاش کو قبر میں سے گم کردیا	۲۵۲
	عورتوں نے لاش کو قبر میں نہ پایا	۲۵۳
	فرشتے نے کہا کہ حضرت مسیح مرا نہیں بلکہ زندہ ہے	۲۵۴
	حضرت مسیح نے اپنے تئیں دکھانا شروع کیا	۲۵۵
	شروع میں عیسائیوں کا یہی اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوا تھا	۲۶۵
	بعض کا اعتقاد تھا کہ کوئی اور شخص صلیب دیا گیا تھا	۲۶۵
	حضرت مسیح پاس کھڑا ہوا اپنے صلیب دہندوں پر ہنستا تھا	۲۶۵
	برنباس اپنی انجیل میں لکھتا ہے کہ حضرت مسیح کا شاگرد یہوداہ صلیب دیا گیا تھا	۲۶۶
	برنباس کی حضرت مسیح سے گفتگو	۲۶۶
	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان	۲۶۷
	حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھنے کے متعلق قرآن مجید کا فرمان	۲۶۷
۱۸......	علامات قیامت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۱)	۲۷۱
۱۹......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۳)	۲۷۷
	مدعیان مسیحیت ومہدویت کی حالت	۲۸۲
	محمدی بیگم والی پیش گوئی	۲۸۳
۲۰......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۴)	۲۸۵
	لفظ خاتم کے معنی	۲۸۹
	اقوال بزرگان	۲۹۰
۲۱......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۵)	۲۹۵
	ختم نبوت کا ثبوت مرزا قادیانی کے اقوال سے	۲۹۹

	صداقت مرزا قادیانی	۳۰۱
۲۲......	ختم نبوت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر ۶)	۳۰۷
	ختم نبوت از روی احادیث	۳۰۸
	صداقت مرزا قادیانی	۳۱۰
	منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی جھوٹی ہونے پر ایک نہایت زبردست شہادت	۳۱۷
	حاشیہ جات	۳۱۹
۲۳......	فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی، بدیہی صداقت کا اظہار اور ہزار روپیہ کا اشتہار	۳۲۱
۲۴......	دروغ قادیانی منتخب از نشان آسمانی	۳۲۵
۲۵......	قادیانی مسیحیت کے قلعہ پر اسلامی دلائل وبراہین کی فیصلہ کن گولہ باری، ایک محقق اور راسخ العقیدہ مسلمان اور مرزا قادیانی کے درمیان حیات وممات مسیح علیہ السلام پر (خیالی) مکالمہ	۳۳۳
	مرزا جی کے مراق پر اس کی اپنی کتابوں سے مہر تصدیق	۳۴۷
۲۶......	کھلی چٹھی	۳۴۹
	ہمارا جوابی چیلنج ۵۰۰۰ روپیہ انعام کا اعلان	۳۵۳
۲۷......	تکذیب قادیانی از نشان آسمانی	۳۵۵
۲۸......	مرزائی مناظرہ کا بدیہی فیصلہ	۳۶۳
	اہل حق کو بشارت	۳۶۴
	مرزائی مناظرہ کا بدیہی فیصلہ	۳۶۵
۲۹......	حیات وممات مسیح علیہ السلام	۳۶۹
	صلائے عام	۳۷۰
	دعوت الی الحق	۳۷۰
	حیات وممات مسیح علیہ السلام	۳۷۰
	قانون فطرت	۳۷۱
	قرآن مجید میں قانون فطرت	۳۷۳
	جناب مسیح اور واقعہ صلیب	۳۷۵

	حیات مسیح قرآن سے ثابت ہے	۳۷۶
	جناب مسیح کا کریکٹر	۳۷۸
	جناب مسیح کا رفع آسمانی	۳۷۹
	روح کی حقیقت	۳۸۱
	کیا مرزا قادیانی مثیل مسیح تھے؟	۳۸۳
	انبیاء کی ضرورت اور ان کی آمد	۳۸۶
۳۰......	دافع اوہام (یعنی سرمۂ چشم قادیانی)	۳۹۱
	پانچ سو روپیہ نقد انعام	۳۹۲
	دیباچہ	۳۹۳
	دافع اوہام یعنی سرمہ چشم قادیانی (حصہ اوّل)	۳۹۵
	مامور من اللہ کی ضرورت اور آمد	۳۹۸
	مرزا قادیانی کا کریکٹر اور عقائد	۴۰۱
	مرزا قادیانی اور فرشتوں کا وجود	۴۱۳
	مرزا قادیانی کے الہام کی حقیقت	۴۱۷
	قابل توجہ	۴۲۱
۳۱......	بم کا گولہ، قادیانی کذاب کے گیارہ سفید جھوٹ	۴۲۳
۳۲......	مختصر سوانح وعقائد باطلہ وفاسدہ مرزا قادیانی	۴۳۱
	مرزا کے عقائد باطلہ ودعاوی ناقصہ	۴۳۴
	مرزا کے یسوع مسیح کی نسبت باطل عقائد	۴۳۶
۳۳......	مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ	۴۳۷
۳۴......	نور الحسن قادیانی کی کھلی چٹھی کا جواب	۴۴۵
۳۵......	دیندار بے نقاب	۴۵۱
	دیندار انجمن؟	۴۵۷
	چن بسویشور اور قادیانیت	۴۶۲
۳۶......	دیندار انجمن کی منافقانہ چال	۴۸۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد ﷲ وکفی وسلام علےٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء. اما بعد!

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلد نمبر۱۳ پیش خدمت ہے۔اس جلد میں کل ۳۶ رسائل موجود ہیں۔

ا تا۹ ...... کے حوالہ سے سب سے پہلے تو ذیل کا یہ اشتہار ملاحظہ فرمائیں جو کچھ عرصہ قبل پاکستان کے دینی جرائد میں شائع ہوا۔

۱۹۱۸ء کے آخر میں قادیانی اخبار الفضل قادیان کے ایڈیٹر نے مرزا محمود قادیانی گرو کے ایماء پر دارالعلوم دیوبند کی قیادت کو مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا محمد احمد نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور صدر المدرسین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کے مدرس حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیلنج کو قبول کرنے کا تحریری طور پر جواب دیا۔

۲۵؍دسمبر ۱۹۱۸ء سے ۱۲؍جنوری ۱۹۲۱ء تک قریباً دو سال قادیان کے مرزا محمود اور دارالعلوم دیوبند کے علماء کرام کی طرف سے ایک دوسرے کے مقابل اشتہار شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ اس عرصہ میں دارالعلوم دیوبند کے اکابر کی طرف سے بارہ اشتہار شائع ہوئے۔جن کی فہرست ذیل میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

عرصہ سے خیال تھا کہ ان جملہ اشتہارات پر مشتمل رسائل مل جائیں تو ان کو یکجا کر کے ’’احتساب قادیانیت‘‘ یا اب ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ میں شائع کر دیا جائے۔ یہ ایک یادگار، تاریخی سرمایہ اور سنہری دستاویز ہے۔مگر ملتان دفتر ختم نبوت کی لائبریری میں صرف ایک آخری اشتہار تھا۔ باقی گیارہ اشتہار نہ تھے۔اب کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے استاذ

ونائب ناظم اور مرکز التراث الاسلامی دیوبند کے سرپرست حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی بھرپور توجہ وکرم فرمائی سے ان اشتہارات میں سے آٹھ اشتہار ہمیں مہیا ہوگئے ہیں۔ لیکن اب بھی تین اشتہار نمبر ۷، ۹، ۱۱ میسر نہیں آئے۔ اگر اسلامیان وطن میں سے کسی کے پاس یہ اشتہار ہوں اور وہ ہمیں دستیاب ہوجائیں تو یہ علمی، تاریخی، معلوماتی، سنہری دستاویز شائع ہوجائے گی۔ کیا اصحاب درد، اصحاب علم ان رسائل کے مہیا کرنے میں ہماری مدد کریں گے؟ اللہ رب العزت توفیق بخشیں۔ **وما ذالک علیٰ اللہ بعزیز!** وہ فہرست یہ ہے:

فہرست اشتہارات

اشتہار نمبر	نام اشتہار	مؤرخہ
۱	کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کرے گی	۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۱۸ء
۲	علماء دیوبند مرزامحمود اور قادیان کی مرکزی جماعت سے مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے واسطے ہم ہروقت تیار ہیں	۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۱۹ء
۳	مرزامحمود کا مستمر سکوت (الفضل قادیان کا مناظرہ سے اغماض اور جوش مباہلہ میں سکوت کے آثار)	۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۱۹ء
۴	ایڈیٹر الفضل قادیان کی مستبدانہ روش میں حیرت انگیز انقلاب اور مقتدی کا سہو امام کے ذمہ	۷ جمادی الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۱۹ء
۵	شرائط مباہلہ کے پردہ میں مباہلہ سے پہلوتہی	۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۱۹ء
۶	جماعت قادیان کا مناظرہ ومباہلہ سے انکار	۲۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء
۸	جماعت قادیانی کی بے انتہاء دیدہ دلیری وجسارت	۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۱۹ء
۱۰	جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا دلچسپ نظارہ (علماء دیوبند کی فتح)	۳ ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء
۱۲	مرزائیت کا بیخ وبن سے استیصال (جماعت کے دعوائے مناظرہ ومباہلہ کا خاتمہ)	۲ جمادی الاوّل ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۲۱ء

جیسا کہ آپ حضرات نے اس اشتہار میں ملاحظہ فرمایا کہ کل ۱۲ رسائل میں سے ۹ رسائل ہمارے پاس اب موجود ہیں۔ درج ذیل تین نہ تھے۔

۷　جماعت قادیان مباہلہ بلاشرط کے لئے آمادہ ہو جائیں: اس اشتہار کی مطبوعہ تاریخ کے بارے میں اشتہار نمبر ۸ کے پہلے صفحہ کی دوسری سطر پر لکھا ہے کہ: ’’اشتہار نمبر ۷ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۱۹ء کو شائع ہوا‘‘

۹　اس کی تاریخ یا عنوان کا ذکر نہیں ملا۔

۱۱　جماعت قادیان کی نجات کا مختصر راستہ:

اس مندرجہ بالا اشتہار کے پاکستان کے دینی جرائد میں شائع ہونے کے باوجود بھی یہ تین رسائل دستیاب نہ ہو سکے۔ تین چار ماہ انتظار کیا۔ ان بارہ رسائل میں سے جو نو رسائل ہمارے پاس موجود تھے وہ کمپوز کرا لئے، پروف پڑھ لئے، مگر روکے رکھا کہ شاید مطلوبہ تین اشتہار مل جائیں تو ایک ساتھ بارہ کے بارہ شائع کرنے کی سبیل بن جائے۔ ان تین رسائل کے حصول کے لئے فقیر نے دو درجن سے زائد لائبریریوں کا وزٹ کیا۔ مبلغین حضرات نے جو لائبریریاں ملاحظہ کیں، وہ اس کے علاوہ ہیں۔ اس جدوجہد میں پچاس سے ایک سو کے قریب ایسی کتب و رسائل مل گئے جو پہلے سے ہمارے پاس نہ تھے۔ بلاشبہ یہ بڑی پیش رفت ہے۔ لیکن وہ مطلوبہ رسائل نہ مل پائے تو اب مزید ان کو روکے رکھنے کی بجائے اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔ مطلوبہ رسائل جب مل گئے تو وہ اگلی جلدوں میں آجائیں گے۔

آج تک تو کبھی ایسے نہیں ہوا کہ کسی رسالہ کی کوشش کی ہو اور نہ ملا ہو۔ اب بھی اللہ رب العزت کی رحمت سے یہی امید ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم، جود و احسان سے ہماری امید کی جھولی کو ضرور پر کریں گے۔ ان شاء اللہ! اس داتا کے خزانہ میں کیا کمی ہے۔ سردست اس جلد میں یہ نو رسالے آپ ملاحظہ کریں گے۔

۱۰ تا ۱۵......　مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج اسلام ہونا: اس نام کے ۱۹۲۲ء میں حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور نے چھ حصے تحریر کئے۔

حصہ اوّل میں بیس جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات لکھ کر ایک مرزا قادیانی کے رؤیا کی روشنی میں اس کو اکیسواں جھوٹا ثابت کیا اور پھر قادیانی کفریہ عقائد پر بحث کر کے اس کو کذاب و کافر ثابت کیا۔ دوسرے حصہ میں قادیانی بیس عبارتوں سے ملعون قادیان کو

کذاب ثابت کیا ہے۔ تیسرے حصہ میں چھ قادیانی عبارتوں سے ملعون قادیان کو کذاب ثابت کیا ہے۔ چوتھا حصہ حیات مسیح علیہ السلام کے مباحثہ پر مشتمل ہے۔ پانچویں حصہ میں کفریات مرزا پر بحث ہے۔ حصہ ششم میں علامات قیامت پر بحث ہے۔

۱۶...... حضرت مسیح کا صلیب پر نہ چڑھنا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان قدیم عیسائیوں کی کتابوں سے: رسالہ کے نام سے مضمون واضح ہے۔ یہ رسالہ بھی حاجی عبدالواحد لاہوری کا مرتب کردہ ہے۔

۱۷...... عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ: حاجی عبدالواحد صاحب کا مرتب کردہ ہے۔ ستار پریس دہلی سے چھپا۔ حاجی عبدالواحد صاحب کا ستار پریس لوہاری گیٹ پیر شیرازی چوک متی لاہور میں تھا۔ اس کی دوسری شاخ مسجد فتح پوری شرقی دروازہ دہلی کے پاس تھی۔ اس رسالہ کا ۴؍ستمبر ۱۹۲۱ء سن طباعت ہے۔ مکمل ایک صدی بعد اسے شائع کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔

۱۸...... علامات قیامت (سلسلہ ٹریکٹ نمبر۱): کوچہ رحمان مسجد ایک برج والی بازار بلیماران دہلی میں ایک انجمن سیف الاسلام قائم کی گئی۔ وہ ماہ وار پمفلٹ شائع کرتے تھے۔ یہ ان کا پہلا پمفلٹ جو ۱۵؍رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۲؍جنوری ۱۹۳۳ء میں اورینٹل پرنٹنگ ورکس کوچہ میر عاشق دہلی سے شائع ہوا۔

۱۹...... ختم نبوت: انجمن سیف الاسلام دہلی کا ٹریکٹ نمبر۳ جو ۲۰؍محرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶؍مئی ۱۹۳۳ء کو ادریس المطابع دہلی سے چھپا۔

۲۰...... ختم نبوت: انجمن سیف الاسلام دہلی کا ٹریکٹ نمبر۴۔

۲۱...... ختم نبوت: انجمن سیف الاسلام دہلی کا ٹریکٹ نمبر۵۔

۲۲...... ختم نبوت: انجمن سیف الاسلام دہلی کا ٹریکٹ نمبر۶۔

۲۳...... فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی، بدیہی صداقت کا اظہار اور ہزار روپیہ کا اشتہار: حضرت مونگیروی کے رسالہ ’’فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی‘‘ کے جواب کے لئے قادیانیوں کو کہا گیا ہے۔ جناب ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگہ کا مرتب کردہ ہے۔ تاریخ اشاعت درج نہیں۔ دہلی پرنٹنگ پریس دہلی سے شائع ہوا۔

۲۴...... دروغ قادیانی منتخب از نشان آسمانی: مخدومنا ومخدوم العلماء حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری نے ملعون قادیان کے خلاف ایک کتاب ’’فیصلہ آسمانی‘‘ تحریر فرمائی۔ اس کے خلاف ’’نشان آسمانی‘‘ نامی اشتہار مونگیر کے علاقہ کے کسی قادیانی نے لکھا۔ اس کا حضرت مونگیریؒ کے مسترشد ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگوی نے جواب ’’دروغ قادیانی منتخب از نشان آسمانی‘‘ کے نام سے تحریر فرمایا۔ سن اشاعت درج نہیں۔ الپنچ پریس بانگی پور سے شائع ہوا۔

۲۵...... قادیانی مسیحیت کے قلعہ پر اسلامی دلائل وبراہین کی فیصلہ کن گولہ باری، ایک محقق اور راسخ العقیدہ مسلمان اور مرزا قادیانی کے درمیان حیات وممات مسیح علیہ السلام پر (خیالی) مکالمہ: حضرت مولانا ابوعبیدہ نظام الدین بی.اے کوہاٹی مرحوم (پیدائش:۱۸۹۶ء، وفات:۵؍جولائی ۱۹۸۵ء) کے رسائل وکتب ہم احتساب قادیانیت جلد۱۴ میں شائع کر چکے ہیں۔ اب مزید دو رسائل ملے۔ پہلا رسالہ یہی ہے جو پیش خدمت ہے۔

۲۶...... کھلی چٹھی: از ابوعبیدہ نظام الدین بی.اے کوہاٹی مبلغ اسلام، قادیانی سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن کے نام۔ سیٹھ جی کا اکیس ہزاری انعامی اعلان یا رادھو کا ۲۱من تیل سے مشروط ناچ۔ مبلغ اسلام کا جوابی چیلنج پانچ ہزار روپے انعامی اعلان۔ شرط صرف یہ کہ قادیانی جماعت ثالث کے فیصلہ پر قبول حق کا عہد کرے۔

مندرجہ بالا عبارت مکمل صفحہ ٹائٹل پر لکھی ہوئی ہے جو ہم نے نقل کر دی۔

حسن اتفاق! اس جلد کا رسالہ نمبر۲۵ قادیانی مسیحیت کے قلعہ پر اسلامی دلائل وبراہین کی فیصلہ کن گولہ باری...... الخ! چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت میں اس کی پروف ریڈنگ کی۔ شام کو سفر کیا۔ ۸/۹ گھنٹے کا سفر کر کے رات گئے کوہاٹ حاضری ہوئی۔ کھانا کھایا، نماز پڑھی، سو گئے۔ مدرسہ حقانیہ سراجیہ پنڈی روڈ کوہاٹ، مؤرخہ ۱۰؍دسمبر ۲۰۲۰ء صبح فجر پڑھ کر رسالہ ہذا ’’کھلی چٹھی‘‘ کی پروف ریڈنگ کے لئے جب اسے ہاتھ میں لیا تو رواں رواں مارے خوشی کے جھوم جھوم اٹھا کہ عجیب اتفاق بلکہ حسن اتفاق کہ مصنف نے یہ رسالہ جس شہر (کوہاٹ) میں آج سے صدی، پون صدی پہلے لکھا اس کی اشاعت ثانی (در محاسبہ قادیانیت) کے لئے پروف

ریڈنگ بھی اسی شہر (کوہاٹ) میں ہوئی۔ ان بیسیوں اتفاقات کو دیکھ کر توقع تو یہ ہے کہ یہ کام عنداللہ مقبول ہے اور اس کے صدقے میں نجات کی بھی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم سخی داتا ہے۔ ایسے ہی فرمادے تو اس کی ذات کے سامنے کوئی مشکل نہیں۔ **وما ذالک علی اللہ بعزیز!**

انجمن اشاعت اسلام پشاور نے یہ رسالہ شائع کیا اور پشاور یوسفی پرنٹنگ پریس سے شائع ہوا۔

۲۷...... تکذیب قادیانی از نشان آسمانی: یہ رسالہ مولانا محمد ابوالحسن دربھنگوی کا مرتب کردہ ہے۔ فیصلہ آسمانی حضرت مونگیروی نے لکھا۔ اس کے خلاف قادیانیوں نے نشان آسمانی شائع کیا۔ اس کے رد میں خانقاہ مونگیر شریف کے حضرات نے رسائل لکھے۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے۔ سن اشاعت اور پریس وغیرہ کا نام درج نہیں۔

۲۸...... مرزائی مناظرہ کا بدیہی فیصلہ: مونگیر میں مولانا عبدالوہاب فاضل بہاری اور عبدالماجد قادیانی کے درمیان مناظرہ طے پایا۔ اس پر مولانا ابوالحسن عبدالاحد دربھنگوی نے یہ تحریر شائع کرنے کے لئے تحریر کی۔ جب مرزا قادیانی کے خود اقرار موجود ہیں کہ اگر یہ نہ ہوا یا میں نے نہ کیا تو میں جھوٹا ہوں۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے عبدالماجد قادیانی ملعون قادیان کو کیسے مسیح موعود ثابت کر سکتا ہے۔ جب کہ موضوع مناظرہ ہی مرزا قادیانی کا مسیح ہونا مرزائی مناظر نے ثابت کرنا ہے۔ یہ مختصر تحریر اشاعت کے لئے پریس روانہ کی۔ لیکن تاخیر سے شائع ہوئی۔ پھر بھی انہوں نے خلق میں اسے تقسیم کیا۔ اس کی ابتداء میں ''اہل حق کو بشارت'' کے نام سے دو صفحوں پر قادیانیت کے خلاف شائع شدہ بارہ کتابوں کا تعارف شامل ہے اور پھر ''مرزائی مناظرہ کا بدیہی فیصلہ'' یہ تحریر ۱۹۱۱ء کی ہے۔ رسالہ نعمانی پریس بانکی پورہ سے شائع ہوا۔

۲۹...... حیات وممات مسیح علیہ السلام: پنڈت پرشوتم دیوست دھاری مطبع آگرہ اخبار آگرہ سے شائع کیا۔ اوشدھالیہ اٹاوہ یو۔ پی سے ان کی کتاب ''دین حقیقی'' شائع ہوئی۔ یہ خود بھی ماًمور من اللہ کے مدعی تھے لیکن ان کے رسالہ سے لگتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقائد ونظریات اور قرآن مجید کے متعلق خاصی معلومات رکھتے تھے۔ وہ جانے ان کا دعویٰ ماموریت جانے۔ اس رسالہ میں انہوں نے قادیان کے کذاب کو جس طرح رگیدا ہے وہ دکھانے کے لئے اس

کی اشاعت کی ہے۔ اللہ رب العزت معاف فرمائیں کہ اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ ایک جگہ چند سطریں حذف بھی کیں۔ آپ بھی کھلی آنکھوں سے اسے پڑھیں گے تو احتساب قادیانیت کی جدوجہد میں یہ کردار بھی آپ کے سامنے آجائے گا۔

رسالہ ناقص ملا۔ صفحہ نمبر۳۵ کے بعد۲ صفحات ندارد ہیں۔

۳۰...... دافع اوہام (یعنی سرمۂ چشم قادیانی): یہ رسالہ بھی پنڈت پرشوتم اٹاوہ کا مرتب کردہ ہے۔ آپ ہندو مذہبی رہنما تھے۔ مرزا قادیانی نے مسیح، مہدی، نبی، رسول کے ساتھ اوتار کرشن کلنکی اوتار کا بھی دعویٰ کیا اور ہندوؤں کے خلاف سرمۂ چشم آریہ اور آریہ دھرم کتابیں لکھیں۔ پنڈت پرشوتم نے ''دیوست دھاری'' مامور من اللہ کا دعویٰ کر دیا اور دلیل یہ دی کہ اگر مسلمانوں میں کلنکی اوتار اور کرشن اوتار کا مرزا قادیانی دعویٰ کر سکتے ہیں تو میں ہندو ہو کر مامور من اللہ کا دعویٰ کیوں نہیں کر سکتا؟ افسوس کا باعث اور مسلمانوں کے لئے دوہرے غم کا سبب یہی تھا کہ ملعون قادیان جو الٹے پلٹے دعاوی میں جن مذاہب مثلاً مسیحوں یا ہندوؤں کے خلاف بدزبانی کرتا، اس کے جواب میں ان مذاہب کے لوگ گالیاں اسلام کو دیتے۔ ہندوستان میں ملعون قادیان کے دعویٰ ملعونہ کے بعد جو اسلام کو گالیاں غیرمذاہب نے دیں، ان سب کا سبب یہ ملعون قادیان تھا۔ لیکن پنڈت پرشوتم ہندو ہونے کے باوجود اس نے اپنے ان رسائل میں اسلام کو گالیاں دینے کی بجائے ملعون قادیان کو ڈانگ کی نوک پر رکھا۔ اپنے ہندو عقائد یا اپنے دعاوی کے دلائل کی بجائے چند جگہ اشارے کئے جسے ہم نے سنسر کر دیا۔ بعض ناگزیر رہنے بھی دیئے۔ ورنہ سباق کے بغیر سیاق کو سمجھنا مشکل ہو جاتا۔ ''دافع اوہام'' اس رسالہ کے ٹائٹل پر حصہ اوّل لکھا ہے۔ دوسرا حصہ شائع ہوا اور ہمیں دستیاب نہیں ہوا یا سرے سے چھپا ہی نہیں۔ پہلی بات کہ ہمیں دستیاب نہیں ہوا۔ یقینی ہے اور دوسری ظنی رد قادیانیت کے خلاف جس نے قلم اٹھایا جو ہمیں میسر آیا مسلم غیرمسلم کا ہم نے اسے جمع کرنے میں سعی کی کہ یہ چیز بھی تاریخی ورثہ ہیں۔ ہاں! 'کلیات آریہ'' سے ''تکذیب براہین احمدیہ'' وغیرہ وہ ایسی طرز پر ہیں کہ مرزا کے رد میں انہوں نے اسلام کا رد کیا۔ اس لئے کہ یہ ملعون قادیان خود کو اسلام کا

نمائندہ کہتا تھا۔ بہت ساری اس طرز کی کتب کو شائع کرنے سے گریز اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے ضروری تھا۔ ہندوؤں میں سے پنڈت پرشوتم کے پہلے یہ دو رسالے ہیں جو ہم شائع کر رہے ہیں۔ اس سے قبل مسیحی حضرات کے بھی بعض رسائل شائع کئے۔ دونوں جگہ سنسر سے بھی کام لیا۔ اس کے باوجود کوئی قابل اعتراض چیز رہ گئی تو وہ ہماری دانست کا قصور ہے۔ توقع ہے کہ باری تعالیٰ سہو وخطاء کو ضرور معاف فرمائیں گے۔ اس لئے کہ وہ علیم بالذات الصدور ہیں اور ہم اس پر اللہ رب العزت کے علم کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے یہ عمداً نہیں کیا۔ غیر دانستہ طور پر بھی اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ یہ رسالہ ۱۹۲۴ء کا شائع شدہ ہے۔ یعنی ۲۰۲۰ء میں اس کے ایڈیشن اوّل پر چھیانوے برس گزر چکے ہیں۔

۳۱...... <u>بم کا گولہ، قادیانی کذاب کے گیارہ سفید جھوٹ</u>: مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروری خطیب امرتسر مسجد شیخ بڈھا نے مجددی پریس امرتسر سے چھپوا کر شائع کیا۔ سن اشاعت درج نہیں۔

۳۲...... <u>مختصر سوانح وعقائد باطلہ وفاسدہ مرزا قادیانی</u>: مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروری خطیب جامع مسجد شیخ بڈھا امرتسر نے الیکٹرک پریس امرتسر ہال بازار سے چھپوا کر شائع کیا۔ تاریخ اشاعت درج نہیں۔ تاہم دونوں رسائل پاکستان بننے سے قبل کے ہیں۔ گویا ایک صدی قبل کے رسائل کی اشاعت۔ زہے مقدر!

۳۳...... حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کے رسائل درباره ردقادیانیت ہم احتساب قادیانیت کی جلد۱۰ میں شائع کر چکے ہیں۔ اب آپ کی اپنی لائبریری جو دارالعلوم دیوبند میں موجود ہے، اس سے درج ذیل دو رسائل حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے بھجوا کر احسان فرمایا ہے۔ ان کے شکریہ کے ساتھ پہلے رسالہ کو ایک سو دس سال بعد ہم دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ رسالہ کا نام ’’<u>مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ</u>‘‘ ہے۔ یہ اخلاقی پریس بانکی پور محلہ رمنہ سے شائع ہوا۔

۳۴...... اسی طرح دوسرا رسالہ ’’<u>نورالحسن قادیانی کی کھلی چٹھی کا جواب</u>‘‘ کے نام سے ہمارے مخدوم گرامی حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری نے تحریر فرمایا۔ ایک سو پانچ سال بعد دوبارہ اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۳۵...... جناب زاہد صدیقی صاحب پہلے حیدرآباد اور تقسیم کے بعد کراچی میں رہے۔ آپ دیندار انجمن کے مبلغ تھے اور بڑی سرگرمی کے ساتھ صدیق دیندار چن بسویشور کا پرچارک کرتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد مظفرآباد آزاد کشمیر میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں جناب ماہرالقادری مدعو تھے۔ وہاں کراچی انجمن دیندار کے نفس امّارہ سعید بن وحید بھی مدعو تھے۔ مؤخرالذکر نے تقریر میں انجمن دیندار کے نظریات کا پرچارک کیا۔ اس پر جناب مولانا ماہرالقادری نے بروقت گرفت کی۔ جناب زاہد صدیقی اس موقعہ پر چشم دید شاہد تھے۔ حق تعالیٰ نے یاوری کی کراچی جاکر صدیقی صاحب مولانا ماہرالقادری سے ملے اور پھر حق تعالیٰ کے کرم سے آگے چل کر دیندار انجمن کے عقائد ملعونہ سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا۔ اپنے قبول اسلام پر ایک مضمون لکھا جو فاران کراچی میں شائع ہوا۔ اس پر جناب ماہرالقادری نے تفصیلی نوٹ لکھا اور ان کے وقیع نوٹ کے ساتھ یہ مضمون ''فاران'' فروری ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔

بعد میں یہی مضمون اسلامک بک سنٹر مسجد چوک حیدرآباد دکن نمبر۲ آندھرا پردیش سے رسالہ کی شکل میں شائع ہوا۔ اس پر ناشر نے یہ نوٹ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

جناب زاہد صدیقی صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''بے نقاب'' دیندار انجمن کے تعلق سے ماہنامہ ''فاران'' میں مدیر فاران کے نوٹ کے ساتھ شائع ہوا۔ مضمون کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ہم اس کو اس پمفلٹ میں شائع کر رہے ہیں۔ ہر مسلم بھائی سے اس کے مطالعہ کی درخواست کرتے ہیں۔ فقط!　محمد سردار خاں، جنرل مرچنٹ ہمناباد

چنانچہ ''فاران'' میں شائع شدہ اس مضمون کو فائن آرٹ لیتھو اینڈ آفسٹ ورکس پریس حیدرآباد دکن سے شائع کیا گیا اور اس مضمون پر مشتمل رسالہ کا نام ''دیندار بے نقاب'' رکھا گیا۔ اس کے کل ۵۶ صفحات تھے جواب کمپیوٹر پر کم ہو گئے ہیں۔ یہ رسالہ ہمیں شاہی کتب

خانہ دیوبند کی محفوظات نمبر۱۳۱ سے حضرت مولانا شاہ عالم گورکھ پوری کے ذریعہ موصول ہوا جسے ہم محاسبہ قادیانیت کی ج ۱۳ میں شامل کررہے ہیں۔ فاران میں مضمون کے شائع ہونے کا سن وماہ اور پھر رسالہ کی شکل میں اشاعت کے سن وماہ پر ہم اطلاع نہ پاسکے۔ تاہم ۱۹۶۰ء کی دہائی بات ہوگی۔ مولانا شاہ عالم صاحب کی نوازش کریمانہ کا شکریہ کہ ایک قیمتی دستاویز دوبارہ شائع ہوگئی۔ محاسبہ قادیانیت میں اس کی اشاعت کا باعث یہی ہے کہ دیندار انجمن ملعون قادیان کی ذریۃ البغایا ہے اور بس!

۳۶...... جناب زاہد صدیقی کا دوسرا رسالہ جس کا نام ''دیندار انجمن کی منافقانہ چال'' ہے۔ تحریر کیا جو پیش خدمت ہے۔

۱......	مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی	کے	۹	رسائل
۲......	حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور	کے	۸	رسائل
۳......	انجمن سیف الاسلام دہلی	کے	۵	رسائل
۴......	ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگہ	کے	۲	رسائل
۵......	ابوعبیدہ نظام الدین بی۔اے	کے	۲	رسائل
۶......	مولانا ابوالحسن دربھنگوی	کے	۲	رسائل
۷......	پنڈت پرشوتم دیوست دھاری	کے	۲	رسائل
۸......	مولانا محمد داؤد پسروری	کے	۲	رسائل
۹......	مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری	کے	۲	رسائل
۱۰......	جناب زاہد صدیقی	کے	۲	رسائل
	گویا دس حضرات کے	کل	۳۶	رسائل

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا ملتان

۲۵؍جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ، ۸؍فروری ۲۰۲۱ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے

مباہلہ

کرے گی

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار الفضل قادیان مطبوعہ ۱۰/ستمبر ۱۹۱۸ء (نمبر۲۱ ج۶) میں ایک مضمون چھپا۔ پھر اسے عبدالواحد خان بازار چھاؤنی میرٹھ نے اشتہار کی صورت میں چھپوا کر شائع کیا۔ جس کی سرخی یہ ہے:

’’کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے‘‘

ابتداء اس کی یوں ہوئی کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ان مخالفین معاندین سے جنہوں نے دارالعلوم کے متعلق اخبارات میں غلط خبریں شائع کر کے اور بہتان لگا کر اسے بدنام کرنا چاہا تھا۔ فیصلہ حق وباطل کی صورتیں لکھتے ہوئے آخر میں لکھا تھا کہ یہ بھی نہ ہوسکے تو فیصلہ کی صورت مباہلہ ہے۔

اس پر قادیانی جماعت کی طرف سے اخبار الفضل میں یہ آواز بلند ہوئی کہ علماء دیوبند ہمارے ساتھ مباہلہ کر کے کیوں ان باتوں کا تصفیہ نہیں کر لیتے۔ جس کی وجہ سے ہم ان کو اور وہ ہم کو مسلمان نہیں سمجھتے۔

اس کے بعد جیسے کہ مرزائی جماعت کی عادت ہے۔ اپنا یقین بھی ظاہر کر دیا کہ علماء دیوبند مباہلہ کے لئے تیار ہوگئے اور انواع واقسام کے حیلوں سے مباہلہ کو ٹالیں گے۔

علماء دیوبند اپنے مفہوم کے لحاظ سے ان تمام علماء کو شامل ہیں۔ جن کا ہندوستان کے واحد مرکز دارالعلوم سے تعلق ہے اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علماء دیوبند کے مقتدر افراد سے کئی بار مرزائی جماعت کو مناظرہ کی نوبت آچکی ہے اور علماء دہلی کے مقتدر علماء مثل مولانا کفایت اللہ صاحب ومولانا محمد ابراہیم صاحب وغیرہ مرزائی جماعت سے مباہلہ کرنے اور حق وباطل کے تصفیہ کے لئے آج سے دو سال قبل آمادگی ظاہر کر چکے ہیں اور اپنے مدلّل ومضبوط اعلان کے ذریعہ سے ان کو اعلان دے چکے۔ جس کا جواب باوجودیکہ اعلان رجسٹری کرا کر بھیجے گئے تھے۔ اس وقت تک کچھ نہیں دیا گیا۔ پھر طرّہ یہ کہ الفضل اور عبدالواحد خان

اپنے اس اعلان مباہلہ میں علماء دہلی پر خاموشی کا الٹا الزام لگاتے ہیں، تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت الفضل وغیرہ نے علماء دیوبند کو کس بناء پر مخاطب کیا ہے۔ اگر اس کے مرکز ہونے کی حیثیت سے مخاطب بنایا ہے تو کیا وہ ان علماء دیوبند کے مقتدر افراد سے مناظرہ اور مباہلوں کو طے کر چکے ہیں کہ اب مرکز کو مخاطب بنانے کی جرأت ہوئی ہے۔ ان کو علماء دہلی کے مقابلہ میں مستعدی سے سامنے آنا تھا۔ احقاق حق کے لئے کسی سرزمین کی خصوصیت نہیں ہے۔ علماء دہلی سے جن میں علماء دیوبند کے مقتدر افراد بھی شامل تھے۔ عین مجلس مناظرہ یا مباہلہ میں خاص مرکز سے بھی کسی کی شرکت اغلب تھی۔ فارغ ہوتے اور پھر ضرورت باقی رہتی تو مرکز تک نوبت آتی۔

لیکن جب ایسا نہیں کیا گیا تو واضح ہو کہ علماء دیوبند کی جماعت خواہ مرکز میں ہے یا دوسرے مقامات پر ہر ایک باطل جماعت کے مقابلہ میں ہر طرح سے احقاق حق کے جملہ طریق استعمال کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ و مستعد ہے۔ لیکن مرزائی جماعت سے عموماً اور اخبار الفضل سے خصوصاً یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مضمون جو اخبار الفضل میں مرکزی جماعت کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے، اس کا ذمہ دار اور مباہلہ کی دعوت دینے والا کون ہے۔ آیا مرزائی جماعت کے مرکز کی طرف سے اور مرزا محمود جانشین مرزا قادیانی کی طرف سے یہ اعلان ہے یا صرف الفضل کے ایڈیٹر اور بعض غیر معتد بہ افراد کی طرف سے اور آیا مقصود درحقیقت احقاق حق اور ازہاق باطل ہے یا محض ایک مرکزی جماعت کو خطاب کر کے اور واہی تباہی باتیں چھاپ کر جھوٹا اقتدار اور رسمی شہرت پیدا کرنا ہی مطمح نظر ہے؟

پس ہم اخبار الفضل سے اس امر کو صاف کرنا چاہتے ہیں کہ اگر درحقیقت ان کی غرض حق و باطل کا تصفیہ کرنا اور روز روز کا جھگڑا مٹانا ہے تو مرزائی جماعت کے مرکز سے اس کی ذمہ داری ظاہر کریں اور لکھیں کہ مرزا محمود اور مرزائی جماعت کے مقتدر ارکان جس میں الفضل کا ایڈیٹر بھی ہو، احقاق حق کے جملہ طرق استعمال کرنے کے لئے تیار و آمادہ ہیں۔

مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہئے۔ جس کے بعد اسی کے انداز پر علماء دیوبند کی طرف سے اطمینان بخش جواب بھیجا جائے اور وہ امور لکھے جائیں جن کی اس کارروائی کے لئے ضرورت ہے۔ اگر مرکزی جماعت تیار نہیں ہے اور صرف اخبار الفضل یا ان جیسے بعض افراد تصفیہ کے لئے آمادہ ہوئے ہیں تو اس کو واضح کر کے لکھیں تاکہ علماء دیوبند کے بعض افراد کی طرف سے بھی اسی قسم کی آمادگی کا اظہار ہو۔

میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر درحقیقت تصفیہ کرنا ہے تو پھر کسی بات میں عذر نہ ہونا چاہئے اور طریقہ وہ اختیار کیا جائے جس کا اثر عام ہو اور حق وباطل کا امتیاز باذن اللہ واضح ہو جائے اور یہ روز کی اشتہار بازی جو مرزائی جماعت کی طرف سے ہوتی رہتی ہے بند ہو جائے۔

آخر میں پھر اس کا مکرر اعلان کیا جاتا ہے کہ علماء دیوبند احقاق حق کے جملہ طرق کے لئے آمادہ ہیں۔ مرزائی جماعت کو اگر دعویٰ صداقت ہے تو بے تور یہ سامنے آئے اور مرزا محمود کو آگے بڑھنا چاہئے۔ مباہلہ کے اثر عام ہونے کی غرض سے جس کی ضرورت کا مرزا محمود نے بمقابلہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اعتراف کیا ہے، خود ان کو تیار ہونا چاہئے۔ اس ہمارے اعلان کا جواب کھلے لفظوں میں اقرار یا انکار کے ساتھ صاف دینا چاہئے۔ ادھر ادھر کی باتوں سے کام نہ لیں۔

المرسل: عبدالسمیع انصاری مدرس دارالعلوم دیوبند

۲۰؍ربیع الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵؍دسمبر ۱۹۱۸ء

O …… O …… O …… O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

علماء دیوبند

مرزا محمود اور قادیان کی مرکزی جماعت سے

مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے واسطے ہم ہر وقت تیار ہیں

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک اشتہار مطبوعہ ۱۳/ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۶/جنوری ۱۹۱۹ء ہمارے پاس ۱۷/ربیع الثانی کی شام کو ایڈیٹر الفضل کی طرف سے پہنچا۔ جس کا عنوان یہ تھا: ''امام جماعت احمدیہ علماء دیوبند سے مباہلہ کے کے لئے تیار ہیں۔'' ہماری جس تحریر کا یہ جواب ہے اس کی دو کاپیاں ہم نے علیحدہ علیحدہ مرزامحمود اور ایڈیٹر الفضل کے نام بصیغہ رجسٹری روانہ کیں تھیں۔ جس کے متعلق اس وقت تک خود مرزامحمود نے کسی قسم کے جواب کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ کچھ عجب نہیں کہ علماء دیوبند کی ایسی مستعدی دیکھ لینے کے بعد جو سکوت مرزاصاحب نے مناسب سمجھا۔ اسی کی توجیہہ ایڈیٹر ''الفضل'' نے اس واقعہ کے اعادہ سے کی ہو، جواب سے پورے ایک سال پیشتر خواجہ حسن نظامی کے مقابلہ میں علماء دیوبند کے استطرادی تذکرہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔

آپ یقین کیجئے کہ ۱۹/جنوری ۱۹۱۸ء کے جس اشتہار کی بناء پر مرزامحمود کے تئیں علماء دیوبند سے مباہلہ کرنے پر آمادگی کا ثبوت دے رہے ہیں، اس کی اطلاع بھی ہم کو آج ایک سال کے بعد آپ کے اس اشتہار سے ہورہی ہے اور افسوس ہے کہ جن خوش قسمت لوگوں سے مباہلہ کرنے میں مرزامحمود نے کوئی شرط باقی نہیں رکھی تھی۔ وہاں یہ شرط بھی نہ رہی کہ ان لوگوں کو خاصۃً دعوت مباہلہ باقاعدہ پہنچادی جائے۔ حتیٰ کہ ایڈیٹر ''الفضل'' کو ایک نہایت پیچ دار منطق سے یہ قیاس کرنے کی ضرورت پیش آگئی کہ بلاشبہ وہ دعوت مباہلہ علماء دیوبند کی نظروں سے گزر چکی ہوگی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''اور یہاں تک ہمارا خیال ہے علماء دیوبند بھی اس دعوت سے ناواقف نہیں۔ کیونکہ مذکورہ بالا اشتہار میں خواجہ حسن نظامی صاحب کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح کے جو مضامین شائع ہوئے ہیں، ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے ضرور ان مضامین کا مطالعہ کیا ہے جو خواجہ صاحب کے متعلق شائع ہوئے ہیں اور جب ان مضامین کا مطالعہ کیا ہے تو اس دعوت مباہلہ کو بھی پڑھا ہوگا جو انہیں دی گئی تھی۔''

کیا ایڈیٹر ’’الفضل‘‘ یہ ثابت کرسکیں گے کہ جو شخص اتنی بات کا کسی ذریعہ سے علم رکھتا ہو کہ: ’’خواجہ حسن نظامی اور مرزامحمود میں مباہلہ کی کوئی گفت وشنید ہوئی ہے اور مرزامحمود نے ایسے مباہلہ کی ضرورت کا اعتراف کیا ہے جس کا اثر عام ہو‘‘ تو اس کے حق میں یہ بھی واجب التسلیم ہوگا کہ وہ ان دونوں کی تمامی مراسلات کو حرف بحرف پڑھ چکا ہے؟ جب یہ ضروری نہیں اور نہ آپ کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہم نے وہ پرچہ جس میں دعوت مباہلہ تھی۔ اسی وقت دیوبند بھیج دیا تھا، تو علماء دیوبند پر خاموشی کا الزام کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر خواجہ حسن نظامی صاحب کے ساتھ عامۃً علماء دیوبند کو بلاکسی مرکزی خصوصیت کے دعوت مباہلہ دی گئی تھی اور اس سے قبل علماء دیوبند مثل مولوی کفایت اللہ صاحب ومولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی وغیرہما خود دعوت مباہلہ دے چکے تھے اور اس کی اطلاع بھی کر دی گئی تھی تو علماء دیوبند کو جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے تمام جماعت پر حاوی ہے، خاموش کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ اس موقعہ پر میں یہ امر آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ علماء دیوبند کا طریق ہمیشہ سے حلم اور اناۃ پر مبنی رہا ہے۔ وہ کسی معاملہ میں اوّلاً تعجیل نہیں کرتے۔ لیکن جب ان کے نزدیک ایک بات منقح ہو جاتی ہے تو پھر بحول اللہ وقوتہ نہایت عزم واستقلال اور ثبات قدم کے ساتھ اسے انجام تک پہنچاتے ہیں اور آسمانی تائید ہر قدم پر ان کی رہنمائی کرتی ہے۔

لہٰذا اب وقت آ گیا ہے کہ تمام فضول قصے بالائے طاق رکھ دیئے جائیں اور نہایت صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ اوّلاً اس بات کا فیصلہ کرلیا جائے کہ مرزاغلام احمد جن کو آپ نے ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء کے پرچہ میں (معاذ اللہ) خدا کا برگزیدہ نبی لکھا ہے۔ وہ فی الواقعہ ایسے ہی تھے یا جیسا کہ بقول آپ کے، ان کے مخالف کہتے ہیں، وہ ایک مفتری اور کذاب شخص تھا۔

ہم صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ جن دلائل وشواہد کی بناء پر آپ نے ان کی نبوت (معاذ اللہ) تسلیم کی ہے۔ وہ میدان مناظرہ میں پیش کیجئے اور جو کچھ اعتراضات ہم کو ہیں، ان کا معقول جواب عنایت فرمایئے، تاکہ جس نبی پر آپ ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں اور جس کے مفتری کہنے والوں کو آپ کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور

ان سے مباہلہ کرنا چاہتے ہیں۔اس کی تصدیق مجمع عام میں علیٰ رؤس الاشہاد ہو جاوے۔اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہو تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے۔ جو اسی وقت، اسی میدان میں عمل میں آئے گا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ میرے اس اعلان کے بعد آپ کو کسی قسم کا پس وپیش نہ ہوگا۔ کیونکہ جو ترتیب ہم نے قائم کی ہے کہ اوّل مناظرہ ہو اور پھر مباہلہ، یہی عقلی اور شرعی ترتیب ہے اور یہی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی اس تحریر کا حاصل ہے جس سے آپ کو تحریک ہوئی اور یہی آپ کی اس عبارت کا منشاء ہے، جو الفضل ۱۰/ستمبر ۱۹۱۸ء میں آپ نے درج کی ہے کہ: ''ان کا (علماء دیوبند کا) کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے، سنائے۔ پھر ہمارا جواب سنے۔اس کے بعد بھی اگر اسے یقین رہے کہ یہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں، بلکہ اس کا امام نعوذ باللہ مفتری اور کذاب اور اپنے دعویٰ میں غیر مصدّق تھا تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کرلے۔''

پس اب نہایت اشتیاق کے ساتھ اس کا منتظر ہوں کہ جن شرائط کے تصفیہ کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے۔ وہ میں دریافت کرلوں اور ان کے متعلق علماء دیوبند کی رائے صاف صاف ظاہر کردوں۔ نیز حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے لفظ سے جن سنن کا آپ نے ارادہ کیا ہے اس کی بھی توضیح ہونی چاہئے۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ مدارج فہم کے تفاوت اور مأخذ کے اختلاف سے بسا اوقات سنت کی تعیین میں بھی رائیں مختلف ہو جاتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ان چند امور کی تشریح کے بعد مقام کا تعیّن ہوکر فوری کارروائی شروع کردی جائے گی۔

علماء دیوبند دلی تعلق کے ساتھ آپ کی اور مرزامحمود اور دوسرے مقتدر ارکان جماعت قادیان کی طرف سے شرائط مناظرہ ومباہلہ کی تفصیل سننے کے متمنی ہیں۔ جس میں یقین ہے کہ اثر مناظرہ ومباہلہ کی تعمیم خاص طور پر مرعی رکھی جائے گی۔

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ!

العبد الفقیر الی اللہ الباری: محمد عبدالسمیع انصاری مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۸/ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۱/جنوری ۱۹۱۹ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا محمود کا مستمر سکوت

الفضل قادیان کا مناظرہ سے اغماض

اور

جوش مباہلہ میں سکون کے آثار

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس وقت ہم جس بات کے لکھنے کا قصد رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے نہایت ضروری ہے کہ ناظرین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کے ’’الفضل‘‘ کی عبارت ذیل کو بغور فرمالیں۔ جس کے مستحضر کر لینے کے بعد ان شاء اللہ العزیز! کسی کی جرأت نہیں ہوسکتی کہ ہمارے معقول مطالبات پر کسی نہج سے پردہ ڈال سکے۔ الفضل لکھتا ہے کہ: ’’ان کا (یعنی علماء دیوبند کا) کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے، سنائے۔ پھر ہمارا جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ یہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں، بلکہ اس کا امام (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب اور اپنے دعویٰ میں غیر مصدق تھا تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کر لے۔‘‘

اسی عبارت کی بناء پر (جو غالباً بدوں کامل عاقبت اندیشی کے لکھ دی گئی تھی اور جس کے لکھنے پر عجب نہیں کہ اب کچھ ندامت بھی ہو) ہماری جانب سے یہ چند معروضات پیش کی گئیں تھیں۔

۱...... اوّلاً مرزاغلام احمد کی نبوت کے بارہ میں جس کے آپ مدعی ہیں۔ صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ مناظرہ کر لیا جائے۔

۲...... اگر بعد بحث ومناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہو تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے جو اسی وقت اسی میدان میں عمل میں لایا جائے گا۔

۳...... جن شرائط کے تصفیہ کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے، ان سے آگاہ کیا جائے۔

۴...... حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے لفظ سے جن سنن کا آپ نے ارادہ کیا ہے۔ ان سے اطلاع دی جائے تاکہ علماء دیوبند کو بھی اس پر اظہار خیال کا موقع ملے۔

یہ چاروں امور وہ ہیں کہ جن کو آپ خود عبارت بالا میں تسلیم کر چکے تھے۔ ازراہ نوازش ایک مرتبہ پھر اپنی عبارت کو پڑھ لیجئے اور دیکھئے کہ آپ نے جب یہ لکھا کہ: ’’علماء دیوبند کا کوئی زعیم ہماری تردید میں اپنے دلائل سنائے اور ہمارا جواب سنے۔‘‘ تو آپ خود

مناظرہ کے دائرہ میں گھر چکے ہیں اور اگر اس کا نام مناظرہ رکھنے سے آپ گھبراتے ہیں تو میں نہایت ممنون ہوں گا۔ اگر اس سے مطلع کیا جاؤں کہ پھر مناظرہ آپ کی اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے؟

آپ نے اپنے تیسرے اشتہار میں جو ۲۶ / ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ کو ہمیں ملا ہے۔ اس پر اظہار افسوس کیا ہے کہ علماء دیوبند نے بجائے مباہلہ کی طرف آنے کے اس سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈالی ہے۔ حالانکہ ہم اپنے اشتہار نمبر۲ مؤرخہ ۱۸ / ربیع الثانی میں نہایت صاف صاف اور جلی طور پر یہ لکھ چکے ہیں کہ:

''نہایت صدق و اخلاص اور متانت کے ساتھ اوّلاً اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد صاحب جن کو آپ نے (معاذ اللہ) خدا کا برگزیدہ نبی لکھا ہے۔ وہ فی الواقع ایسے ہی تھے یا جیسا کہ بقول آپ کے، ان کے مخالف کہتے ہیں۔ وہ ایک مفتری اور کذاب شخص تھا اور اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے۔ جو اسی وقت، اسی میدان میں عمل میں آئے گا۔''

اب ہمارے اشتہار کے پڑھنے والے ہماری اس عبارت کو الفضل کی اس عبارت سے ملا کر جو ہم نے ۱۰ / ستمبر ۱۹۱۸ء کے پرچہ سے نقل کر دی ہے۔ انصاف کریں کہ کیا واقعی علماء دیو بند مباہلہ سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈال رہے ہیں یا جو دعوت بڑی تحدّی کے ساتھ بغیر انجام شناسی کے ۱۰ / ستمبر ۱۹۱۸ء کے الفضل میں دی گئی تھی۔ (اوّل فریقین اپنے دلائل اور جوابات پیش کریں اور جب اس سے بھی اطمینان نہ ہو تو مباہلہ کر لیا جائے) اس کو بدوں کسی تصرف کے منظور کر رہے ہیں۔

میں توقع رکھتا ہوں کہ ایڈیٹر الفضل اس بالکل موٹی سی بات کے سمجھنے میں مقصر نہ رہ کر اپنے اوّل بیان کی صداقت کو مجروح ہونے سے بچائیں گے اور اس کو بھی محسوس کریں گے کہ ۱۰ / ستمبر ۱۹۱۸ء کے مضمون میں جس بلند آہنگی کا آپ نے اظہار فرمایا تھا۔ حال کے اشتہار کے ضعیف لہجہ نے اس کو پرکھنے والوں کی نگاہ میں نہایت کمزور بنا دیا ہے۔

اہل نظر اس سے کبھی متاثر نہیں ہوتے کہ ایک صفحہ کے اشتہار کا جواب دو صفحے پر دیا گیا۔ بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تہ برتہ پوست کے نیچے مغز سخن کس قدر ہے۔ عبارت کا طول وعرض یا ایک ہی بات کی بار بار تکرار بجائے اس کے کہ مرعوب بنائے۔ ارباب فہم وبصیرت کے نزدیک اس کی دلیل ہے کہ لکھنے والے کی غرض حشو وزائد کے ہجوم میں اصل مقصد کا گم کردینا ہے۔

آپ نے ہماری تمہیدی عبارت کا مختصر سا جواب لکھنے میں جو تقریباً ڈھائی کالم صرف کئے ہیں۔ کاش کہ اس کا نصف یا چوتھائی حصّہ ہی اصل مقصد کے تصفیہ کے واسطے کام میں لایا جاتا۔ میں نے گزارش کیا تھا کہ شرائط مناظرہ ومباہلہ سے اطلاع دیجئے اور اس سے بھی آگاہ کیجئے کہ حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے لفظ سے جن سنن کا آپ نے ارادہ کیا ہے، وہ کیا ہیں؟ اپنے اشتہار کے دونوں صفحے پڑھ جائیے۔ ان امور کے متعلق ایک حرف بھی نظر نہ آئے گا۔ البتہ بڑی کوشش اس کی ہوگی کہ علمائے دیوبند کو باوجود ناطق ہونے کے ساکت اور مرزا محمود کو باوجود ساکت رہنے کے ناطق ثابت کریں اور یہ کہ قادیان کی جماعت باوجود اس شورا شوری کے مناظرہ کے میدان میں آنا نہیں چاہتی۔

ہم نے کہا تھا کہ اوّل بحث ومناظرہ ہو اور پھر اسی وقت، اسی میدان میں مباہلہ کیا جائے اور خود آپ بھی جیسا کہ عرض کیا گیا اپنے ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء کے مضمون میں عمداً یا سہواً تسلیم کر چکے ہیں۔ لیکن اب کہا جاتا ہے کہ: ’’ہم اس دعوت مناظرہ کو نہایت خوشی کے ساتھ قبول اور منظور کر لیتے اور حضرت مرزا صاحب کے خدا کا برگزیدہ نبی ہونے کے دلائل پیش کرتے۔ اگر علمائے دیوبند اپنی طرف سے اس امر کا پہلے سے فیصلہ نہ کر چکے ہوتے۔ لیکن چونکہ وہ متفقہ طور پر اپنے خیال میں اس کا فیصلہ کر چکے ہوئے ہیں (کہ مرزا غلام احمد قادیانی بدعقیدہ اور زندیق اور کافر ہے) اس لئے مباہلہ کے لئے اس مناظرہ کو بطور شرط پیش کرنا فضول ہے۔‘‘

اوّل تو جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر اپنی اس عبارت اور بالخصوص اس فقرہ کو جس پر ہم نے امتیازی خط کھینچ دیا ہے۔ اپنی ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء کی اس عبارت سے ملائیں کہ: ’’ان علماء دیوبند کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنائے۔ پھر ہمارا

جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ یہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں ...... الخ!'' بعدہٗ یہ ثابت کریں کہ مناظرہ فقط انہیں اشخاص یا اقوام سے ہوسکتا ہے جو اپنے خیال میں کوئی یقینی فیصلہ پہلے سے کسی مسئلہ کے متعلق نہ رکھتے ہوں۔

کیا آپ یہ بتلا کر مجھ کو مستفید کریں گے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف نے جن اقوام سے بحث ومناظرہ کی اجازت دی ہے وہ فقط وہی اقوام ہیں جو پہلے سے اپنے عقائد کے باب میں کوئی قطعی اور یقینی فیصلہ نہ رکھتے ہوں اور خود آپ کے مسیح موعود نے جن جن لوگوں سے تقریری یا تحریری بحث ومناظرہ کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں حسب زعم خود دلائل وبراہین پیش کی ہیں اور ان کو جواب دینے کے واسطے ابھارا ہے۔ ان میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو پہلے سے اپنے عقیدہ کی نسبت کوئی یقینی رائے اور قطعی فیصلہ رکھتا ہو۔

ایک لائق ایڈیٹر کے لئے جو اپنے کو مرزامحمود قادیانی کے وکیل کی صورت میں بھی پیش کرنا چاہتا ہو۔ یہ مناسب نہیں کہ وہ مناظرہ سے بچنے کے واسطے (جس پر وہ خود اپنی عبارت سے مجبور ہو چکا ہے تاوقتیکہ اس کی غلطی کو علانیہ تسلیم نہ کرے) ایسے اعذار باردہ کی پناہ لے، جن کا نہ تو وہ قرآن کریم سے کوئی ثبوت پیش کرسکتا ہے اور نہ حدیث سے۔ اس کے بعد نہ کسی عالم ربّانی کے کلام سے اور نہ خود اپنے تسلیم کئے ہوئے مسیح موعود کی تصانیف سے۔ بلکہ سب سے زیادہ لطف یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب جو کچھ آج لکھ رہے ہیں۔ ان کا ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کا مضمون خود اس کی تکذیب کررہا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ: ''ان کا (یعنی علماء دیوبند کا) کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے، سنائے۔ پھر ہمارا جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ یہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں اور اس کا امام نعوذ باللہ! مفتری اور کذاب تھا...... الخ!'' اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کا خطاب انہیں علماء دیوبند سے ہے جو مرزاغلام احمد صاحب کے کاذب اور مفتری ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ ان کے دلائل سننے کی اجازت اور اپنے جوابات سنانے کی بشارت آپ اس لئے دے رہے ہیں کہ شاید وہ اپنے پہلے یقین اور فیصلہ سے منہ پھیر لیں یا کم ازکم ڈھیلے ہوجائیں اور اگر اس کے بعد پھر بھی وہ اپنے یقین پر قائم رہیں تو آخری صورت مباہلہ ہے۔

پس میں نہیں سمجھتا کہ بعد اس مصرح اعلان کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہے جو ۲۴ رجنوری ۱۹۱۹ء کے تازہ اشتہار میں آپ نے لکھے ہیں کہ: ’’کیونکہ علماء دیوبند حضرت مرزا صاحب کے متعلق پہلے جو فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس کی موجودگی میں صاف ظاہر ہے کہ اب ان کے لئے کوئی حجت اور دلیل کارگر نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کا خیال علمائے دیوبند کی نسبت ۱۰ رستمبر ۱۹۱۸ء کو بھی یہی تھا جو ۲۴ رجنوری ۱۹۱۹ء کو ہے۔ یعنی ان کے لئے کوئی حجت اور دلیل کارگر نہیں ہوسکتی تو پھر آپ نے یہ عبث تحریک کیوں کی تھی کہ وہ اپنے دلائل پیش کریں اور ہمارے جوابات سنیں۔ جس کو نئے اشتہار میں اتمام حجت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

میں جماعت قادیان کے لائق ایڈیٹر کو یہ مشورہ دیتا ہوں (اگر وہ برا نہ مانیں کہ وہ اپنی پہلی تحریر پر قائم رہیں اور اوّل مناظرہ اور پھر مباہلہ سے اغماض نہ کریں) بلکہ خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں کہ اہل علم واخلاص سے مناظرہ کرنے میں کیا کچھ علمی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ اطمینان رکھیں کہ جس صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ علماء دیوبند نے بطریق اپنی ذاتی تحقیق کے مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت پہلے فیصلہ کیا ہے اور اس وقت تک علیٰ وجہ البصیرۃ اس پر قائم ہیں۔ اسی صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ اب طریق مناظرہ ومباہلہ فیصلہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور حق کے قبول کرنے اور باطل کے رد کرنے کے واسطے ہر ساعت بدل وجان تیار ہیں۔

دیکھئے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اور دارالعلوم دیوبند کے مخالفوں کے درمیان ایک عرصہ تک اخباروں میں تحریری مباحثہ رہا۔ ہر ایک نے اپنے شبہات اور جوابات دل کھول کر بیان کئے۔ مہینوں تک سوال وجواب اور جرح وقدح ہوتے رہنے کے بعد مولانا صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ: ’’اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر صورت فیصلہ وہی ہے کہ جس کی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے: ’’قل تعالوا ندع ابنائنا وابناء کم الآیۃ‘‘ جناب رسول اللہ ﷺ کو مباہلہ کا حکم بمقابلہ ان لوگوں کے ہوا تھا۔ جن کا جو دوعناد اور کج بحثی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی قوی اور روشن دلیل بھی ان کے لئے مفید نہ تھی…… الخ!‘‘

خود قرآن حکیم میں غور کرو۔ اس کا طرز اور اس کا نظم واضح طور پر بتلاتا ہے کہ مباہلہ کی دعوت کس وقت اور کن لوگوں کے مقابلہ میں ہونی چاہئے۔ اوّل قرآن حکیم نے متعصّب نصاریٰ کے دعاوی باطلہ اور حجج فاسدہ کا کس عمدہ اور شافی طریقہ سے رد فرمایا اور جو شبہات وہ پیش کرتے تھے، کیسے ناصحانہ اور مشفقانہ مگر مسکت اور حکیمانہ انداز سے جواب دیا (جیسا کہ آیت مباہلہ سے قبل کے دو تین رکوع ہی میں تدبر کرنے سے ظاہر ہوسکتا ہے) اس کے بعد اخیر میں فرمایا: ’’ان مثل عیسٰی عنداللّٰہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون. الحق من ربّک فلا تکن من الممترین. فمن حاجّک فیہ من بعد ماجاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم الآیۃ‘‘ یہ طریق انداز وتبلیغ جو قرآن کریم کی ترتیب بدیع سے دریافت ہوا ہے۔ ایک ایسا معتدل اور معقول طریق ہے کہ جس کے قبول کرنے سے عقل مندوں کو چارہ نہیں۔ کیونکہ جب ایک صحیح المزاج اور سلیم القلب آدمی اپنے کسی مخالف کے مقابلہ پر کھڑا ہونا چاہے۔ بشرطیکہ حق تعالیٰ شانہ نے خلائق کی خیر اندیشی اس کے دل میں ڈال دی ہو، تو تم ہی بتلاؤ کہ اس کے واسطے اس راہ سے بہتر اور کون سی راہ ہے۔ پہلے ہی سے کسی شخص کو جو تمہارے باطل پر ہونے کا پورا یقین رکھتا ہو۔ ہٹ دھرم اور جاحد ومعاند قرار دے دینا اس کے دلائل وشبہات کا تجربہ نہ کرنا اور قوی اور روشن دلائل سے جو مثبت مدعا ہوں اس کو نہ سمجھانا۔ جو اتمام حجت کے لئے ضروری ہے، انسان کی عقلی اور اخلاقی جرأت کے ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔

پس کیا میں یہ امید رکھ سکتا ہوں کہ مرزا محمود قادیانی اور ایڈیٹر الفضل اور ان کی جماعت کے سربرآوردہ ارکان مناظرہ اور مباہلہ کے لئے اپنے کو مستعد کریں گے۔ جس کے واسطے علماء دیوبند ہر وقت تیار ہیں۔ اگر مرزا محمود قادیانی اور ارکان جماعت قادیان اس کی ہمت رکھتے ہوں تو صاف صاف الفاظ میں ان شرائط وغیرہ سے مطلع فرمائیں۔ جن کے تصفیہ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اور سنت رسول اللہ ﷺ سے جو ان کی مراد ہو اس کو بھی مشرح بیان کر دیا جائے۔

سخت حیرت ہے کہ ایڈیٹر الفضل، علماء دیوبند کی طویل خاموشی پر معترض ہیں (جس کا شافی جواب اشتہار نمبر۲ میں ہماری طرف سے دیا جاچکا ہے کہ مولانا کفایت اللہ صاحب اور مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی کے اعلان مباہلہ کے بعد خصوصاً جب کہ آپ کی دعوت مباہلہ دیوبند پہنچی بھی نہیں۔ علمائے دیوبند کو خاموش کہنا کس طرح جائز ہے) لیکن ہمارے بار بار کے اعلان وایقاظ کے بعد بھی وہ مرزا محمود قادیانی کے مستمر سکوت کی کوئی صحیح توجیہہ نہیں کرسکے۔ تازہ اشتہار میں آپ نے لکھا ہے کہ: ''مرزا محمود صاحب سے جب جواب ہی نہیں مانگا گیا تھا اور نہ اشتہار شائع کرنے والے صاحب کی یہ حیثیت اور پوزیشن ہے کہ آپ سے جواب مانگیں تو آپ کو یعنی مرزا محمود کو جواب دینے کی تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پس جس سے جواب مانگا گیا تھا (یعنی ایڈیٹر الفضل سے) اور جس سے زیر بحث امر کو صاف کرنا چاہا تھا۔ اسی کا فرض تھا کہ جواب دے...... الخ!''

اس کے متعلق میں آپ کو اپنے پہلے اشتہار کے یہ فقرے یاد دلاتا ہوں کہ: ''واضح ہو کہ علماء دیوبند کی جماعت خواہ مرکز میں ہے یا دوسرے مقامات پر ہر ایک باطل جماعت کے مقابلہ میں ہر طرح سے احقاق حق کے جملہ طریق استعمال کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ ومستعد ہے۔ لیکن مرزائی جماعت سے عموماً اور اخبار الفضل سے خصوصاً یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مضمون جو اخبار الفضل میں لکھا گیا ہے۔ اس کا ذمہ دار اور مباہلہ کی دعوت دینے والا کون ہے۔ آیا مرزائی جماعت کے مرکز کی طرف سے اور مرزا محمود صاحب جانشین مرزا صاحب کی طرف سے یہ اعلان ہے یا صرف الفضل کے ایڈیٹر اور بعض غیر معتد بہ افراد کی طرف سے۔''

پھر لکھا ہے: ''پس ہم اخبار الفضل سے اس امر کو صاف کرنا چاہتے ہیں کہ اگر درحقیقت ان کی غرض حق وباطل کا تصفیہ کرنا اور روز روز کا جھگڑا مٹانا ہے تو مرزائی جماعت سے اس کی ذمہ داری ظاہر کریں اور لکھیں کہ مرزا محمود صاحب اور مرزائی جماعت کے مقتدر ارکان جن میں الفضل کا ایڈیٹر بھی ہو احقاق حق کے جملہ طرق استعمال کرنے کے لئے تیار وآمادہ ہیں۔ مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہئے۔ جس کے بعد اسی انداز پر علمائے دیوبند کی طرف سے اطمینان بخش جواب دیا جائے۔''

پھر لکھا ہے: ’’آخر میں پھر اس کا مکرر اعلان کیا جاتا ہے کہ علماء دیوبند احقاق حق کے جملہ طرق کے استعمال کے لئے آمادہ ہیں۔ مرزائی جماعت کو اگر دعویٰ صداقت ہے تو بے تو ریہ سامنے آئے اور مرزا محمود صاحب کو آگے بڑھنا چاہئے۔‘‘

(ان عبارات کو مکرر پڑھ لینے کے بعد یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ عنوان اشتہار کے کسی مجمل اور استفہامی لفظ سے یہ ثابت کرنا کہ علمائے دیوبند نے الفضل کے مضمون سے فقط مباہلہ سمجھا ہے نہ کہ مناظرہ۔ اس سے کسی طرح کم نہیں کہ باب لد سے لدھیانہ کا ثبوت دیا جائے)

اب اے مدعیان تہذیب وانصاف غور کیجئے کہ کیا ایسی ایسی نصوص صریحہ بھی (جو بذریعہ رجسٹری مستقلاً مرزا محمود صاحب کی بارگاہ میں پہنچادی گئی ہیں) مرزا محمود کو مخاطب بنانے کے لئے کافی نہیں۔ بلاشبہ ہم بذریعہ اخبار الفضل کے ہی اس بات کو صاف کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نہ تو اس وقت تک مرزا محمود قادیانی کے دستخط آپ کی کسی تحریر پر ہیں اور نہ ان کی طرف سے لاونعم کا کوئی جواب ہے۔ جس پر علماء دیوبند مطمئن ہوسکیں۔ آپ اگر خواہش کرتے یا اب ہمارے یاد دلانے سے کریں کہ علماء دیوبند میں سے مثلاً حضرت مہتمم صاحب یا صدر مدرس یا مفتی صاحب دارالعلوم میرے کل اشتہارات کی تصدیق فرمائیں، تو اگرچہ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی اور مرزا محمود قادیانی کی حیثیت اور پوزیشن ایسی نہیں جو ان اکابر سے خطاب کر سکے، لیکن نہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ پانچ منٹ کی تاخیر بھی اس میں نہ ہوگی اور اس وقت غالباً آپ کو میری حیثیت اور پوزیشن کا بھی پتہ چل سکے گا۔ لیکن خدارا مرزا محمود قادیانی کو آپ اس کے لئے تیار کیجئے کہ وہ خود علماء دیوبند کے مطالبات کا جواب عنایت کریں۔ ایڈیٹر الفضل کو باوجود اس ادعائے تہذیب کے سوچنا چاہئے کہ اس نے بندہ ناچیز کے متعلق کس قدر رکیک جملے استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ مرزا محمود کے ساتھ صاحب کا لفظ نہ لکھنے پر وہ اس قدر نعل در آتش ہوئے۔ مگر ان کو یہ خوب طرح واضح رہنا چاہئے کہ وہ اس قسم کے خلاف تہذیب جملوں سے اور ان بے باکانہ تلمیحات سے جو اس زمانہ کے علماء کی نسبت کی ہیں، ہرگز ہم کو مشتعل نہیں کرسکیں گے۔ جس بات کو ہم نے پکڑا ہے وہ ان شاء اللہ القوی پتھر کی لکیر ثابت ہوگی۔

اخیر میں اس قدر اور گزارش کرتا ہوں کہ اشتہار نمبر۱ میں ہم نے مرزا محمود کے ساتھ ہر جگہ صاحب کا لفظ لکھا تھا۔ لیکن جب ایڈیٹر الفضل نے اشتہار مطبوعہ ۱۳ر ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ میں خود اس لفظ کے استعمال کو پسند نہیں کیا تو پھر دوسرے لوگوں کو اس کا مکلّف بنانا اور اس کے ترک پر ملامت کرنا کیونکر صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو ان کا فقرۂ ذیل جس کو تازہ اشتہار میں بھی دہرایا گیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ’’اور یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ مرزا محمود صاحب کو آگے بڑھنا چاہئے۔‘‘ (یہ تو ہمارا جملہ تھا) ’’مرزا محمود تو خدا کے فضل وکرم سے اور اسی کی توفیق سے عرصہ ہوا آگے بڑھ کر آپ لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دے چکے ہیں۔‘‘ (یہ ایڈیٹر صاحب کا جملہ ہے)

کیا مرزا محمود صاحب اپنی اس توہین کی نسبت ایڈیٹر الفضل سے مواخذہ فرما کر ہم کو مطمئن کریں گے۔ ہم لغو اور بے سود مباحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ مگر ایڈیٹر الفضل کی طرف سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ بے تعلق باتوں میں کاغذ سیاہ اور اوقات ضائع کئے جائیں۔ میری التماس ہے کہ آئندہ ان لایعنی قصّوں کو ترک کر کے اصل مقصد کو روشنی میں لایا جائے۔ یہ کوئی قابلیت کی دلیل نہیں کہ آدمی ضروری امور میں خاموش رہے اور غیر ضروری باتوں کو طول دے۔ **ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکّلت والیہ انیب!**

العبد المعتصم بحبل اللہ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری کان اللہ لہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

۲۸ر ربیع الثانی ۱۳۳۷ء مطابق ۳۱ر جنوری ۱۹۱۹ء

O ...... O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ایڈیٹر الفضل قادیان کی مستبدانہ روش

میں

حیرت انگیز انقلاب اور مقتدی کا سہو، امام کے ذمہ

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جن لوگوں نے ہماری اور ’’ایڈیٹر الفضل‘‘ کی باہمی مراسلت کا مسلسل مطالعہ کیا ہے۔ ان کو یاد ہوگا کہ الفضل کا جب پہلا مضمون جو ہمارے پاس پہنچا۔ جس کا عنوان یہ تھا ’’کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے‘‘ اس کا لب ولہجہ اور ایک ایک لفظ کس درجہ استبداد واستقلال اور جماعت قادیان کی وکالت مطلقہ کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ نہ تو اس میں کوئی تذکرہ اس کا تھا (جس کا ثبوت اب تک بھی نہیں دے سکے) کہ مرزامحمود قادیانی کو عرصہ ہوا علمائے دیوبند کو باقاعدہ دعوت مباہلہ پہنچا چکے ہیں اور نہ یہ ہدایت کی گئی تھی کہ علماء دیوبند کو چاہئے کہ وہ اپنا کوئی قائم مقام منتخب کریں۔ جو ایڈیٹر الفضل سے کوئی مطلب نہ رکھے، بلکہ براہ راست مرزامحمود قادیانی سے خطاب کرے۔

ہم نے اس کارروائی کو انتہائی حد تک مؤثر اور فیصلہ کن بنانے کے لئے، ادھر تو دیوبند کی مرکزی حیثیت اور ادھر مرزامحمود قادیانی کے دعویٰ امامت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایڈیٹر الفضل کے ذریعہ سے (کہ وہی ہم کو مخاطب بنانے والا تھا) صاف صاف یہ عرض کر دیا تھا کہ مرزامحمود قادیانی کی طرف سے اس کی ذمہ داری ظاہر کی جائے اور مرکزی حیثیت سے ہمارے پاس کوئی ایسی تحریر آنی چاہئے، جس کے بعد علماء دیوبند اسی انداز پر اطمینان بخش جواب دے سکیں۔ یہ بھی پوری قوت سے جتلا دیا گیا تھا کہ علماء دیوبند ہر ایک باطل جماعت کے مقابلہ پر احقاق حق کے جملہ طرق استعمال کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس کے جواب میں نہ تو بندہ سے ایڈیٹر صاحب نے یہ مطالبہ کیا کہ میں علماء دیوبند کی جانب سے کوئی تصدیق اپنی قائم مقامی کی پیش کروں اور نہ یہ فرمایا کہ علمائے دیوبند کو چاہئے کہ وہ اب براہ راست خود مرزامحمود قادیانی سے خطاب کریں۔ کیونکہ ہم تو محض ان کی ایک سال پہلے کی دعوت کو یاد دلانے والے تھے۔ بلکہ اسی اشتہار میں یہ الفاظ لکھے کہ ہماری اس دعوت مباہلہ کے جواب میں علماء دیوبند نے طویل خاموشی کے بعد ۲۹؍ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ کو ایک اشتہار شائع کیا۔ جو ۳؍ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ کو ہمارے پاس پہنچا۔ جس سے بوضاحت ثابت ہوا کہ آپ نے میرے جواب کو انہیں علماء دیوبند کا جواب سمجھا۔ جن سے آپ خطاب کر رہے تھے اور اسی جواب کی تاریخ ۲۹؍ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ آپ کے نزدیک علماء دیوبند کی (مفروضہ) طویل خاموشی کی وجہ قرار پائی۔ اسی اشتہار میں آپ نے بصیغہ حال بغیر کسی شک اور تردد کے ذمہ دارانہ طرز میں اعلان کیا کہ امام جماعت احمدیہ علماء دیوبند سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔

اس پر ہم نے لکھا کہ: ’’علمائے دیوبند مرزامحمود اور قادیان کی مرکزی جماعت

سے مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے لئے ہروقت تیار ہیں۔'' پھر خود مرزا محمود قادیانی کے سکوت کا شکوہ کرنے کے بعد ہم نے لکھا کہ:''علمائے دیوبند دلی تعلق کے ساتھ آپ کی اور مرزا محمود اور دوسرے متقدر ارکان جماعت قادیان کی طرف سے شرائط مناظرہ ومباہلہ سننے کے متمنی ہیں۔ جس میں توقع ہے کہ اثر مناظرہ ومباہلہ کی تعمیم خاص طور پر مرعی رکھی جائے گی۔''

یہاں تک بھی آپ نے کوئی ایسی دستاویز مجھ سے یا براہ راست میرے بزرگوں سے طلب نہیں کی۔ جو میرے تئیں علمائے دیوبند کا سچا نائب ہونا ثابت کرنے اور نہ اس کا کوئی ایماء فرمایا کہ اخبار الفضل اور اس کے ایڈیٹر سے کیا تعلق ہے۔ وہ تو فقط مرزا محمود قادیانی کی دعوت پارینہ کی یاددہانی کرنے والا تھا۔ ان سے براہ راست خطاب کیا جائے بلکہ یہ تصریح کی کہ:''چونکہ الفضل کے ذریعہ سے ہی آپ امر پیش آمدہ کو صاف کرنا چاہتے تھے اور اسی کے ایڈیٹر سے جواب مانگا گیا تھا۔ اس لئے اسی نے جواب دے دیا اور بات کو صاف کردیا۔'' (اور وہ صاف کرنا یہی تھا کہ مرزا محمود قادیانی کے وہی سال بھر پہلے کے جملے پھر نقل کردے)

آخر اشتہار نمبر۳ میں (جس کے اکثر مضامین کو آپ نے خاموش رہ کر قبول فرمالیا ہے) ہم کو یہ لکھنا پڑا کہ:''اے مدعیان تہذیب وانصاف غور کیجئے کہ کیا ایسی ایسی نصوص صریحہ بھی (جو بذریعہ رجسٹری مستقلاً مرزا محمود قادیانی کی بارگاہ میں پہنچادی گئی ہیں) مرزا محمود کو مخاطب بنانے کے لئے کافی نہیں۔ بلاشبہ ہم بذریعہ ایڈیٹر اخبار الفضل کے ہی اس بات کو صاف کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نہ تو اس وقت تک مرزا محمود قادیانی کے دستخط آپ کی کسی تحریر پر ہیں اور نہ ان کی طرف سے لاونعم کا کوئی جواب ہے۔ جس پر علمائے دیوبند مطمئن ہوسکیں۔ آپ اگر خواہش کرتے یا اب ہمارے یاددلانے سے کریں کہ علمائے دیوبند میں سے مثلاً حضرت مہتمم صاحب یا صدر مدرس صاحب یا مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند میرے اشتہارات کی تصدیق فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ پانچ منٹ کی تاخیر اس میں نہ ہوگی۔ لیکن خدارا آپ مرزا محمود قادیانی کو اس کے لئے تیار کیجئے کہ وہ خود علمائے دیوبند کے مطالبات کا جواب عنایت کریں۔''

ہمارے اس یاددلانے پر آپ نے اپنے اشتہار نمبر۴ میں (جس پر سہواً یا عمداً یا مصلحۃً نمبر۵ ڈالا گیا ہے) لکھا کہ:''علمائے دیوبند میں سے کسی ایسے ہی شخص کو سامنے آنا چاہئے۔ جس کو وہ متفقہ طور پر اپنا قائم مقام منتخب کر کے اس معاملہ کے تصفیہ کا اختیار دیں۔'' اور اس اشتہار کی چند کاپیاں (برخلاف اپنے سابق عملدرآمد کے) حضرت مہتمم صاحب اور حضرت صدر مدرس صاحب دارالعلوم دامت برکاتہما کی خدمت میں روانہ فرمائیں۔ جس کا

جواب ہم اسی اشتہار کے اختتام پر ان دونوں کے اکابر کی طرف سے شائع کرتے ہیں تاکہ عوام وخواص مطمئن ہوجائیں کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اپنے اکابر کی نیابت میں کہہ رہے ہیں اور یہ کہ علمائے دیوبند کوئی راستہ مراجعت کا آپ کے لئے چھوڑنا نہیں چاہتے۔

لیکن (معاف کیجئے) آپ کا حال یہ ہے کہ جب علمائے دیوبند کی اعلیٰ سے اعلیٰ مستعدی دیکھ لینے کے بعد مرزامحمود قادیانی نے کروٹ نہ لی اور باوجود بار بار پکارے جانے اور مخاطب بنائے جانے کے بھی مہر سکوت کو نہ توڑا تو اب پہلی کل ذمہ داریوں کو بھلا کر آپ اپنے کو اس معاملہ سے صاف علیحدہ کر لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ تازہ اشتہار میں آپ نے لکھا ہے کہ: ''امید تھی کہ اگر پہلے نہیں تو اب ہی علماء دیوبند اپنے میں سے کسی صاحب کو اپنا قائم مقام تجویز کردیں گے جو اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیں گے اور براہ راست ہمارے موجودہ امام سے ضروری امور کا تصفیہ کریں گے۔''

پھر لکھا ہے کہ: ''اس کا جواب دینے کے لئے علماء دیوبند میں سے کسی ایسے ہی شخص کو سامنے آنا چاہئے۔ جس کو متفقہ طور پر اپنا قائم مقام منتخب کر کے اس معاملہ کے تصفیہ کا اختیار دیں اور ان صاحب کو براہ راست ہمارے امام کو مخاطب کرنا چاہئے۔''

اے رب کریم! تیری شان کے قربان جایئے کہ مرزامحمود قادیانی (جیسا کہ ظاہر کیا جاتا ہے) یا تو اس دبدبہ اور طنطنہ کے ساتھ علماء دیوبند وفرنگی محل کو دعوت دے رہے تھے اور یا اب ہمارے اس قدر چلاّنے کے بعد بھی (جو شاید سامعہ خراشی کا موجب ہورہا ہو) وہ رگ حقانیت جوش میں نہیں آتی۔ جس نے اس وقت بدوں کسی تحریک کے ان کو کھڑا کیا تھا۔

ادھر تو یہ عالم سکوت اور ادھر ایڈیٹر الفضل جو ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء سے لے کر ۴؍فروری ۱۹۱۹ء تک مناظرہ اور مباہلہ کی کل ذمہ داری جماعت قادیان کے قائم مقام کی صورت میں زور شور کے ساتھ اپنے سر لے رہے تھے۔ حتیٰ کہ مرزامحمود کی جانب سے بھی لوگوں کو پرانی باتیں یاد دلا کر مطمئن بنانا چاہتے تھے۔ وہ اس پر قادر نہیں ہیں کہ ہمارے اس قدر تقاضا کے بعد بھی خود مرزامحمود کی کوئی تحریر لے کر شائع کردیں۔ بلکہ ہوشیاری کے ساتھ اپنی پچھلی کارروائی سے جو انجام ناشناسی کی بناء پر ہوگئی تھی۔ خود یکسو ہو کر مرزامحمود کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہم کو اشارہ ہوا ہے کہ ہم خود براہ راست مرزامحمود کو ابھاریں۔

مگر اے جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر جب مرزامحمود آپ کے آواز دینے سے نہیں بولتے تو ہم غریب کیا امید رکھیں کہ اتنی رجسٹریاں وصول کر لینے کے بعد کسی دوسرے عنوان سے جو صدا لگائی جائے گی وہ ضرور ہی مسموع ہوگی؟

آپ ان سے کم از کم یہی عرض کیجئے کہ علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ کی جنوری والی دعوت نہیں پہنچی۔ اسی کو اب بطور اتمام حجت بذریعہ رجسٹری بھیج دیں۔ اس کے بعد ان کو اور آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ علماء دیوبند اس کے جواب کے واسطے کس قدر مستعد ہیں۔

ایڈیٹر صاحب جو یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو مرزا محمود کی اس پہلی دعوت مباہلہ کو یاد دلایا تھا۔ اس لئے اب علمائے دیوبند کا یا ان کے قائم مقام کا خطاب مرزا محمود سے ہی براہ راست ہونا چاہئے تو مجھے سخت اندیشہ ہے کہ کہیں مرزا محمود مجھ کو یہ جواب نہ دے دیں کہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء کے پرچہ میں میرا نام تو کہیں نہ تھا۔ البتہ بڑے مرزا صاحب (قادیانی) کے مباہلوں کا چیلنج تمام علماء کے مقابلہ میں یاد دلایا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو اشتہار مؤرخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء کالم اوّل) آپ کو خود ان سے ہی براہ راست خطاب اور شرائط وغیرہ کا تصفیہ کرنا چاہئے۔

اس کے بعد اگر ہم بڑے مرزا صاحب (قادیانی) سے عرض کریں تو کیا صورت ہو۔ بجز اس کے کہ ان کی تصانیف سے عرض کیا جاوے تو وہاں پانچ چھ ہزار صفحات کے جنگل میں شرائط مباہلہ ومناظرہ کا پتہ چلنا تو ہمارے لئے بہت ہی دشوار ہے۔ جب کہ اب تک اس دعویٰ کا بھی پورا پتہ نہیں لگ سکا جس پر وہ مباہلہ کا چیلنج دیتے تھے۔ کیونکہ (ازالۃ الاوہام ص۴۲۱، خزائن ج۳ ص۳۲۰) میں تو لکھا ہے کہ: ’’نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خداتعالیٰ کے حکم سے کیا گیا۔‘‘ اور اس کے بعد (ریویو ج اوّل مطبوعہ جون ۱۹۰۲ء ص۲۵۷، دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳) سے نقل کیا گیا ہے کہ: ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے (مسیح) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔‘‘

پھر اسی کے (ص۴۷۸) پر ہے: ’’مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہا ہے وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ دعویٰ نبوت کا تھا۔ (کیونکہ غیر نبی سے تمام شان میں بڑھ کر نہیں ہو سکتا) بلکہ ایسی نبوت کا جو حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی تمام شان میں بڑھ کر تھی۔

اس کے قریباً چھ ماہ بعد (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۸۱) میں پھر اپنے غیر نبی ہونے کا ایک طرح سے اقرار کیا ہے۔ جب کہ لکھا ہے کہ: ’’اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔‘‘ پھر اس کے بعد (حقیقت الوحی) میں اپنی نبوت کا بانگ دہل اعلان کیا ہے۔ جیسا کہ کتاب مذکور کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے اور شاید انہیں دنوں

میں اس جزئی فضیلت کے اعتراف کی مکافات الہامی قصیدے کے ان دو شعروں میں کی ہے:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بمنبرم

چو کافر او ہستم بہ پرستد مسیح را غیورئ خدا بسرمش کرد ہمسرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸،۱۵۹، خزائن ج۳ ص۱۸۰،۱۸۱)

غرض مرزا صاحب کی تصانیف میں نفس دعویٰ نبوت کی ایسی نیرنگیاں دیکھ کر (جس سے ان کے مخالفین کو ''ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً'' یاد آجاتا ہے) آگے کچھ عرض کرنے کی مجال ہو سکتی ہے۔

اس لئے ایڈیٹر الفضل سے ہماری التماس ہے کہ وہ اور مرزا محمود قادیانی اور آپ کی جماعت کے سربرآوردہ ارکان جنہوں نے مرزا قادیانی کی تصانیف کو کماینبغی سمجھ رکھا ہوگا مرکزی حیثیت سے ہمارے پاس ایک ایسی تحریر بھیجیں۔ جس سے ہم مطمئن ہو جائیں کہ فی الواقع مرزا محمود قادیانی اور آپ کی مرکزی جماعت مباہلہ اور مناظرہ (جس کا نام آپ کی لغت میں کبھی مباہلہ کی صورت ہے اور کبھی اتمام حجت) کے واسطے تیار ہیں اور اسی کے ساتھ شرائط کی تفصیل اور سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریح فرمائی جائے، تاکہ ہماری جماعت کو اس پر اظہار خیال کا موقع ملے۔ امید ہے کہ اب اس میں تاخیر نہ ہوگی۔

ذیل میں حضرت مہتمم صاحب اور حضرت صدر مدرس صاحب دارالعلوم کی تصدیق درج کی جاتی ہے تاکہ آپ کو مرزا محمود قادیانی کی نیابت کی تصدیق کرانے میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ ولا حول ولا قوّۃ الا باللہ العلی العظیم لاالٰہ غیر ولا خیر الا خیرہ وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر!

العبد المتشبث باذیال رحمۃ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری غفرلہ، مدرس دارالعلوم دیوبند

۷/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ مطابق ۹/فروری ۱۹۱۹ء

''ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مولوی عبدالسمیع صاحب انصاری مدرس دارالعلوم دیوبند نے جو کچھ اب تک جماعت قادیان کے مقابلہ میں لکھا یا جو آئندہ اس باب میں لکھیں گے۔ وہ سب ہم کو حرف بحرف منظور ہے۔''

محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند ....

محمد انور شاہ قائم مقام صدر مدرس دارالعلوم دیوبند ....

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

شرائط مباہلہ کے پردہ میں مباہلہ سے پہلوتہی

۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کی تولید ۱۴ فروری ۱۹۱۹ء کو

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارے اشتہار نمبر۴ مؤرخہ ۹؍فروری ۱۹۱۹ء کے جواب میں ۲۴؍فروری ۱۹۱۹ء کو ایڈیٹر الفضل قادیان کا جو طویل الذیل اشتہار نمبر۵ پہنچا جس پر نمبر۶ ڈالا گیا ہے) اس کے پورے تین کالموں کا محصل صرف اس قدر ہے کہ جس مضمون اور مطلب کا ان کے پہلے اشتہاروں میں کہیں دور دور تک پتہ نہ تھا۔ وہ اب ہماری تنبیہ کے بعد ان میں زبردستی ڈالا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک ایسے شخص کے لئے جو حق کوشی اور حق پرستی کی راہ اختیار کرنا چاہتا ہو۔ اس بے سود کوشش کی کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنی کسی ادنیٰ فروگزاشت کو بھی تسلیم نہ کر کے المعنی فی بطن الشاعر کی مثال کو زندہ کرے۔

آپ نے ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء کے اشتہار میں علمائے دہلی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور خواجہ حسن نظامی کے واقعات الٹ پلٹ کرنے کے بعد لکھا تھا کہ: ’’بڑے بڑے علماء اور فقہاء جن کو علم وفضیلت کا دعویٰ ہے اور جو نمائندگان اسلام میں ہمارے مقابل میں آ کر رہ جاتے ہیں۔‘‘ اس میں تو آپ کو بھی تأمل نہ ہوگا کہ یہ دعویٰ بے فروغ خاص آپ کی ذات اور شخصی حیثیت سے متعلق نہیں۔ بلکہ آپ اپنے کو کل جماعت قادیان کا قائم مقام اور نائب یا وکیل تصور کر کے ایسا کہہ رہے ہیں۔ (کیونکہ بڑے بڑے علماء وفقراء ونمائندگان اسلام کے جو واقعات دہلی امرتسر یا کسی دوسری جگہ پیش آئے وہ یا براہ راست بڑے مرزاصاحب یا چھوٹے مرزاصاحب محمود یا کسی مقامی انجمن یا عام جماعت سے پیش آئے ہیں نہ کہ تنہاء آپ کی ذات سے) پس اس عبارت کے متصل ہی آپ کا یہ فرمانا کہ: ’’اگر کسی کو اس میں شک ہو اور پچھلی باتوں کو بھول گیا ہو تو اب جماعت دیوبند...... ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کر لے۔ کیا علماء دیوبند میں یہ ہمّت ہے کہ وہ اپنے اسلام کا ثبوت دینے کے لئے میدان میں آئیں۔ اگر آئیں تو ہمیں وہ ہر طرح سے تیار پائیں گے۔‘‘

اس کی دلیل ہے کہ وہی ’’آپ‘‘ جو تمام علماء وفقراء کو اپنے مقابلہ سے کل جماعت قادیان کا قائم مقام فرض کر کے عاجز بتلا رہے تھے۔ اب علماء دیوبند اسی حیثیت میں مقابلہ کے لئے بلا رہے ہیں۔ بناءً علیہ ہم نے اشتہار نمبر۴ میں لکھا تھا کہ: ’’الفضل کا سب سے پہلا

مضمون جو ہمارے پاس پہنچا۔ اس کا لب ولہجہ اور ایک ایک لفظ جماعت قادیان کی وکالت مطلقہ کا پہلو لئے ہوئے تھا۔'' نیز لکھا تھا کہ: ''ایڈیٹر الفضل ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۸ء سے لے کر ۴؍فروری ۱۹۱۹ء تک مناظرہ ومباہلہ کی کل ذمہ داری جماعت قادیان کے قائم مقام کی صورت میں زور شور کئے ساتھ اپنے سر لے رہے تھے۔

ہم بلاشبہ اب بھی بغیر کسی ترمیم کے یہی کہتے ہیں۔ لیکن کیا ہمارے اس کہنے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جو شخص اپنے کو کسی جماعت کے ذمہ دار قائم مقام کی صورت میں پیش کرے یا اس کا لب ولہجہ اس جماعت کی وکالت مطلقہ کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ بلکہ فرض کرو کہ وہ خود اپنی وکالت کا صریح الفاظ میں اعلان کردے تو محض اس کے اس ادّعا اور لب ولہجہ اور صورت وکالت بنالینے سے تمام دنیا اس کو اس جماعت کا واقعی وکیل تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی۔ بحالیکہ اس کا مؤکل اپنی توکیل کی تصدیق بھی نہ کرتا ہو۔ ہم کھلے لفظوں میں اس کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ نے شروع سے اب تک اپنے کو جماعت قادیان کے وکیل کی صورت میں پیش کیا۔ لیکن ابتداء ہی سے ہم اس کو باور نہیں رکھتے کہ آپ کی تحریریں جس جماعت کی وکالت کا پہلو لئے ہوئے ہیں اور جس کے ذمہ دار قائم مقام کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کو آپ کی وکالت فی الواقع مسلم بھی ہے۔

پس اگر ہم نے آپ سے وکیل قادیان یا ذمہ دار قائم مقام کے لفظ کے ساتھ خطاب کیا تو وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا یہ خطاب بعض معذبین سے ''ذق انک انت العزیز الکریم (ای فی زعمک وقولک) ''اسی لئے ہم نے اپنے اوّل اشتہار سے آخر تک علی التواتر خود مرزامحمود قادیانی کو جگانا چاہا ہے۔ جن کو آپ اپنا امام کہتے ہیں۔ تاکہ یہ بات ابہام میں نہ رہے کہ آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں یا آئندہ لکھیں گے، وہ فی الحقیقت کس کی طرف منسوب کیا جائے۔ اسی وجہ سے ہم آپ کی خدمت میں برابر یہ مطالبہ پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ مرزامحمود قادیانی کی کوئی سند پیش کیجئے۔ جس سے اس بات کی تصدیق ہو کہ آپ کے کل مضامین بحیثیت مرزامحمود کے وکیل ہونے کے لکھے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اشتہار نمبر۴ مؤرخہ ۴؍فروری ۱۹۱۹ء میں آپ کے یکایک یہ لکھ دینے سے کہ علماء دیوبند براہ راست خود مرزامحمود سے گفتگو کریں۔ ہم کو قوی شبہ ہوگیا کہ غالباً مرزامحمود علماء دیوبند کی

انتہائی مستعدی دیکھ لینے کے بعد آپ کی وکالت کی تصدیق فرمانا نہیں چاہتے اور اس شبہ کو مزید تقویت اس سے ہوئی کہ آپ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا مرزا محمود قادیانی مباہلہ کے واسطے تیار ہیں تو ہمیشہ جواب یہ ملا کہ تیار ہیں، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ۱۹ر جنوری 1918ء کے الفضل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سال پہلے وہ تیار تھے۔ حالانکہ بہت سہل تھا کہ آپ ڈیڑھ سطر مرزا محمود قادیانی سے اب لکھوا کر شائع کر دیتے اور معاملہ کو اس قدر طول میں اور اپنے مخاطبین کو اس قدر شبہات میں نہ ڈالتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ جو شخص اب سے ایک سال پہلے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہو (جب کہ اس کا حریف اعلان جنگ سے مطلع ہو کر یا اس کو ناقابل التفات جان کر مقابلہ کے لئے کھڑا نہ ہوا تھا) تو کیا ضروری ہے کہ وہ اب ایک سال کے بعد بھی جب کہ اس کے حریف مقابل نے علیٰ رؤس الاشہاد ہل من مبارز کی منادی کر رکھی ہے۔ وہ ویسا ہی اپنے کو آمادۂ پیکار پائے گا۔

بارے خدا کا شکر ہے کہ ۲۴ر فروری ۱۹۱۹ء کی تاریخ ہمارے لئے یہ نغمۂ ساز سامعہ نواز لے کر آئی کہ ایڈیٹر الفضل نے جو کچھ اب تک علماء دیوبند کے مقابلہ میں مباہلہ کے متعلق لکھا ہے۔ اس سے مرزا محمود قادیانی کو اتفاق ہے۔

اگر چہ ہر طرح سے مجبور ہو کر مرزا محمود نے یہ چند الفاظ لکھ دیئے ہیں اور اس طرح خاموشی کا وہ آہنی قفل ٹوٹ چکا ہے۔ جس کے لئے تقریباً دو ماہ سے زور لگایا جا رہا تھا۔ لیکن اگر ایڈیٹر الفضل خفا نہ ہوں تو میں اس قدر کہنے میں معذور ہوں کہ ان الفاظ سے آئندہ مضامین کے متعلق ایڈیٹر الفضل کی نیابت اور وکالت کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ بلکہ مباہلہ کے متعلق جو مضامین اب تک آپ نے لکھے ہیں، صرف ان کو مرزا محمود نے جائز رکھا ہے۔ گویا ایک فقہی تشبیہ کی رو سے ایڈیٹر الفضل کی مثال اس فضولی کی سی ہوگئی۔ جس نے مالک کے اذن کے بدوں کسی چیز کی بیع کر دی ہو پھر مالک کو اطلاع پہنچنے اور اصرار کئے جانے پر اس کی بیع کو نافذ قرار دے دے۔ پس ظاہر کہ ایسے حالت میں وہ فضولی آئندہ معاملات کے لئے اس مالک کی جانب سے کسی درجہ میں بھی وکیل یا نائب نہیں سمجھا جا سکتا۔

علاوہ ازیں مرزا محمود کی عبارت میں ’’مباہلہ کے متعلق‘‘ کی قید نے بھی ایک قسم کا تردد پیدا کر دیا ہے۔ صاف صاف لکھا جائے کہ آیا مرزا محمود قادیانی آپ کے ہر حرف سے اتفاق کرتے ہیں اور قید محض اتفاقی ہے یا اس سے غرض بعض مضامین سے اتفاق اور بعض سے اختلاف کرنا ہے۔ اگر دوسری شق ہو تو پھر مجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو مضامین آپ کے نزدیک مباہلہ سے غیر متعلق ہیں وہ کون سے ہیں۔

الغرض جو مضامین آپ نے ہمارے متعلق اب تک لکھے اور جو آئندہ لکھیں۔ ان سب کی نسبت تاوقتیکہ مرزا محمود قادیانی پورا اطمینان صاف الفاظ میں نہ کردیں۔ آپ سے بحیثیت ان کی نیابت اور وکالت کے کس طرح خطاب کیا جاسکتا ہے؟

معزز ایڈیٹر ہمارے اکابر اور اپنے امام کی عبارتوں کے فرق کو بیک نظر ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ خصوصاً ان الفاظ کو جن پر نشان دیا گیا ہے۔

ہمارے اکابر کی عبارت: ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مولوی عبدالسمیع صاحب انصاری مدرس دارالعلوم دیوبند نے جو کچھ اب تک جماعت قادیان کے مقابلہ میں لکھا یا جو آئندہ اس باب میں لکھیں گے وہ سب ہم کو حرف بحرف منظور ہے۔

(ملاحظہ ہو اشتہار نمبر۴ دیوبند)

مرزا محمود صاحب کی عبارت: ایڈیٹر الفضل نے جو کچھ اب تک علماء دیوبند کے مقابلہ میں مباہلہ کے متعلق لکھا ہے۔ مجھے اس سے اتفاق ہے۔

(ملاحظہ ہو اشتہار قادیان نمبر۶ والصحیح نمبر۵)

میں اس راز کے بتلانے سے عاجز ہوں کہ مرزا محمود قادیانی جو مولوی محمد علی ایم.اے کے مقابلہ میں تین سو صفحہ کی کتاب لکھنے سے بھی نہیں اکتائے۔ وہ آج علماء دیوبند کے مقابلہ میں اس قدر کوتاہ قلمی کا کیوں ثبوت دے رہے ہیں؟ امید ہے کہ ایڈیٹر الفضل شرائط مناظرہ ومباہلہ کی تنقیح سے پہلے اپنی نیابت اور وکالت کا مرزا محمود سے صاف صاف الفاظ میں اعلان کرائیں گے۔ ورنہ ان کی ہر ایک کارروائی کالعدم سمجھی جائے گی۔

فریقین کے مراسلات کا مسلسل مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ اوّل یوم سے ہمارا مطالبہ یہ رہا ہے کہ مرزا محمود قادیانی کو آگے بڑھنا چاہئے۔ لیکن مرزا محمود نے پونے دو ماہ

کے بعد آج ایک قدم اٹھایا ہے تو اس طرح کہ دوسرا قدم پیچھے پڑ رہا ہے اور جو چند کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ ان کو بھی دو تین قیدیں لگا کر مشکوک بنادیا ہے۔

اس کے برعکس علماء دیوبند کی طرف سے بندۂ ناچیز نے ۲۹/ربیع الاوّل ۱۳۳۷ھ کو اخبار الفضل کے مقابلہ پر قلم اٹھایا اور ایسی صاف دلی اور صاف روشنی اور صاف بیانی سے کہ ایڈیٹر الفضل بھی ۱۶/جنوری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں مجبور ہوئے کہ اس جواب کو میرا شخصی جواب نہ سمجھیں، بلکہ کل علماء دیوبند کا جواب تصور فرمائیں۔

چنانچہ آپ نے یہ الفاظ لکھے کہ: ''ہمارے اس دعوت مباہلہ کے جواب میں علماء دیوبند نے طویل خاموشی کے بعد ۲۹/ربیع الاوّل ۱۳۳۷ھ کو ایک اشتہار شائع کیا۔'' اس کے بعد میں اسی اطمینان پر برابر ان کو جواب دیتا رہا اور مرزا محمود قادیانی کے سامنے آنے کا برابر مطالبہ کرتا رہا اور وہ بھی میرے ان تمام مضامین کو علماء دیوبند کے مضامین یقین کرنے میں حق بجانب رہے۔

آخر اشتہار نمبر۳ مؤرخہ ۳۱/جنوری ۱۹۱۹ء میں ہم نے یہ الفاظ لکھے کہ: ''اگر آپ خواہش کرتے یا آپ ہمارے یاد دلانے سے کریں کہ علماء دیوبند میں سے مثلاً حضرت مہتمم صاحب یا صدر مدرس صاحب یا مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم میرے اشتہارات کی تصدیق فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ پانچ منٹ کی تاخیر اس میں نہ ہوگی۔ لیکن خدارا آپ مرزا محمود قادیانی کو اس کے لئے تیار کیجئے کہ وہ خود علماء دیوبند کے مطالبات کا جواب عنایت کریں۔''

ہمارے اس یاد دلانے پر آپ نے اپنے ۴/فروری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں لکھا کہ: ''علماء دیوبند میں سے کسی ایسے ہی شخص کو سامنے آنا چاہئے۔ جس کو وہ متفقہ طور پر اپنا قائم مقام منتخب کر کے اس معاملہ کے تصفیہ کا اختیار دیں اور ان صاحب کو براہ راست ہمارے امام کو مخاطب کرنا چاہئے۔'' چنانچہ ہم نے اپنی قائم مقامی کی تصدیق کرانے میں حسب وعدہ پانچ منٹ کی بھی تاخیر نہیں کی۔ لیکن ایڈیٹر الفضل کو ''ہمارے یاد دلانے'' کے لفظ پر تازہ اشتہار میں سخت غیرت آئی اور انہوں نے اپنی پچھلی عبارتوں کی ایک بھول بھلیاں بنا کر عام طور سے یہ باور کرانا چاہا ہے کہ جو کچھ مطالبہ ۴/فروری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے

یاد دلانے سے نہیں کررہے۔ مگر باوجودیکہ اس مطلب کے لئے اس کاغذ کی گرانی کے زمانہ میں ایک ورق کا اسراف کیا گیا۔ پھر بھی وہ کوئی ایک عبارت ۴ر فروری ۱۹۱۹ء سے پہلے کی ایسی پیش نہ کر سکے۔ جس کو اس مطلب سے تعلق۔ آپ نے اوّلاً اپنی ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کی یہ عبارت نقل کی ہے کہ: ’’ان (علماء دیوبند) کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہو سنائے اور پھر ہمارا جواب سنے۔‘‘ پھر فرماتے ہیں کہ: ’’ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ہم نے علماء دیوبند سے ابتداء ہی میں اپنا کوئی وکیل پیش کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔‘‘

جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر صاحب کو زیبا نہیں کہ لوگوں کو اس طرح کا کھلا ہوا مغالطہ دینے کی کوشش کریں۔ قطع نظر اس سے کہ زعیم کا لفظ وکیل کا مرادف نہیں۔ آپ کو غور کرنا چاہئے کہ ۴ر فروری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں تو ہمارے یاد دلانے پر آپ ایک ایسے قائم مقام کا مطالبہ کررہے ہیں جو آپ کے امام کو براہ راست مخاطب بنائے اور ان سے اس معاملے کے متعلق ضروری امور اور شرائط کا تصفیہ کرے اور ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کے اشتہار میں اس زعیم کی استدعا کی گئی ہے جو اس وقت مناظرہ اور مباہلہ پر اپنے دلائل سنائے اور آپ کے جوابات سنے۔

اس زعیم اور اس قائم مقام کے فرائض منصبی میں تو کچھ فرق ہے۔ اس میں ذرا بھی خفا نہیں اور یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ آپ ایک وکیل تو مناظرہ ومباہلہ کی شرائط طے کرنے کے لئے طلب کرتے ہیں اور ایک وکیل ہے جو مکان مباہلہ وغیرہ کا انتظام کرے جس کو آپ نے شرائط نمبر۱۳ میں ذکر کیا ہے اور ان دونوں وکیلوں کے وظائف بالکل جداگانہ ہیں۔

پس کیوں آپ اپنی ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کی عبارت کو خواہی نخواہی وہ معنی پہناتے ہیں۔ جس کے پہننے سے وہ انکار کرتی ہے۔

پھر جب آپ کو غالباً خود بھی محسوس ہوا کہ یہ عبارت اثبات مدعا کے لئے کافی نہیں۔ تب ۱۴ر فروری ۱۹۱۹ء کو آپ کے ۱۰، ستمبر ۱۹۱۸ء والے اشتہار کے بطن سے ایک اور بچہ تقریباً پانچ مہینے کی مدت میں پیدا ہوگیا۔ جس کا نام آپ نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۸ء کا اشتہار رکھا۔ جس کی زیارت سے افسوس ہے کہ ہم آج تک محروم رکھے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۸ء کا اشتہار آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ

آپ اس کا کوئی ثبوت پیش کریں اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی ثبوت پیش نہ کرسکیں گے۔ جس طرح جنوری ۱۹۱۸ء والے اشتہار کے بھیجنے کا کوئی ثبوت پیش نہ کرسکے اور انجام کار ہم نے یہ خیال کر کے کہ مرزامحمود قادیانی کو اس مناظرہ ومباہلہ سے نکل جانے کا کوئی عذر ہاتھ نہ آ جاوے۔ اپنے اشتہار نمبر۴ میں یہ لکھا کہ: ’’آپ ان (مرزامحمود قادیانی) سے کم از کم یہی عرض کیجئے کہ علماء دیوبند کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ کی جنوری والی دعوت نہیں پہنچی۔ اس کو اب بطور اتمام حجت بذریعہ رجسٹری بھیج دیں۔ اس عبارت کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہم نے جنوری والی دعوت مرزامحمود قادیانی سے طلب کی تھی نہ کہ ایڈیٹر الفضل سے تاکہ ایڈیٹر صاحب کے اشارہ کے موافق مرزامحمود سے براہ راست خطاب کرنے کا موقع حاصل ہو جائے اور مرزامحمود کے اس فعل سے ہی ہم اس پر استدلال کرسکیں کہ وہ آج بھی اپنی جنوری والی دعوت پر قائم ہیں۔

ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم ۱۶/جنوری ۱۹۱۹ء کے پرچہ کی عبارت بار بار اپنے اشتہارات میں نقل کر چکے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے بار بار نقل کر دینے سے ہم کو یہ یقین نہیں ہوا کہ خود مرزامحمود اب بھی اپنی اس دعوت پر قائم ہیں یا نہیں۔ اس لئے ۱۶/جنوری ۱۹۱۹ء کا پرچہ جو آپ نے ہمارے پاس بھیجا یہ تو بے شک آپ نے تحصیل حاصل کی۔ مگر ہمارا مرزامحمود قادیانی سے طلب کرنا تحصیل حاصل نہیں تھا۔ الحاصل آپ اس کو ہمیشہ یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ علماء دیوبند نہ تو آپ کو چھوڑنا چاہتے ہیں اور نہ آپ کے امام کو۔ آپ نے تازہ اشتہار میں لکھا ہے کہ: ’’تو انہیں (علماء دیوبند کو) خوش ہونا چاہئے تھا کہ اب ہم نے ساری ذمہ داری اپنے امام کے ذمہ لگا دی ہے۔ جو بقول ان کے مستمر سکوت اختیار کئے ہیں۔ پس خطرہ ہی کون سا ہے اور ڈر ہی کس بات کا ہے۔‘‘

تو حضرت خطرہ تو اس بات ہے کہ کہیں آپ ۱۰/ستمبر ۱۹۱۸ء کے مغرورانہ جوش وخروش کا نتیجہ دیکھے بغیر اس درمیان میں سے نہ نکل جائیں اور ڈر اس بات کا ہے کہ کہیں مرزامحمود قادیانی بھی اپنے کو علیحدہ کر کے ہماری جواب دہی کو بڑے مرزا (قادیانی) پر حوالہ نہ کردیں اور پھر بڑے مرزا (قادیانی) کی مجلس میں ان کے دعویٰ کا پتہ چلنا بھی مشکل ہو جائے۔ کیونکہ جیسا کہ پچھلے اشتہار میں لکھا جا چکا ہے۔ وہ ایک سنہ میں تو بحکم الٰہی محدث

ہونے کا دعویٰ اور نبوت سے انکار کرتے ہیں اور دوسرے سنہ میں ان کو نبوت مل جاتی ہے اور پھر چھ ماہ بعد نہ معلوم کس قصور پر نبوت چھن جاتی ہے اور پھر خدا جانے کس خدمت کے صلہ میں عطاء کر دی جاتی ہے۔

اے جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر! کیا آپ کی جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں جو خشیت الٰہی اور عظمت رسالت پناہی ﷺ کو دل میں جگہ دے کر اس قسم کے متناقض اقوال کی حقیقت بے نقاب کر دے۔

نہ معلوم ایڈیٹر الفضل کے قلب پر بحث ومناظرہ کے نام سے اس قدر سخت دہشت کیوں چھائی ہوئی ہے کہ وہ بڑے مرزا قادیانی کی ان تمام عبارات سے بھی کچھ تعرض نہیں کرنا چاہتے۔ جو ہم نے اشتہار نمبر۴ میں درج کی تھیں اور حمیت مذہبی کے خلاف سب کا جواب دیتے ہیں کہ مباہلہ ہو جانے کی صورت میں اس قسم کے اعتراضات پیش کرنے کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ جب مباہلہ تمام اعتراضات کا قطعی فیصلہ کر دینے والا ہے تو پھر مباہلہ کی صورت میں کسی جماعت کے زعیم کے دلائل سننے اور اپنے جوابات سنانے کی آپ کو کیا ضرورت ہے؟ جو ضرورت آپ وہاں ثابت کریں گے۔ اسی طرح کی ضرورت یہاں تسلیم کر لینے میں کیا مضائقہ تھا۔

اور یہ عقدہ بھی ناقابل حل ہے کہ جس مباہلہ کو آپ کہتے ہیں کہ اس سے تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر واقعی آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو خود آپ کے مسیح موعود کے مباہلوں سے جو بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی وغیرہ ہوئے۔ آج تک کیوں سارے تنازعات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ کہا گیا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب سے مباہلہ تو ہوا تھا۔ مگر آپ کے مسیح موعود نے ان کے حق میں بددعا نہ کی تھی۔

اس سے میرے ذمہ ضروری ہوگیا ہے میں آپ سے اور مرزا محمود قادیانی اور جماعت قادیان کے مقتدر ارکان سے معلوم کروں کہ وہ مباہلہ کون سا ہے جو فریقین میں سے کاذب کے حق میں بددعا اور لعنت سے خالی ہو؟ کیا مناظرہ کی طرح مباہلہ کے متعلق بھی آپ نے کوئی نئی اصطلاح بنا رکھی ہے؟

پس شرائط مباہلہ کی تنقیح سے پہلے واجب ہے کہ مجھ کو مباہلہ کے مفہوم سے (جس کو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر ہم منطبق کر سکیں، آگاہ کیا جائے اور یہ بھی لکھا جائے کہ آپ نے اپنے اصول پر مباہلہ کا قطعی فیصلہ کن ہونا کن دلائل سے سمجھا ہے۔ کیونکہ حقیقت الوحی اور انجام آتھم وغیرہ کی متعدد عبارات سے ہم کو یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کے مسیح موعود کے اصول پر شاید مباہلہ کوئی قطعی فیصلہ کن چیز نہ ٹھہر سکے۔ اس لئے مباہلہ کی گفتگو کو فریقین کے اصول پر مکمل کرنے کے لئے اس بات کا اظہار لازم ہے کہ آپ اپنے مسلمات کو پیش نظر رکھ کر کس دلیل سے مباہلہ کو ایک قطعی فیصلہ کن چیز سمجھتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے ہر ایک اشتہار میں آپ سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریح طلب کی ہے۔ جس پر آپ آج تک کچھ نہیں بولے۔ ہمارا مقصد اس سے اس قسم کے امور کو روشنی میں لانا تھا کہ سنت رسول اللہ ﷺ کی رو سے مباہلہ کا مفہوم آپ کیا سمجھ رہے ہیں اور وہ سنت مباہلہ کے نتائج کی نسبت کیا فیصلہ دیتے ہیں۔ ازراہ نوازش ان سب باتوں کا جواب مع حوالہ کتاب وصفحہ وجلد ومع لحاظ اسناد جلد سے جلد مرحمت فرمائیے۔ تاکہ علماء دیوبند کو جو مباہلہ کی کارروائی کی تکمیل کے لئے سرتاپا چشم براہ ہیں۔ آپ کے مسلک کی نسبت کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے اور خدا کی وہ مخلوق جو نہایت بے چینی کے ساتھ اس مباہلہ کے تصفیہ کی منتظر ہے۔ **کفلق الصبح** نتیجہ کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ ایسا نہ ہو کہ پچھلے مباہلوں کی طرح کسی فریق کو کسی قسم کا داؤ پیچ کھیلنے کی جگہ باقی رہ جائے۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ وسلک طریق المصطفیٰ ﷺ!**

شرائط مناظرہ ومباہلہ کی تنقیح

ذیل میں نمبروار وہ شرائط نقل کی جاتی ہیں جو قادیان کے اشتہار مؤرخہ ۱۴ر فروری ۱۹۱۹ء میں طبع ہوئی ہیں۔ ہر شرط کے ساتھ علماء دیوبند کی رائے بعنوان تنقیح لکھی جاتی ہے۔ **وھی ھذا:**

۱...... ضروری ہوگا کہ تمام علماء دیوبند اس مباہلہ میں شامل ہوں۔ اسی طرح امام جماعت احمدیہ بھی بذات خود اس مباہلہ میں شامل ہوں گے جن کی شمولیت بوجہ اس کے کہ آپ جماعت

احمدیہ کے پیشوا ہیں جماعت احمدیہ کی شمولیت سمجھی جائے گی۔ ہاں! جائز ہوگا کہ جن احمدیوں کو امام جماعت احمدیہ مباہلہ میں شامل ہونے کی اجازت دیں، وہ شامل ہوسکیں۔

تنقیح: جس طرح مرزامحمود قادیانی آپ کی جماعت کے پیشوا ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا الحاج المولوی الحافظ ابوالطیب محمد احمد صاحب مہتمم اعلیٰ دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم خلف الصدق حضرت العلامۃ العارف باللہ مولانا محمد قاسم النانوتوی بانیٔ دارالعلوم قدس اللہ روحہ جماعت حقہ دیوبند کے پیشوا، اور قائم مقام ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھی اپنے عمل سے اس کو تسلیم کرلیا ہے۔ کیونکہ جب ہم نے اشتہار نمبر۴ میں یہ لکھا تھا کہ: ''کم ازکم مرزا محمود قادیانی سے آپ یہی عرض کیجئے کہ علماء دیوبند کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ کی وہ جنوری والی دعوت نہیں پہنچی۔ اسی کو اب بطور اتمام حجت آپ بھیج دیں۔'' تو آپ نے اس کے جواب میں میرے پاس اور دیوبند کے کسی اور عالم کے پاس بلکہ براہ راست اس پرچہ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری روانہ کیا۔ یہ بدیہی ثبوت اس امرواقع کا ہے کہ آپ کے زعم میں بھی حضرت مہتمم صاحب ہی کل علماء دیوبند کے صحیح معنی میں امیر اور قائم مقام ہیں) پس لازم ہوگا کہ آپ کی طرف سے مرزامحمود قادیانی اور ہماری جانب سے حضرت مہتمم صاحب ممدوح اس مناظرہ ومباہلہ میں بذات خود شامل ہوں اور ان کی شرکت کل جماعت کی شرکت سمجھی جائے۔ البتہ اپنی اپنی جماعت میں سے ان دونوں میں سے ہر ایک صاحب جس کو شرکت کی اجازت دیں، وہ شریک ہوسکے۔

۲...... الف: علماء دیوبند کا قائم مقام کھڑے ہوکر حضرت مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور مسیحیت کے متعلق جو ثبوت اور دلائل حضرت مرزا قادیانی اور آپ کی جماعت کی طرف سے پیش ہوچکے ہیں، ان کی تردید میں تقریر کرے گا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا مسلمہ قائم مقام اس کے خلاف تقریر کرے گا کہ اگر اس کے بعد بھی علماء دیوبند اپنے خیالات پر مصر ہوں تو اسی وقت اسی مقام پر حضرت مرزا قادیانی کی مسیحیت اور نبوت پر فریقین میں مباہلہ ہوگا۔

ب: اگر صورت الف علماء دیوبند کو منظور نہ ہو تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے جماعت احمدیہ کا مسلمہ قائم مقام حضرت مرزا قادیانی کے دعاوی اور ان کے دلائل علماء دیوبند کے سامنے بیان کرے۔ اس کے بعد علماء دیوبند کا مسلمہ قائم مقام ان دلائل کی تردید کرے۔

جس کے بعد قائم مقام جماعت احمدیہ جواب دے گا۔ اگر اس کے بعد بھی علماء دیو بند اپنے خیالات پر قائم رہیں تو اسی وقت، اسی مقام پر مباہلہ ہوگا اور دونوں صورتوں میں وقت دعائے مباہلہ ایک گھنٹہ ہوگا۔ پہلی صورت میں قائم مقام علماء دیو بند کو ہمارے دلائل کی تردید کرنے کے لئے تین گھنٹے دیئے جائیں گے۔ پھر دو گھنٹہ مسلمہ قائم مقام جماعت احمدیہ کو دیئے جائیں گے۔ دوسری صورت میں پہلے تین گھنٹے جماعت احمدیہ کے مسلمہ قائم مقام کو دلائل بیان کرنے کے لئے دیئے جائیں گے۔ پھر دو گھنٹہ مسلمہ قائم مقام علماء دیو بند کو تردید کے لئے دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ جواب کے لئے قائم مقام جماعت احمدیہ کو دیا جائے گا۔

تنقیح: چونکہ یہ شرط فی الحقیقت مناظرہ سے تعلق رکھتی ہے۔ جس سے مقصود اتمام حجت ہے (جیسا کہ آپ اشتہار مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۱۹ء میں تسلیم فرما چکے ہیں) اس لئے ضروری ہے کہ جب تک اتمام حجت واضح طور پر نہ ہو جائے۔ اس وقت تک دلائل سننے اور جواب سنانے کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ البتہ جب کوئی فریق باوجود نمایاں طور پر وضوح حق کے محض عناد وتعنت یا ناجائز بدتہذیبی پر اتر آئے تو اس کے بعد مباہلہ ہے۔ جو اسی میدان میں، اسی وقت ہوگا اور نمایاں طور پر وضوح حق ہو جانے اور ایک فریق کے محض عناد وتعنت پر اتر آنے کا فیصلہ خواہ بذریعہ کسی متفق علیہ ثالث کے یا کسی اور متفق علیہ معیار سے ہونا چاہئے۔ تا اتمام حجت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ اگر امیر جماعت قادیان کو یہ منظور نہیں تو مناظرہ سے عاجز ہونے کا صاف لفظوں میں اقرار کیا جائے اور اگر وہ اسے تسلیم کرلیں تو ہم پسند کرتے ہیں کہ اوّل تو ہمارا مسلّم وکیل مرزا غلام احمد صاحب کے متنبّی کاذب ہونے کے دلائل پیش کرے اور آپ کا مسلّم وکیل ان پر جرح کرے۔ پھر ہمارا وکیل اس کا جواب دے اور یہی سلسلہ اس وقت تک قائم رہے۔ جب تک واضح طور پر اتمام حجت نہ ہو جائے۔ جس کو ہم پہلے گزارش کر چکے ہیں نیز فریقین میں سے ہر ایک کے لئے تقریر کا وقت محدود ہوگا۔ جو آپس کے اتفاق سے طے ہوسکتا ہے اور ضروری ہوگا کہ فریقین کے وکلاء اپنے اپنے اعتراض وجواب لکھ کر مجمع میں سنائیں اور پھر دستخط ثبت ہوکر ہر ایک اپنی تحریر دوسرے کے حوالہ کردے۔ تاکہ جس قدر کارروائی ہو وہ حق کے طلب گاروں کے لئے ہمیشہ تبدیل وتحریف سے محفوظ رہ سکے اور ہندوستان کی تاریخ میں یہ ایک عظیم الشان مناظرہ اور مباہلہ ہو۔

نوٹ: ہر فریق کو یہ اختیار ہوگا کہ اس کی طرف سے تقریر کرنے والے متعدد وکلاء ہوں اور ہر جماعت کا وکیل اپنی جماعت کی معلومات کے استفادہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔

۳...... یہ مباہلہ بشمول ان تقریروں کے کسی ایسے مقام پر ہوگا جو دونوں فریق کے لئے مساوی ہوگا۔

تنقیح: اس میں یہ تصریح ہونی چاہئے کہ مساوات سے کیا مراد ہے؟ آیا مساوات باعتبار مسافت اور فاصلہ کے یا باعتبار فریقین کے اثر اور رسوخ کے، اس تشریح کے بعد مقام کا تعین کیا جائے۔

۴...... مکان مباہلہ کے جو اخراجات ہوں گے، وہ فریقین پر نصف نصف پڑیں گے۔

تنقیح: اتفاق ہے۔

۵...... ضروری ہوگا کہ قیام امن کے لئے سرکاری انتظام کرایا جائے اور اگر اس کے بھی اخراجات ہوں تو وہ بھی فریقین کو بحصّہ مساوی ادا کرنے ہوں گے۔

تنقیح: اتفاق ہے۔

۶...... داخلہ مکان مباہلہ میں بذریعہ مصدّقہ ٹکٹوں کے ہوگا۔ یہ ٹکٹ مساوی تعداد میں دونوں فریق کو ملیں گے۔ وہ جن لوگوں کو قابل اعتبار سمجھیں گے۔ ان میں بطور خود تقسیم کریں گے اور ہر فریق ان کی طرف سے امن کا ذمہ دار ہوگا۔ جن کو ٹکٹ دے کر داخل کرے گا۔ ہمارے نزدیک ایک ہزار ٹکٹ دونوں فریق کے لئے کافی ہیں۔

تنقیح: جب آپ نے قیام امن کے لئے سرکاری انتظام کو ضروری قرار دیا ہے تو پھر ایسی قیودات لگا کر عام مشتاقین کو شرکت سے محروم کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ قیام امن کا ذمہ دار سرکاری انتظام ہوگا۔

۷...... مکان جس میں مباہلہ ہوگا دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا تا کہ ہر فریق کے آدمی بآسانی علیحدہ بیٹھ سکیں۔

تنقیح: اتفاق ہے۔

۸...... امن قائم رکھنے کے لئے ایک ایک ناظم دونوں فریقوں میں سے اور ایک تیسرا ناظم جو

کسی فریق سے تعلق نہ رکھتا ہو۔لیکن دونوں فریق کے اتفاق کے ساتھ منتخب کیا گیا ہو، مقرر ہوں گے۔ان تینوں کا فرض ہوگا کہ دونوں فریق سے طے شدہ شرائط کی پابندی کرائیں۔اگر کسی انتظامی امر میں فریقین کے ناظمین میں اختلاف ہوتو تیسرے ناظم کا فیصلہ تسلیم کیا جائے گا۔

تنقیح: جلسہ کی سطح کو ہموار رکھنے کے لئے ہم کو اس سے اتفاق ہے۔

۹...... کسی فریق کو حق نہیں ہوگا کہ یہ کہہ سکے کہ تقریروں کے بعد مباہلہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر ایک فریق مباہلہ پر مصر ہوتو دوسرے کو لازماً مباہلہ کرنا پڑے گا۔سوائے اس حالت کے کہ وہ دوسرے فریق کے خیالات سے اتفاق کا اعلان کردے۔

تنقیح: اسی تفصیل کے ساتھ ہم کو اتفاق ہے جو شرط نمبر۲ کے تحت ہم لکھ چکے ہیں۔

۱۰...... تصفیہ شرائط کے بعد معاً علماء دیوبند کو ان علماء کی فہرست بمعہ مفصل پتوں کے ہمیں دینی ہوں گی۔ جو ان کی طرف سے مباہلہ میں شریک ہوں گے اور جب تک اس فہرست کا تصفیہ نہ ہولے گا۔اس وقت تک شرائط کی تکمیل بھی نہ سمجھی جائے گی۔

نوٹ: تصفیہ سے مراد یہ ہے کہ ہمیں یقین دلایا جائے کہ تمام علماء دیوبند کے نام اس فہرست میں درج ہیں۔

تنقیح: ہر فریق کے امیر کو اور امام کو ان لوگوں کی فہرست بعد تصفیہ شرائط دینا ہوگی۔ جن کی شرکت مناظرہ میں ضروری سمجھیں گے۔اس کے ماسواء جو لوگ فریقین کے آمین کہنے والے ہوں۔ان کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں۔ باقی نوٹ کا جواب شرط اوّل کی تنقیح میں گزر چکا۔اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱...... ہر فریق دوسرے فریق کو یہ تحریر دے گا کہ اگر وہ وقت معین مقام مقررہ پر نہ آیا یا تقریروں کے بعد مباہلہ سے اس نے انکار کردیا (بجز اس کے کہ اپنے عقائد سے دست بردار ہونے کا اعلان کردے) تو وہ دوسرے فریق کو اس کے نقصان کے معاوضہ میں پانچ ہزار روپیہ ادا کرے گا۔صرف زعیم علماء دیوبند کا وقت مقررہ پر پہنچ جانا کافی نہ ہوگا اور انہیں ادائیگی ہرجانہ سے بری نہیں کرے گا۔ جب تک تمام وہ علماء حاضر نہ ہوں جن کے نام تصفیہ شدہ فہرست میں درج ہو چکے ہوں۔

تنقیح: وہ نقصان معلوم ہونا چاہئے جس کا معاوضہ بہرصورت پانچ ہزار روپیہ سے کم نہیں ہوسکتا۔ تا کہ اتفاق یا عدم اتفاق سے اطلاع دی جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ فریقین ایک دوسرے کو یہ تحریری اقرار دیں کہ اگر ان حضرات میں سے جن کے نام فہرست میں درج ہوں گے کوئی ایک شخص بھی حاضر نہ ہوا تو اس فریق کی یہ ایک قسم کی کمزوری سمجھی جائے گی۔ بشرطیکہ کوئی دوسرا قائم مقام ان کی شرکت نہ کرے اور اگر کسی جماعت کا امیر بذات خود حاضر نہ ہو یا حاضر ہوکر مناظرہ یا مباہلہ سے انکار کردے تو مناظرہ اور مباہلہ کچھ نہ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے اس کی مکمل شکست مانی جائے گی۔

۱۲...... مکان مباہلہ اور دیگر انتظامات کے لئے ہر فریق اپنا ایک ایک وکیل مقرر کرے گا اور وہ دونوں مل کران امور کا مناسب انتظام کریں گے۔

تنقیح: اتفاق ہے۔

۱۳...... تصفیہ شرائط کے بعد ہرایک فریق ان شرائط کی مصدّقہ نقل دوسرے فریق کے حوالہ کرے گا۔ جس کے بعد کسی فریق کو طے شدہ شرائط میں کمی بیشی یا تغیر وتبدل کا اختیار نہ ہوگا۔

تنقیح: اتفاق ہے۔

۱۴...... مباہلہ کے بعد فریقین کے مسلمہ قائم مقاموں کے دستخطوں سے وقوع مباہلہ کا اعلان مع فہرست مباہلین اخبارات میں شائع کرنا ہوگا۔

تنقیح: اتفاق ہے، باضافہ مناظرہ ومناظرین۔

۱۵...... اثر مباہلہ کے ظاہر ہونے کا یوم مباہلہ سے ایک سال کے عرصہ تک انتظار کیا جائے گا۔ خواہ سال کے کسی حصہ میں ظاہر ہو۔ اس سے قبل اور بعد کا کوئی واقعہ لائق حجت نہ ہوگا۔

تنقیح: اثر مباہلہ کی تشریح واضح الفاظ میں کی جائے۔ تا کہ ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کی تاویل پر مجبور ہونا نہ پڑے اور ایک سال کی مدت کا ثبوت بھی کسی ایسی حجت شرعیہ سے ہونا چاہئے جو احکام دین میں واجب التسلیم ہو۔

نوٹ: آپ نے یہاں لکھا ہے کہ ایک سال سے قبل اور بعد کا کوئی واقعہ لائق حجت نہ ہوگا۔ مگر ۱۰ ارستمبر ۱۹۱۸ء کے اشتہار میں آپ کی عبارت یہ ہے کہ: ''بعد تصفیہ شرائط

مباہلہ طے کرلے اور پھر دیکھے کہ ایک سال کے بعد کس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔'' امید ہے کہ جو زرّیں نصیحت آپ نے ہم کو ان الفاظ میں کی تھی کہ: ''کاش! آپ ہمارے متعلق لکھتے ہوئے اپنی پہلی تحریروں کو پڑھ لیا کریں۔'' اس سے آپ بھی مستفید ہونے کی سعی فرمائیں گے۔ فرمایئے ان میں سے آپ کی کون سی عبارت کو ہم صحیح قرار دیں۔

۱۶...... فریقین کے مسلمہ قائم مقاموں پر اپنے ابنآء ونسآء کا مباہلہ میں شامل کرنا واجب ہوگا اور باقیوں کے لئے جائز۔

تنقیح: فریقین میں سے ہر ایک کے امیر اور پیشواء کو جن کا غلبہ کل جماعت کا غلبہ اور جن کی مغلوبیت کل جماعت کی مغلوبیت ہوگی۔ اپنے ابنآء ونسآء کا مباہلہ میں شامل کرنا واجب ہوگا اور باقیوں کے لئے جائز۔

۱۷...... مذکورہ بالا شرائط کے تصفیہ پر ایک ماہ بعد کی کوئی تاریخ مباہلہ کے لئے مقرر کی جائے گی۔

تنقیح: مناظرہ اور مباہلہ کی تاریخیں فریقین کے اتفاق سے بعد تنقیح مفہوم واثر مباہلہ وتصفیہ شرائط تجویز ہوں گی۔

علاوہ شرائط مذکورہ بالا کے اس امر کو بھی صاف کیا جائے کہ جو دلائل فریقین میں سے کسی کی طرف سے بیان کئے جائیں۔ ان کا مأخذ کیا ہونا چاہئے۔ قرآن شریف کے علاوہ احادیث رسول کریم ﷺ اور اجماع امت اور قیاس اور اقوال سلف کس درجہ تک قابل تسلیم ہیں۔

العبد المستمسک بعروۃ فضل اللہ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری

مدرس دارالعلوم دیوبند

۲۳؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵؍فروری ۱۹۱۹ء

○ ...... ○ ...... ○ ...... ○

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

جماعت قادیان کا
مناظرہ ومباہلہ سے انکار

بصورت اقرار

مرزا محمود ایڈیٹر الفضل کو اپنا وکیل تسلیم نہیں کرتے

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلے اس امر کا اعلان کر دینا ضروری ہے کہ ہم اپنا اخیر اشتہار نمبر۵ حسب عادت بصیغہ رجسٹری علیحدہ علیحدہ ایڈیٹر الفضل اور مرزامحمود قادیانی کی خدمت میں یکم رمارچ ۱۹۱۹ء کو روانہ کر چکے ہیں۔ اس کے جواب میں قادیان کا اشتہار جس پر تاریخ ۶رمارچ ۱۹۱۹ء چھپی ہوئی ہے اور جو بالا بالا ملک میں عرصہ ہوا شائع کیا جا چکا ہے۔ ہمارے پاس۲۲رمارچ ۱۹۱۹ء کو پہنچا۔ جس کے ساتھ اخبار الفضل مؤرخہ ۱۵رمارچ کی کاپی بھی شامل تھی۔ جواب سننے سے پہلے یاد رہے کہ عام اشتہار کا جواب عام اشتہار میں دیا جائے گا اور خاص اخبار الفضل کے مضامین کا ذمہ دار عام اشتہار نہیں ہوسکتا۔ البتہ اس کا جواب اخبار الفضل میں ہی بھیجا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ایڈیٹر صاحب جواب کو اخبار میں چھاپنے سے بلطائف الحیل پہلوتہی نہ کریں۔ باقی عام اشتہار کا جواب ذیل میں ملاحظہ ہو۔

ہم نے اپنے اشتہار نمبر۵ کی تمہید میں بدلائل واضحہ یہ ثابت کیا تھا کہ:

۱...... ایڈیٹر الفضل ابتداء سے اپنے کو کل جماعت قادیان کے وکیل اور قائم مقام کی صورت میں پیش کرتے رہے۔

۲...... مگر ۴رفروری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں یکا یک یہ لکھ دینے سے کہ ’’علماء دیوبند کو چاہئے کہ وہ براہ راست خود مرزامحمود قادیانی سے گفتگو کریں۔‘‘ نیز دوسرے قرائن سے ظاہر ہوا کہ کل جماعت قادیان اور مرزامحمود قادیانی ان کی وکالت کو تسلیم نہیں کرتے۔

۳...... بلکہ ۱۴رفروری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں جو چند کلمات تصدیق کے طور پر مرزامحمود قادیانی نے لکھے۔ ان میں اس قسم کی قیود لگائیں جن سے بجائے وکیل ہونے کے ایڈیٹر الفضل کا فضولی ہونا ثابت ہوا۔

بناءً علیہ ہم نے اشتہار نمبر۵ میں یہ امید ظاہر کی تھی کہ: ’’ایڈیٹر الفضل شرائط مناظرہ اور مباہلہ کی تنقیح سے پہلے اپنی نیابت اور وکالت کا اقرار مرزامحمود قادیانی سے صاف صاف الفاظ میں کرائیں گے۔ ورنہ ان کی ہر ایک کارروائی کالعدم سمجھی جائے گی۔‘‘

اب ناظرین غور فرمائیں کہ مناظرہ اور مباہلہ کی کارروائی کا تعلق جب کہ علماء دیوبند اور قادیان کی مرکزی جماعت سے ہے نہ کہ ایڈیٹر الفضل کی ذات خاص سے، تو شرائط وغیرہ کی گفتگو سے پہلے یہ تحقیق کرنا کیا ہمارے فرائض میں داخل نہیں تھا کہ جس شخص سے ہم شرائط کرنا چاہتے ہیں۔ وہ فی الواقع مرزامحمود قادیانی اور تمام جماعت قادیان کا صحیح وکیل اور جائز قائم مقام بھی ہے یا نہیں۔

پس ایڈیٹر الفضل کا تازہ اشتہار مؤرخہ ۶ / مارچ ۱۹۱۹ء میں ان امور کی بابت یہ کہہ کر ساکت رہ جانا کہ یہ سب ادھر ادھر کی باتیں ہیں، جن سے احتراز کیا جانا چاہئے۔

حقیقت شناسوں کے نزدیک خوبصورتی کے ساتھ اپنے عجز کا اعتراف کرنا ہے اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ ایڈیٹر الفضل کے کل مضامین کو مرزامحمود قادیانی وغیرہ کی طرف منسوب سمجھنے میں ہم کو جو تردد تھا وہ بے جا نہ تھا۔ چنانچہ ہم دل سے قدر کرتے ہیں، مرزامحمود قادیانی کی اس صفائی کی کہ انہوں نے ۶ / مارچ ۱۹۱۹ء کے تازہ اشتہار میں ہمارے مطالبہ کا جواب دیتے ہوئے صاف اعلان کر دیا کہ: ''باقی رہی یہ تحریر کہ وہ (ایڈیٹر الفضل) جو کچھ لکھا ہے یا آئندہ لکھے گا۔ اس سے میں متفق ہوں۔ یہ میرے نزدیک تقویٰ اور دیانت کے خلاف ہے۔''

کاش کہ مرزامحمود وہ وجوہ بھی بیان کر دیتے جن کی بناء پر یہ بات تقویٰ اور دیانت کے خلاف سمجھی گئی ہے۔ تاہم ایڈیٹر الفضل کی وکالت اور نیابت کی پردہ دری کے لئے یہ عبارت بھی کافی سے زیادہ ہے۔ بہرحال کوئی صحیح الحواس اور ذی شعور یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایڈیٹر الفضل کی وکالت پر بحث کرنا (جس سے کہ ناچار مرزامحمود قادیانی کو مجبور ہونا پڑا ہے کہ وہ ہر ایک اشتہار پر اپنی تصدیق اور دستخط ثبت فرمایا کریں) مباہلہ اور مناظرہ کی کارروائی سے بے تعلق چیز ہے۔

اس لئے حسن ظن سے کام لیا جائے تو یہ خیال قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جن ادھر ادھر کی باتوں کو ایڈیٹر صاحب نے اپنے تازہ اشتہار میں واجب الاحتراز قرار دیا ہے۔ اس سے مراد یہ وکالت کی بحث نہ ہو، بلکہ شاید میری اس عبارت کی طرف اشارہ ہو جو ہمارے اشتہار نمبر ۵ میں لکھی گئی تھی کہ: ''حضرت خطرہ تو اس بات کا ہے کہ کہیں آپ ۱۰ / ستمبر ۱۹۱۸ء کے مغرورانہ جوش وخروش کا نتیجہ دیکھے بغیر اس درمیان میں سے نکل نہ جائیں اور ڈرا اس بات

کا ہے کہ کہیں مرزا محمود قادیانی بھی اپنے کو علیحدہ کر کے ہماری جواب دہی کو بڑے مرزا قادیانی پر حوالہ نہ کردیں اور پھر بڑے مرزا قادیانی کی مجلس میں ان کے دعویٰ کا پتہ چلنا بھی مشکل نہ ہو جائے۔ کیونکہ جیسا کہ پچھلے اشتہار میں لکھا جاچکا ہے کہ:''وہ ایک سنہ میں تو بحکم الٰہی محدّث ہونے کا دعویٰ اور نبوت سے انکار کرتے ہیں اور دوسرے سنہ میں ان کی نبوت مل جاتی ہے۔ پھر چھ ماہ بعد نہ معلوم کس قصور پر نبوت چھن جاتی ہے اور پھر خدا جانے کس خدمت کے صلہ میں نبوت عطاء کر دی جاتی ہے۔ کیا آپ کی جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں جو خشیت الٰہی اور عظمت رسالت پناہی ﷺ کو دل میں جگہ دے کر اس قسم کے متناقض اقوال کی حقیقت کو بے نقاب کر دے۔''

میرا یہ مضمون بلاشبہ ایک ایسا مضمون ہے جس کو آپ مباہلہ کی کارروائی سے بے تعلق ثابت کر کے ادھر ادھر کی باتوں میں داخل کرنا چاہیں گے۔ (کیونکہ میں اوّل یوم سے جانتا ہوں کہ آپ ان متضاد اقوال کے ایسے جوابات پر ہرگز قادر نہیں ہیں۔ جو آپ کے مخالفوں کے حق میں شافی اور مسکت ہوں:''**لن یصلح العطار ما افسده الدهر**'' لیکن معاف کیجئے کہ یہ بحث بندۂ ناچیز نے ازخود نہیں چھیڑی۔ بلکہ آپ کے چند فقرات کے جواب میں استطراداً لکھی گئی ہے۔

پس جو مصیبت آپ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر لائے ہیں۔ اس کی ذمہ داری آپ ہی پر عائد ہوتی ہے۔ اگر آپ پہلے سے مجھ کو بے تکلف یہ لکھ بھیجتے کہ دعویٰ نبوت کے متعلق مرزا قادیانی کے متناقض اقوال کا کسی نہج سے تذکرہ ہونا ہمارے لئے سخت تلخ ناک بحث ہے۔ جس کو سن کر بہت سے قادیانی بھی بعید نہیں کہ مذبذب ہو جائیں تو ممکن تھا کہ میں کسی عنوان سے اس کا ذکر اشتہار میں نہ کرتا۔ مگر پھر بھی تو آپ کو بجائے خود غور کرنا چاہئے کہ جب مدعی نبوت خود ہی اپنے دعویٰ میں اس درجہ متردد اور مضطرب ہو تو اس کے پیرووں کو اس قدر اطمینان کر لینا کس طرح زیبا ہوگا کہ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو مباہلہ تک کا چیلنج دینے سے درگزر نہ کریں۔ اچھا یہ بھی سہی، مگر ان تردد انگریز اقوال کے ضمنی تذکرہ پر جواب سے بالکل کترا جانا۔ اس کی دلیل ہے کہ آپ اس بحث کے جمہور اہل اسلام میں شائع ہو جانے سے خائف ہیں۔

بہتر ہے فی الحال ہم بھی آپ کو زیادہ ضیق میں ڈالنا نہیں چاہتے اور ہمارا ابھی منشاء یہی ہے کہ جلد سے جلد شرائط مناظرہ ومباہلہ کا فیصلہ ہوکر عملی کارروائی شروع ہوجائے۔ لیکن غضب تو یہ ہے کہ آپ مباہلہ کے مفہوم اور اس کے اثر کی تحقیق کو بھی (جس کے بدوں عمل مباہلہ کی تکمیل نہیں ہوسکتی) ادھر ادھر کی باتوں میں رلانا چاہتے ہیں۔ آپ نے تازہ اشتہار میں لکھا ہے کہ: ''آپ اس وقت تک لفظ مباہلہ کو بیسیوں مرتبہ استعمال کر چکے ہیں۔ اگر آپ کو دارالعلوم دیوبند کا مدرس ہوتے ہوئے اب تک مباہلہ کا مفہوم بھی معلوم نہیں تھا۔ آپ ہی سوچیں کہ آپ کی تحریروں میں یہ لفظ بار بار کیونکر استعمال ہوتا رہا ہے اور کس مفہوم کو مدّنظر رکھ کر آپ نے یہ لکھا تھا...... اگر آپ کو حقیقتاً مباہلہ کے مفہوم سے آگاہی نہ تھی تو دیوبند کے ان علماء سے ہی آپ دریافت فرمالیتے جن کی طرف سے آپ مباہلہ کے معاملہ میں قائم مقام مقرر ہوئے ہیں یا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ہی مباہلہ کا مفہوم پوچھ لیتے...... الخ!''

میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے کانشنس نے آپ کو کس طرح ان سطروں کے لکھنے کی اجازت دی۔ یقین ہے کہ جب آپ یہ لکھ رہے ہوں گے تو خود آپ کا ضمیر بھی اندر سے اس پر نفرین کررہا ہوگا۔ کیونکہ ایک عامی سے عامی شخص پر بھی جس نے ہمارے اشتہار نمبر۵ کو پڑھا ہوگا۔ یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ، ہم نے مباہلہ کے مشہور ومسلّم مفہوم سے کسی ایک جگہ بھی لاعلمی ظاہر نہیں کی۔ البتہ مباہلہ کے اس خاص مفہوم سے آگاہ کئے جانے کی درخواست کی ہے جو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر منطبق ہو۔

یاد رکھئے کہ میں نے مباہلہ کا لفظ جو بقول آپ کے بیسیوں مرتبہ استعمال کیا ہے۔ وہ اس معنی میں کیا ہے جو قرآن کریم کی آیت: ''ثم نبتہل فنجعل لعنة اللّٰہ علی الکاذبین'' کا مدلول ہے۔ یعنی یہ کہ دونوں فریق سے گڑگڑا کر خداوند تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین سے جھوٹا ہوا، اس پر مسلط کردے اور اسی معنی سے مباہلہ کی دعوت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے اپنے مخالفوں کو دی تھی اور یہی معنی مباہلہ کے ان علماء دیوبند نے مجھ کو سکھلائے ہیں جن کا میں قائم مقام ہوں۔

لیکن جس معنی کے اعتبار سے آپ کے مسیح موعود نے مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے مباہلہ کیا۔ اس کے وجود کا پتہ نہ تو کہیں قرآن کریم میں ہم کو ملا ہے اور نہ حدیث شریف میں اور نہ کسی دوسرے عالم معتبر کی کتاب میں۔ کیونکہ جو آپ کے مسیح موعود نے اپنی تصانیف میں تصریح کررہے ہیں کہ میں نے مولوی عبدالحق کے ساتھ مباہلہ تو کیا۔ مگر ان کے حق میں بددعا نہیں کی۔ (اس لئے ان پر مباہلہ کے بعد خدا کے قہر کی بجلی نہیں گری) پس چونکہ میرے نزدیک شرعی طور پر مباہلہ کے کوئی معنی ایسے نہیں ہیں جو بددعا اور لعنت سے خالی ہوں۔ اس لئے میں نے آپ سے شرائط مباہلہ کی تنقیح سے پیشتر یہ صاف کر لینا ضروری سمجھا کہ آپ کے مسیح موعود کے اصول پر جو معنی مباہلہ کے ہوں، اس سے مجھ کو آگاہ کیا جائے۔ تا آپ کو ہم سے مباہلہ کرنے کے بعد اس قسم کی طمع سازی کی گنجائش باقی نہ رہے جو مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مقابلہ پر (جب کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ہلاک نہیں ہوئے) کی گئی تھی۔

دوسرے انجام آتھم اور حقیقت الوحی وغیرہ کے مطالعہ سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کے مسیح موعود بہت سے مواقع میں اپنے کو سچا ثابت کرنے کے لئے حق تعالیٰ شانہ کو جھوٹا ٹھہرانے سے بھی باک نہیں کرتے اور یہ مانتے ہیں کہ بسا اوقات حق تعالیٰ شانہ نے اپنے پیغمبروں سے کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا وعدہ فرمالیا۔ جس میں بظاہر کوئی شرط بھی نہیں تھی۔ لیکن کسی مخفی سبب یا کسی مانع قوی کی وجہ سے خدا نے اپنا وعدہ وقت پر پورا نہیں کیا۔ ’’کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا‘‘ اور لکھتے ہیں کہ قدیم سے برابر اس طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ حتیٰ کہ ڈپٹی آتھم اور محمدی بیگم کے واقعات میں بھی (جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں، بلکہ اندیشہ ہے کہ آپ کا غصہ ہیجان میں نہ آجائے) آپ کے مسیح موعود نے اللہ جل شانہ کی اس عادت سے (معاذ اللہ) اپنی برأۃ میں مدد لی ہے اور اسی کو آپ کی جماعت نہایت زورشور کے ساتھ اپنے مخالفوں کے مقابلہ پر پیش کرتی رہی ہے۔

اس وقت ہمارا مقصد یہ نہیں کہ آپ کے اس اصل باطل کے متعلق بحث ومناظرہ کا دروازہ کھولا جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ کی نسبت آپ نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ (معاذ اللہ) وہ اپنے نبیوں سے کسی معیّن قوم یا شخص کے حق میں بظاہر عذاب کا غیرمشروط وعدہ کر کے بھی ایفاء نہیں کرتا تو بیش بریں نیست کہ اس نے مباہلہ کے متعلق بھی

اپنے انبیاء کی زبانی یاد اور کسی ذریعہ سے کوئی ایسا وعدہ اپنے بندوں کو دیا ہوگا کہ ہم مباہلہ کرنے والوں میں جھوٹے فریق پر اپنا عذاب نازل کریں گے۔

پھر فرمایئے کہ یہ اطمینان آپ کو کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ جل شانہ ضرور ہی ایسا کریں گے اور اس میں کسی مخفی سبب کے بناء پر (جس کا علم ہم کو ہونا ضروری نہیں) تخلف نہ ہو گا۔ مثلاً ہمارا اور آپ کا مباہلہ ہوا اور اللہ جل شانہ کی اس عادت کے موافق جو آپ لوگ تجویز کرتے ہیں۔ کاذب پر کسی پوشیدہ سبب کی وجہ سے عذاب نازل نہ ہوا تو ایسی حالت میں مباہلہ کی کارروائی آپ کے نزدیک کس طرح قطعی فیصلہ کن چیز ٹھہرے گی۔

اسی کی طرف ہم نے توجہ دلائی تھی اپنے اشتہار نمبر۵ کی اس عبارت میں کہ: ''شرائط مباہلہ کی تنقیح سے پہلے واجب ہے کہ مجھ کو مباہلہ کے مفہوم سے (جس کو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر منطبق کر سکیں) آگاہ کیا جائے اور یہ بھی لکھا جائے کہ آپ نے اپنے اصول پر مباہلہ کا قطعی فیصلہ کن ہونا کن دلائل سے سمجھا ہے۔ کیونکہ حقیقت الوحی اور انجام آتھم وغیرہ کی متعدد عبارتوں سے ہم کو یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کے مسیح موعود کے اصول پر شاید مباہلہ کوئی قطعی فیصلہ کن چیز نہ ٹھہر سکے۔ اس لئے مباہلہ کی گفتگو کو فریقین کے اصول پر مکمل کرنے کے لئے اس بات کا اظہار لازم ہے کہ آپ اپنے مسلّمات کو پیش نظر رکھ کر کسی دلیل سے مباہلہ کو ایک قطعی فیصلہ کن چیز سمجھتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے ہر ایک اشتہار میں آپ سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریح طلب کی ہے، جس پر آپ آج تک کچھ نہیں بولے۔ ہمارا مقصد اس سے اسی قسم کے امور کو روشنی میں لانا تھا کہ سنت رسول اللہ ﷺ کی رو سے مباہلہ کا مفہوم آپ کیا سمجھ رہے ہیں اور وہ سنت مباہلہ کے نتائج کی نسبت کیا فیصلہ دیتی ہے۔ ازراہ نوازش ان سب باتوں کا جواب مع حوالہ کتاب وصفحہ وجلد مع لحاظ اسناد جلد سے جلد مرحمت فرمایئے۔ تاکہ علماء دیوبند کو جو مباہلہ کی کارروائی کی تکمیل کے لئے سرتاپا چشم براہ ہیں۔ آپ کے مسلک کی نسبت کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے اور خدا کی وہ مخلوق جو نہایت بے چینی کے ساتھ اس معاملہ کے تصفیہ کی منتظر ہے ''کفلق الصبح'' نتیجہ کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ ایسا نہ ہو کہ پچھلے مباہلوں کی طرح کسی فریق کو داؤ پیچ کھیلنے کی جگہ باقی رہ جائے۔''

ان تمام باتوں کی چھان بین ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ آئندہ آپ حضرات کوئی ایسی پرانی سپر نہ اٹھالائیں جس کا استعمال کئی مواقع میں آپ کی طرف سے ہو چکا ہے۔ ہم کو باوجودیکہ آپ کی جماعت کا بہت زیادہ تجربہ نہیں ہے۔ لیکن انہیں چندماہ کی مراسلت میں اس قدر ضرور معلوم ہوگیا کہ آپ کی تحریریں کس درجہ مضحکہ خیز تلون پر مشتمل ہیں اور کس طرح ان ہی چند ایام میں جلد جلد آپ نے رنگ بدلا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند اقتباسات مناظرہ کے باب میں آپ کے اشتہارات سے درج کرتا ہوں تاکہ آپ خود بھی اپنی زود فراموشی کی داد دیں۔ سب سے پہلے ۱۰/ستمبر ۱۹۱۸ء والے اشتہار میں آپ نے لکھا تھا کہ: ’’ان (علماء دیوبند) کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنائے۔ پھر ہمارا جواب سنے۔‘‘ اس سے ظاہر ہے کہ دلائل اور جوابات کے سننے اور سنانے کو آپ کچھ مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن ۲۴/جنوری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں مناظرہ سے انکار کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ: ’’علماء دیوبند حضرت مرزاصاحب کے متعلق پہلے جو فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس کی موجودگی میں صاف ظاہر ہے کہ اب ان کے لئے کوئی دلیل اور حجت کارگر نہیں ہوسکتی۔‘‘

جس سے ثابت ہوا کہ کسی دلیل اور حجت کا سننا سنانا اور بحث ومناظرہ کرنا بالکل فضول اور لغو ہے۔ مگر جب ہم نے دلائل قاہرہ سے آپ کو بتلایا کہ آپ عقل اور نقل اور خود اپنی تحریر کی رو سے مناظرہ کرنے پر مجبور ہیں تو کچھ دنوں کے سکوت کے بعد ۶/مارچ ۱۹۱۹ء کے تازہ اشتہار میں ناچار آپ کو نہایت جلی قلم سے یہ لکھنا پڑا کہ ہم مباہلہ اور مناظرہ دونوں کے لئے تیار ہیں۔

اور اسی اشتہار میں اس کی غرض احقاق حق بتائی ہے۔ اب اگر میں ایڈیٹر صاحب سے یہ سوال کروں کہ کیوں حضرت! کیا اب علماء دیوبند مرزاصاحب کی نسبت اپنے فیصلہ سے رجوع کر چکے ہیں؟ جو آپ مناظرہ پر آمادہ ہوگئے تو اندیشہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب اگلے اشتہار میں کہیں پھر مناظرہ سے انکار نہ کر بیٹھیں۔ لہٰذا میں غنیمت سمجھتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نے کسی نہ کسی طرح مناظرہ کا اقرار تو کیا اور علماء دیوبند اس ہول دلی کے معالجہ میں کامیاب تو ہوئے جو ایک مدت سے جماعت قادیان کو مناظرہ کے نام سے لاحق تھی۔ اگرچہ یہ شکوہ اب بھی باقی رہا کہ انہوں نے جو شرائط تحریر فرمائی ہیں۔ وہ اس قسم کی ہیں کہ جن سے مناظرہ بلکہ مباہلہ کا

اقرار بھی انکار کے مرادف ہوا جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو تنقیحات کے جواب الجواب پڑھنے سے اندزاہ ہو جائے گا۔

آخر میں اس قدر اور معروض ہے کہ مرزا محمود اقادیانی نے ہمارے مطالبہ کے جواب میں جو وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ہر اشتہار کو پڑھ کر اس پر تصدیق کیا کریں گے۔ اس سے ہم آئندہ کی نسبت مطمئن ہوئے۔ مگر از راہ نوازش اتنا اور تحریر فرمائیں کہ بدوں ان کے دستخط کے جو مضامین ایڈیٹر الفضل کے ہمارے مقابلہ پر اب تک نکل چکے ہیں۔ ان میں وہ مضامین کون سے ہیں، جن سے آپ کو اتفاق نہیں۔

شرائط مناظرہ ومباہلہ کی تنقیحات کا جواب الجواب

__شرط نمبرا کی تنقیح کا جواب الجواب:__ مرکز دیوبند سے تعلق رکھنے والے تمام علماء دیوبند کی حیثیت جامعہ دارالعلوم کا تعلق ہے اور دارالعلوم کے سارے شعبوں کا جن میں شعبۂ مناظرہ وغیرہ بھی ہے، ذمہ دار مہتمم اعلیٰ ہوتا ہے۔ جس کا انتخاب دیوبند سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں کے صحیح قائم مقام (اراکین مشورہ) کی تجویز سے ہوتا ہے۔ پس حضرت مولانا الحاج المولوی الحافظ ابوالطیب محمد احمد صاحب دامت برکاتہم جب کہ دارالعلوم کے مہتمم اعلیٰ ہیں تو وہ باقاعدہ جماعت اسلام کی طرف سے اس کے تمام شعبوں کے (جن میں انجمن الارشاد بھی ہے) ذمہ دار مجاز ہیں۔ اس لئے دارالعلوم کے مہتمم ہونے کی حیثیت سے ان کا ہر ایک فعل تمام جماعت کا فعل متصور ہوگا۔ خصوصاً جب کہ یہ بھی ملحوظ رہے کہ وہ حضرت العلامۃ العارف باللہ حکیم الامۃ وحید العصر مولانا محمد قاسم طاب ثراہ بانیٔ دارالعلوم کے وارث اور ان کی یادگار کو سنبھالنے والے ہیں۔

پس میں نہیں سمجھتا کہ اس قدر واضح ثبوت کے بعد بھی ان کو جماعت دیوبند کا پیشوا ماننے میں آپ کو کیا تردد ہے۔ بجز اس کے کہ آپ کا ارادہ اس شرط اوّل سے یہ ہو کہ جب تمام علماء دیوبند کا تنہاء مرزا محمود قادیانی کے مقابلہ پر جمع ہونا ضروری ٹھہرے گا اور ظاہر ہے کہ علماء دیوبند اوّلاً تو ہندوستان کے تمام گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ثانیاً بہت سے افراد ہندوستان سے باہر حجاز، یمن اور عراق وغیرہ میں موجود ہیں۔ بلکہ کئی ایک، اور کئی میں وہ ایک جو ساری

جماعت کے مخدوم ہیں۔ جزیرہ مالٹا میں نظر بند ہیں تو اس شرط کی تعمیل میں ان سب کا اجتماع قریب قریب ناممکن ہے۔ پھر اگر ایک بھی حاضر نہ ہو تو پانچ ہزار روپیہ کا تاوان علماء دیوبند کے سر تھوپا گیا ہے اور دوسرے طرف تن تنہاء مرزامحمود قادیانی کا موجود ہو جانا کافی سمجھا گیا ہے۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ مرزامحمود قادیانی کے مقابلہ پر حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کو کافی نہ سمجھنا اور اس قسم کی ممتنع الحصول شرائط کا پیش کرنا کیا فی الحقیقت مباہلہ سے انکار نہیں ہے؟ اور حال یہ ہے خود ایڈیٹر صاحب بھی پہلے اپنے عمل سے اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کیونکہ جب ہم نے اشتہار نمبر۴ میں یہ لکھا تھا کہ: ''کم ازکم مرزامحمود قادیانی سے آپ یہی عرض کیجئے کہ علماء دیوبند کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ کی وہ جنوری والی دعوت نہیں پہنچی۔ اسی کو آپ بطور اتمام حجت بھیج دیں تو آپ نے اس کے جواب میں نہ میرے پاس اور نہ دیوبند کے کسی اور عالم کے پاس بلکہ براہ راست اس پرچے کو حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری روانہ کیا۔ یہ بدیہی ثبوت اس امر واقع کا ہے کہ آپ کے زعم میں حضرت مہتمم صاحب ہی کل علماء دیوبند کے صحیح معنی میں امیر اور قائم مقام ہیں۔

باقی کسی شخص کے پیشواء اور قائم مقام ہونے کے لئے جو شرط بیعت کی آپ نے لکھی ہے۔ اس کا کوئی ثبوت آپ نے پیش نہیں کیا۔ اتنا ضرور تحریر فرمایئے کہ ایک شخص اگر دوسرے کو اپنا پیشواء اور قائم مقام تسلیم کرلے تو یہ کیوں ضروری ہے کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ بھی دے چکا ہو۔ پس ہم اب بھی اپنی اسی تنقیح پر قائم ہیں جو اشتہار نمبر۵ میں درج کر چکے ہیں۔

شرط نمبر۲ کی تنقیح کا جواب الجواب: اس تنقیح کے مضمون سے بظاہر آپ نے اتفاق کیا ہے۔ لیکن ایک ایسی شرط لگائی ہے، جس کو دنیا میں شاید کوئی مناظر بھی قبول نہ کر سکے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مناظرہ کے لئے کسی ثالث کی ضرورت نہیں۔ ہم مناظرہ میں مدعی ہیں اور جب مدعی یہ کہہ دے گا کہ اب فریق ثانی ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آیا تو لامحالہ فریق ثانی کو مناظرہ سے دست بردار ہو کر مباہلہ کرنا پڑے گا جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ جب مرزامحمود قادیانی یہ فرمائیں گے کہ اب علماء دیوبند ضد پر اتر آئے اور ہار گئے تو ان کو اپنی ہار ماننی پڑے گی۔ اس سے بہتر تو یہی ہے کہ آپ ابھی قادیان میں بیٹھے ہوئے فرمادیجئے کہ علماء دیوبند ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہیں اور شکست کھا چکے ہیں تو

بدوں کوئی گولی یا گولہ چلائے ہی یہ فتح مبین مفت ہاتھ آجائے گی۔ کیا آپ ساری دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں۔ خود ہی انصاف کیجئے کہ اس قسم کی شرائط کا منوانا مناظرہ سے انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے معاملہ سے جو وفد نجران کے ساتھ پیش آیا، استدلال بھی کررہے ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ''اور یہی رسول کریم ﷺ کے وقت میں ہوا۔ آپ نے وفد نجران سے گفتگو کرتے کرتے آخر ایک وقت پر قرار دیا کہ اب یہ لوگ ضد پر آگئے ہیں اور ان سے سوائے مباہلہ کے اور کوئی چارہ نہیں۔''

لیکن شاید آپ کا یہ یاد نہیں رہا کہ نبی کریم ﷺ نے جس وقت یہ قرار دیا ہے اس وقت خود وفد نجران کا سب سے بڑا اہل الرائے عبدالمسیح اپنی جماعت سے بے تور یہ یوں کہہ رہا تھا کہ: ''**واللّٰہ یا معشر النصاریٰ لقد عرفتم ان محمد النّبی مرسل ولقد جاء کم بالفضل من خبر صاحبکم ولقد علمتم انہ مالاعن قوم نبیاً قط فیبقی کبیرھم ولا نبت صغیرھم وانہ الاستیصال منکم ان فعلتم...... الخ!**'' اے گروہ نصاریٰ! قسم ہے خدا کی تم بے شک جانتے ہو کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) نبی مرسل ہیں اور تمہارے صاحب (حضرت مسیح) کی جو خبر لائے ہیں وہ قول فیصل ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ کسی قوم نے کبھی کسی نبی سے مباہلہ نہیں کیا۔ جس کے بعد اس قوم کا کوئی بڑا آدمی باقی رہا ہو یا کوئی چھوٹا بچہ نشو ونما پا سکا ہو اور بلاشبہ اگر تم مباہلہ کرو گے تو بیخ و بنیاد سے تباہ ہو جاؤ گے۔

اب بھی اگر آپ اپنے مخالفوں کو وفد نجران سے تشبیہ دیتے ہیں تو یہ ثابت کرنا بھی آپ کا فرض ہوگا کہ آپ کے مخالف بھی اس درجہ میں پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنی مجلسوں میں علانیہ آپ کے مسیح موعود کی نبوت کا (معاذ اللہ) اقرار کرتے ہیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہاں! ہم کو اپنے مانے ہوئے نبی کی وحی سے یہ اطلاع بھی مل چکی ہے تو آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے نبی تو خود ہی اپنی نبوت کے دعویٰ میں متردد ہیں اور خاص دعویٰ نبوت میں ہی ان کو اپنی وحی پر اعتماد نہیں ہے۔ پھر غیروں سے اس کی امید رکھنے کا آپ کو کیا حق ہے:

خشت اوّل چون نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

یہاں تک تو بطور ارخاء عنان کے آپ کے مذاق پر گفتگو تھی اور حق یہ ہے کہ نبی

کریم ﷺ کو وفد نجران سے حضرت مسیح علیہ السلام کی عبدیت اور الوہیت کے مسئلہ میں مباہلہ کرنے کا امر ہوا تھا۔ نصاریٰ نجران جو انسان کو اس کی حد سے بڑھا کر خدا یا خدا کا بیٹا یا تین خداؤں میں کا ایک خدا بتلاتے تھے۔ رسول کریم ﷺ ان کے مکذّب تھے اور ان کی تکذیب میں قرآنی دلائل پیش فرماتے تھے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے ایک بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سمجھ لیجئے کہ آپ لوگ ایک معمولی انسان کو (جس کا ایک نیک انسان ثابت ہونا بھی آپ کے مخالفوں کے نزدیک مشکل ہے) اس کی حد سے بڑھا کر نبی بلکہ بہت سے نبیوں سے بھی افضل بتلا رہے ہیں اور ہم لوگ آپ کے اس دعویٰ کے مکذب ہیں۔ جس کے دلائل پیش کرنے کے لئے **بحول اللہ وقوتہ** پوری طرح تیار ہیں۔

پس رسول کریم ﷺ کے منصب کی وارث تو الحمدللہ! ہماری جماعت ہوئی اور آپ کی جماعت نصاریٰ نجران کے مشابہ ٹھہری۔ اس لئے آپ کے مقرر کردہ اصول کے موافق یہ ہونا چاہئے کہ جس وقت علماء دیوبند یہ کہہ دیں کہ اب جماعت قادیان ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئی ہے۔ تب آپ کو مباہلہ کرنے سے کوئی چارہ نہ رہے۔ باقی ثالث کی تجویز کے متعلق آپ کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے علماء نے کوئی ثالث اور حکم نہیں بٹھلایا تھا؟ تو میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے علماء نے پانچ ہزار روپیہ ہرجانہ کے مقرر کئے تھے یا پولیس کا کوئی دستہ انتظام کے واسطے طلب کیا تھا یا داخلہ کے ٹکٹ تجویز فرمائے تھے یا مباہلہ کا اعلان کسی اخبار میں چھپنے کی شرط لگائی تھی۔ اگر کہو کہ ان سب امور کی اس وقت ضرورت نہ تھی، مگر اب ہے۔ چنانچہ خود آپ کی جماعت نے بھی بعض مناظروں میں بعض کفار تک کو ثالث تسلیم کیا ہے۔

باقی مناظرہ میں تقریروں کی ترتیب کی نسبت جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ آپ کے سوء حفظ کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ دیکھئے آپ اپنے ۱۴؍فروری ۱۹۱۹ء کے اشتہار میں شرط نمبر۲ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ:

الف: ’’علماء دیوبند کا قائم مقام کھڑا ہو کر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت اور مسیحیت کے متعلق جو ثبوت اور دلائل حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کی طرف سے پیش ہو چکے ہیں۔ ان کی تردید میں تقریر کرے گا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا مسلمہ قائم مقام

اس کے خلاف تقریر کرے گا۔ اگر اس کے بعد بھی علماء دیوبند اپنے خیالات پر مصر ہوں تو اسی وقت اسی مقام پر حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت اور نبوت پر فریقین میں مباہلہ ہوگا۔‘‘

ب: اگر صورت الف علماء دیوبند کو منظور نہ ہو تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ...... الخ!‘‘

ہم نے ترتیب کے متعلق اسی صورت (الف) کو منظور کر لیا تھا۔ جس پر آج آپ کہتے ہیں کہ یہ ترتیب درست نہیں۔ اگر درست نہیں تھی تو سب سے مقدم اس کو پیش کیوں کیا تھا۔ البتہ یہ واضح رہے کہ آپ کے مسیح موعود کے دلائل کی تردید کرنے والے کو یہ حق ہے کہ وہ خواہ بطریق نقض تردید کرے یا بطریق معارضہ۔

پس ہم نے جو لکھا تھا کہ ہم مرزا قادیانی کے متنبّی کاذب ہونے کے دلائل پیش کریں گے۔ اس سے ہمارا مقصود معارضہ ہے اور معارض خود ایک مدعی ہوتا ہے اور اس پر بھی اسی قسم کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے جو ایک مدعی پر ہوتی ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ ہم نے ایک بہت بڑا بار اپنے سر لے لیا ہے جو آپ کی شرط نمبر۲ کی صورت (الف) کی تحت میں داخل ہے۔ باقی جو کچھ آپ نے تحریری مناظرہ کے متعلق لکھا ہے کہ اجتماع سے اتنے دن پہلے ایک دوسرے کے پاس اپنی تحریر بھیج دیں اور پھر مجتمع ہو کر وہ سنا دی جائیں اور پھر درمیان میں چار روز کا فاصلہ دے کر پانچویں دن مجمع میں سوال وجواب سنائے جائیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس فضول تطویل سے کیا فائدہ ہے اور ہر ایک دو مجلسوں کے درمیان جب چار روز کا فاصلہ ہوگا اور فرض کیجئے کہ اس سلسلہ مناظرہ میں ماہ دو ماہ صرف ہو گئے تو عام شرکاء جلسہ جو دور دراز سے آ کر شرکت کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کے مصارف عظیمہ کی کچھ بھی پروانہ کرنا کس قدر ظلم عظیم ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نہ اس قدر مدت تک شرکاء مجلس ٹھہر سکیں گے اور نہ مناظرہ کی انتہاء اور مباہلہ کی ابتداء ان کو دیکھنے کی نوبت آئے گی اور یہ سب داخلہ کے ٹکٹ اور پولیس کا انتظام جو شرائط مناظرہ میں لکھا گیا ہے یونہی لغو وبے کار رہ جائے گا۔

سیدھی اور مختصر بات یہ ہے کہ فریقین جمع ہو جائیں اور ہر ایک کو معیّن وقت اپنے دلائل یا جوابات لکھنے اور سنانے کے لئے دیا جائے۔ وہیں مجلس میں ہاتھ کے ہاتھ لکھیں اور سنائیں۔ ورنہ جو صورت آپ تجویز کراتے ہیں اس کے واسطے سرے سے اجتماع کی ہی کچھ ضرورت نہیں۔ ایسا مناظرہ تو گھر بیٹھے بھی ہو سکتا ہے۔

شرط نمبر۳ کی تنقیح کا جواب الجواب: جو آپ نے لکھا ہے ہم کو منظور ہے۔ اب ایسے مقام کی تعیین کی کیجئے تا کہ ہم بھی اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کر سکیں۔

شرط نمبر۶ کی کی تنقیح کا جواب الجواب: ہمارے نزدیک ٹکٹوں کی ضرورت نہیں جن لوگوں کی فہرست ہر فریق دے گا ان کا وہ ذمہ دار ہوگا۔ باقی فریقین کے عام شرکاء جلسہ اپنی ہر ایک حرکت کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

شرط نمبر۸ کی تنقیح کا جواب الجواب: اس تنقیح پر آپ نے یہ لکھا ہے کہ سطح کی ہمواری کا محاورہ ہم نہیں سمجھ سکے۔ جواباً گزارش ہے کہ یہ آپ کی شرط نمبر۶ کی تلخیص کی گئی ہے اور پنجاب میں اگر سطح ہموار کرنے کا محاورہ آپ نے نہ سنا ہو تو کسی پنجابی انشاء پرداز سے اس کی تحقیق کر لیجئے۔ زیادہ نہ ہو سکے تو مولوی ظفرعلی خان بی.اے یا مولانا ثناءاللہ صاحب فاضل امرتسری سے اور اگر زیادہ ہمت ہو تو دہلی میں خواجہ حسن نظامی صاحب سے یا لکھنؤ میں مولانا عبدالشکور صاحب سے دریافت فرما لیجئے۔

شرط نمبر۹ کی تنقیح کا جواب الجواب: اس کے متعلق ہم جو کچھ پہلے اشتہار میں لکھ چکے ہیں اسی پر قائم ہیں اور جو تغیر عبارت میں آپ نے اس دفعہ کیا ہے اس کا کوئی محصل ہم نہیں سمجھ سکے۔

شرط نمبر۱۰ کی تنقیح کا جواب الجواب: اس کے متعلق شرط نمبر۱ کی تنقیح کا جواب الجواب ملاحظہ فرمائیے۔

شرط نمبر۱۱ کی تنقیح کا جواب الجواب: آپ نے جس نقصان کا معاوضہ پانچ ہزار روپیہ قرار دیا ہے۔ اوّل تو وہ غیر معیّن نقصان ہے جس کے معاوضہ میں ایک معیّن رقم ابھی سے کس طرح تسلیم کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر فریقین کا کوئی ایک آدھ آدمی نہ آیا اور فریقین کے امیر اور ذمہ دار پیشواء شریک ہوئے (جن کا غلبہ سب کا غلبہ اور جن کی مغلوبیت سب کی مغلوبیت ہے) تو بتلائیے کہ مباہلہ اور مناظرہ کی کارروائی میں باعتبار نتیجہ کے کیا نقصان رہا؟ البتہ اگر کسی فریق کا امیر اور ذمہ دار پیشواء شریک نہ ہوا یا اس نے مناظرہ اور مباہلہ سے انکار کر دیا تو یہ اس فریق کی ایک دائمی اور مکمل شکست ہوگی۔ اب فرض کیجئے کہ کس فریق کو پانچ ہزار روپیہ کے مصارف برداشت کرنے پڑے تو کیا پانچ ہزار روپیہ میں اتنی

بڑی کامل اور دائمی فتح کچھ گراں ہے؟ اور کیا یہ فتح عظیم ان چند دراہم بخسہ کے نقصان کی تلافی کے لئے کوئی کافی نہیں ہے؟

شرط نمبر۱۴ کی تنقیح کا جواب الجواب: اس کے متعلق ہم بھی شرط نمبر۲ کی تنقیح کے جواب الجواب کا حوالہ دینا کافی سمجھتے ہیں۔

شرط نمبر۱۵ کی تنقیح کا جواب الجواب: اثر مباہلہ اور اس کی میعاد کے متعلق چونکہ آپ پہلے اشتہار میں لکھ چکے ہیں۔ اس لئے ہمارا سوال فقط اس قدر ہے کہ آپ کے خیال میں سنت رسول اللہ ﷺ سے کسی قسم کی تعیین اس عذاب کی ہوئی ہے جو اثر مباہلہ ہو یا کچھ نہیں ہوتی۔

چونکہ متعدد آثار اس بارے میں موجود ہیں۔ اس لئے آپ کے کلام کی تشریح مطلوب ہے کہ آپ کس کو اختیار کرتے ہیں اور نیز آپ ایک سال کی میعاد کا اعلان کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ اس کا مأخذ بھی معلوم کرنا ہے تاکہ حسب سنت رسول اللہ ﷺ کی تعمیل ہو سکے اور اگر آپ اپنی قائم کی ہوئی شرائط کو سنت رسول اللہ ﷺ کے موافق ثابت نہیں کر سکتے تو اس کا اقرار کر کے ہم سے ہمارا خیال دریافت کیجئے۔ ہاں! خوب یاد آیا اس تنقیح کے متعلق جو ایک نوٹ ہم نے لکھا تھا اس کا کوئی جواب مرحمت نہیں ہوا۔ امید ہے کہ اس کی طرف بھی توجہ فرمائیں گے۔

شرط نمبر۱۶ کی تنقیح کا جواب الجواب: اس کے لئے شرط نمبر۱ کی تنقیح کا جواب الجواب ملاحظہ ہو۔

ایک نہایت ضروری مشورہ

تنقیحات کے جواب الجواب لکھنے کی ہم کو ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اب تک طرفین کا صدہا روپیہ صرف ہو چکا اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ نہ اس رفتار سے کسی نتیجہ کی امید ہے۔ کیونکہ تنقیحات کے جواب میں اہل فہم خیال فرمائیں گے تو صاف کہا جائے گا کہ ایڈیٹر صاحب ہر طرح سے فرار کی راہ اختیار فرمارہے ہیں۔ مگر چونکہ اب اس راہ کا اختیار کرنا بھی دفعۃً ان کے لئے ممکن نہیں۔ اس وجہ سے ایک نہایت عمدہ طریقہ پیش کرتا ہوں جو مختصر بھی ہے اور اس

سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر اہل فہم کو یقین ہو جائے گا کہ علماء دیو بند کس قدر جلد اس معاملہ کو فیصل کر دینا چاہتے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ اگر مرزا محمود قادیانی کی دیانت اور تقویٰ اجازت دے تو بعد تحدید مفہوم واثر مباہلہ وہ اپنے مجمع میں سے ایک شخص یا چند اشخاص کے نام بطور وکیل کے متعدد روزانہ اخباروں میں شائع کرادیں۔ علی ہذا القیاس! ہم بھی ایسا ہی کریں۔ پھر ایک جگہ مقرر ہو جائے اور فریقین کے وکلاء جمع ہو کر شرائط پر مفصل بحث کرلیں اور مزید سہولت کے لئے کوئی غیر جانب دار ثالث شرائط وغیرہ کا فیصلہ دینے کے لئے تجویز کیا جائے۔ پھر جو امر منقح ہو، اس پر فریقین کے دستخط ہو جائیں اور شائع ہو کر مناظرہ اور مباہلہ کی تاریخیں فوراً معیّن کردی جائیں۔ ورنہ اشتہار بازی میں خیال کیجئے کہ کیسی اضاعت وقت اور تضیع مال ہے۔ ہندوستان نہایت انتظار سے اس ابتدائی مرحلہ کے اختتام کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا ہے۔ خدا کرے اس نہایت منصفانہ تجویز کو مرزا محمود قادیانی قبول فرمالیں۔ ورنہ واضح رہے کہ اب علماء دیو بند کسی صورت سے بھی اس معاملہ کو ناتمام نہ چھوڑیں گے۔ وباللہ التوفیق وبہ الثقة ولاعتصام!

نوٹ: دلائل کے متعلق ہم نے جو تشریح چاہی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے سے یہ بات منقح ہو جائے گی کہ قرآن شریف کے علاوہ احادیث رسول کریم ﷺ اور اجماع امت اور قیاس اور اقوال سلف کس درجہ تک قابل تسلیم ہیں تو بحث ومناظرہ میں اس کی رعایت ہوگی اور اصل مقصد (جو مرزا قادیانی کی نبوت کا مسئلہ ہے) ان مبادی کی بحث سے تاخیر میں نہ پڑے گا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اس معاملہ کو صاف کر دیا جائے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد خاتم النّبیین وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین!

العبدالملتجئ الٰی جناب ربہ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری

اعانہ اللہ تعالیٰ علیٰ نشر الحق ودمغ الباطل

مدرس دارالعلوم دیو بند

۲۷ر جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۳۰ر مارچ ۱۹۱۹ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

جماعت قادیانی کی بے انتہاء دیدہ دلیری وجسارت

نامعقول طریق کی پناہ میں مباہلہ بلاشرط سے بھی فرار

علمائے دیوبند کی فتح عظیم اور ان کی طرف سے حجۃ اللہ کا اتمام

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

جماعت قادیان کا اشتہار نمبر۸ (جس پر عمداً یا سہواً نمبر۵ ڈالا گیا ہے) مطبوعہ ۸؍ستمبر ۱۹۱۹ء جو ہمارے اشتہار نمبر۷ مطبوعہ ۲؍ستمبر ۱۹۱۹ء کے جواب میں لکھا گیا ہے اور جو ۱۸؍ستمبر ۱۹۱۹ء کو ہمیں وصول ہوا ہے ہمارے سامنے ہے اور ہم افسوس اور تعجب کے ساتھ اس کو دیکھ رہے ہیں کہ جب جماعت قادیان کے پاس کوئی معقول بات لکھنے کو نہ تھی اور ہمارے کسی الزام کو جوان پر قائم کیا گیا تھا۔ وہ اٹھا نہیں سکتے تھے تو کیوں موٹے موٹے حرفوں میں کھلی کھلی سطروں کے اندر ایک لمبا چوڑا اشتہار لکھ کر بھیج دیا۔ جس کا مضمون بحالت موجودہ اگر وہ چاہتے تو اس سے چوتھائی کاغذ پر بھی آ سکتا تھا۔

ہمیں جماعت قادیان کی فہم اور ناعاقبت اندیشی پر حیرت اور حیرت کے ساتھ ہمدردانہ افسوس بھی ہوتا ہے، ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھا تھا کہ ’’جماعت قادیان جس قدر بے راہ روی کرتی اور حیلہ جوئی سے جان بچانا چاہتی ہے۔ اسی قدر نئی ذمہ داریاں اپنے سر لیتی جاتی ہے‘‘ اس تازہ اشتہار نے ہماری اس تحریر کے لئے تازہ ثبوت پیش کر دیا۔

جماعت قادیان (اگر ان میں سمجھ اور عاقبت اندیشی ہوتی) خاموش بیٹھ کر مباہلہ سے فرار کے الزام کو گوارا کر لیتی تو اس سے اچھا تھا کہ یہ اشتہار لکھ کر مباہلہ سے اپنے فرار کو تو اور مدلّل کر دیا اور اس قاعدہ کی رو سے کہ ضرورت بیان کے وقت خاموشی اقرار کا حکم رکھتی ہے۔ بالخصوص جب کہ فریق مقابل الزام پر الزام قائم کر رہا ہو اور مطالبات پیش کرتا ہو۔ ان تمام الزامات کو جو ہم نے قائم کئے تھے اور جن میں سے بعض کو ہم اس سے قبل کے اشتہاروں میں قائم کر چکے تھے، تسلیم کر لیا۔

جماعت قادیان نے امور ذیل کو تسلیم کر لیا

۱...... انہوں نے دعویٰ کے منقح کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کو بھی تسلیم کر لیا کہ وہ مرزاغلام احمد قادیانی آنجہانی کے متناقض ومتعارض اقوال کی صحیح توجیہہ سے عاجز ہیں اور کوئی دعویٰ منقح نہیں کر سکتے۔

۲...... انہوں نے علماء دیوبند کے اس اندیشہ کو بھی صحیح تسلیم کرلیا کہ معتقدان مرزا قادیانی آنجہانی مباہلہ کے معنی دعا کرنے کے کہہ دیں تو تعجب نہیں۔

۳...... انہوں نے یہ بھی تسلیم کرلیا کہ جب مباہلہ بغیر مفہوم مباہلہ کی تشریح کے اپنے حقیقی معنی میں منعقد نہیں ہوسکتا اور جب مباہلہ سے ہی ان امور کا بھی تصفیہ ہوگا تو دور لازم آجائے گا اور مرزائی اس دور کے حل سے بھی عاجز ہیں۔

۴...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ وہ ندامت اور شرمندگی کے وقت اپنی وہی پرانی سپر اٹھالانے کے لئے تیار ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی آنجہانی ایسے اوقات میں استعمال کر چکے ہیں۔

۵...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ جن امور کے جواب کا حوالہ ''الفضل'' پر دیا تھا الفضل میں بھی اس کا جواب نہیں دیا۔

۶...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ جب آپ اپنے اشتہار نمبر۷ میں یہ لکھ رہے تھے کہ: ''آپ اس وقت تک لفظ مباہلہ کو بیسیوں مرتبہ استعمال کر چکے ہیں۔ آپ کو دارالعلوم کا مدرس ہوتے ہوئے اب تک مباہلہ کا مفہوم بھی معلوم نہ تھا...... الخ!'' تو آپ کا ضمیر اندر سے آپ پر نفرین کر رہا تھا۔

۷...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ آپ جب کہ کوئی مفر باقی نہیں رہتا تو اس قسم کی فراخ حوصلگی سے کام لیتے ہیں۔ جس کا ہم پر احسان جتلایا گیا اور یہ کہ اگر اوّل ہی سے فراخ حوصلگی سے کام لیا جاتا تو اصولی مباحث اور شرائط کی تنقیح ختم ہوکر مناظرہ ومباہلہ کی مجلس منعقد ہوچکی ہوتی۔

۸...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ آپ نے اشتہار نمبر۸ دماغ کو راحت پہنچائے بغیر بدحواسی کے عالم میں لکھا ہے۔

۹...... اور یہ بھی تسلیم کرلیا کہ ہماری طرف یہ منسوب کرنا کہ پہلے ہم سے اپنے مسیح موعود کے نبی ہونے کا اقرار کرالو محض افتراء اور دھوکا دہی ہے یا بدحواسی کا نتیجہ۔

۱۰...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ داخلہ کے ٹکٹ اور پانچ ہزار روپیہ جو کسی طرح سنت رسول اللہ ﷺ کے تحت میں نہیں آسکتے اور آخر الذکر کی کسی طرح ضرورت بھی نہیں ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کے اندر داخل ہیں۔

۱۱...... یہ بھی تسلیم کرلیا کہ ثالث وحکم کا تقرر جو احکام شرعیہ میں کلام الٰہی اور ارشادات نبویہ علیہ السلام اور تعامل صحابہ واجماع امت سے ثابت ہے۔ آپ کے نزدیک حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے تحت میں نہیں آسکتا۔ وغیرہ وغیرہ!

کیا جماعت قادیان یہ سمجھتی ہے کہ اشتہار میں جو کچھ لکھ دیا، وہ زبانی تقریر کی طرح ہوا میں اڑ جاتا ہے۔ کوئی ذی فہم وانصاف ان اشتہارات کو پڑھ کر نتیجہ نہیں نکالتا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اشتہاروں میں جس قدر غلط کاریاں آپ نے کی ہیں وہ سب محفوظ ہیں اور کسی وقت آپ کے سامنے آنے والی ہیں۔ ہم اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ بے شک آپ نے ہمارے اشتہار نمبر۶ کا جواب سوا دو ماہ کے بعد بھی نہایت عجلت کے ساتھ دیا۔ کیونکہ ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں ہمدردانہ لہجہ کے اندر لکھ دیا تھا کہ دماغ کو راحت پہنچائیے بغیر علماء دیوبند کی طرف متوجہ ہوگئے اور واقع میں بھی یوں ہی ہے۔ اگر کوئی مریض صحت یابی کے بعد بھی حصول طاقت سے قبل کوئی دماغی یا جوارحی مشقت کا کام کر بیٹھے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ تم نے دماغ اور اعضاء سے کام لینے میں جلدی کی۔ چہ جائیکہ ابھی مرض سے دماغ مختل ہو رہا ہو یا کوئی تازہ زخم پہنچ گیا ہو۔ ایسی حالت میں تو مریض کا کسی کام کی طرف متوجہ ہونا سراسر نادانی اور طفلانہ شتاب کاری سمجھا جائے گا۔ گو ہم نے اپنے اشتہار کے دیر میں لکھے جانے (یعنی تین ماہ کی مدت) معقول وجہ لکھ دی تھی کہ جس وقت اشتہار پہنچا ہم موجود نہ تھے۔ ایک ماہ بعد آنا ہوا تو ہم نے چاہا کہ جب مباہلہ فوراً کرنا ہے تو ایسی فراغت کے وقت اعلان دیں کہ مجلس مباہلہ کے انعقاد میں تاخیر نہ ہو۔ مگر اس کی تسلیم میں ہمارا کوئی نقصان نہیں کہ ہم نے سوچ سمجھ کر لکھا:

نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

ہم نے جو کچھ لکھا آپ اس کے ایک مضمون کو بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ آپ نے سوا دو ماہ کی تعجیل میں جو بدحواسیاں دکھلائیں، غلط کاریاں کیں آج وہ گلوگیر ہیں۔

جماعت قادیان کی عجلت کاری اور بدحواسی کا یہ حال ہے کہ اپنے اشتہار مطبوعہ ۲۴؍جنوری ۱۹۱۹ء میں لکھا ہے (کہ اس کے جواب میں آج ۲۵؍جنوری بروز جمعہ جو اشتہار ہمیں پہنچا ہے)

ناظرین! خیال فرما سکتے ہیں کہ ہمارے اشتہار کا پہنچنا ۲۵؍جنوری بروز جمعہ لکھتے ہیں اور اسی اشتہار کے جواب پر تاریخ جواب ۲۴؍جنوری ڈالی ہے۔ کیا کوئی بھی مان سکتا ہے کہ جو اشتہار ۲۵؍جنوری کو پہنچا ہو، اس کا جواب ۲۴ کو لکھا جائے اور شائع ہو جائے۔ مگر یہ محض

بدحواسی اور عجلت کاری اور اس امر کا نتیجہ ہے کہ لکھتے وقت غایۃ پریشانی میں نہ اپنے لکھے ہوئے میں مطابقت کا خیال رہتا ہے اور نہ یہ کہ جو کچھ لکھیں سوچ سمجھ کر لکھیں۔ اگر وہ ذرا بھی تأمل کرتے تو اس ظاہراً خرابی میں نہ پڑتے اور کوئی جنتری اٹھا کر دیکھ لیتے تو معلوم ہوجاتا کہ یوم جمعہ ۲۵ر کو نہیں، ۲۴ر جنوری کے مطابق تھا۔ تدبر اور تفکر، عاقبت بینی، انجام شناسی کو آپ جانتے تو یہ روز آپ کو دیکھنا نہ پڑتا۔

ہمیں اس پر سخت حیرت اور تعجب ہے کہ کیا جماعت قادیان میں کوئی ایک شخص بھی نہیں جو خوف الٰہی اور عظمت حضرت رسالت پناہ ﷺ کو اپنے دل میں جگہ دے کر ان اہم مسائل پر غور کرے۔ جن پر نجات کا مدار ہے اور مرزائیوں کی ان ظاہر وباہر حیلہ سازیوں کے بعد بھی اس قابل شرم عجز کو دیکھ کر حق کی طرف رجوع اور ان عقائد سے توبہ کرے۔

اور کیا جماعت قادیان کے سرگرم حامیاں مذہب میں ایک شخص بھی اتنی جرأت نہیں رکھتا کہ ایڈیٹر الفضل کے قلم کو جس نے ان کو اس درجہ رسوائی تک پہنچایا ہے سنبھال دے۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ کو انکا پردہ اور زیادہ فاش کرنا ہے۔ **اذاجاء القدر عمی البصر!**

ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں راستہ کو مختصر اور مباہلہ بلاشرط پر آمادہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ: ’’اب جب کہ ہم نے بلاشرط مباہلہ کی طرف بلایا ہے تو جب تک اس کا اقرار یا انکار نہ ہوجائے۔ اس وقت تک ہم کسی دوسرے امر کی طرف توجہ نہ کریں گے۔‘‘ اسی کی بناء پر ہم اس قسم کے امور کو جن کا نمونہ اوپر لکھا گیا، زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھنے کو کسی دوسرے وقت پر حوالہ کر کے اپنی اس اصل بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کے صاف کرنے سے جماعت قادیان عاجز ہے اور بحیلہ وحوالہ اس کو رلانا وٹلانا چاہتی ہے۔

ناظرین بھولے نہ ہوں گے اور اگر کسی کو ذہول ہوگیا ہو تو اب قادیانی جماعت اور علماء دیوبند کے تمام اشتہارات اپنے سامنے رکھ کر دیکھ لے۔ کہ جب علماء دیوبند کی طرف سے مناظرہ کا لفظ اشتہار میں لکھا گیا تو جماعت قادیان میں کس قدر پریشانی پھیلی اور کیونکر کن کن تدابیر کے ساتھ اس سے جان بچانا...... پڑھا۔ پھر ہمارے معقول دلائل سے مناظرہ کو ماننے پر مجبور ہوئے تو کس طرح شرائط کی غیر معقول الجھن میں ڈالا۔ کبھی کہا کہ صرف دو تقریریں ہوں گی اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ مناظرہ میں تقریروں کا محدود کرنا بالکل قاعدہ

عقل ونقل کے خلاف ہے۔ تب اس پر تو راضی ہوئے کہ تقریریں غیر محدود ہوں۔ مگر اس میں یہ شاخ کھڑی کر دی کہ آخری تقریر ہماری ہوگی۔ جب ہم کہہ دیں گے کہ فریق ثانی ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آیا تو مناظرہ ختم کر کے مباہلہ کرنا ہوگا۔

یہ بھی نہ بھولے ہوں گے کہ ہم مرزا قادیانی آنجہانی کی تاویلات وتشریحات مفہوم مباہلہ واثر مباہلہ کی کیفیت سے واقف ہوکر کتنے عرصہ سے درخواست پر درخواست کررہے ہیں کہ اصول مرزا قادیانی آنجہانی پر مفہوم مباہلہ کی تشریح کر دیجئے اور اثر مباہلہ کی ایسی نوعیت بیان کر دیجئے کہ جس سے حسب اصول مرزا قادیانی اس کا فیصلہ کن ہونا معلوم ہو جائے اور کسی کو ندامت مٹانے کے لئے ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کو سپر بنانے کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ درخواست ہم کب سے کررہے ہیں۔ ہمارے اشتہاروں کو نمبروار دیکھ لیجئے اور یہ بھی کہ آج تک جماعت قادیان نے اس ضروری مرحلہ کو طے نہ کیا۔

مناظرہ سے یہ گھبراہٹ دیکھ کر ہم نے اس شرط سے یعنی مناظرہ سے معافی دیتے ہوئے مباہلہ بلاشرط کی طرف ان کو ان الفاظ میں بلایا تھا: ’’مناظرہ ایسا ہی ہوش ربا اور جان گسل ہے تو ہم بھی آپ کو مناظرہ پر مجبور کرنا نہیں چاہتے اور بطور اتمام حجت اعلان کرتے ہیں کہ ہم بغیر مناظرہ ہی مباہلہ کے لئے آمادہ ہیں...... الخ!‘‘ اور اشتہار کے خاتمہ پر پھر لکھا کہ: ’’ہم پسند کرتے تھے کہ مناظرہ کیا جاوے خواہ کسی صورت سے ہو اور اب بھی اسی کو پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ مناظرہ کی صورت میں اہل حق کے دلائل قاہرہ اور قوت کلام سے فوری عام نفع کی توقع ہے۔ لیکن جب ہم نے دیکھا کہ بہادری اور جرأت علی اللہ سے مباہلہ پر آمادگی ظاہر کرنے والے مناظرہ سے خائف ہیں اور اوّل اوّل صریحی انکار کر کے اب اس کو شروط کی الجھن میں اس طرح ٹال رہے ہیں کہ وہ متشکل ہی نہ ہو سکے۔ اس لئے ہم نے اس سے درگزر کر کے مباہلہ بلاشرط پر جماعت قادیان کو آمادہ کرنا چاہا ہے۔ لیکن اگر اب وہ مباہلہ سے بچنے کے لئے پھر اسی مناظرہ کو آڑ بنانا چاہیں، جس سے بھاگتے تھے تو ہم اب بھی ویسے ہی تیار ہیں۔ خواہ مناظرہ کریں یا مناظرہ ومباہلہ دونوں۔ مگر جماعت قادیان ان شرائط کو جو ہم نے منصفانہ پیش کئے ہیں۔ قبول کر لے یا ہمارے ضروری مشورہ پر جو ہم نے اپنے اشتہار نمبر۶ میں پیش کیا تھا، عمل فرمائے...... الخ!‘‘

اس صاف عبارت کے سمجھنے سے غالباً کوئی بھی قاصر نہ ہوگا۔ مگر افسوس ہے ہمارے معزز اور عجلت کار ایڈیٹر الفضل پر کہ ان کو کچھ بھی باک اس کہنے میں نہ ہوا ’’لیکن اگر علماء دیوبند خود تجویز کردہ مناظرہ سے اب عاقبت اندیشی کے خیال سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اس پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔‘‘ کیا ایڈیٹر الفضل کو اپنا لکھا ہوا بھی یاد نہیں کہ باوجود اصرار انکار ان ہی کی تحریر سے ان کو مناظرہ پر مجبور کیا گیا تھا اور کئی اشتہاروں کے بعد ان کو مجبوراً مناظرہ مان لینا پڑا اور اپنے اشتہار نمبر۷ میں یہ عنوان قائم کرنا پڑا تھا ’’ہم مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے لئے تیار ہیں۔‘‘ جس کو آج آمادگی مناظرہ ظاہر کرنے کے لئے فخراً پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل کے تمام اشتہاروں کے عنوان میں صرف مباہلہ کا ذکر ہے مناظرہ کا نام تک نہیں۔ دیکھو اشتہار قادیان مطبوعہ ۱۶؍جنوری ۱۹۱۹ء کا عنوان ’’امام جماعت احمدیہ علماء دیوبند سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں‘‘ اور دیکھو اشتہار مطبوعہ ۲۴؍جنوری ۱۹۱۹ء کا عنوان ’’علماء دیوبند مباہلہ کی طرف آئیں‘‘ اور دیکھو اشتہار نمبر۵ ’’مباہلہ کی کارروائی کے لئے علماء دیوبند کی طرف سے کوئی قائم مقام ہونا چاہئے۔‘‘ یہ اشتہارات اس وقت کے ہیں جب کہ ہم ان کو ان ہی کے الفاظ یاد دلا کر مناظرہ پر مجبور کر رہے تھے اور وہ انکار پر جمے ہوئے تھے۔ بالآخر مجبور ہو کر اشتہار نمبر۶ میں یہ عنوان قائم کیا تھا۔ جس کو آج فخراً پیش کیا جاتا ہے۔ ہم کو تو خوشی ہے کہ یہ تھوڑا سا فخر کرنے کا موقع بھی آپ کو ہماری ہی وجہ سے ملا۔ مگر افسوس ہے اس خود فراموشی اور عجلت کاری پر اور افسوس ہے اس فہم پر کہ ہماری یہ صاف عبارت دیکھ کر بھی ہم پر مناظرہ سے بچنے کا الزام لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بے شک اگر دنیا آپ ہی جیسی صاحب فہم وانصاف ہو جائے تو مان لے گی۔

اس میں شک نہیں کہ آپ کو ہمارا اشتہار نمبر۷ دیکھ کر مسرت ضرور ہوئی۔ مگر اس کی نہیں کہ ہم نے مباہلہ بلاشرط کی طرف بلایا ہے بلکہ اس کی کہ مناظرہ سے جان بچی۔ لیکن یہ مسرت فوری اور آنی تھی۔ کیونکہ جونہی مباہلہ بلاشرط کا لفظ اور تشریح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار کا مضمون سامنے آیا تو ساری خوشی گرد ہوگئی اور ہماری وہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ جو ہم نے کی تھی کہ: ’’مباہلہ سے بچنے کے لئے پھر اسی مناظرہ کو آڑ بنانا چاہیں جس سے بھاگتے تھے...... الخ!‘‘ جب مباہلہ کا ہولناک چہرہ سامنے ہوا تو اسی مناظرہ کی طرف جھکے جس سے اوّل میں انکار تھا اور اب لکھتے ہیں کہ: ’’ہم پہلے اپنے اعلانوں کے مطابق ان سے مناظرہ کرنے کو تیار

ہیں۔‘‘ آپ کے اعلانوں اور آپ کی آمادگیٔ مناظرہ کی حقیقت آپ کو اور دنیا کو معلوم ہے۔ لکھنے کو تو لکھ گئے کہ ہم اپنے اعلانوں کے مطابق مناظرہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن جوں ہی اس ہولناک رستاخیز مناظر کی منازل صعبہ کا دھیان آیا تو اسی اشتہار میں اس سے بچنے کے لئے بطور حفظ ماتقدم پچر لگانی شروع کردی۔

دیکھو اشتہار قادیان نمبر۹ کے یہ الفاظ: ’’اور پھر اس صورت میں جب کہ وہ اعلان کر چکے ہیں کہ علماء دیوبند نے بطریق اپنی ذاتی تحقیق کے حضرت مسیح موعود کے متعلق پہلے سے جو یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ آپ نعوذ باللہ کافر ہیں، اس پر وہ علیٰ وجہ البصیرۃ قائم ہیں۔ مناظرہ کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔‘‘ یہ وہی لغو اور بے معنی بات ہے جس کو جماعت قادیان مناظرہ سے بچنے کے لئے ہمارے سامنے پیش کر چکی ہے اور جس کی لغویت اور غیر معقولیت کو ہم اس طرح ثابت کر چکے ہیں کہ قادیانی جماعت سے اس کا جواب بن ہی نہ پڑا۔ کیا دنیا میں کوئی بھی ہے جو قادیان کے منتخب زود نویس عجلت کار ایڈیٹر الفضل کا ساتھ اس امر میں دے کہ مناظرہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ فریقین یا ایک فریق اس مسئلہ میں اپنی طے شدہ رائے نہ رکھتے ہوں۔ اگر رکھتے ہیں تو مناظرہ کی ضرورت نہیں اور نہ وہ مفید۔ درحقیقت ہم ان مشکلات کے اندازہ سے قاصر ہیں جو قادیانی جماعت کو مناظرہ کے پکڑنے اور چھوڑنے، مباہلے سے بھاگنے اور اختیار کرنے میں درپیش ہیں۔ یہ تو اس مناظرہ کی کیفیت ہے۔ جس کے لئے بقول ان کے وہ اوّل سے آمادہ تھے اور اب پھر مباہلہ کی صورت دیکھ کر اس کو اختیار کرنے پر آمادگی کا اظہار کرتے ہیں۔

بلاشرط مباہلہ سے جماعت قادیان کا فرار اور علماء دیوبند کی فتح عظیم

آیئے اب آپ کو وہ سحر نگاریاں بھی دکھلائیں جو (اس مباہلہ بلاشرط سے بچنے کے لئے جس کی طرف ہم نے ان کو بلا کر اس قصّہ کو طے کرنا چاہا اور کوئی عذر باقی نہ چھوڑا تھا) جماعت قادیان کے لائق وفائق وکیل ایڈیٹر نے دکھلائی ہیں۔

ناظرین اوّل اقتباسات ذیل کو پڑھ لیں:

ہم نے اپنے اشتہار نمبر۵ میں لکھا تھا: ’’اس سے میرے ذمہ ضروری ہوگیا کہ آپ سے اور مرزا محمود صاحب اور جماعت قادیان کے مقتدر ارکان سے یہ معلوم کروں کہ وہ مباہلہ کون سا ہے جو فریقین میں سے کاذب کے حق میں بددعا اور لعنت سے خالی ہو۔ کیا مناظرہ کی

طرح مباہلہ کے متعلق بھی آپ نے کوئی نئی اصطلاح بنا رکھی ہے۔ پس شرائط مباہلہ کی تنقیح سے پہلے واجب ہے کہ مجھ کو مباہلہ کے مفہوم سے جس کو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر منطبق کرسکیں، آگاہ کیا جائے۔''

اس کے جواب میں آپ نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھا تھا: ''اس تحریر سے اور خاص کر آپ کے ان الفاظ سے کہ: ''مجھ کو مباہلہ کے مفہوم سے آگاہ کیا جاوے۔'' سخت تعجب ہوا اور وجہ یہ کہ آپ اس وقت تک لفظ مباہلہ کو بیسیوں مرتبہ استعمال کر چکے ہیں...... الخ!'' پھر چند سطروں کے بعد لکھا: ''اگر آپ کو دارالعلوم کا مدرس ہوتے ہوئے، اب تک مباہلہ کا مفہوم بھی معلوم نہیں تھا تو آپ ہی سوچیں کہ آپ کی تحریروں میں یہ لفظ بار بار کیوں استعمال ہوتا رہا...... الخ!'' اسی اشتہار نمبر۷ کی اس مضحکہ خیز دیدہ دلیری کے جواب میں ہم نے اپنے اشتہار نمبر۶ میں یہ لفظ لکھے تھے۔

''میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی کانشنس نے آپ کو کس طرح ان سطروں کے لکھنے کی اجازت دی۔ یقین ہے جب آپ یہ لکھ رہے ہوں گے تو خود آپ کا ضمیر بھی اندر سے اس پر نفرین کر رہا ہوگا۔ کیونکہ ایک عامی سے عامی شخص پر جس نے ہمارے اشتہار نمبر۵ کو پڑھا ہوگا یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ ہم نے مباہلہ کے مشہور اور مسلم مفہوم سے کسی ایک جگہ بھی لاعلمی ظاہر نہیں کی۔ البتہ مباہلہ کے اس خاص مفہوم سے آگاہ کئے جانے کی درخواست کی ہے جو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر منطبق ہو سکے۔''

قادیانی اشتہار نمبر۸ جو ہمارے اشتہار نمبر۶ کے جواب میں شائع ہوا، دیکھ لیجئے۔ اس بھاری الزام کے جواب میں ایک حرف بھی نہیں لکھا اور نہ اصل مطالبہ یعنی تشریح مفہوم مباہلہ کے متعلق کچھ لکھا۔ علیٰ ہذا ہم نے اپنے اشتہار نمبر۵ میں شرط پندرہ کی تنقیح میں لکھا تھا: ''اثر مباہلہ کی تشریح واضح الفاظ میں کی جاوے تاکہ ذلّت کی آگ اور ندامت کے پانی کی تاویل پر مجبور نہ ہونا پڑے...... الخ!''

اس کے جواب میں قادیانی اشتہار نمبر۷ میں بذیل تنقیح نمبر۱۵ لکھا ہے: ''اس تنقیح میں آپ نے اثر مباہلہ کی تشریح چاہی ہے۔ جس کے متعلق گزارش ہے کہ مجوزہ مباہلہ سے پہلے آپ کے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند نے اپنے مخالفین کو مباہلہ کی دعوت دی اور تمام علماء دیوبند نے اس کو جائز رکھا اور اس کی سند میں قرآن مجید کو پیش کیا

گیا تھا۔اس وقت آپ لوگوں کے مدنظر اثر مباہلہ کی جو تشریح تھی اور جو عرصہ اثر مباہلہ کے ظاہر ہونے کے لئے حجت شرعیہ کی رو سے آپ کے پیش نظر تھا۔اس کو بیان کر دیا جائے اور وہی اثر اور وہی میعاد مقرر ہو جائے اور خواہ مخواہ بات لمبی نہ ہو۔ ہماری طرف سے اس مضمون پر مختلف اوقات میں ہماری تحقیق شائع ہو چکی ہے۔جیسا کہ آپ بھی اپنے اشتہار میں اشارہ کرتے ہیں۔اب صرف آپ کی طرف سے اظہار خیال باقی ہے۔''

ان اقتباسات کو پڑھنے سے بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ کی تشریح وتعیین کا مطالبہ ہم کب سے کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں؟ اور یہ کہ جماعت قادیان باوجود پے در پے مطالبات کے ان سے کیوں جان بچاتی ہے؟ ہم نے ان کی سابق حیلہ جوئیوں اور ملمع سازیوں کو دیکھ کر آئندہ کے لئے سدّ باب کرنے اور مباہلہ کو حقیقی مباہلہ بنانے کے لئے یہ مطالبات کئے تھے۔مگر جماعت قادیان ہزار خرابیاں سر رکھنے کو اس سے آسان سمجھتی ہے کہ ان مطالبات کا جواب دے۔

بقول ان کے اثر مباہلہ کی تحقیق ان کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے مقابلہ میں اس تحقیق کو نقل ہی کر دیں یا خلاصہ ونتیجہ بیان کر دیں اور پھر طرفہ یہ ہے کہ ہم نے جو مرزا قادیانی آنجہانی کے کلام کا تناقض، دعویٰ کا تہافت، مفہوم مباہلہ واثر مباہلہ میں ان کی لایعنی تاویلات وتوجیہات کی طرف اشارہ کیا ہے۔اس کو آپ اس پر محمول کرتے ہیں کہ ہم نے بھی ان تحقیقات کی طرف اشارہ کیا ہے (وہ تحقیقات اگر یہی ہیں تو آپ کا ان کے اظہار سے گریز حق بجانب ہے)

ان اقتباسات کے بعد ہمارے اشتہار نمبر ۷ کے خلاصہ کو پیش نظر کر لیں۔ہم نے مناظرہ کے ہولناک عذاب الیم سے ان کو معافی دیتے ہوئے مباہلہ کو آخری منزل پر پہنچانے کے لئے یہ ثابت کر کے کہ تشریح مفہوم مباہلہ وتعیین اثر مباہلہ شرائط میں داخل نہیں۔مباہلہ بلاشرط کی طرف بلاتے ہوئے یہ لکھا کہ آپ کے ذمہ صرف دو امر ہیں:

۱...... ''مباہلہ کی تشریح حسب اصول مرزا قادیانی جس کی تشریح کے بدوں مباہلہ اپنے حقیقی معنی میں منعقد نہیں ہوسکتا۔تشریح مفہوم مباہلہ شرائط مباہلہ میں داخل نہیں۔اس سے کسی حال اغماض جائز نہیں اور اغماض برتا جاوے تو اس کے صاف معنی مباہلہ سے انکار کے ہیں اور اگر تشریح مفہوم مباہلہ پر قلم اٹھانے میں بڑا اندیشہ لاحق حال ہے تو صرف یہی لکھ دیں

کہ مباہلہ اپنے اسی مفہوم مباہلہ میں منعقد ہوگا جو ارشاد خداوندی ''ثم نبتھل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین'' میں مذکور ہے اور بعد انعقاد مجلس مباہلہ ہم یہ نہ کہیں گے کہ مباہلہ تو ہو اتھا، مگر ہم نے بددعا نہ کی تھی۔''

۲...... ''کہ اثر مباہلہ کی نوعیت کو اس طرح بیان کردیں جس سے اس کا فیصلہ کن ہونا معلوم ہو جائے اور کسی کو ذلّت کی آگ وندامت کا پانی آثار مباہلہ میں داخل کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اگر اس کی تعیین وتشریح میں کوئی مصلحت مانع ہے تو یہی لکھ دیں کہ آثار مباہلہ اس قسم کے ہوں جو ارشاد نبوی بمقابلہ وفد نجران میں مذکور ہیں۔ گرداب ندامت سے نکلنے کے لئے ذلّت کی آگ اور ندامت کے پانی کو اپنا حامی نہ بنائیں گے۔''

یہ وہ صاف اور صریح مباہلہ تھا جس کی طرف جماعت قادیان کو بلایا تھا اور تشریح مفہوم وآثار مباہلہ ایسے ضروری امور تھے جن کا صاف کرنا مرزائیوں کے ذمّہ ضروری تھا اور اس میں بھی اس قدر سہولت برتی تھی کہ اگر تشریح مفہوم وتعین آثار مباہلہ سے کوئی مشکل یا مصلحت مانع ہے تو ہمارے لئے فقط اس قدر الفاظ کا لکھ دینا بھی کافی ہے تاکہ آئندہ کو اس قسم کی تاویلات باطلہ کا سدباب ہو جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگر ان ضروری امور کی توضیح سے اغماض برتا جائے گا تو اس کے صاف معنی مباہلہ سے انکار کے ہوں گے۔

اب آپ قادیان کے آخری اشتہار نمبر۹ پر نظر ڈالئے جو ہمارے اشتہار نمبر۷ کے جواب میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ان دونوں ضروری امور کی تشریح نہیں کی گئی اور اس اعتبار سے انہوں نے اپنے فرار کا اقرار کرلیا۔ کیونکہ دو ہی حال ہیں ان کو مفہوم واثر مباہلہ کی تشریح وتعیین اصول مرزا قادیانی کے موافق معلوم ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ہمارے مطالبہ کے بعد کون سا امر مانع ہے کہ لکھتے نہیں اور معلوم نہیں تو کیوں نہیں لکھ دیتے کہ ہمیں معلوم نہیں۔

اس اشتہار میں لکھا تو یہ کہ: ''جب مباہلہ فریقین کے لئے مساوی حیثیت رکھتا ہے تو ان امور کو ہمارے ہی ذمہ کیوں لگایا گیا ہے۔ اس لئے ایک آسان طریقہ پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ جب کہ علماء دیوبند کو ان امور کی تشریح کی ضرورت پیش آئی ہے تو پہلے وہ خود مفہوم مباہلہ کی تشریح اپنے اصول کے مطابق کریں۔ نیز اثر مباہلہ کی نوعیت کو ایسی طرح بیان کردیں، جس سے اس کا فیصلہ کن ہونا معلوم ہو جائے۔''

ناظرین! اس جواب کو ملاحظہ فرمائیں ان کو اب تک باوجودیکہ ہماری طرف سے

کھول کھول کرلکھ دیا گیا یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے ذمہ ان امور کی تشریح کیوں لگائی گئی۔ اللہ رے زود فراموشی اور تجاہل! اور عرصہ دراز تک ہمارے مطالبات کو دیکھتے ہوئے اوران سے سکوت کرتے ہوئے آج یہ آسان طریقہ سوجھا ہے کہ ہم سے ان کی تشریح کا مطالبہ کیا جائے۔ کیوں نہ ہو، جان بچانے کے گر کوئی اس جماعت سے سیکھ جائے۔

ناظرین! انصاف سے کہہ دیں کہ کیا علماء دیوبند کو یہ فتح عظیم حاصل نہیں ہوئی اور کیا جماعت قادیان کا مباہلہ بلاشرط سے بھی انکار وفرار ظاہر نہیں ہوگیا۔ لیکن ناظرین مطمئن رہیں۔ ہم اس بارے میں بھی ان کو دروازہ تک ایسی طرح پہنچانا چاہتے ہیں کہ یہ آسان طریقہ بھی ان کے لئے مشکل وبال جان بن جائے۔ مگر اس سے قبل کہ ہم نتیجہ نکالیں، امور ذیل کو خیال فرمالیں۔

۱...... جماعت قادیان نے بقول خود علماء دیوبند کو دعوت مباہلہ دی، اس صورت میں مفہوم وآثار کی تشریح وتعیین کرانا کس کا حق ہے؟

۲...... جب کہ ایک فریق اپنے ضروری سوالات ایک عرصہ سے پیش کر رہا ہے اور دوسرا فریق زمانہ داز تک اعراض وسکوت کے بعد اسی مطالبہ کو بصورت سوال پیش کرتا ہے۔ آیا یہ امر قاعدہ عقل وعرف وقواعد مناظرہ سے جائز ہے یا نہیں۔ اگر بلا اس امر کے کہ فریق ثانی اپنے عجز یا عدم علم کا اعتراف کرے۔ اس سوال کو پلٹ کر بصورت مطالبہ پیش کرنا جائز ہے تو ہمیں بتلایا جاوے۔ اگر قواعد مناظرہ میں مرزاصاحب کی کوئی تصنیف ہے، جس میں یہ قاعدہ درج ہے تو ہمیں مطلع کیا جاوے۔

۳...... جب کہ ایک فریق مدعی ہے اور بحیثیت مدعی ہونے کے اپنے لئے خاص حق ثابت کرتا ہے۔ دیکھو (اشتہار قادیان نمبرے کے) فقرات ذیل: ''بوجہ مدعی ہونے کے ہمارا حق ہوگا۔ اثبات دعویٰ ہمارے ذمہ ہوگا اور تردید آپ کریں گے۔ اس طرح آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔'' تو فریق ثانی کے لئے بحیثیت مدعا علیہ یا منکر ہونے کے کوئی حق ہوگا یا نہیں اور ہوگا تو سوال کس کا حق ہوگا نیز فریقین مساوی حیثیت میں کیونکر ہوں گے۔

۴...... جب کہ ایک فریق مباہلہ کے مفہوم واثر کو اس کے مشہور اور متعارف ومسلّم معنی میں لے رہا ہے اور دوسرا فریق کوشش کر کے اس کو بدلنا چاہتا ہے تو ایسی حالت میں تشریح وتعیین کا سوال کرنا کس کا حق ہے؟

امور مذکورہ بالا کو خیال کرنے کے بعد یہ نتیجہ باآسانی نکل سکتا ہے کہ یہ مطالبات علماء دیوبند کا حق ہیں۔ انہوں نے مفہوم واثر مباہلہ کو مشہور ومتعارف مسلّم معنی میں لیا اور سمجھا ہے۔ مرزا قادیانی اوران کے متبعین اس میں تغیر کر کے مفہوم مباہلہ کو ایسے معنی میں لینا چاہتے ہیں۔ جس سے اس کے حقیقی معنی بدل جاویں۔ علاوہ بریں اثر مباہلہ کے اندر غیرآ ثار کو داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ حق صرف علماء دیوبند کو تھا کہ اصول مرزا قادیانی کے موافق تشریح وتعیین کرالیں۔ پھر جب کہ اس قدر عرصہ دراز سے وہ اپنے مطالبہ کو پیش کر رہے ہیں اور جماعت قادیان بجائے جواب دینے کے اس کو طرح طرح ٹالتی رہی ہے تو آج اس کو سوال کی صورت میں پیش کرنے کے معنی بجز اعتراف عجز اور مباہلہ سے انکار کے اور کیا ہیں؟ بالخصوص جب کہ ہم یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ اگران کی تشریح وتوضیح سے اغماض برتا گیا تو اس کے صاف معنی مباہلہ سے انکار کے ہوں گے۔

پھر طرفہ یہ ہے کہ علماء دیوبند کو باوجودیکہ مفہوم مباہلہ کی تشریح کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ وہ اس کے مشہور ومتعارف معنی سمجھے ہیں۔ مگر تاہم وہ اس کی تشریح کر چکے۔ دیکھو ہمارے اشتہار نمبر۶ کے یہ الفاظ: ’’یاد رکھئے کہ میں نے مباہلہ کا لفظ جو بقول آپ کے بیسیوں مرتبہ استعمال کیا ہے وہ اسی معنی میں کیا ہے جو قرآن کریم کی آیت ’’**ثم نبتھل فنجعل لعنۃ علی الکاذبین** ‘‘ کا مدلول ہے۔ یعنی یہ کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوندعالم سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہو، اس پر مسلط کر دے اور اسی معنی میں مباہلہ کی دعوت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے اپنے مخالفوں کو دی تھی اور یہی معنی مباہلہ کے ان علماء دیوبند نے مجھ کو سکھلائے ہیں، جن کا میں قائم مقام ہوں۔

اوراسی کا اجمالاً اعادہ ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں کیا جب کہ ہم نے یہ لکھا کہ:

’’صرف یہی لکھ دیں کہ مباہلہ اپنے اسی مفہوم میں منعقد ہوگا جو ارشاد خداوندی...... الخ!‘‘

اے جماعت قادیان کے سمجھ دار منصفو! (اگر کوئی ہے) دیکھو اور انصاف کرو کہ کیا ہم مفہوم مباہلہ کو آج سے آٹھ ماہ پہلے بیان نہیں کر چکے اور کیا جماعت قادیان کا یہ مطالبہ جو بحالت مجبوری پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ اصل سے خلاف قاعدہ اور غلط تھا۔ پورا نہیں ہو چکا؟ پھر اب ہم سے یہ سوال کیسا ہے اور کیا ہمارے سوال کے جواب میں ہم سے یہ مطالبہ عجز پر مبنی نہیں ہے۔

فرمائیے! وہ آسان طریقہ آپ پر مشکل سے مشکل بن کر وبال جان ہوگیا یا نہیں۔

یہ حیلہ تو مضر ثابت ہوا۔ اس کے بعد اگر دم باقی ہے تو کوئی اور حیلہ سوچئے۔ یاد رکھئے کہ آپ کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں رہا یا ان امور کی تشریح وتوضیح کر کے مباہلہ کے لئے نکلیں یا صریح اعتراف اپنے عجز کا کریں۔ مباہلہ سے فرار تو اب کالشمس ہو چکا ہے۔

علماء دیوبند کی طرف سے اتمام حجت

اگرچہ فرار ظاہر ہو چکا ہے۔ مگر پھر بھی بطور اتمام حجت کہتے ہیں کہ ہم نے مباہلہ کرنے کے لئے ساری سہولتیں آپ کے لئے پیدا کر دیں۔ اب کیا حجت ہے۔ تشریح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار آپ کے ذمہ ہے آپ کو کرنا پڑے گا اور نہیں کریں گے تو مباہلہ سے فرار کا صریحی اقرار ہوگا یا یہ کہنا پڑے گا کہ ہم ان کی تشریح اور توضیح سے عاجز ہیں۔

لیجئے! ہم اور بھی سہولت کئے دیتے ہیں۔ صرف یہ لکھ دیجئے کہ کوئی مباہلہ لغتاً وشرعاً لعنت وبددعا سے خالی نہیں ہوتا اور بعد انعقاد مجلس مباہلہ یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا۔ مگر بددعا نہ کی تھی۔ لغتاً، عرفاً، شرعاً، غلط اور ناجائز اور مفہوم مباہلہ کو اپنے معنی سے بدلنا ہے۔

اس لکھنے میں آپ کو کون سا امر مانع ہے، نہیں تو یہ لکھ دیجئے کہ ہاں کوئی مباہلہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس میں لعنت اور بددعا نہیں ہوتی ہے یا اس میں دعائے خیر ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا! یہ لکھ دیجئے کہ اثر مباہلہ کے اندر حسب اصول مرزاقادیانی ایسے امور مثل ذلت کی آگ وندامت کے پانی کے شرعاً وعرفاً داخل نہیں یا یہ لکھ دیجئے کہ ہاں یہ امور داخل ہیں اور ہو سکتے ہیں اور باوجود اس کے مباہلہ فیصلہ کن ہوسکتا ہے۔ یہ وہ آخری بات ہے جس کے بعد آپ جب تک ان کے لکھنے کا ارادہ نہ کریں، قلم اٹھانا، اپنے فرار کا اپنی زبان سے اقرار کرنا ہے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون!

جماعت قادیان کی تکذیب انہیں کے قلم سے

ناظرین! اوّل اقتباسات ذیل کو ملاحظہ فرمائیں۔ جماعت قادیان کے ہوشیار ایڈیٹر نے اپنے اشتہار نمبر۶ میں بذیل شرائط، شرط نمبر۱۱ میں لکھا: ’’ہر فریق دوسرے کو یہ تحریر دے گا کہ اگر وہ بوقت معین ومقام مقررہ پر نہ آیا یا تقریروں کے بعد مباہلہ سے اس نے انکار کر دیا۔ بجز اس کے کہ اپنے عقائد سے دست بردار ہونے کا اعلان کر دے تو وہ دوسرے فریق کو اس نقصان کے معاوضہ میں پانچ ہزار روپیہ ادا کرے گا۔‘‘

ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۵ میں شرائط پر تنقیحات لکھتے ہوئے شرط نمبر ۱۱ کی تنقیح میں لکھا: ’’وہ نقصان معلوم ہونا چاہئے، جس کا معاوضہ بہرصورت پانچ ہزار روپیہ سے کم نہیں ہوسکتا۔ تاکہ اتفاق یا عدم اتفاق سے اطلاع دی جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ فریقین ایک دوسرے کو یہ تحریری اقرار دیں کہ اگر ان حضرات میں سے جن کے نام فہرست میں درج ہوں گے کوئی ایک شخص بھی حاضر نہ ہوا تو اس فریق کی یہ ایک قسم کی کمزوری سمجھی جائے گی۔ بشرطیکہ کوئی دوسرا صحیح قائم مقام بھی اس کا شرکت نہ کرے اور اگر کسی جماعت کا امیر بذات خود حاضر نہ ہو یا حاضر ہوکر مناظرہ یا مباہلہ سے انکار کردے تو مناظرہ ومباہلہ کچھ نہ ہوگا اور یہ ہمیشہ کے لئے اس کی مکمل شکست سمجھی جائے گی۔‘‘

ناظرین! دیکھیں اور سمجھیں کہ مناظرہ اور مباہلہ جب اظہار حق اور تصفیہ حق وباطل کے لئے ہے تو ہماری یہ تنقیح کس قدر صاف اور صحیح درست اور واضح تھی۔ اس میں علماء دیوبند نے اس امر کے سواء جس کو اس تنقیح میں ظاہر کیا ہے، قمار سے بچنے کو بھی مدنظر رکھا تھا اور جماعت قادیان کے سامنے کھول کر اس کو اس لئے پیش نہیں کیا تھا کہ ان کو ادّعاء نبوت کرتے ہوئے شریعت محمدیہ علیہ الف الف صلوٰۃ وتحیّہ کے ان احکام کی کیا پرواہ ہے۔

اس صاف تنقیح پر قادیانی اشتہار نمبر ۷ میں اس شرط کو اسی صورت میں قائم رکھنے پر اصرار ہوا۔ اس کے جواب میں ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۶ میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... ’’جس نقصان کا معاوضہ پانچ ہزار روپیہ تجویز کیا ہے غیر متعین ہے۔ اس کے معاوضہ میں معین رقم کیوں کر تسلیم کی جاسکتی ہے۔‘‘

۲...... فریقین میں سے کوئی ایک آدھ آدمی نہ آیا اور فریقین کے پیشواء شریک ہوئے تو مباہلہ اور مناظرہ کی کارروائی میں باعتبار نتیجہ کیا نقصان رہا؟

۳...... البتہ کسی فریق کا امیر یا پیشواء شریک نہ ہوا تو یہ اس کی دائمی اور مکمل شکست سمجھی جائے گی۔

۴...... کسی فریق کو پانچ ہزار روپیہ خرچ کر کے ایسی بڑی کامل اور دائمی فتح حاصل ہو تو کیا گراں ہے؟

۵...... اور کیا یہ فتح عظیم چند دراہم بخسہ کے نقصان کی تلافی کے لئے کافی نہیں ہے۔‘‘

اس کے جواب میں قادیانی اشتہار نمبر ۸ میں لکھا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... ’’پانچ ہزار کا ہرجانہ طرفین کے لئے مساوی اثر رکھتا ہے۔ اس لئے کوئی عذر نہ ہونا چاہئے۔

۲...... ایک فریق کا مباہلہ سے انکار کر دینا دوسرے فریق کی کامل اور دائمی فتح کا نشان نہیں ہوسکتا۔ جب تک اس انکار کے ساتھ کچھ گرہ سے نکالنا نہ پڑے۔

۳...... ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مخالفین کو سب سے زیادہ عزیز وہی چیز ہے جس کو کہنے کو تو ذرا ہم بخسہ کہہ رہے ہیں۔ لیکن اس کی ادائیگی سے کانپ رہے ہیں۔‘‘

جب اس پانچ ہزار کی شرط پر ہم نے جماعت قادیان کا اس قدر اصرار دیکھا تو ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھ دیا:

۱...... ’’اور پانچ ہزار کا روپیہ کا جمع کرنا اگر آپ کے نزدیک حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے ذیل میں داخل ہے تو ہمیں منظور ہے۔‘‘

۲...... ’’لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ ہم آپ سے پانچ ہزار روپیہ جمع کرائیں۔ ہمارے لئے ارشاد خداوندی ’’**لا اسئلکم علیه مالاً**‘‘ کافی ہے۔‘‘

۳...... ’’اور ہمارے اخراجات وتکالیف کا معاوضہ وضوح حق واتمام حجت کافی سے زیادہ ہے۔‘‘

۴...... ’’ہاں یہ تحریر فرمائیے کہ ہمارا پانچ ہزار روپیہ کہاں جمع کیا جاوے گا۔‘‘

اس کے جواب میں جماعت قادیان نے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے اور اس کو اپنی کامیابی سمجھتے ہوئے ہماری طرف سے روپیہ جمع کرانے کو منظور کر لیا۔ دیکھو (اشتہار قادیان نمبر۹ کے کالم ۳ سطر ۶و۷) جس میں لکھا ہے: ’’یہ بھی لکھ دیں گے کہ علماء دیوبند اپنا پانچ ہزار روپیہ بطور ضمانت کس کے پاس جمع کریں۔‘‘

ان اقتباسات کو ملاحظہ کے بعد مسلمان تھوڑی سی توجہ ادھر بھی فرمائیں کہ مرزامحمود صاحب نے خواجہ حسن نظامی صاحب کے مقابلہ میں پانچ ہزار روپیہ کی شرط پر پورا زور دیتے ہوئے آخر میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ: ’’اگر علماء دیوبند یا علماء فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر آپ کی تحریرات میں جو تلوّن پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے آپ سے بغیر ان شرائط کے طے پانے کے مباہلہ کرنے سے عذر ہے۔‘‘

گو یہ صریحی طور پر علماء دیوبند یا فرنگی محل کو دعوت مباہلہ نہیں ہے۔ بلکہ خواجہ حسن نظامی صاحب کو الزام دیتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ لیکن جماعت قادیان اس پر مصر ہے کہ یہ مستقل دعوت مباہلہ تھی جو علماء دیوبند و فرنگی محل کو دی گئی تھی۔ چنانچہ جب ہم نے الفضل ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کے جواب میں یہ دریافت کیا کہ یہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء والی دعوت دینے والا اور ذمہ دار کون ہے؟ تو ایڈیٹر الفضل نے اپنے اشتہار مطبوعہ ۱۶ر جنوری ۱۹۱۹ء میں بڑے طمطراق سے لکھا کہ: ’’ہم اسی دعوت مباہلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق مضمون لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں دی تھی کہ اگر علماء دیوبند یا علماء فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ یہ صاف اور کھلے الفاظ میں علماء دیوبند کو جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے دعوت دی جاچکی ہے۔‘‘

اب ان سب امور کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ یہ دعوت جواب ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو دی گئی ہے۔ وہی دعوت مباہلہ ہے جو ۱۹ر جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل میں مرزا محمود صاحب کی طرف سے علماء دیوبند کو دی گئی تھی، جدید دعوت نہیں۔ اس ہی سابق دعوت کا اعادہ ہے اور ۱۹ر جنوری ۱۹۱۸ء والی دعوت میں صاف لکھا تھا کہ علماء دیوبند مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو بغیر ان دونوں شرطوں کے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ پھر جب اس وقت علماء دیوبند کے مقابلہ میں بلا پانچ ہزار کی شرط کے مباہلہ کے لئے تیار تھے اور یہ وہی دعوت ہے جس کا اعادہ اب کیا گیا ہے تو اب علماء دیوبند کے مقابلہ میں اس شرط کو کیوں پیش کیا گیا؟ جب کہ علماء دیوبند اس شرط کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے تھے اور اس کو غیرضروری سمجھتے تھے تو اس کی منظوری پر کیوں اصرار کیا گیا۔

اور پھر جب انہوں نے مشروط طور پر اس کو منظور کرتے ہوئے لکھا کہ: ’’ہاں! فرمایئے ہمارا یہ روپیہ کہاں جمع کیا جائے گا۔‘‘ تو جماعت قادیان نے اس کی منظوری کو اپنی کامیابی سمجھ کر اظہار مسرت کیوں کیا اور کیوں لکھا کہ: ’’یہ لکھ دیں گے کہ علماء دیوبند اپنا پانچ ہزار روپیہ بطور ضمانت کس کے پاس جمع کرائیں۔‘‘ مسلمان دیکھیں اور انصاف کریں کہ یہ وہی علماء دیوبند ہیں۔ جن سے بلاشرط پانچ ہزار کے مباہلہ کے لئے تیار تھے اور اب علماء دیوبند تو اس کو چھوڑتے اور اپنی کامیابی اور وضوح حق کو کافی اور کافی سے زیادہ معاوضہ

اخراجات وتکالیف کا سمجھتے ہیں اور جماعت قادیان اوّل تو خلاف اپنے اقرار کے شرائط میں اس کو پیش کرتے ہیں۔ علماء دیوبند اس کو غیرضروری سمجھ کر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اس کی منظوری پر اصرار ہے اور جب علماء دیوبند نے مشروط طور پر اس کو منظور کرلیا تو اس پر اظہار مسرت اور اس کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ یہ وہ تائید آسمانی ہے جو علماء دیوبند کے ساتھ ہے۔ خداوند عالم نے جماعت قادیان کی تکذیب انہیں کے قلم سے لکھوادی۔

فرمائیے کہ راہ حق اور تصفیہ حق وباطل میں جان ومال خرچ کرنے والا کون ہوا اور طالب دراہم بخسہ کون؟ اور پھر یہ بھی فرمادیجئے کہ دراہم بخسہ علماء دیوبند کو زیادہ عزیز ہیں یا جماعت قادیان کو؟

جماعت قادیان کی دوسری تکذیب انہیں کے قلم سے

جماعت قادیان نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں شرائط کو لکھتے ہوئے نمبر۱۱ میں تو یہ لکھا کہ: ’’ہر ایک فریق دوسرے کو پانچ ہزار روپیہ کی ضمانتی تحریر دے گا...... الخ!‘‘ اور اب جب کہ علماء دیوبند نے اوّل اوّل اس کے تسلیم سے معقول وجوہ کی بناء پر عذر کرتے ہوئے مشروط طور پر تسلیم کرلیا اور بطور تعریض لکھا کہ ہاں فرمائیے ہمارا روپیہ کہاں جمع کیا جائے گا تو مال کی ہوس غیرمثمر میں سب اپنا لکھا بھول کر بہت خوشی سے لکھتے ہیں کہ ہم یہ بھی لکھ دیں گے کہ علماء دیوبند اپنا پانچ ہزار روپیہ بطور ضمانت کس شخص کے پاس جمع کرائیں۔

کیوں صاحب آپ تو ضمانتی تحریر کو شرائط میں پیش کرتے تھے۔ اب روپیہ جمع کرانے پر کیوں آمادہ ہوگئے۔ آپ اتنی جلد اپنے لکھے ہوئے کو بھی بھول گئے۔ مسلمانو! دیکھا بھی یہ ہے وہ تائید آسمانی جو علماء دیوبند کے ساتھ ہے اور یہ دوسری تکذیب جماعت قادیان کی اللہ تعالیٰ نے انہیں کے قلم سے لکھوادی۔

الفضل کے ہوشیار ایڈیٹر اور مرزامحمود قادیانی اس کے جواب میں شاید یہ عذر کریں کہ ہم نے اسی اشتہار نمبر۹ میں جہاں یہ لکھا ہے ہم لکھ دیں گے کہ علماء دیوبند اپنا پانچ ہزار روپیہ کس شخص کے پاس جمع کریں۔ وہیں آخر میں جہاں شرائط کو بیان کیا ہے بذیل شرط نمبر۱۱ تحریر لکھ کر دینے کو بھی لکھا ہے۔ گو ہم کو ان کی فہم سے یہ توقع نہیں ہے کہ وہ ایسا جواب دیں۔ اگر دیں تو ہمیں اس میں بہت عرض معروض کا موقع ملے گا۔ بالفعل تو اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے

کہ یہ وہ ضمانتی تحریر نہیں ہے، جس کو اوّل اپنے اشتہار نمبر۶ میں بذیل شرائط پیش کیا تھا۔ امید ہے کہ اس کو خود ہی سمجھیں گے اور ہم کو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

شرائط پر ایک سرسری نظر

یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جماعت قادیان کے ہوشیار ایڈیٹر نے شرائط کو اس اشتہار میں کیوں نقل کر دیا ہے۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ اشتہار کے لمبے چوڑے ورق کو پر کرنے کے لئے کوئی مضمون نہ تھا تو شرائط کو نقل کر دیا۔ لیکن اس کا اصل گُر دوسرا یہ ہے جس کو ہم بذیل شرط نمبر۲ ظاہر کرتے ہیں:

شرط نمبر۲: یہ شرط مناظرہ سے تعلق رکھتی ہے اور ہم اپنے اشتہارات میں ثابت کر کے منوا چکے ہیں۔ دیکھو ہمارے اشتہار نمبر۵ کے یہ الفاظ: ''چونکہ یہ شرط فی الحقیقت مناظرہ سے تعلق رکھتی ہے...... الخ!'' لہٰذا اب اس شرط کو مباہلہ بلا مناظرہ کے موقعہ پر لکھنا یا غلطی سے ہوا ہے یا عمداً اس لئے کہ جیسا مناظرہ پر آمادگی ظاہر کرتے ہوئے اپنے اشتہار نمبر۹ میں یہ بھی لکھ دیا کہ: ''مناظرہ کی چنداں ضرورت ہی نہیں۔'' اسی طرح بغرض حیلہ راستہ محفوظ رکھنے کے لئے مباہلہ کی شرائط میں مناظرہ کی شرط کو داخل کر دیا ہے کہ حجت کا موقع باقی رہے اور اس کے تصفیہ میں سالہا سال گزر جائیں۔ ہاں! اگر مباہلہ کے روح فرسا خیال سے ڈر کر پھر مناظرہ کو اہون سمجھا جاتا ہے اور اس پر آمادگی ہے تو ہم ویسے ہی تیار ہیں۔ جیسے جب تھے کہ آپ کو اس کے لئے آمادہ کر رہے تھے اور آپ انکار پر جمے ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس شرط میں وہی بحث ہے جو ہماری طرف سے پیش ہو چکی ہے۔ اس شرط کا مباہلہ سے کوئی تعلق نہیں اس لئے اس کو خارج کیا جاوے۔

شرط نمبر۶: اس شرط میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ فریقین کے شرکاء مباہلہ کے علاوہ کچھ لوگ خواہ کسی مذہب کے ہوں۔ اس مجلس کو دیکھنے کی غرض سے بھی آنا چاہیں گے۔ پس اس کے متعلق کیا تجویز ہے۔ آیا ایسے لوگوں کے مکان مباہلہ میں آنے کی بالکل ممانعت ہوگی یا سرکاری انتظام میں ان کی نشست کا علیحدہ انتظام کیا جائے گا اور وہ نشست ایک ہی ہوگی یا دو۔ اس کی تفصیل اور تشریح کی ابھی ضرورت ہے تاکہ اس شرط کی تنقیح مکمل طور پر ہو جائے۔

شرط نمبر۹: فریقین کی تقریروں کی ضرورت صرف مناظرہ کی صورت میں ہے مباہلہ کے لئے مجلس مباہلہ میں تقریریں کرنا نہ مباہلہ کے لئے شرط ہے، نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں داخل اور نہ ان کی ضرورت۔

شرط نمبر۱۱: ہم اس شرط کے متعلق اس اشتہار میں کچھ عرض کر چکے ہیں اور بعض امور اس موقعہ پر عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے شرط نمبر۱۱ کے متعلق اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ: ''پانچ ہزار روپیہ کا جمع کرنا اگر آپ کے نزدیک حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے ذیل میں داخل ہے تو ہمیں منظور ہے لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ آپ سے پانچ ہزار روپیہ جمع کرائیں۔ ہمارے لئے ارشاد خداوندی ''لا اسئلکم علیه مالاً'' کا اتباع کافی ہے اور ہمارے اخراجات وتکالیف کا معاوضہ وضوح حق اور اتمام بحث کافی سے زیادہ ہے۔''

یہ عبارت اپنا مقصود ظاہر کرنے میں محتاج تشریح نہیں۔ لیکن قادیانی امت جس نے دنیا کو دھوکا دینا اپنا طریقہ بنا رکھا ہے۔ ہماری اس تحریر سے یہ غلط نتیجہ نکالتی ہے کہ ہمارا قادیانیوں سے پانچ ہزار روپیہ جمع نہ کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی راست بازی اور دیانتداری دنیا پر اس قدر واضح اور نمایاں ہوگئی ہے کہ ہم نے بھی اس پر اعتماد کر لیا۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ یہ مضمون جو ایڈیٹر الفضل کے قلم سے نکلا اور مرزامحمود قادیانی نے اس کی تصدیق کی اہل انصاف وحیا کے لئے کس قدر موقع عبرت ہے دیکھئے تم سے جمع نہ کرانے کا مبنیٰ ہمارے نزدیک یہ ہے۔

۱...... ہمارے نزدیک پانچ ہزار روپیہ جمع کرانا حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے ذیل میں داخل نہیں۔

۲...... ہم تم سے کوئی معاوضہ اور ہرجانہ اپنی تکالیف سفر اور اخراجات کا نہیں مانگتے۔ ہمیں خداتعالیٰ کا اجر وثواب اور تمہارے نہ آنے پر اپنی کامیابی اور اتمام حجت کی مسرت کافی ہے۔

لیکن تمہارے مطالبہ اور اصرار پر ہم نے مشروط طریقہ سے خود روپیہ جمع کر دینا منظور کر لیا تاکہ درمیانی منزل جلد ختم ہوکر مباہلہ کی صورت پیدا ہو اور جن امور کی وجہ سے ہم نے پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے سے قادیانیوں کو سبکدوش کیا تھا وہ درحقیقت ہماری طرف سے قادیانی امت پر ایک الزام تھا کہ وہ باوجود اس دعویٰ کے کہ مباہلہ حسب سنت رسول اللہ ﷺ

ہوگا۔ سنت نبویہ کے خلاف پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے کی شرط کرتے ہیں۔ قادیانی بجائے اس کے کہ شرمندہ ہوتے اور اپنی اس شرط کو واپس لیتے اور ایمان داری سے اس کا اقرار کر لیتے کہ واقعی انہوں نے پانچ ہزار کا مطالبہ کر کے سنت نبویہ کے خلاف ورزی اور اپنے اقرار سابق کی مخالفت کی تھی اور علماء دیوبند کا پانچ ہزار کا مطالبہ نہ کرنا اتباع سنت اور متابعت کلام پاک رب العزت کی بناء پر تھا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور الٹے اچھلنے کودنے لگے کہ دیکھو اس سے ہماری راست بازی و دیانت داری کا ثبوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سبحان اللہ! سنئے آپ کی یہ فوری خوشی اور مستعجلانہ مسرت امور ذیل کے مطالعہ کے بعد کافور ہو جائے گی۔

۱...... اس پانچ ہزار جمع نہ کرانے سے ہمارا آپ پر اعتماد کرنا اس وقت سمجھا جا سکتا تھا کہ ہمیں روپیہ لینا منظور ہوتا۔ مگر ہم آپ سے روپیہ جمع نہ کراتے جب تو مالی حیثیت سے آپ کا ہمارے نزدیک معتمد ہونا سمجھا جاتا یا اگر ہم آپ کے نہ آنے کو اتمام حجت اور وضوح حق سے تعبیر کر کے اس کو اپنی فتح اور اپنی تکالیف واخراجات کا کافی معاوضہ قرار نہ دیتے تو سمجھا جاتا کہ ہم نے آپ کے مباہلہ میں نہ آنے کے خدشہ کو آپ کی راست بازی کی وجہ سے دل سے نکال دیا ہے۔ لیکن جب ہم روپیہ تو لینا نہیں چاہتے خواہ آپ آئیں یا نہ آئیں، اور نہ آنے کی صورت میں صرف آپ کی غیر حاضری کی وجہ سے آپ کی شکست کو اپنا کافی معاوضہ سمجھتے ہیں تو اس صورت میں روپیہ جمع کرانے سے ہمارا اغماض کرنا دلیل اعتماد کیسے ہوسکتا ہے۔ یعنی جب کہ ہمیں کسی صورت میں روپیہ لینا منظور نہیں تو ہماری طرف سے آپ ساہوکار اور ایمان دار ہوں یا نادہند و بے ایمان۔ ہم تو بہر صورت بھی کہیں گے کہ ہمیں روپیہ جمع کرانے کی ضرورت نہیں۔

۲...... ہمارے روپیہ جمع نہ کرانے کو اپنی راست بازی اور دیانت داری کے اعتماد کی دلیل قرار دینا یہ انہیں خوش فہموں کا کام ہے۔ جو کسی شخص کے کفر وارتداد پر مباہلہ کرنے والوں کے ارادہ مباہلہ کو اس شخص کے دین دار، راست باز ہونے کی دلیل تصور کر سکتا ہے۔ یعنی جب کہ ہم تمہارے کفر وارتداد پر تم سے مباہلہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور تمہیں اپنے ایمان کے بموجب کافر و مرتد سمجھتے ہیں تو پھر ہمارے ترک مطالبہ کا مبنٰی یہ کس طرح قرار

پا سکتا ہے کہ ہمیں تمہاری راست بازی اور دیانت داری پر اعتماد ہے۔

۳...... جب کہ ہمیں تمہاری تحریر مؤرخہ ۱۹/جنوری ۱۹۱۸ء بمقابلۂ خواجہ حسن نظامی دہلوی پیش نظر ہے۔ جس میں لکھا تھا کہ: ''تم علماء دیو بند علماء فرنگی محل کے مقابلہ میں بغیر ان دونوں شرطوں کے مباہلہ کرنے کے آمادہ ہو اور اب جب کہ ہم مباہلہ کے میدان میں تمہیں کھینچ رہے ہیں تو اپنی پہلی تحریر کے خلاف تم پانچ ہزار روپیہ جمع کرنے کی شرط لگاتے ہو جس سے تمہاری راست بازی اور دیانت داری دنیا پر ظاہر ہوگئی، تو ظاہر ہے کہ ہمیں ان دونوں باتوں کے پیش نظر ہوتے ہوئے تمہاری راست بازی اور دیانت داری تو علیحدہ رہی، تمہاری انسانیت پر بھی کس قدر اعتماد ہو گیا ہوگا۔''

۴...... علماء دیو بند نے بحمداللہ! اپنے عمل واقرار سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے اجر اتمام حجت کو دراہم بخسہ کے عوض بیچنا نہیں چاہتے اور تم نے اپنے اقرار سے ثابت کر دیا کہ تم بغیر ضمانت مصارف کے تحقیق حق واتمام حجت کے لئے گھر سے قدم باہر نکالنا نہیں چاہتے تو خود واضح ہو گیا کہ کون ''لا اسئلکم علیہ مالاً'' پر عمل کر رہا ہے اور کون ''تعبس عبدالدینار ان اعطی رضی وان لم یعط سخط'' کا مصداق ہے۔

اس کے بعد یہ عرض ہے کہ جس وقت انعقاد مجلس مباہلہ کے متعلق درمیانی زیر بحث امور طے ہو کر تاریخ معین ہو جائے گی ہم اپنا پانچ ہزار روپیہ کسی جگہ یا کسی شخص کے پاس جو فریقین کے نزدیک قابل اعتماد ہو جمع کرنے کو تیار ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

العبد المشتقر الی اللہ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری مدرس دارالعلوم دیو بند

۲۹/ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵/ستمبر ۱۹۱۹ء

O ...... O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا

دلچسپ نظارہ

علماء دیوبند کی فتح پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش

مناظرہ ومباہلہ سے لگاتار فرار اور علماء دیوبند کی فتح پر فتح

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ ونصلّی علٰی رسوله الکریم

ہمارے اشتہار نمبر۸و۹ مطبوعہ ۲۹؍ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ کے جواب میں جماعت قادیان کے ہوشیار ایڈیٹر الفضل کی طرف سے آٹھ صفحہ کا اشتہار جس پر نمبر۱۰ ڈالا گیا ہے ۲۲؍اکتوبر ۱۹۱۹ء کو ہمارے پاس پہنچا جو نہایت غصّہ، جوش اور حواس باختگی کی حالت میں متانت وتہذیب سے گرے ہوئے الفاظ میں لکھا گیا ہے اور غالباً اپنی انتہائی عجز ودرماندگی کو سمجھ لینے کے بعد یہ طرز اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ علماء دیوبند بھی جواب ''ترکی بہ ترکی'' اختیار کر کے اسی روش پر چلیں گے اور اصل معاملہ (مناظرہ ومباہلہ) رل جائے گا۔ لیکن جماعت قادیان کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ علماء دیوبند اس طرز سے متأثر ہوکر اپنی روش نہ بدلیں گے اور مباہلہ کو آخری منزل پر پہنچا کر رہیں گے۔

اس اشتہار کو دیکھ کر ہر منصف مزاج، ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اہل حق کی فتوحات اور تائیدات آسمانی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر جماعت قادیان جس جال میں پھنس چکی ہے۔ یہ حرکات بھی اس سے رستگاری نہیں دے سکتیں۔ وہ جتنا تڑپ کر نکلنا چاہئیں گے اتنا ہی پھنستے جائیں گے۔

جماعت قادیان کے وکیل نے بتقلید علماء دیوبند اپنے اشتہار میں بہت سے عنوان موٹے قلم سے لکھے ہیں۔ لیکن یہ عنوان کیا مفید ہوسکتے ہیں۔ جب کہ ان کے ماتحت عبارات میں کوئی مغز ہی نہیں اور عنوان ومعنوں میں کوئی رابطہ ہی نہیں۔

اشتہار نمبر۱۰ کیا ہے؟ مغالطوں کا مجموعہ، غلط کاریوں کا ذخیرہ اور مذبوحی حرکات کا مجسمہ ہے۔ ناظرین کو عنقریب اس کی تصدیق ہوتی جائے گی۔ حق واضح ہوچکا ہے۔ جماعت قادیان کا عجز، مباہلہ ومناظرہ سے جان بچانا ایسی طرح نمایاں ہوگیا ہے کہ اب کوئی حیلہ وحوالہ کارگر نہیں رہا۔ جماعت قادیان کو حیلہ وحوالہ کے بہت سے گر یاد ہیں اور وہ اس طرز میں کہنہ مشق، تجربہ کار بھی ہیں۔ مگر جس طرح وہ اب پھنسے ہیں۔ ایسی نوبت کبھی نہ آئی ہوگی۔ سب راستے بند ہیں، سب حیل بےکار ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ جماعت قادیان مناظرہ ومباہلہ سے اتنی دور نکل چکی ہے کہ اس کو گھیر کر میدان مناظرہ ومباہلہ میں لاکر کھڑا کر دینا اب نہایت دشوار ہے اور اب مسلمانوں کو بجز اس کے کہ ان کی مذبوحی حرکات کا تماشہ دیکھیں ان سے اور کوئی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ مگر ہم اپنی کوشش کو ممکن سے ممکن حدتک پہنچانے میں کمی رکھنا نہیں چاہتے اور گو ہم یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ جماعت قادیان نہ انصاف وحق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے اور نہ کوئی منصفانہ بات کہنے پر آمادہ۔ بلکہ اس نے محض بے سود اشتہار بازی کو اپنے لئے آڑ بنا رکھا ہے۔ تاہم دنیا کو ان کے مکائد وحیل سے خوب اچھی طرح آگاہ کر دینا ہمارا فرض ہے اور اسی لئے ہم ان کی مذبوحی حرکات، غلط کاریوں، مغالطہ دہیوں اور کھلی ہوئی درماندگیوں کی فہرست پیش کر دینا چاہتے ہیں۔

جماعت قادیان، علماء دیوبند کی فتح عظیم کو نہیں رلاسکی

جماعت قادیان کے معزز وکیل نے اپنی مضطربانہ ومذبوحانہ حرکات سے علماء دیوبند کی فتح عظیم کو رلانے، اس پر پردہ ڈالنے، فتح کو بدل کر شکست بنانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن نہ صرف رائیگاں گئی، عبث وبے سود ثابت ہوئی بلکہ علماء دیوبند کی فتح عظیم اور بھی مستحکم ہوگئی۔

ہم نے اپنے اشتہار نمبر۸و۹ میں جماعت قادیان کے مباہلہ سے عجز وفرار تشریح مفہوم مباہلہ واثر مباہلہ سے اغماض سکوت کو علماء دیوبند کی فتح عظیم لکھا تھا اور اسی طرح مدلّل کر کے بیان کیا تھا کہ جماعت قادیان کو جنبش کی بھی گنجائش باقی نہ چھوڑی تھی۔

علماء دیوبند کی فتح کا مبنٰی یہ تھا کہ انہوں نے جماعت قادیان کی بوقت ضرورت حیلہ سازی، مفہوم مباہلہ کو بدل کر جان بچانا، غیر آثار کو آثار مباہلہ میں داخل کرنا دیکھ کر یہ مطالبہ کیا تھا کہ مفہوم مباہلہ کی تشریح کر دیں۔ آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کر دیں۔ اس مطالبہ کی ابتداء ہمارے اشتہار نمبر۵ سے ہوئی اور جماعت قادیان نے ہزار حیلوں سے ٹلایا اور اس ضروری مرحلہ کو طے نہ کیا۔ ہم نے اس امر کو ثابت کرتے ہوئے کہ تشریح مفہوم مباہلہ اور تعیین آثار مباہلہ شرائط میں داخل نہیں۔ بلکہ انعقاد مباہلہ کے لئے موقوف علیہ ہیں۔ اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھا: ’’جماعت قادیان کے ذمہ صرف دو امر ہیں اوّل یہ کہ مفہوم مباہلہ کی

تشریح کا حسب اصول مرزا قادیانی کردیں۔ جس کی تشریح بدوں مباہلہ اپنے حقیقی معنی میں منعقد نہیں ہوسکتا اور جیسا کہ ہم مفصّلاً ابتدائے اشتہار ہذا میں لکھ چکے ہیں۔ تشریح مفہوم مباہلہ شرائط میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ انعقاد مباہلہ کے لئے موقوف علیہ ہے جس سے کسی حال اغماض کرنا جائز نہیں ہے اور اغماض برتا جائے تو اس کے معنی صاف مباہلہ سے انکار کے ہیں……الخ!‘‘

اس اشتہار نمبر۷ کے جواب میں جماعت قادیان کو چاہئے تھا کہ:

۱…… یا تو یہ ثابت کرتے کہ تشریح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار مباہلہ ضروری اور موقوف علیہ نہیں۔ بلکہ مباہلہ ہر صورت میں منعقد ہوسکتا ہے۔ خواہ اس کے معنی لعنت اور بددعا کے ہوں یا دعائے خیر کے یا اس کے علاوہ کچھ اور ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کے معنی فریقین میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معلوم بھی ہوں۔

۲…… یا یہ ثابت کرتے کہ یہ امور ہیں تو ضروری مگر چونکہ فریقین کے نزدیک مسلّم ومعروف ہیں۔ اس لئے ضرورت نہیں کہ ہم بیان کریں۔

۳…… اور یا یہ کہتے کہ مرزا قادیانی کے اصول میں بھی وہی معنی ہیں جو عام اہل اسلام کی کتب میں مذکور ہیں اور جن کو سب مسلمان جانتے ہیں اور اس وقت اس الزام کو اٹھا دیتے جو ان پر قائم کیا گیا تھا کہ آیا کوئی مباہلہ ایسا بھی ہوتا ہے جس میں بددعا نہ ہو اور مرزا قادیانی کی اس عبارت کا مطلب بیان کرتے جس سے یہ الزام ان پر قائم کیا گیا تھا۔

۴…… یا ان میں سے کوئی بات بھی نہ ہوتی تو حسب اصول مرزا قادیانی مفہوم مباہلہ کی تشریح کر دیتے اور آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کر دیتے اور اس میں اور مسلمہ جمیع مسلمین میں کچھ اختلاف ہوتا تو اس کو رفع کرتے یا مرزا قادیانی کے اصول کو صحیح اور باقی مشہور ومعروف ومسلمہ جمیع مسلمین کو غلط ثابت کرتے۔

لیکن ناظرین! قادیان کے اشتہار نمبر۹ کو حرف بحرف دیکھ جائیں۔ اس میں کوئی ایک طریقہ بھی اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اس سے اغماض برتا اور باوجود اس کے کہ ہم نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ: ’’اگر اس سے اغماض برتا گیا تو اس کے صاف معنی مباہلہ سے انکار کے ہوں گے۔‘‘ پھر بھی سکوت واغماض ہی رہا۔

اس پر ہم نے اپنے اشتہار نمبر۸ میں اس مطالبہ کو ضروری ثابت کرتے ہوئے اپنے سابق اشتہاروں کے اقتباسات کو نقل کرتے ہوئے اور یہ بیان کرتے ہوئے کہ جماعت قادیان نے ان مطالبات کو باوجود بار بار کی یاددہانی کے طے نہ کیا۔لکھا:’’ناظرین اس جواب کو ملاحظہ فرمائیں۔ان کو اب تک باوجودیکہ ہماری طرف سے کھول کھول کر کہہ دیا گیا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے ذمہ ان امور کی تشریح کیوں لگائی گئی۔اللہ رے زود فراموشی وتجاہل اور عرصہ دراز تک ہمارے مطالبات کو دیکھتے ہوئے اور ان سے سکوت کرتے ہوئے آج یہ آسان طریقہ سوجھا ہے کہ ہم سے ان کی تشریح کا مطالبہ کیا جائے۔ کیوں نہ ہو، جان بچانے کے گر کوئی اس جماعت سے سیکھ جائے۔‘‘

ناظرین! انصاف سے کہہ دیں کہ کیا علماء دیوبند کو یہ فتح عظیم حاصل نہیں ہوئی اور کیا جماعت قادیان کا مباہلہ بلاشرط سے بھی انکاروفرار ظاہر نہیں ہوگیا۔

یہ وہی علماء دیوبند کی فتح عظیم جس پر جماعت قادیان نعل درآتش ہے اور بہت چاہتی ہے کہ اس کو رلادیں، مٹادیں اور اس فتح کو شکست ثابت کردیں۔لیکن یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہاں! اس فتح کو رلا سکتے تھے۔ علماء دیوبند کے دعویٰ فتح کو غلط ثابت کرسکتے تھے۔اگر اس ضروری مرحلہ کو طے کرتے اور مطالبہ کے بار سے سبکدوش ہونے کے لئے ہمارے بیان کردہ چار طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کرتے۔لیکن جب نہیں کیا اور نہ کرنے کی صورت میں تشریح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار مباہلہ سے عجز اور مباہلہ سے فرار وانکار ظاہر ہے اور یہی ہم ان سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں تو اب کس حجت اور دلیل سے فتح کا انکار کرسکتے ہیں۔

فتح وشکست کے معنی کس نے بدلے

جماعت قادیان نے علماء دیوبند کی اس فتح عظیم کو رلانے کے لئے اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں لکھا ہے کہ:’’علماء دیوبند نے تو فتح وشکست کے معنی بھی بدل دیئے۔‘‘ کیا اس ناانصافی اور ہٹ دھرمی کی بھی کوئی حد ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر فتح کے معنی غلبہ کے ہیں۔اگر فتح کے معنی کسی مورچہ یا قلعہ یا شہر وملک پر قبضہ کرلینے کے ہیں۔اگر فتح کے معنی فریق مخالف کی قوت کو توڑ دینے اور اس کو

میدان چھوڑنے پر مجبور کر دینے، اس کو محصور کر لینے اور اس کو بے دست و پا کر دینے کے ہیں تو علماء دیوبند نے ہرگز فتح کے معنی نہیں بدلے۔ ان کو بایں معنی فتح عظیم حاصل ہو چکی اور یقیناً حاصل ہو چکی اور اگر فتح کے معنی اس کے برخلاف میدان چھوڑنے، محصور ہو جانے اور عاجز ہو کر ہتھیار ڈالنے کے ہیں تو بے شک بایں معنی علماء دیوبند کا ادّعاء فتح غلط ہوگا۔ لیکن پھر فتح وشکست کے معنی بدلنے والی جماعت قادیان کے معزز ممبر ہوں گے۔ نہ کہ علماء دیوبند۔ ناظرین یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ علماء دیوبند نے جس فتح کا دعویٰ کیا تھا وہ کیسی فتح ہے۔

اس کے بعد ہم یہ بھی دکھلانا چاہتے ہیں کہ جماعت قادیان نے اس ضروری معاملہ تشریح مفہوم مباہلہ اور تعیین آثار مباہلہ سے جان بچانے کے اور اپنے عجز وفرار مباہلہ پر پردہ ڈالنے کے لئے کس قدر مذبوحی حرکات کی ہیں۔

جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات

(۱) پہلی مذبوحی حرکت: ہم نے مفہوم مباہلہ کی تشریح کا مطالبہ اپنے اشتہار نمبر ۵ میں بایں الفاظ کیا ہے: ’’اور یہ عقدہ بھی قابل حل ہے کہ جس مباہلہ کو آپ کہتے ہیں کہ اس سے تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر واقعی آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو خود آپ کے مسیح موعود کے مباہلوں سے جو بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی وغیرہ ہوئے۔ آج تک کیوں سارے نزاعات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ کہا گیا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب سے مباہلہ تو ہوا تھا۔ مگر آپ کے مسیح موعود نے ان کے حق میں بددعا نہ کی تھی۔ اس سے میرے ذمہ ضروری ہوگیا کہ آپ سے اور مرزامحمود صاحب اور جماعت قادیان کے مقتدر ارکان سے یہ معلوم کروں کہ وہ مباہلہ کون سا ہے جو فریقین میں سے کاذب کے حق میں بددعا ولعنت سے خالی ہو۔ کیا مناظرہ کی طرح مباہلہ کے متعلق بھی آپ نے کوئی نئی اصطلاح بنا رکھی ہے۔ پس شرائط مباہلہ کی تنقیح سے پہلے واجب ہے کہ مجھ کو مباہلہ کے مفہوم سے جس کو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر منطبق کر سکیں، آگاہ کیا جائے۔

یہ عبارت نہایت صاف ہے اپنے مطلب کو ادا کرنے میں قاصر نہیں ہے وہ صاف کہہ رہی ہے کہ تشریح مفہوم مباہلہ کا مطالبہ کیوں کیا گیا اور یہ کہ ہم حسب اصول مرزاقادیانی مفہوم مباہلہ کی تشریح دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ایک لفظ سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ

ہم کو مباہلہ کا مفہوم معلوم نہیں ہے۔ بلکہ خود اسی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم مباہلہ کے مشہور ومتعارف شرع معنی ومفہوم سے آگاہ ہیں۔ جبھی تو یہ لفظ لکھے ہیں کہ وہ مباہلہ کون سا ہے جو فریقین میں سے کاذب کے حق میں بددعا اور لعنت سے خالی ہو۔‘‘

اس مطالبہ کا جواب تو یہ تھا کہ حسب اصول مرزامحمود مفہوم مباہلہ بیان کر دیتے اور جو خلجان مرزاقادیانی کے کلام سے پیدا ہوتا تھا کہ مباہلہ کے مفہوم میں بھی کوئی نئی اصطلاح مقرر کر رکھی ہے۔ یعنی اس کے مفہوم کو بدل دیا ہے، رفع کرتے۔ مگر یہ نہ کیا بلکہ اس کے جواب میں اپنے اشتہار نمبر۷ کے اندر یہ الفاظ لکھے: ’’اس تحریر سے اور خاص کر آپ کے ان الفاظ سے کہ مجھ کو مباہلہ کے مفہوم سے آگاہ کیا جائے۔ سخت تعجب ہوا۔ وجہ یہ کہ آپ اس وقت تک لفظ مباہلہ کو بیسیوں مرتبہ استعمال کر چکے ہیں۔ اگر آپ کو دارالعلوم کا مدرس ہوتے ہوئے۔ اب تک مباہلہ کا مفہوم بھی معلوم نہیں تھا تو آپ ہی سوچیں کہ آپ کی تحریروں میں یہ لفظ بار بار کیوں استعمال ہوتا رہا ہے...... الخ!‘‘

ناظرین! ہمارے اس مستحکم اور مدلّل مطالبہ کے جواب میں ان الفاظ کو دیکھ کر فرمائیں کہ یہ جماعت قادیان کی حرکت مذبوحی نہیں تو کیا ہے؟ طرفہ تماشا ہے کہ سوال تو یہ ہے کہ حسب اصول مرزاقادیانی مفہوم مباہلہ کو بیان کیجئے اور جواب یہ ملتا ہے کہ: ’’مولوی عبدالسمیع صاحب بارہا اس لفظ کو استعمال کر چکے ہیں۔ ان کو اب تک بھی مفہوم مباہلہ معلوم نہیں۔‘‘ کیا عجب جواب ہے۔ جماعت قادیان نے چونکہ یہ جواب مجبوری کی حالت میں دیا تھا اور وہ خود بھی اپنی لاچاری ومجبوری سے واقف تھی۔ اسی وجہ سے جب ہم نے اپنے اشتہار نمبر۶ میں یہ لکھا: ’’میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی کانشنس نے آپ کو کس طرح ان سطروں کے لکھنے کی اجازت دی۔ یقین ہے کہ جب آپ یہ لکھ رہے ہوں گے تو آپ کا ضمیر بھی اندر سے آپ پر نفرین کر رہا ہوگا۔ کیونکہ ایک عامی شخص پر جس نے ہمارے اشتہار نمبر۵ کو پڑھا ہوگا یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ ہم نے مباہلہ کے مشہور اور مسلّم مفہوم سے کسی ایک جگہ بھی لاعلمی ظاہر نہیں کی۔ البتہ مباہلہ کے اس خاص مفہوم سے آگاہ کئے جانے کی درخواست کی ہے جو آپ کے مسیح موعود کے اصول پر منطبق ہو سکے۔‘‘

تو جماعت قادیان پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہوگیا اور اب سمجھے کہ واقعی اضطراری

حالت میں ہم سے یہ مذبوحی حرکت سرزد ہوئی اور اسی لئے اس الزام کے اٹھانے کی کوشش نہ کی۔ سکوت ہی میں سلامتی سمجھی۔

(۲)دوسری مذبوحی حرکت: لیکن جب اشتہار نمبر۷ میں مباہلہ بلا شرط کی طرف بلاتے ہوئے ہم نے پھر لکھا کہ: ’’مفہوم مباہلہ کی تشریح حسب اصول مرزا قادیانی جماعت قادیان کے ذمہ ہے۔‘‘ تو جماعت قادیان پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی اور اس دفعہ ان کے مفرور قائم مقام وکیل وایڈیٹر نے تمام ان مضامین پر جو مطالبہ تشریح مفہوم مباہلہ کے متعلق ہمارے اشتہار نمبر۵ سے لکھے گئے تھے اور تمام ان وجوہ سے جن کی بناء پر یہ مطالبہ کیا تھا۔ چشم پوشی واغماض اختیار کرتے ہوئے اور اپنے عجز ودر ماندگی اور اس ندامت وشرمندگی کو جو اس مطالبہ کے جواب میں اٹھا چکے تھے۔ بھلا کر (۱) اوّل تو یہ تحریر فرمایا کہ: ’’جب مباہلہ فریقین کے حق میں مساوی حیثیت رکھتا ہے تو ان امور کو ہمارے ہی ذمہ کیوں لگایا گیا ہے۔‘‘

حالانکہ مطالبہ کو اس قدر زمانہ گزرنے کے بعد اب ان کو اس کہنے کا حق باقی نہ رہا تھا۔ کیونکہ اوّل تو ہم مطالبہ کے ساتھ ساتھ اور اس کے بعد کے اشتہار میں کھول کر بیان کر چکے ہیں کہ یہ مطالبہ ان سے کیوں کیا گیا اور یہ کہ ہم اصول مرزا قادیانی کے موافق تشریح مفہوم مباہلہ کرانا چاہتے ہیں۔ بالفرض اگر فریقین مساوی حیثیت میں بھی ہوتے اور علماء دیوبند کے ذمہ بھی تشریح مفہوم مباہلہ ہوتی۔ تب بھی جماعت قادیان کے ذمہ سے یہ مطالبہ کیونکر اٹھ سکتا تھا۔ ان کو مرزا قادیانی کے اصول کے موافق تشریح مفہوم کر دینا چاہئے تھی اور پھر یہ کہنا چاہئے تھا کہ ہم نے تو اپنے اصول کے موافق تشریح مفہوم مباہلہ کر دی۔ اب علماء دیوبند اپنے اصول کے موافق تشریح کر دیں۔

دوسرے اگر یہ پوچ اور لچر جواب دینا ہی تھا تو اشتہار نمبر۵ کے جواب میں دینا تھا۔ جب ہماری طرف سے اس مطالبہ کی ابتداء ہوئی۔ مگر نفس الامری بات یہ ہے کہ جماعت قادیان سے یہ شکایت بے سود ہے۔ ان امور کا سمجھنا حواس صحیح اور درستی مزاج پر مبنی ہے۔ اضطراب وپریشانی میں کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ دل، زبان اور قلم سب بے اختیار ہو جاتے ہیں۔

۲...... اور پھر تحریر فرمایا کہ ہم ایک آسان طریق پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ: ’’جب کہ علماء دیوبند کو خود ان امور کی تشریح وتوضیح کی ضرورت پیش آئی ہے تو پہلے خود وہ مفہوم مباہلہ کی تشریح اپنے اصول کے مطابق کر دیں...... الخ!‘‘

اس جواب کی لغویت اور جماعت قادیان کی سراسیمگی کو ظاہر کرتے ہوئے ہم نے اپنے اشتہار نمبر۸ میں اوّل تو نہایت پرزور دلائل سے یہ ثابت کردیا کہ فریقین کی حیثیت مساوی نہیں ہے۔ یہ مطالبہ علماء دیوبند کا حق تھا اور اب جماعت قادیان کا اس سے گریز اور اس مطالبہ کو پلٹ کر علماء دیوبند کی طرف عائد کرنا بالکل عجز اور فرار کی دلیل ہے۔ اس کے بعد ہم نے یہ حجت بھی ختم کردی اور لکھ دیا کہ جس امر کا مطالبہ آج اس قدر طویل عرصہ کے بعد بلاوجہ علماء دیوبند سے کرتے ہو۔ وہ تو اس کو عرصہ ہوا پورا کر چکے۔ دیکھو ہمارے اشتہار نمبر۸ کو۔

اب ہم ہر منصف مزاج، ذی عقل سے دریافت کرتے ہیں کہ وہی ایک مطالبہ تشریح مفہوم مباہلہ حسب اصول مرزا قادیانی ہے جس میں جماعت قادیان کی بدحواسی کا یہ عالم ہے کہ کبھی تو مضطربانہ وہ جواب دیا جاتا ہے، جس کو ہم مذبوحی حرکت نمبر اوّل میں ظاہر کر چکے ہیں اور اب جب کہ کسی طرح اس مطالبہ سے جان نہیں بچتی تو یہ کہتے ہیں کہ: ’’جب فریقین مساوی حیثیت رکھتے ہیں تو علماء دیوبند اس کی تشریح سے خود کیوں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہی ذمہ یہ مطالبہ کیوں لگایا گیا۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ علماء دیوبند خود اس کی تشریح کردیں۔ ہم یعنی جماعت قادیان اس کی جرح وتنقید کر کے بات کو طول نہ دیں گے۔ بلکہ جس دن وہ اشتہار پہنچے گا اس کے تین دن کے اندر اندر ہمارے نزدیک جو مفہوم مباہلہ کی تشریح اور اثر مباہلہ کی نوعیت ہے اسے چھاپ کر ان کی خدمت میں بھیج دیں گے۔‘‘

ملاحظہ فرمائیے جماعت قادیان کا یہ رقص الجمل، بدحواسی، عجز اور فرار عن المباہلہ کا نتیجہ ہے یا نہیں اور جب کہ علماء دیوبند اپنے اصول پر مفہوم مباہلہ کی تشریح اس قدر عرصہ ہوا کر چکے ہیں۔ ان سے یہ مطالبہ کرنا مذبوحی حرکت نہیں تو اور کیا ہے۔

علماء دیوبند کی فتح پر فتح

جماعت قادیان کو ہمارے اشتہار نمبر۸ و۹ میں علماء دیوبند کی فتح عظیم دیکھ کر بہت ہی بے چینی اور اضطراب ہوا تھا۔ جس کے رلانے کے لئے بے سود کوشش بھی کی۔ مگر ان کو کیا خبر تھی کہ علماء دیوبند کی فتوحات کا سلسلہ ختم ہونے والا نہیں ہے۔

یہ محض تائید آسمانی ہے کہ قادیانی اشتہار نمبر۱۰ سے نہ صرف علماء دیوبند کی فتح عظیم کی رجسٹری ہوگئی۔ بلکہ اسی سلسلہ میں ان کو ایک اور فتح بھی حاصل ہوگئی۔ فتح عظیم کی رجسٹری

تو اس طرح ہوئی کہ تشریح مفہوم مباہلہ حسب اصول مرزا قادیانی، اب بھی نہ کی۔ جس کے اغماض وسکوت سے ان کا عجز، مغلوبیت، فرار از مباہلہ ثابت ہوتے ہوئے علماء دیوبند کو فتح عظیم حاصل ہوئی تھی۔

اور فتح پر فتح اس طرح حاصل ہوئی کہ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ جماعت قادیان کا یہ مطالبہ کہ: ''علماء دیوبند پہلے خود مفہوم مباہلہ کی تشریح بیان کر دیں...... الخ!'' غلط تھا اور علماء دیوبند کا یہ جواب کہ: ''ہم اس سے بہت پہلے اپنے اصول کے موافق مفہوم مباہلہ کی تشریح بیان کر چکے ہیں۔ آج ہم سے یہ مطالبہ کرنا غلط اور بے جا اور جان بچانے کے لئے ہے۔'' صحیح تھا۔ جب کہ ایڈیٹر الفضل نے اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں یہ لکھا: ''اس کے بعد ہم مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ بحث کو کوتاہ اور راستہ کو مختصر کرنے کے لئے مفہوم مباہلہ کے متعلق تو ہم علماء دیوبند سے اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کی طرف سے بایں الفاظ پیش کیا گیا ہے کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوند عالم سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہو، اس پر مسلط کرے۔''

آپ نے بڑی مہربانی سے راستہ کو مختصر کرتے ہوئے علماء دیوبند سے اتفاق فرمایا ہے۔ اختصار طریق اور اظہار عقیدہ کی نسبت تو بعد میں عرض کیا جائے گا۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ یہ تعریف مباہلہ جس سے آپ نے اتفاق ظاہر فرمایا ہے۔ علماء دیوبند کے کون سے اشتہار کے الفاظ ہیں؟ اسی اشتہار نمبر۶ کے جو ۳۰/مارچ ۱۹۱۹ء کو طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ اگر وہی ہیں تو پھر آپ کا عرصہ دراز کے بعد اپنے اشتہار نمبر۹ میں یہ کہنا کہ: ''لیکن تعجب ہے کہ ایک طرف تو خود خاموشی اختیار کر کے ہم سے ایسے امور کی تشریح کا مطالبہ کرتے ہیں۔'' اور ''تو پہلے خود مفہوم مباہلہ کی تشریح اپنے اصول پر کر دیں۔'' غلط تھا یا نہیں۔

اور ہمارا اشتہار نمبر۸ میں یہ لکھنا کہ: ''ہم اس مطالبہ کو پورا نہیں کر چکے۔ پھر اب ہم سے یہ مطالبہ کیسا ہے اور کیا یہ عجز پر مبنی نہیں ہے۔'' صحیح یا نہیں اور کیا آپ نے علماء دیوبند کی تشریح مفہوم مباہلہ سے اتفاق کر کے ان کے اشتہار نمبر۸ کے الفاظ ذیل کو تسلیم نہیں کر لیا۔

ا...... لیکن ناظرین مطمئن رہیں ہم اس بارہ میں بھی ان کو دروازہ تک اسی طرح پہنچانا چاہتے ہیں کہ یہ آسان طریقہ بھی ان کے لئے مشکل، وبال جان بن جائے۔

۲...... فرمایئے: ’’یہ آسان طریقہ آپ پر مشکل سے مشکل بن کر وبال جان ہوگیا یا نہیں۔‘‘ اور کیا آپ نے خود اس کو نہیں مان لیا کہ آپ دروازہ تک پہنچا دیئے گئے۔

جماعت قادیان کے معزز قائم مقام غصّہ نہ کیجئے۔ ٹھنڈے دل سے کہئے کہ کیا یہ علماء دیوبند کی فتح پر فتح نہیں ہوئی اور کیا آپ کا عجز در عجز ثابت نہیں ہوگیا۔ کیا اب بھی آپ یہ کہیں گے کہ علماء دیوبند نے تو فتح کے معنی بدل دیئے جو ہونا تھا ہو چکا۔ آپ جس قدر غصّہ اور جوش سے اپنے عجز کو چھپانا اور حق کو مٹانا اور سچ کو رلانا چاہیں گے۔ اتنی ہی زیادہ مذبوحی حرکات ظاہر ہوں گی اور گو آپ کو ہیجان غضب یا فرط رنج میں احساس نہ ہو۔ مگر عام طور پر آپ کی رسوائی اور درماندگی زیادہ واضح ہوتی جائے گی۔

ہم نے اگر اس کا احساس کر کے لکھ دیا تھا کہ: ’’جماعت قادیان کے سرگرم حامیان میں ایک شخص بھی اتنی جرأت نہیں رکھتا کہ ایڈیٹر الفضل کے قلم کو جس نے ان کو اس درجہ رسوائی تک پہنچا دیا ہے سنبھال دے۔‘‘ تو آپ کو ناگوار گزرنے کی کیا وجہ تھی۔

ہم نے کیا بیجا کیا تھا۔ ہم تو آپ کی ہدایت چاہتے ہیں یا درصورت مایوسی وذلت ورسوائی۔ مگر آپ کی جماعت تو رسوائی یا مضحکہ خیزی نہیں چاہتی اور اگر وہ بھی یہی چاہتی ہے تو ہم اپنے الفاظ کو واپس لینے کے لئے آمادہ ہیں۔ ہم یہ کہہ کر کہ: ’’ہمارا قیاس صحیح نہ تھا۔ جماعت قادیان میں کسی کو بھی اپنی ذلت ورسوائی کی پرواہ نہیں ہے اور وہ نادان دوست یا دانا دشمن یہی چاہتے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل کی رسوائی اور مضحکہ خیزی، جس کے ساتھ قادیانی مذہب کی بھی حقیقت واشگاف ہوتی ہے اور زیادہ ہو۔‘‘ اپنے الفاظ واپس لے لیں گے۔

(۳) تیسری مذبوحی حرکت: جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر نہایت جوش اور غیظ وغضب میں فرماتے ہیں کہ: ’’علماء دیوبند کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی اور مرزائی بوقت ضرورت مباہلہ کے مفہوم کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اور آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک صریح جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔ کیونکہ نہ کبھی ہم نے بوقت ضرورت مفہوم مباہلہ کو بدلا ہے اور نہ آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کیا ہے۔‘‘ لیکن یہ بھی منجملہ ان کی مذبوحی حرکات کے ایک مذبوحی حرکت ہے۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں۔

مرزا قادیانی نے بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب لکھا کہ: ’’مباہلہ تو ہوا، مگر بددعانہ

کی تھی۔‘‘ اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ کوئی مباہلہ ایسا بھی ہوتا ہے جو بددعا اور لعنت سے خالی ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کے اسی ارشاد کو دیکھ کر ہم کو ضرورت پیش آئی تھی کہ ہم مفہوم مباہلہ کی تشریح کرالیں۔ ورنہ یہ بالکل ممکن ہے کہ علماء دیوبند کے مباہلہ ہو جانے کے بعد ضرورت آپڑتی تو مرزائی اپنے نبی اور مرسل من اللہ (معاذ اللہ) کی تقلید میں یہی کہہ دیں اور یہ سب محنت رائیگاں جائے۔ یہی وہ ضروری مرحلہ تھا۔ جس کا پہلے طے کر لینا نہایت ضروری تھا۔ مگر بایں ہمہ طمطراق کسی مرزائی کی ہمت نہیں ہے اور نہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہوسکتی ہے کہ اس کو صاف کرسکے۔

پھر ہم نے اپنے اشتہار نمبر ے میں لکھا کہ: ’’جب مباہلہ کے مفہوم میں یہ توسیع ہے کہ مباہلہ تو ہوا تھا۔ مگر بددعا نہ کی تھی تو اب کوئی یہ کہہ دے کہ مباہلہ کے اندر لعنت نہیں، بلکہ دعائے خیر ہوئی ہے تو کون مانع ہے اور اس طریق پر کون اس کہنے سے انکار کرسکتا ہے؟

اب ہم اوّلاً جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر اور جماعت قادیان کے تمام افراد سے اور اس کے بعد تمام مسلمانوں سے اور پھر ہر منصف ذی عقل سے دریافت کرتے ہیں کہ مباہلہ بددعا اور لعنت سے خالی ہو یا اس میں بددعا اور لعنت کے بجائے دعائے خیر ہو تو شرع کے مسلّم اور مسلمانوں کے مشہور ومتعارف معنی کے (یعنی یہ کہ دونوں فریق گڑ گڑا کر خداوند تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہو اس پر مسلط کردے) خلاف ہوا یا نہیں۔ اگر ہے اور ظاہر ہے کہ ہے، تو پھر مباہلہ کے معنی بدل گئے یا نہیں اور اگر اب مرزائی یہ کہیں کہ: ’’نہیں، مباہلہ تو ہمارے نزدیک بھی اسی معنی میں ہے جو شرع اور اہل اسلام میں مسلم ومتعارف ہے اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی، غلط تھا۔‘‘ تو گو اس سے مرزائی اپنی جان بچالیں۔ مگر مرزا قادیانی پر سے یہ الزام کہ (انہوں نے بوقت ضرورت مفہوم مباہلہ کو بدلا ہے) نہیں اٹھ سکتا اور نہ مرزا محمود قادیانی پر سے اٹھ سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اخبار الفضل ۱۹ رجنوری ۱۹۱۸ء میں مرزا قادیانی کے اس قول کی تائید وتصدیق کی ہے۔ لیکن ہم کو اس سے بحث نہیں۔ جماعت قادیان اس کا اعتراف کرلے کہ مفہوم مباہلہ وہی ہے جو شرع میں مسلّم اور اہل اسلام میں متعارف ہے اور جس کو علماء دیوبند نے لکھا ہے۔ مرزا قادیانی آنجہانی سے یہ غلطی ہوئی ہے اور یہ بھی لکھ دے کہ آئندہ بھی ایسا کہنا غلط ہے۔

مگر مشکل ایک اور ہے صرف اس غلطی کے اعتراف سے کام نہیں چلتا۔ جب تک یہ بھی نہ لکھ دیں کہ اشتہار نمبر۱۰ میں ہمارا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ مرزا قادیانی نے کبھی بوقت ضرورت مباہلہ کے مفہوم کو بدلنے کی کوشش نہیں کی۔

علیٰ ہذا! آثار مباہلہ کو دیکھ لیا جائے۔ مباہلہ بغرض فیصلہ حق وباطل کیا جاتا ہے اور فیصلہ کی یہ آخری صورت ہے تو آثار مباہلہ ایسے ہونے چاہئیں۔ جن کو دیکھ کر صاف طور پر عیاں ہو جائے کہ یہ اس بددعا ولعنت کے آثار ہیں جو کاذب پر ظاہر ہوئے ہیں اور ایسے ظاہر وباہر آثار کا ظہور اس ارشاد نبوی علیہ الف الف صلوٰۃ وتحیۃ سے معلوم ہوتا ہے جو بمقابلہ وفد نجران فرمایا ہے۔ جو کتب احادیث وسیر وتفاسیر میں مذکور ہے۔ مثلاً: ’’قال اما والذی نفسی بیدہ لقد تدلی العذاب علیٰ اھل نجران ولو لاعنونی لمسخوا قردۃ وخنازیر ولاضرم الوادی علیھم ناراً...... الخ! ‘‘(فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ عذاب اہل نجران کے قریب آ گیا تھا۔ اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو مسخ ہوکر بندروسور بن جاتے اور ان کا جنگل ان کے اوپر آگ ہوکر بھڑک جاتا)

اسی بناء پر علماء دیوبند نے لکھا تھا کہ آثار مباہلہ اس قسم کے ہونے چاہئیں جیسے کہ حضور ﷺ نے بمقابلہ وفد نجران فرمائے ہیں اور اس سے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ جماعت قادیان کے پیشرو مرزا قادیانی آنجہانی نے مفہوم مباہلہ کی طرح اس میں بھی ایسی ہی توسیع کی ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مقابلہ میں ذلّت کی آگ اور ندامت کے پانی کو آثار مباہلہ میں داخل کر کے ان کے سر چپکانا چاہا ہے۔ اس لئے علماء دیوبند نے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کے کرانا چاہی تھی کہ وقت ضرورت ذلّت کی آگ اور ندامت کے پانی کو سپر بنانے کا موقع نہ رہے۔

ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ ذلت کی آگ اور ندامت کا پانی جس کے سر جس وقت چاہیں چپکا سکتے ہیں۔ مباہلہ ہی کی کیا ضرورت ہے اور پھر ذلّت وندامت کے اسباب بھی وہ کہ خود مرزا قادیانی بھی ان سے بچے ہوئے نہیں۔ کیا دنیا کا کوئی ذی عقل کہہ سکتا ہے کہ معمولی طرح کی ذلّت وندامت جو دنیا کے ہر ذی حیات اور صاحب معاملات کو دن رات علیٰ قدر المرتبہ پیش آتے رہتے ہیں اور جس طرح مرض وموت سے کوئی خالی نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان امور سے بھی کوئی خالی ملنا مشکل ہے اور پھر مرزا قادیانی آنجہانی کے مسلک پر ہر ذی

اقتدار، صاحب شوکت وسلطنت قوم وملک کے معزز ترین فرد پر بہت سے خودتراشیدہ اسباب کی بناء پر ذلّت وندامت کو چسپاں کیا جاسکتا ہے۔ مرض وموت تو حسی بھی ہیں۔ ان آثار اور ان کے اسباب کا تو حسی ہونا بھی ضروری نہیں تو کیا یہی وہ آثار مباہلہ ہیں جن کے ظہور پر مباہلہ فیصلہ کن ہو جاتا ہے۔

ہم کہتے ہیں اور دنیا کا ہر منصف یہی کہے گا کہ اس قسم کے آثار مباہلہ کے آثار نہیں ہیں، اور جب نہیں ہیں تو کیا مرزا قادیانی نے آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل نہیں کیا اور کیا پھر اس کے بعد اور ایسے کھلے واضح بیّن امر کو سمجھنے اور دیکھنے کے بعد جماعت قادیان کے قائم مقام کا یہ کہنا کہ: ''نہ آثار مباہلہ کو داخل کیا ہے۔'' حرکت مذبوحی نہیں ہے۔ مال ودولت عزّت وآبرو سب کو مطلوب ہیں اور ہر شخص ذلّت وندامت سے بچنے کی کوشش اور مالی نقصانات سے محفوظ رہنے کی سعی کرتا ہے اور بایں ہمہ پہنچتے بھی ہیں۔ لیکن گفتگو آثار مباہلہ میں ہے۔

(۴) جماعت قادیان کی چوتھی مذبوحی حرکت بحث کو کوتاہ، راستہ کو مختصر کرنے کے لئے مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ میں اپنا عقیدہ بیان کرنے کا غلط ادّعا:

جماعت قادیان کے مقتدر قائم مقام لکھتے ہیں: ''اس کے بعد ہم مفہوم مباہلہ واثر مباہلہ کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ بحث کو کوتاہ اور راستہ کو مختصر کرنے کے لئے۔'' اس بیان میں دو جزو ہیں: اوّل بحث کو کوتاہ کرنا اور راستہ کو مختصر کرنا۔ دوئم مفہوم مباہلہ واثر مباہلہ کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرنا۔ لیکن یہ دونوں جزو بالکل غلط اور محض غلط ہیں۔ محض سراسیمگی کی حالت میں یہ بھی ایک مذبوحی حرکت ہے۔

امر اوّل: تو اس وجہ سے غلط ہے کہ اگر آپ کو راستہ مختصر کرنا اور بحث کو کوتاہ کرنا ہوتا تو اس عقیدہ کو جسے آج بمجبوری اتنی زکیں اٹھا کر اور اتنی رسوائی کے بعد ظاہر کیا ہے۔ اس وقت ظاہر کرتے جب کہ ہم نے سب سے اوّل اپنے اشتہار نمبر۵ میں مطالبہ کیا تھا۔ افسوس اور صد افسوس آٹھ دس ماہ تو محض اس طرح گزارے کہ کبھی تو کہہ دیا کہ: ''مولوی عبدالسمیع صاحب کو دارالعلوم کا مدرس ہوتے ہوئے بھی اب تک معلوم نہیں۔'' اور کبھی کہہ دیا کہ: ''جب فریقین کی حیثیت مساوی ہے تو علماء دیوبند خود ہی کیوں بیان نہیں کر دیتے۔'' اس طرح آٹھ دس ماہ گزار کر اب جب کہ کوئی راستہ باقی نہ رہا تو کس دلیری سے فرماتے ہیں کہ ہم راستہ کو مختصر کرنے کے لئے اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔'' یہ تو جماعت قادیان کے یہاں

تک بحث کو کوتاہ اور راستہ کو مختصر کرنے کا طریقہ ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ طویل کرتے تو کیا کرتے۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ جس کا نام اختصار راستہ رکھا ہے۔ اسی میں طول بھی چھپا رکھا ہے۔

امر دوم: اس وجہ سے غلط ہے کہ علماء دیوبند کا جو مطالبہ ہے۔ اس کو اب بھی پورا نہ کیا اور اپنا عقیدہ مردانہ وار کھلے لفظوں میں ظاہر نہ کیا۔ کیونکہ آپ نے مفہوم مباہلہ کے متعلق تو یہ کہہ دیا کہ: ''علماء دیوبند سے اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کی طرف سے بایں الفاظ پیش کیا گیا کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوند عالم سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت فریقین میں سے جو جھوٹا ہو اس پر مسلط کرے۔''

خدا کا شکر ہے کہ اس قدر جدوجہد اور گھیرا ڈالنے کے بعد راہ خلاص مسدود دیکھ کر اتنے تو مانے کہ علماء دیوبند کے ان الفاظ سے اتفاق ظاہر کیا۔ لیکن اپنا عقیدہ اور اصول مرزا قادیانی کے موافق تشریح مفہوم مباہلہ اب بھی نہ کی۔ علماء دیوبند تو یہ دریافت کرتے ہیں کہ: ''کوئی مباہلہ ایسا بھی ہے جو لعنت اور بددعا سے خالی ہو، اس کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ جب علماء دیوبند کے الفاظ سے موافقت ظاہر کر چکے تو اب ہم سے کیا مطالبہ باقی رہا۔ فریقین متفق ہوگئے تو ہم کہیں گے کہ علماء دیوبند یہ بھی تو کہتے ہیں کہ کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوتا اور مباہلہ کے بعد یہ کہنا کہ: ''مباہلہ تو ہوا مگر بددعا نہ تھی۔'' غلط ہے۔ اگر علماء دیوبند کے بیان کردہ مفہوم سے اتفاق کرنا ہے تو دل کو مضبوط کر کے ان الفاظ سے بھی اتفاق کر کے کہہ دیجئے کہ ہاں! کوئی مباہلہ لعنت اور بددعا سے خالی نہیں ہوتا اور بعد مباہلہ ایسا کہنا غلط ہے۔ آپ یہ کہہ دیں تو مفہوم مباہلہ کی تشریح کا مسئلہ طے ہو جائے۔ فریقین کا ایک مفہوم پر اتفاق ہو جائے۔ اگر اس کہنے سے آپ کو احتراز ہے تو یہی وہ چور ہے جو آپ کے دل میں ہے اور جس کو علماء دیوبند صاف کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس حالت میں آپ کا یہ دعویٰ کہ ہم اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور بجز راستہ کو طویل کرنے کے اس کا نتیجہ کیا ہے۔

اثر مباہلہ کے متعلق آپ نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ: ''ہمارے نزدیک مباہلہ کے نتیجہ میں سنت رسول اللہ ﷺ اور ارشادات حضرت مسیح موعود (معاذ اللہ) سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔ ہاں! وہ عذاب ایسا ہوگا جس میں فریق مخالف کے کسی منصوبہ کو دخل نہ ہوگا۔''

ہمارے اشتہارات کو مسلسل ملاحظہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ ہم نے یہ دیکھ کر کہ جماعت قادیان ضرورت کے وقت آثار مباہلہ میں ایسی تعمیم کرتی ہے کہ ان کا وجود حسی بھی ضروری نہیں رہتا۔ بلکہ موہومہ مخترعہ اشیاء کو آثار مباہلہ قرار دے کر آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کرتی ہے اور بحالت مجبوری ذلّت کی آگ اور ندامت کے پانی میں پناہ لیتی ہے۔ ان سے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت دریافت کی تھی۔ مگر باوجود پے در پے مطالبات کے ہزیمت وشکست کو اس پر ترجیح دی کہ اس تھوڑی سے بات کو طے کر دیتے تاکہ مباہلہ فیصلہ کی آخری صورت ہو کر ظاہر ہوتا اور فیصلہ کن سمجھا جاتا۔ لیکن کرتے تو کیونکر؟ کہ ایسا کرنے میں حیلہ سازی کا دروازہ بند ہوتا تھا۔ اب اس اشتہار میں بھی بڑی جرأت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ: ''ہم اپنا عقیدہ آثار مباہلہ کے متعلق ظاہر کرتے ہیں۔'' لیکن یہ کہنا محض غلط ہے۔ کیونکہ اس اشتہار میں کوئی نئی بات نہیں لکھی۔ یہ بات جواب لکھی ہے یہ وہی ہے جو آپ پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ لیکن اس سے مطالبہ پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مطالبہ کی غرض وغایت تو اس قسم کی رکیک تاویلات کا سدّ باب کرنا ہے جو اس سے حاصل نہیں ہوتی۔ پھر بایں ہمہ جو کچھ لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ سے بے شک کسی عذاب کی شخصی تعیین ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن نوعیت عذاب ضرور ثابت ہوتی ہے اور اسی کی طرف ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں اشارہ کیا ہے کہ آثار مباہلہ اسی قسم کے ہوں گے جیسے ارشاد رسول اللہ ﷺ سے بمقابلہ وفد نجران ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں (اگر اس کی تعیین وتشریح میں کوئی امر مانع ہے تو یہی لکھ دیں کہ آثار مباہلہ اسی قسم کے ہوں گے جو ارشاد نبوی بمقابلہ وفد نجران میں مذکور ہیں)

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آثار مباہلہ میں جو عذاب مسلط ہوگا وہ باعتبار نوعیت وظہور کے ایسا ہوگا۔ جس کو عام طور پر اثر مباہلہ سمجھا جائے گا۔

اس کے بالمقابل جماعت قادیان کے امام کی تاویلات کو بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب ملاحظہ کیجئے کہ ذلّت کی آگ اور ندامت کا پانی آنکھوں سے تو نظر نہیں آتا۔ پھر اس کے اسباب وہ بیان کئے گئے جو مولوی عبدالحق صاحب میں موجود ہوں یا نہ ہوں۔ مگر مرزا قادیانی میں تو یقیناً موجود ہیں اور جب ذلّت وندامت مرئی نہیں، اس کے اسباب بھی ایسے نہیں کہ جن پر ذلّت وندامت کا ترتب مان لیا جائے تو اوّل تو اسی میں نزاع ہے کہ ذلّت وندامت موجود ہیں یا نہیں۔ پھر اگر کسی درجہ میں کسی کو ذلّت یا ندامت ہوئی بھی تو اس کو آثار

مباہلہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اگر کسی کو مقدمہ میں ناکامی ہو یا کسی کو کسی معاملہ میں ندامت ہو تو کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ یہ مباہلہ کا اثر ہے۔ اگر مباہلہ کے آثار یہی ہیں تو وہ تو بدوں مباہلہ بھی دن رات پیش آتے رہتے ہیں۔ مباہلہ نے کیا اثر دکھایا اور یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ ارشادات مرزا قادیانی سے بھی کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔ دیکھو مرزا قادیانی رسالہ (دعوت قوم ص ۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ۶۷) میں فرماتے ہیں: ''میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے بالمقابل میدان میں آویں۔ ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی ایک بلاء میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھا جاؤں گا۔'' اور وہ بلائیں جن کی طرف اس عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ ہیں جو اسی رسالہ (دعوت قوم ص ۶۶، خزائن ج ۱۱ ص ۶۶) میں بایں الفاظ لکھی ہیں: ''کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔''

فرمایئے! مرزا قادیانی کی ان عبارات سے عذاب کی تعیین باعتبار نوعیت اور یہ کہ عذاب کا ظہور کس درجہ کا ہو معلوم ہوتی ہے کہ نہیں۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ: ''ارشادات مرزا قادیانی سے تعیین نہیں ہوتی۔'' غلط ہوا یا نہیں۔

پھر آثار مباہلہ کی تعریف میں یہ کہنا کہ: ''وہ عذاب ایسا ہوگا جس میں فریق مخالف کے منصوبہ کو دخل نہ ہوگا۔'' یہ بھی آثار مباہلہ کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ قادیانی اصول کے موافق عذاب کے معنی تو ایسے عام ہوئے کہ مرئی اور محسوس امور سے تجاوز کر کے موہوم، مخترع اور فرضی امور کو بھی شامل کر دیا گیا اور پھر اس میں یہ قید اور لگا دی گئی کہ اس میں فریق مخالف کے منصوبہ کو دخل نہ ہو۔ اب فرمایئے کہ کوئی شخص معمولی امراض میں مبتلا ہوا یا عام وباء کے وقت کسی کو وبائی مرض پڑ گیا تو بہ نسبت ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کے اس پر عذاب کا اطلاق زیادہ چسپاں ہوگا اور جب کہ فریق مخالف کے منصوبہ کو ان میں دخل ہی نہیں تو ان کو آثار مباہلہ کیوں نہ کہا جائے گا۔ لیکن کیا دنیا میں کوئی ذی عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ معمولی واقعات جو روزمرہ برابر پیش آتے رہتے ہیں جن میں صالح وطالح سب شریک ہیں مباہلہ کے خارقہ العادات آثار کہے جاسکتے ہیں؟

ہمیں تعجب ہے کہ جس طرح مفہوم مباہلہ میں علماء دیوبند کی تعریف سے اتفاق ظاہر کیا تھا۔ آثار مباہلہ میں بھی ان کے کلام کی موافقت کیوں نہ ظاہر کر دی جس سے نوعیت کا تعیّن ایک درجہ میں تو ہو جاتا اور بحث صرف یہ باقی رہ جاتی کہ ذلّت کی آگ اور ندامت کا پانی وغیرہ مفروضہ آثار بھی اس نوعیت میں داخل ہو سکتے ہیں؟ یا نہیں۔

لیکن ہمارا تعجب یوں زائل ہو گیا کہ جماعت قادیان کے قلم سے بغیر سمجھے یہ مذبوحی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ جماعت قادیان مباہلہ کے لئے نمائشی آمادگی ظاہر کرتی ہے۔ لیکن پہلے ہی سے ایسے داؤ پیچ کھیلنا چاہتی ہے کہ وقت ضرورت بات بنا سکیں۔ مگر یہ حیلے ان شاء اللہ تعالیٰ! علماء دیوبند کے سامنے نہیں چل سکتے۔

ہم نے اپنے طویل اشتہار نمبر۸ کا خلاصہ طبع کرا کر اس پر نمبر۹ ڈال دیا تو جماعت قادیان کہتی ہے کہ ہم نے ندامت مٹانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ کیا کوئی ذی عقل ایسا ہے جو اس کو باور کرے۔ اگر کچھ احساس ہوتا تو جماعت قادیان کو ندامت ہونی چاہئے تھی کہ اخبار الفضل ۱۰ر دسمبر میں ایک مضمون طبع کر کے اس پر بسلسلہ اشتہارات نمبر۲ ڈال دیا اور اس نمبر کو دیوبند بھی نہ بھیجا۔ علماء دیوبند کو اس میں کیا ندامت تھی کہ ان کے اشتہار کا نمبر بہ نسبت قادیانی اشتہارات کے کم ہو۔ جماعت قادیان انہیں لفظی باتوں کو کامیابی سمجھتی ہے کہ ہمارے اشتہار کا ایک نمبر زیادہ ہے۔ مگر علماء دیوبند کی نظر مغز پر ہے۔ اسی لئے انہوں نے نمبر۸ تک اس کی پرواہ نہ کی۔ ہاں! اس کو جتلاتے رہے کہ ۱۰ر دسمبر کے الفضل والے مضمون کو مستقل اشتہار بنانا جماعت قادیان کی ہٹ دھرمی ہے۔ کیا ایسی ہی فرضی ندامتوں کو آپ آثار مباہلہ میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔

ہمیں تو اسی پر تعجب ہے کہ جماعت قادیان نے علماء دیوبند کے ذمہ یہ فرضی ندامت لگا کر اس کو آثار مباہلہ کیوں نہ قرار دیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ مباہلہ سے قبل ہی آثار مباہلہ ظاہر ہو گئے۔

<u>(۵) جماعت قادیان کی پانچویں مذبوحی حرکت مباہلہ بلاشرط کے عجیب معنی</u>: ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں عنوان قائم کیا تھا (جماعت قادیان مباہلہ بلاشرط کے لئے آمادہ ہو جائیں) اس عنوان کے تحت میں جو مضمون لکھا گیا وہ اپنے اس مطلب کو ادا کرنے سے قاصر نہیں ہے کہ مباہلہ بلاشرط سے مراد مباہلہ بلاشرط مناظرہ ہے۔ لیکن ہمارے

نکتہ رس، دقیقہ سنج ایڈیٹر الفضل نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ مباہلہ کے لئے کوئی شرط باقی نہیں رہی۔ حالانکہ یہ غلط اور محض غلط ہے۔

اور اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے مباہلہ بلا شرط کے معنی یہی تسلیم کرلیں جو ایڈیٹر الفضل نے سمجھے ہیں۔ تب بھی ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی شرط پیش نہیں کی۔ ان شرائط میں جو جماعت قادیان نے پیش کی تھیں۔ اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ ہاں! ان کو خود سوچنا چاہئے تھا کہ آیا ہماری دعوت مباہلہ بلا شرط کو منظور کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو وہ شرائط جو اشتہار نمبر۹ میں لکھی ہیں۔ کیوں پیش کی ہیں اور منظور نہیں کیا تو ہم کو بجز اس کے کہ ان شرائط پر اپنی رائے ظاہر کرتے، کیا کرنا چاہئے تھا اور مزید تعجب یہ ہے کہ ان کی فہرست شرائط میں بجز ایک شرط کے جس کا تعلق مناظرہ سے ہے ردوبدل بھی نہیں کیا۔ افسوس صد افسوس کہ ایڈیٹر الفضل ایسی موٹی باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور پھر طرفہ یہ ہے کہ ایسے پوچ اور لچر باتوں پر علماء دیوبند کی تکذیب کا خیال باطل باندھتے ہیں۔ کیا یہ ان کی حرکت مذبوحی نہیں اور کیا ایسی لغو باتوں پر وہ علماء دیوبند سے عہدہ برآ ہونا چاہتے ہیں۔

(۶) جماعت قادیان کی چھٹی مذبوحی حرکت معارض ومدعی کا فرق نہ سمجھنا: اسی سلسلہ مذبوحی حرکات میں یہ بھی ہے کہ ہم نے جب مدلّل طور پر ثابت کردیا کہ مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کے مطالبہ علماء دیوبند کا حق ہے۔ اس حق کو ثابت کرنے کی بہت سی وجوہ بھی بیان کردیں۔ جن میں سے کسی ایک کو بھی رد نہ کرسکے تو اب اضطراری حالت میں ان کے قلم سے یہ نکلا کہ: ’’علماء دیوبند خود بھی تو مدعی ہیں کیونکہ وہ معارض ہیں۔‘‘ اور بقول ان کے ’’معارض خود ایک قسم کا مدعی ہوتا ہے۔‘‘ ہم کہتے ہیں کہ بے شک جماعت قادیان مرزا قادیانی کی نبوت کی مدعی ہے اور ہم منکر بھی ہیں اور معارض بھی۔ ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ معارض بھی ایک قسم کا مدعی ہوتا ہے۔ لیکن اس سے اس مطالبہ کا حق کیسے زائل ہوگیا جو علماء دیوبند کو بمقابلہ جماعت قادیان بوجہ ان کے مدعی ہونے کے حاصل ہے۔ ہم اپنے مطالبہ کی بہت سی وجوہ لکھ چکے ہیں جن کے رد کرنے سے آپ عاجز ہیں۔ لیکن اگر ہم فقط اسی وجہ پر اکتفاء کریں کہ آپ مدعی ہیں تو ہمارے معارض ہونے سے یہ حق سوال اور مطالبہ زائل نہیں ہوسکتا۔

ہمیں سخت حیرت ہے کہ جماعت قادیان اس معمولی سی بات کو بھی نہیں سمجھتی۔

مناظرہ ومباہلہ کی گفتگو چھیڑنے سے پہلے آپ کو چاہئے تھا کہ مناظرہ کی چھوٹی سی کتاب رشیدیہ کو کسی سے پڑھ لیتے افسوس:

ساتھ بچوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو

پھر عجیب ماجرا یہ ہے مباہلہ بلا شرط کی صورت میں معارضہ کا قصّہ بھی باقی نہ رہا۔ کیونکہ وہ تو درصورت مناظرہ تھا۔ اب تو صرف مباہلہ رہ گیا اور مباہلہ میں جماعت قادیان نے اپنے آپ کو خود داعی بن کر پیش کیا ہے۔ علماء دیوبند نے آپ کے الفاظ سن کر اور آپ لوگوں کی پچھلی کارروائیوں پر نظر کرتے ہوئے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے مباہلہ اور اثر مباہلہ کی تشریح وتعیین کا مطالبہ کریں۔ تاکہ مباہلہ حقیقی معنی میں منعقد ہو سکے اور فیصلہ کن ہو۔ جماعت قادیان کے لئے ایسی تاویلات کا راستہ باقی نہ چھوڑیں جو وہ اس سے قبل مباہلوں میں کر چکی ہیں۔

(۷) جماعت قادیان کی ساتویں مذبوحی حرکت مدعی اور منکر کے عجیب معنی: ہم نے لکھا تھا کہ جماعت قادیان مرزا قادیانی کی نبوت کی مدعی ہے اور ہم منکر۔ اس وجہ سے ہم کو حق ہے کہ جماعت قادیان سے مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین کرالیں۔ یہ ایک کھلی ہوئی اور موٹی بات ہے۔ ابتدائے سلسلہ اشتہارات سے اس مضمون کو لکھا گیا اور جماعت قادیان کو بھی یہی تسلیم تھا۔ مگر اشتہار نمبر۱۰ میں جماعت قادیان کے نکتہ سنج ایڈیٹر الفضل کے قلم سے بحالت اضطراری نکلا۔

’’ہم پوچھتے ہیں کیا علماء دیوبند مباہلہ کے منکر ہیں۔ اگر نہیں جیسا کہ اس وقت تک ان کے اشتہارات سے ظاہر ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو بحیثیت منکر کس علم کلام کی رو سے ظاہر کرتے ہیں...... الخ!‘‘

ماشاء اللہ، ماشاء اللہ دنیا کے تمام اہل عقل دیکھیں اور ایڈیٹر الفضل کی اس نکتہ سنجی کی داد دیں۔ مدعی اور منکر کی بحث، دعویٰ نبوت مرزا قادیانی میں ہے۔ جماعت قادیان مدعی ہے اور ہم منکر۔ کیا اس سے جماعت قادیان کو انکار ہو سکتا ہے۔ کیا وہ مرزا قادیانی کی نبوت کے مدعی نہیں اور کیا علماء دیوبند مرزا قادیانی کی نبوت کے منکر نہیں ہیں اور کیا درصورت مناظرہ اثبات نبوت مرزا قادیانی جماعت قادیان کے ذمہ نہیں ہے اور کیا علماء دیوبند کو ان کے مقابلہ میں یہ دونوں حق ثابت نہیں کہ منکر وسائل رہ کر بطور معارضہ دلائل ابطال نبوت مرزا

قادیانی پیش کریں۔ اس بدیہی بات کے رلانے کے لئے ایڈیٹر الفضل کا یہ کہنا کہ علماء دیوبند مباہلہ کے منکر ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس درجہ بدحواسی یا حیلہ سازی یا دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ میں اگر کچھ کہوں گا تو ایڈیٹر صاحب کا غصّہ اور بڑھ جائے گا اور نہ معلوم اس وقت کس قسم کی حرکات صادر ہونے لگیں۔ اس لئے ناظرین کے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں وہ ان حرکات مذبوحی کا خود اندازہ کرلیں۔

(۸) جماعت قادیان کی آٹھویں مذبوحی حرکت ترتیب عقلی وشرعی: ہم نے جماعت قادیان کو مناظرہ کی طرف لاتے ہوئے لکھا تھا کہ ترتیب عقلی وشرعی یہی ہے کہ اوّل مناظرہ اور مناظرہ سے معاملہ طے نہ ہو تو اسی وقت، اسی میدان میں مباہلہ عمل میں آئے۔

جماعت قادیان اوّل تو مناظرہ پر آمادہ ہی نہ ہوئے۔ مناظرہ کے نام سے کانپتے تھے، بدن میں لرزہ پڑتا تھا۔ اس ہولناک میدان کے تصوّر سے حواس باختہ ہوتے تھے۔ لیکن جب ہم نے ان کو ان ہی کے الفاظ یاد دلاکر مناظرہ پر مجبور کیا تو اس کو تسلیم تو کیا۔ مگر اس میں ایسی شرطیں لگانی شروع کردیں کہ مناظرہ منعقد ہی نہ ہوسکے۔ یہ حالت دیکھ کر ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھا کہ مناظرہ ایسا ہوش ربا ہے تو ہم بھی آپ کو مناظرہ پر مجبور کرنا نہیں چاہتے۔ (ناظرین ہمارے اشتہار نمبر۷و۸ کو ملاحظہ فرمائیں)

اس پر جماعت قادیان کے ہوشیار ایڈیٹر علماء دیوبند پر تہذیب ومتانت سے گرے ہوئے الفاظ میں الزام لگاتے ہیں کہ: ’’انہوں نے عقل وشرع دونوں کی خلاف ورزی کی اور دونوں کو جواب دے دیا۔‘‘

سبحان اللہ! کیا خوش فہمی ہے اور پھر اس پر یہ تہذیب ومتانت خاص جماعت قادیان ہی کا حصّہ ہے۔ ہم نے بجا اور صحیح طور سے لکھا تھا کہ عقلی اور شرعی ترتیب یہی تھی کہ اوّل مناظرہ ہو اور پھر مباہلہ۔ لیکن کیا آپ وجوب واستحسان کے فرق کو نہیں سمجھتے۔ کیا ہم نے کسی جگہ یہ بھی لکھا تھا کہ مباہلہ بغیر مناظرہ کے ہو ہی نہیں سکتا یا یہ بھی لکھا تھا کہ یہ ترتیب ایسی واجب ہے کہ اس سے اغماض جائز نہیں یا یہ لکھا تھا کہ مناظرہ مباہلہ کے لئے شرط لازم اور موقوف علیہ ہے۔ بلکہ ہم نے تصفیہ کے لئے بہترین اور منتج صورت بتائی تھی کہ اوّل مناظرہ ہو اور پھر مباہلہ۔ لیکن جب ہم نے یہ دیکھا کہ جماعت قادیان مناظرہ کے نام سے گھبراتی ہے۔ اس کو منظور نہیں کرتی اور بمجبوری منظور کیا تو ایسی شرطیں لگاتے ہوئے کہ مناظرہ اپنے حقیقی معنی سے بدل جائے۔

(کیونکہ مناظرہ میں تقریریں محدود نہیں کی جاتیں۔فن مناظرہ کے اصول وقواعد مدوّن ہوچکے ہیں۔ان میں فریقین کو برابر کا حق تقریر دیا گیا ہے۔مگر قادیانی اصول میں جہاں مباہلہ کے مفہوم کو بدلا گیا۔آثار مباہلہ میں تصرف کیا گیا۔وہیں مناظرہ کے معنی بھی بدل دیئے گئے) تو ہم نے صرف تصفیہ اور فیصلہ حق وباطل کے لئے مناظرہ پر مجبور کرنا نہ چاہا۔یادرکھئے اور خوب یادرکھئے کہ ترتیب عقلی وشرعی وہی تھی جو ہم نے عرض کی تھی اوراب بھی ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ مناظرہ اپنے اصلی معنی میں منعقد ہو۔فریقین کواس وقت تک تقریروں کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا موقع دیا جائے کہ حق واضح ہوجائے اور ایک فریق کا عجز ظاہر ہوجائے اورگو وہ اقرار صاف نہ کرے۔مگر حق چھپ نہیں سکتا۔اس طرح مناظرہ ہونے کے بعد بھی اگر کسی فریق کواصرار اور ہٹ قبول حق سے مانع ہوتو اسی میدان میں مباہلہ ہوجائے۔

(۹) جماعت قادیان کی نویں مذبوحی حرکت حسب سنت رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی: ایڈیٹر الفضل نے خود لکھا کہ حسب سنت رسول اللہ ﷺ مباہلہ کرلیا جائے۔اس پر ہم نے حسب سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریح کرانا چاہی۔چنانچہ ہم نے اپنے اشتہار مطبوعہ ۲۱ر جنوری ۱۹۱۹ء میں لکھا (نیز حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے لفظ سے جن سنن کا آپ نے ارادہ کیا ہے ان کی توضیح بھی کی جائے)

مگر جماعت قادیان کے صاحب فضل وکمال ایڈیٹر الفضل نے تشریح نہ کی اور جب شرائط کا موقعہ آیا تو وہ شرائط پیش کیں۔جن کا سنت رسول اللہ ﷺ میں پتہ نہ تھا۔ہم نے ہر چند سمجھانا چاہا۔مگر جب نہ سمجھے تو ہم نے لکھا کہ اگر یہ شرائط آپ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ میں داخل ہیں تو ہمیں منظور ہیں۔ ملاحظہ ہو اشتہار علماء دیوبند نمبر ۷ مگر جماعت قادیان نے باوجود اس کے ان شرائط پر اصرار ہی کیا۔

اگر کچھ بھی انصاف ہوتا تو وہ خود شرماتے کہ ہم نے جو دعویٰ حسب سنت رسول اللہ ﷺ کا کیا تھا۔ہم خود اس کے خلاف ایسی شرائط پر کیوں زور دیتے ہیں اور سمجھتے کہ ہم اپنے دعویٰ کے خود خلاف کررہے ہیں۔مگر تعجب اور سخت حیرت ہے کہ یہ تو نہ ہو، الٹا علماء دیوبند پر الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف شرائط کو کیوں منظور کرلیا۔

ناظرین! دیکھیں اور تعجب کریں۔ہم تو کہتے رہے کہ یہ شرائط حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔مگر جب دیکھا کہ جماعت قادیان کو خود اپنی تکذیب

کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ وہ کسی حیلہ کی آڑ میں مباہلہ سے صاف بچنا چاہتی ہے تو ہم نے اس تعلیق کے ساتھ کہ: ’’اگر آپ کے نزدیک یہ شرطیں حسب سنت رسول اللہ ﷺ میں داخل ہیں تو ہمیں منظور ہیں۔‘‘ منظور کیا۔

کیا جماعت قادیان کو واقعہ حدیبیہ یاد نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اتمام حجت کے لئے کفار مکّہ کی پیش کردہ شرائط کو قبول فرمالیا تھا اور یہاں تک نوبت آئی کہ آپ کے اسم مبارک کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھا گیا تو کفار مکّہ نے اس کے کاٹ دینے کے لئے اصرار کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو گوارا نہ کیا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے کاٹ دیا۔ کیا جماعت قادیان یہاں بھی یہی کہے گی کہ آپ اپنے رسول اللہ ہونے سے دست بردار ہوگئے تھے۔ معاذ اللہ!

علماء دیوبند نے اگر اتمام حجت اور فیصلہ حق کے لئے ارخاء عنان کیا تو ان پر کیا اعتراض ہے۔ وہ تو یہی کہتے تھے کہ یہ شرائط حسب سنت رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں داخل نہیں۔ مگر جماعت قادیان باوجود اس ادّعاء کے کہ مباہلہ حسب سنت رسول اللہ ﷺ ہو ان شرائط پر مصر رہی تو ان کو اتمام حجت کے لئے ارخاء عنان کرنا تھا۔

حیرت ہے کہ جو اعتراض خود جماعت قادیان پر صحیح طور سے واقع ہوتا تھا۔ اس کو غلط پیرایہ میں علماء دیوبند پر لگانا چاہتی ہے یہ مذبوحی حرکت نہیں تو کیا ہے۔

(۱۰) جماعت قادیان کی دسویں مذبوحی حرکت تعریض کے معنی نہیں سمجھی:

جماعت قادیان نے مباہلہ کی شرائط میں پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر کو بھی داخل کیا تھا۔ جس کے متعلق ہم نے لکھ دیا تھا کہ یہ شرط بے سود اور فضول ہے۔ مگر جب ان کا اصرار ہوا تو ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھا کہ: ’’پانچ ہزار روپیہ کی شرط اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں داخل ہے تو ہمیں منظور ہے۔‘‘ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ: ’’فرمائیے ہمارا روپیہ کہاں جمع کیا جائے گا۔‘‘ اس جملہ کی نسبت ہم نے اپنے اشتہار نمبر۸ میں جماعت قادیان کی تکذیب انہیں کے قلم سے ثابت کرتے ہوئے لکھا کہ: ’’جماعت قادیان نے اپنے اشتہار نمبر۶ میں شرائط کو لکھتے ہوئے تو یہ لکھا کہ ہر ایک فریق دوسرے کو پانچ ہزار روپیہ کی ضمانتی تحریر دے گا...... الخ!‘‘ اور اب جب کہ علماء دیوبند نے اوّل اوّل اس کی تسلیم سے معقول وجوہ کی بناء پر عذر کرتے ہوئے مشروط طور پر تسلیم کرلیا اور بطور تعریض لکھا کہ: ’’ہاں فرمائیے! ہمارا پانچ ہزار روپیہ کہاں جمع کیا جائے

گا تو مال کی ہوس غیر مثمر میں سب اپنا لکھا بھول کر بہت خوشی سے لکھتے کہ ہم یہ بھی لکھ دیں گے کہ علماء دیوبند اپنا پانچ ہزار روپیہ بطور ضمانت کس کے پاس جمع کریں گے۔‘‘

ناظرین! ہمارے اشتہارات سابق کو ملاحظہ کرنے کے ساتھ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر یہ دیکھیں کہ ہم نے اس مضمون میں تعریض کس بات کی کی تھی۔ ہم نے طالب دراہم بخسہ ہونے کی طرف تعریض واشارہ کیا تھا اور خود اس عبارت اشتہار نمبر۸ کے یہ الفاظ کہ: ’’مال کی ہوس غیر مثمر...... الخ!‘‘ سے بھی اس مدعا کو ظاہر کرتے ہیں۔ مگر تعجب اور آفریں ہے ایڈیٹر الفضل پر کہ تعریض کے معنی یہ سمجھے کہ ہم کو پانچ ہزار روپیہ جمع کرنا منظور نہیں تھا۔ محض تواضعاً لکھ دیا ہے۔ چنانچہ آپ اشتہار نمبر۱۰ میں لکھتے ہیں کہ: ’’پانچ ہزار روپیہ نقد جمع کرانے کے متعلق جو اس نے ہم سے یہ دریافت کیا تھا کہ کہاں جمع کیا جائے گا۔ وہ محض تعریضاً تھا یعنی دراصل اس کا وہ مدعا نہیں تھا جو الفاظ سے ظاہر ہے۔‘‘ یہ لکھ کر بہت کچھ برسے اور علماء پر لے دے کی ہے۔

ہم اگر کچھ لکھیں گے تو معزز ایڈیٹر الفضل برافروختہ ہو جائیں گے اور رہے سہے حواس بھی جاتے رہیں گے۔ لیکن اس قدر عرض کر دینے پر مجبور ہیں کہ ہم نے تعریضاً کا لفظ لکھا تھا تواضعاً کا لفظ نہیں لکھا تھا۔ ہمارے الفاظ اور سابق ولاحق کی عبارات ہمارے مدعا کو ظاہر کرنے سے قاصر نہیں ہیں۔ مگر ہم کیا کریں کہ ایڈیٹر الفضل سمجھنے کا ارادہ ہی نہیں کرتے یا بدحواسی اس کا موقعہ نہیں دیتی۔ اگر ایڈیٹر الفضل ہمارے اسی اشتہار نمبر۸ کی وہ عبارت بھی دیکھ لیتے جو بذیل شرط نمبر۱۱ لکھی ہے جو بجنسہ یہ ہے کہ: ’’اس کے بعد یہ عرض ہے کہ جس وقت انعقاد مجلس مباہلہ کے متعلق درمیانی زیر بحث امور طے ہو کر تاریخ معیّن ہو جائے گی۔ ہم اپنا روپیہ کسی جگہ یا کسی شخص کے پاس جو فریقین کے نزدیک قابل اعتماد ہو جمع کرنے کو تیار ہیں۔‘‘

تو آپ کو یہ ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ مگر واقعی آپ بھی معذور ہیں غیر اختیاری حالت میں اس کی نوبت نہیں آتی کہ کچھ سمجھ بوجھ کر لکھیں۔ افسوس! ناظرین خود ہی انصاف فرمالیں کہ لفظ تعریض کے یہ معنی سمجھ کر یا بیان کر کے علماء پر سب وشتم کرنا جماعت قادیان کا مومنانہ حسن ظن ہے یا منافقانہ مخادعت۔

(۱۱) جماعت قادیان کی گیارہویں مذبوحی حرکت علماء دہلی کا ذکر:

جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر نے اپنی مضطربانہ حالت میں علماء دہلی کا ذکر بھی فرمایا جس کو

دیکھ کر ہمیں جماعت قادیان کی جرأت بے باکی اور ڈھٹائی پر سخت حیرت ہوتی ہے۔ وہی علماء دہلی جنہوں نے آپ کو ایسا سخت مجبور کر دیا تھا کہ ان کے اشتہار مطبوعہ ۲۰؍اگست ۱۹۱۶ء کا جواب آپ آج تک نہیں دے سکے اور سوائے خاموشی وسکوت کے کوئی راستہ ہی نظر نہ آیا۔ آج ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شائد علمائے دیوبند کے مقابلہ میں جن مشکلات کے اندر آپ گرفتار ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے علماء دہلی کا مقابلہ سہل سمجھا ہے۔ لیکن یہ خیال بھی آپ کا محض غلط ہے۔ علماء دہلی **کثّرھم اللّٰہ** جن کی طرف سے وہ اشتہار شائع ہوا تھا موجود ہیں۔ اگر کچھ ہمت وجرأت ہے تو ان کی معقول ومدلّل باتوں کا جواب اب دے دیجئے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ علماء دہلی کا تذکرہ بحالت غیر اختیاری بطور مذبوحی حرکات کے آپ سے سرزد ہو گیا ہے۔ ورنہ جب آپ ان کے جواب کا دھیان کریں گے اور علماء دہلی کے مقابلہ کا تصوّر آجائے گا تو اس سے بھی اسی طرح گھبرا کر جان بچانا چاہیں گے جس طرح علماء دیوبند کے مقابلہ سے بچنے کے لئے آپ نے علماء دہلی کا (جو کہ علماء دیوبند ہی کے افراد میں سے ہیں) ذکر فرمایا ہے۔ یاد رکھئے اور خوب یاد رکھئے کہ نہ آپ علماء دہلی کے مقابلہ میں عہدہ برآء ہو سکے اور نہ علماء دیوبند کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور اگر آپ کے خیال باطل میں علماء دہلی کا مقابلہ سہل ہے تو بسم اللہ! ان کے اشتہار مطبوعہ ۲۰؍اگست ۱۹۱۶ء کا جواب اب لکھئے اور دیکھئے کہ اس وقت آپ کو کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور پھر آپ کہاں پناہ لیں گے۔ کسی نے آپ نے حال کے مطابق سچ کہا ہے:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے　　　مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

(۱۲) جماعت قادیان کی بارھویں مذبوحی حرکت، گیارہ باتوں کی تسلیم سے انکار نہیں ہوسکتا: جماعت قادیان کے مقتدر وکیل وقائم مقام بہت برافروختہ ہیں کہ ان کے ذمہ گیارہ باتوں کے تسلیم کر لینے کو ہم نے کیوں لگایا ہے۔ فرط غضب اور ہیجان رنج والم میں متانت وتہذیب کو رخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ’’بعض خود ساختہ امور کو بے جا طور پر خواہ مخواہ ہمارے ذمہ لگا کر یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ہم نے ان کو تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ میں ان کے قائم مقام نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے ’’جماعت قادیان نے امور ذیل کو تسلیم کر لیا‘‘ کے زیر عنوان گیارہ ایسی باتیں جو بالکل جھوٹ اور افتراء ہیں اور جن کا ثبوت ہماری تحریروں سے وہ ہرگز پیش نہیں کر سکتا۔ ہم ان کے متعلق چیلنج دیتے ہیں کہ

اگر علماء دیوبند کا قائم مقام اپنے بیان میں سچا ہے تو ان امور کو ہماری تحریروں سے پیش کرے اور بتائے کہ ہم نے ان امور کو کہاں تسلیم کیا ہے ورنہ ’’لعنۃ اللہ علی الکاذبین ‘‘ کی وعید شدید کو سامنے رکھ کر دیکھے...... الخ!‘‘

ناظرین! اس مہذّب ومتین طرز تحریر کو دیکھ کر اور اس جوش وہیجان وغضب کے آثار کا اندازہ کر کے جو جماعت قادیان کے قائم مقام پر طاری ہے۔ اس عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیں جس پر یہ غصہ ہے:’’جماعت قادیان اگر ان میں سمجھ اور عاقبت اندیشی ہوتی اور خاموش بیٹھ کر مباہلہ سے فرار کے الزام کو گوارا کر لیتی تو اس سے اچھا تھا کہ اشتہار لکھ کر مباہلہ سے اپنے فرار کو تو اور مدلّل کر دیا اور اس قاعدہ کی رو سے کہ ضرورت بیان کے وقت خاموشی اقرار کا حکم رکھتی ہے۔ بالخصوص جب کہ فریق مقابل الزام پر الزام قائم کر رہا ہو اور مطالبات پیش کرتا ہو۔ ان تمام الزامات کو جو ہم نے قائم کئے تھے اور جن میں سے بعض کو ہم اس سے قبل کے اشتہاروں میں قائم کر چکے ہیں تسلیم کر لیا۔‘‘ (دیکھو اشتہار علماء دیوبند نمبر۸ ص۲)

اس عبارت کے بعد ہم نے عنوان قائم کیا ہے:’’جماعت قادیان نے امور ذیل کو تسلیم کر لیا۔‘‘ اشتہار نمبر۸۔ اہل عقل انصاف کریں کہ ہم نے وہ قاعدہ لکھ دیا ہے جس کی رو سے جماعت قادیان کے ذمہ ان امور کا تسلیم کر لینا لگایا ہے۔ پھر جماعت قادیان کو غصّہ کیوں ہے۔ ہم نے کون سا افتراء ان پر کیا ہے۔ کون سا جھوٹ باندھا ہے۔ ہم نے ایک عقلی وشرعی قاعدہ لکھا ہے اور لکھ دیا ہے کہ اس قاعدہ کی رو سے انہوں نے ان گیارہ امور کو تسلیم کر لیا۔ اس کے جواب میں ان کے لئے اگر وہ بحالت اختیاری جواب دیتے تو دو ہی راستے تھے یا تو اس قاعدہ کو غلط ثابت کرتے یا ان گیارہ امور کو جن کے تسلیم کا الزام ان پر قائم کیا گیا ہے، حل کرتے۔ مگر جب کہ نہ وہ کیا نہ یہ تو محض غصّہ اور خلاف تہذیب گفتگو سے بجز ان کی حرکت مذبوحی ظاہر ہونے کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔

لیجئے! زیادہ غصّہ نہ کیجئے۔ آپ کو یہ ناگوار ہے کہ ہم نے ان گیارہ امور کی تسلیم کو آپ کے ذمہ کیوں لگایا ہے تو آپ ان الزاموں کو اب اٹھا دیجئے اور ہمت ہے تو جو گرفتیں آپ پر کی گئی ہیں۔ ان کے معقول جواب دے کر اب سبکدوش ہو جایئے۔ لیکن ان گیارہ امور کے جواب سے عاجز بھی ہوں اور تسلیم کا الزام لگایا جائے تو غصّہ سے بے حواس بھی ہو جائیں، اس کا کیا علاج ہے۔

پھر طرفہ یہ ہے کہ ہم کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! یہ عجیب چیلنج ہے۔ آپ ہم کو کیا چیلنج دیں گے ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں۔

پہلا عام چیلنج: ہم نے گیارہ امور کا تسلیم کر لینا آپ کے ذمہ لگایا ہے۔ آپ کو تسلیم نہیں ہیں تو آپ ان گیارہ امور میں جو الزام آپ پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کا جواب آپ اور آپ کی ساری جماعت جس میں ہمت ہو دے۔

دوسرا چیلنج خاص بعد عام: آپ نے اپنے اشتہار نمبر۸ میں لکھا ہے: ''مولوی عبدالسمیع صاحب ذرا غور وفکر سے کام لے کر بتائیں۔ یہ انہوں نے کیا لکھ دیا کہ پہلے ہم سے اپنے مسیح موعود کی نبوت کا بے تو ریہ اقرار کرالو اور پھر مباہلہ کرو۔'' اس کے جواب میں ہم نے اپنے اشتہار نمبر۷ میں لکھا: ''ہم نے اپنے اشتہار نمبر۶ کو بار بار دیکھا دوسروں کو دکھایا کہ کہیں اس میں یہ عبارت ایسی عبارت جس سے یہ مطلب نکلتا ہو موجود ہے یا نہیں۔ ہم کو تو کہیں نظر نہ پڑی۔ خلیفۃ المسیح کی قائم مقامی یا وکالت کا دعویٰ تو ہم کو مانع نہیں۔ البتہ ایڈیٹر الفضل کی پوزیشن بحیثیت اخبار نویسی (جس کا منصب صحیح اخبار سے قوم کی رہنمائی ہے) کی تہذیب مانع ہے کہ ہم اس کو افتراء یا عمداً دھوکہ دہی سے تعبیر کریں اور اس لئے بجز اس کے کہ اس کو پریشان دماغی اور ناسازی مزاج کا نتیجہ سمجھیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔''

جماعت قادیان کا اشتہار نمبر۹ دیکھ جائیے۔ یہ عبارت بہم پہنچا کر نہیں دکھلائی گئی اور نہ اس زبردست الزام کا جو ہم نے قائم کیا تھا کچھ جواب دیا۔ جس پر ہم نے اپنے اشتہار نمبر۸ میں بذیل گیارہ امور نمبر۹ میں لکھا: ''یہ بھی تسلیم کر لیا کہ ہماری طرف یہ منسوب کرنا کہ پہلے ہم سے اپنے مسیح موعود کے نبی ہونے کا اقرار کرالو۔ محض افترا اور دھوکہ دہی ہے یا بدحواسی کا نتیجہ۔'' اس کے جواب میں آپ کو اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں غصہ ہے اور اس کی تسلیم سے انکار ہے۔

ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں کہ آپ کو اس کی تسلیم سے انکار ہے تو آپ یہ عبارت ہمارے اشتہار میں سے نکال کر دکھلا دیں۔ لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ! ہرگز نہ دکھا سکیں گے اور اس سے زیادہ رسوائی اٹھا کر پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ یا افتراءً لکھا تھا یا بدحواسی کے عالم میں قلم سے نکل گیا؟

تیسرا چیلنج خاص: جماعت قادیان مباہلہ کو فیصلہ کن اور فیصلہ کی آخری صورت

ہونے کا دعویٰ تو کرتی ہے۔ لیکن ان کے مسیح موعود مرسل من اللہ کاذب نبی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ کوئی فیصلہ کن امر نہیں ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر ہم نے اپنے اشتہار نمبر۵ میں لکھا تھا: ’’یہ بھی لکھا جائے کہ آپ نے اپنے اصول پر مباہلہ کا قطعی فیصلہ کن ہونا کن دلائل سے سمجھا ہے۔‘‘

’’کیونکہ ’’حقیقت الوحی‘‘ اور ’’انجام آتھم‘‘ وغیرہ کی متعدد عبارات سے ہم کو یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کے مسیح موعود کے اصول پر شاید فیصلہ کن چیز نہ ٹھہر سکے۔ اسی لئے مباہلہ کی گفتگو کو فریقین کے اصول پر مکمل کرنے کے لئے اس بات کا اظہار لازم ہے کہ آپ اپنے مسلمات کو پیش نظر رکھ کر کس دلیل سے مباہلہ کو فیصلہ کن چیز سمجھتے ہیں۔‘‘

آپ نے اس وقت سے اس وقت تک اس کے متعلق ایک حرف بھی نہیں لکھا۔

اب ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ مباہلہ جس کی نسبت آپ کہتے ہیں کہ: ’’اس سے تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔‘‘ اس کے فیصلہ کن ہونے کو اپنے مسیح موعود کے اصول پر ثابت کر دیجئے۔ ہم گیارہ امور کے متعلق اسی تفصیل سے وضاحت کے ساتھ جدا جدا چیلنج دیتے۔ مگر باندیشہ طوالت مضمون ایک چیلنج عام اور دو چیلنج خاص پر اکتفاء کر کے دیکھتے ہیں کہ ذکی الطبع زود فہم ایڈیٹر الفضل کیا بولتے ہیں۔

<u>چوتھا چیلنج</u>: ناظرین! اس پر تعجب نہ کریں کہ ایڈیٹر الفضل نے ہمارے ذمہ ایسی عبارت کیوں لگا دی جس کا وجود ہمارے اشتہار میں نہیں ہے۔ یہ تو اس جماعت کی قدیمی عادت ہے۔ قادیان کے اصل اصول مرزا قادیانی، بخاری شریف پر یہ بہتان لگا چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے شہادت القرآن کے (ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں لکھا ہے: ’’خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘

ہم جماعت قادیان کے تمام افراد کو خواہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں، چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس حدیث کو جس کا حوالہ بخاری شریف پر دیا گیا ہے۔ بخاری شریف میں سے نکال کر دکھا دیں۔

جماعت قادیان کے معزز قائم مقام! غصہ نہ ہو جئے۔ دیکھئے چیلنج یوں دیا کرتے

ہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو ہمارے ان چاروں چیلنجوں کا جواب سوچ سمجھ کر بحالت درستی حواس (اگر ہوں) دیجئے۔

(۱۳) جماعت قادیان کی تیرہویں مذبوحی حرکت، اپنی تکذیب کو جوان ہی کے قلم سے ثابت ہوئی نہیں مٹا سکے: ہم نے اپنے اشتہار نمبر۸ میں جماعت قادیان کی دو تکذیبیں ان ہی کے قلم سے ثابت کی تھیں جن کو دیکھ کر معزز ایڈیٹر الفضل کو غصّہ بھی بہت آیا۔ ہاتھ پیر بھی بہت مارے۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے مٹانے میں ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی اور وہ تکذیبیں جوں کی توں قائم رہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں:

۱...... تکذیب اوّل یہ تھی کہ مرزا محمود صاحب نے بمقابلہ خواجہ حسن نظامی صاحب، الفضل ۱۹/جنوری ۱۹۱۸ء میں پانچ ہزار پر زور دیتے ہوئے لکھا تھا کہ: ’’اگر علماء دیوبند یا علماء فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔‘‘ اور جب علماء دیوبند سے مباہلہ کی شرائط طے کرنے کا وقت آیا تو ان میں پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر پھر داخل کر دی اور اس طرح جماعت قادیان نے اپنے ۱۹/جنوری ۱۹۱۸ء کے اقرار کے خلاف بمقابلہ علماء دیوبند اس شرط کو پیش کر کے اپنی تکذیب اپنے قلم سے کر دی۔ دیکھو اشتہار علماء دیوبند نمبر۸ جس میں تفصیل کے ساتھ اس کو ثابت کیا گیا ہے۔ اس قلمی تکذیب کو مٹانے کے لئے ایڈیٹر الفضل نے اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں لکھا ہے جس کا اقتباس یہ ہے:

۱...... ’’لیکن کیا دیوبندی قائم مقام نے اپنی طرح تمام اہل دنیا کو نور بصارت سے بے بہرہ اور عقل سے کورا سمجھ لیا ہے۔ وہ ۱۹/جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل کی تحریر میں باوجود ان الفاظ کے کہ: ’’صرف ان کی تحریر (یعنی نقد روپیہ جمع کرانے کے بجائے تحریر) پر ان سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔‘‘ اس نتیجہ کو صحیح اور درست تسلیم کر لیں گے کہ بغیر اس شرط کے جس کو علماء دیوبند بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ علماء دیوبند سے مباہلہ کے لئے تیار تھے۔ اگر اس نے روز روشن میں دوسروں کی آنکھ میں خاک ڈالنے کی سعی نامشکور کی ہے تو یہ نہ سمجھے کہ اس میں کامیابی بھی ہوگئی ہے۔ بلکہ بجائے اس کے کہ ہماری تکذیب ثابت کرے۔ اپنے جھوٹے ہونے کا اپنے ہی قلم سے ثبوت بہم پہنچانا ہے۔‘‘

۲...... ’’لیکن آپ لوگوں کے لئے یہ رعایت رکھی گئی کہ اگر آپ مباہلہ کرنا چاہیں تو آپ

سے نقد جمع نہیں کرایا جائے گا، بلکہ ضمانت کے طور پر صرف پانچ ہزار روپیہ کی تحریر لے لی جائے گی۔‘‘

۳…… ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی دی ہوئی رعایت کے مطابق علماء دیوبند کو صرف تحریر لکھ کر دینے کے لئے کہا ہے۔ رکیک الفاظ سے قطع نظر کر لینے کے بعد ساری طویل عبارت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ: ’’مرزامحمود صاحب نے ۱۹؍جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل میں جو یہ لکھا تھا کہ: ’’علماء دیوبند یا فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔‘‘ اس میں جس تحریر کا ذکر ہے۔ اس سے مراد پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر ہے اور علماء دیوبند کو بمقابلہ خواجہ حسن نظامی دربار قادیان سے یہ رعایت دی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سے پانچ ہزار نقد جمع کرانے کی شرط تھی اور علماء دیوبند کی ضمانتی تحریر کافی ہے۔

بے شک ایڈیٹر الفضل کا یہ کہنا صحیح ہوتا اور ہمارا ان کی تکذیب کو ثابت کرنا غلط قرار پاتا۔ اگر علماء دیوبند سے مباہلہ کی صورت میں ضمانتی تحریر کا اشارۃً یا کنایۃً کہیں بھی ذکر ہوتا۔ بلکہ جب دیکھا جاتا ہے کہ الفضل کے مضمون سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے تو ایڈیٹر الفضل کا یہ ادّعاء کہ: ’’علماء دیوبند سے رعایۃً ضمانتی تحریر پر اکتفاء کرنے کو لکھا تھا۔‘‘ باطل، غلط اور محض دھوکہ دہی ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کو کہ آیا وہ تحریر جس پر علماء دیوبند سے مباہلہ کی آمادگی لکھی تھی۔ ضمانتی تحریر تھی یا کوئی اور پوری طرح صاف کر دیں اور اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ پانچ ہزار کی شرط کے متعلق بمقابلہ خواجہ حسن نظامی جس قدر جملے لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے بقدر ضرورت ۱۹؍جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل سے چن کر ایک جگہ جمع کر دیں تا کہ اس مسئلہ پر پوری روشنی پڑ جائے، حق و باطل متمیّز ہو جائے اور ناظرین کو سمجھنے میں سہولت رہے اور وہ یہ ہیں:

۱…… ’’پھر آپ کا عذر کرنا تو ان شکوک کو جو آپ کے پہلے مضامین سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوئے تھے اور بھی تقویت دیتا ہے جو یہ تھی کہ آپ صرف اپنی شہرت کے لئے یہ مضمون نویسی کر رہے ہیں اور آپ کی نیت صاف نہیں، وقت پر انکار کر دیں گے۔

۲…… ادھر آپ وعدہ کرتے ہیں، ادھر آپ کا وعدہ نسیاً منسیاً ہو جاتا ہے۔

۳…… مولوی عبدالحق صاحب خواہ ہمارے کیسے ہی مخالف ہوں، مگر ان کی طبیعت میں

اس قسم کا استہزاء نہ تھا جو آپ کی عادت میں ہے جس کی وجہ سے ان سے یہ امید نہ کی جاسکتی تھی کہ وہ مباہلہ کے لئے بلوا کر پھر پیچھے ہٹ جائیں گے۔

۴...... اور نہ آپ پر مجھے یہ اعتماد ہے کہ آپ عین وقت پر مباہلہ کے لئے پہنچ جائیں گے۔

۵...... کیا میں یہ نہیں لکھ چکا ہوں کہ آپ قادیان آجاویں تو نہ میں آپ سے ہزار آدمیوں کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ پانچ ہزار روپیہ ہرجانہ کے طور پر کسی کے پاس جمع کروانے کو کہتا ہوں۔

۶...... اور آپ کی آمد ورفت کا خرچ بھی میرے ذمہ ہوگا۔

۷...... اور اس کھلی ہوئی بدعہدی کے بعد آپ سے کسی قسم کا معاملہ کرتے ہوئے بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔''

۸...... آپ قادیان آکر مباہلہ کرلیں، پھر آپ کی خواہش کے مطابق وفد نجران کی طرح کسی ایسی شرط کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔''

۹...... اگر آپ کے بجائے کوئی اور شخص ہوتا جس کا اثر مشکوک نہ ہوتا اور جس سے مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ وقت پر سب کارروائی کو استہزاء کہہ کر ٹال نہ دے تو میں دونوں شرطیں نہ لگاتا۔''

۱۰...... اگر علماء دیوبند یا فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر آپ کی تحریرات میں جو تلوّن پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے آپ سے بغیر ان شرائط کے طے پانے کے مباہلہ کرنے سے عذر ہے۔'' (دیکھو الفضل ۱۹؍جنوری ۱۹۱۸ء)

ناظرین! ان اقتباسات کو بغور پڑھیں اور سمجھ لیں۔ ان کا حاصل مطلب یہ ہے کہ مرزا محمود صاحب کو خواجہ صاحب کے اوپر یہ اعتماد نہیں ہے کہ وہ مباہلہ کے لئے معیّن تاریخ پر لاہور پہنچنے کے وعدہ کے بعد بھی لاہور پہنچیں یا پہنچ کر مباہلہ بھی کریں۔ کیونکہ خواجہ صاحب کی تحریرات میں تلوّن ہے۔ وہ آج کچھ وعدہ کرتے ہیں اور پھر بدل جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ خواجہ صاحب کسی معیّن تاریخ پر مباہلہ کے لئے لاہور پہنچنے کا وعدہ کرلیں اور اس احتمال پر کہ شاید وہ آجائیں۔ مرزا قادیانی معہ انبوہ کثیر جماعت مریدین اخراجات کثیر برداشت اور حرج اوقات کرکے لاہور پہنچ جائیں اور خواجہ صاحب نہ آئیں یا آئیں اور مباہلہ سے انکار کریں تو یہ تمام اخراجات اور حرج اوقات بے سود ثابت ہوں گے۔ اس نقصان سے بچنے کے

لئے بطور حفظ ما تقدم پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے کی شرط لگائی۔ تاکہ اس نقصان کے ہرجانہ میں یہ پانچ ہزار روپیہ رکھ لیا جائے اور گو حرج اوقات گرامی کی معنوی تلافی تو نہ ہو۔ مگر اخراجات کثیر معہ سود کے وصول ہو جائیں اور اوقات کا کافی سے زیادہ معاوضہ مال مل جائے۔ البتہ اگر خواجہ صاحب کے بجائے کوئی اور شخص مباہلہ کے لئے آمادہ ہو جس کی تحریر میں تلون نہ ہو جس کا یہ لکھ دینا کہ میں فلاں تاریخ کو مباہلہ کے لئے لاہور پہنچوں گا۔ قابل اعتماد ہو تو ایسے شخص کے مقابلہ میں پانچ ہزار کے شرط کی ضرورت نہیں ہے اور چونکہ علماء دیوبند و فرنگی محل کی ایسی تحریر پر اعتماد ہے۔ اس لئے ان سے فقط ان کی اس تحریر پر کہ ہم مباہلہ کے لئے تاریخ معیّن پر مقام مباہلہ میں پہنچ جائیں گے اور مباہلہ کریں گے۔ بغیر پانچ ہزار کی شرط کے مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے کہ ان کی تحریرات میں تلوّن نہیں۔ ان سے بد عہدی اور وعدہ کر کے بدل جانے کا اندیشہ نہیں ہے۔

ہر شخص جس کے دماغ میں عقل اور دل میں انصاف ہے سمجھ سکتا ہے کہ ۱۹/جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل کا مطلب اس کے سواء جو ہم نے بیان کیا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ علماء دیوبند اور فرنگی محل کی وہ تحریر جس پر بلاشرط پانچ ہزار روپیہ مباہلہ کے لئے آمادہ ہیں۔ ان کا یہی تحریر کر دینا ہے کہ ہم مباہلہ کے لئے آمادہ ہیں اور ہم تاریخ معیّن پر مقام مباہلہ میں پہنچ جائیں گے۔

پھر کیا یہ حیرت انگیز اور تعجب خیز دلیری و جسارت نہیں ہے کہ آج دنیا کی آنکھ میں دھول ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس تحریر سے ضمانتی تحریر مراد لی جاتی ہے اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے خطوط ہلالی میں یہ عبارت اضافہ کر دی جاتی ہے (یعنی نقد روپیہ جمع کرنے کی بجائے تحریر) اس دلیری و جسارت اور دھوکہ دہی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اس حرکت مذبوحی کا یہ نتیجہ ہوا کہ تکذیب تو بحالہ قائم رہی۔ کیونکہ صاف اور صریح الفاظ میں وعدہ ہو چکا ہے کہ علماء دیوبند سے صرف ان کے لکھ دینے پر بغیر شرط پانچ ہزار روپیہ کے مباہلہ کریں گے اور اب پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر شرائط میں داخل کی جاتی ہے اور اس تکذیب کے مٹانے کے لئے جو حرکات غیر اختیاری صادر ہوئیں۔ ان سے دنیا نے آپ کی مذبوحی حرکات کا تماشہ دیکھا۔ ایک تکذیب کی جگہ چند تکذیبیں ظاہر ہو گئیں۔

پانچواں چیلنج: ہم جماعت قادیان کے رئیس رئیس مرزا محمود قادیانی اور ان کے قائم مقام ایڈیٹر الفضل اور تمام جماعت قادیان کو چیلنج دیتے ہیں کہ سب مل کر اپنی ساری قوت

اور کمالات حیلہ سازی صرف کر کے جدید اصطلاحات اور لغوی تصرفات کو کام میں لا کر اپنی تحریر کا جو ۱۹؍جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل میں ہے جس کے اقتباسات ہم نے نقل کئے ہیں۔ مطلب بجز اس کے جو ہم نے بیان کیا ہے، دوسرا بیان کر دیں اور کوئی لفظ ساری تحریر میں ضمانتی تحریر کا یا کوئی قرینہ اس کا بیان کر دیں اور جب کہ نہ بیان کر سکیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بیان کر سکیں گے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ حق کو تسلیم کر لیں اور یہ نہ ہو سکے اور ان کی رفتار طبیعت سے اس کی توقع بھی نہیں ہے تو یہ تو فرما دیں کہ عقل سے بے بہرہ اور نور بصارت سے کورا کون ہے اور کچھ تو شرمندہ ہوں اور ایسی نازیبا حرکات سے باز آئیں جس سے وہ اپنا استہزاء دنیا میں کرا رہے ہیں اور وہ حقیقت میں بے ارادہ اپنے مذہب کے بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔

چھٹا چیلنج: مرزا محمود قادیانی ان کے قائم مقام ایڈیٹر الفضل اور ساری جماعت مل کر ۱۹؍جنوری ۱۹۱۸ء والے سارے مضمون میں وہ الفاظ جو اس اشتہار نمبر۱۰ میں خطوط ہلالی کے اندر لکھے ہیں: ''یعنی نقد روپیہ جمع کرنے کی بجائے تحریر۔'' کہیں سے نکال کر دکھا دیں اور نہ دکھلا سکیں تو کیا یہ دھوکہ دہی نہیں ہے اور کیا اپنی عبارت کے اندر وہ مطلب داخل کرنا نہیں ہے جو اس میں نہیں تھا اور نہ کر سکیں اور ان شاء اللہ! ہرگز نہ کر سکیں گے تو دل میں سوچیں کہ کیا ایسی ہی مذبوحی حرکات کے اعتماد پر اہل حق سے مقابلہ کر کے عہدہ برآء ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔

۲...... دوسری تکذیب جو انہیں کی قلم سے ثابت کی گئی تھی۔ یہ ہے کہ ایڈیٹر الفضل نے اپنے اشتہار نمبر۶ میں بذیل شرائط، شرط نمبر۱۱ میں یہ لکھا کہ ہر فریق دوسرے کو پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر لکھ کر دے گا۔ علماء دیوبند نے اوّل اوّل اس شرط کو معقول وجوہ کی بناء پر تسلیم سے انکار کیا اور جب جماعت قادیان کی طرف سے اس پر اصرار دیکھا تو اس شرط کو اس شرط کے ساتھ منظور کیا کہ پانچ ہزار روپیہ کی شرط اگر آپ کے نزدیک سنت رسول اللہ ﷺ کے ذیل میں داخل ہے تو ہمیں منظور ہے اور اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھا کر لکھا کہ ہاں! یہ فرمایئے ہمارا پانچ ہزار روپیہ کہاں جمع کیا جائے گا تو جماعت قادیان کے معزز ایڈیٹر الفضل نے اپنے اشتہار نمبر۹ میں نقد روپیہ کے جمع کرنے کو منظور کرتے ہوئے لکھا کہ ہم یہ بھی بتلا دیں گے کہ یہ پانچ ہزار روپیہ کہاں جمع کیا جائے گا۔

اس طرح پر جماعت قادیان نے اپنے اشتہار نمبر۶ کے خلاف نقدروپیہ جمع کرنے کو منظور کر کے اپنی تکذیب خود کر دی یہ تکذیب قلمی ایسی کھلی ہوئی ہے کہ کسی کو بھی اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کھلی ہوئی تکذیب کو اٹھانے کے لئے اشتہار نمبر۱۰ میں جو گل افشانی فرمائی ہے۔ اس کی طویل عبارت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ ہم نے بے شک پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر کو شرائط میں درج کیا تھا۔ لیکن علماء دیوبند نے بجائے تحریر کے نقدروپیہ جمع کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی اور اس کو منظور کیا تو ہم نے بھی ان کی خواہش کو منظور کر لیا۔ اس میں ہماری تکذیب کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اپنی تحریر کا خلاف خود اپنے قلم سے کرنا تو ان کو بھی تسلیم ہے اور یہی ہمارا مدعا تھا کہ جو شرط اپنے قلم سے لکھی تھی۔ اس کے خلاف نقدروپیہ جمع کرنے کو اپنے قلم سے منظور کر لیا۔ جماعت قادیان کا یہ عذر لنگ کہ ہم نے از خود اس شرط کو نہیں بدلا۔ علماء دیوبند کے کہنے سے بدلا ہے۔ بالکل بارد اور ناقابل قبول ہے۔ آپ نے علماء دیوبند کے اصرار پر بھی شرائط کے اندر ضروری ترمیمات کو منظور نہیں کیا اور اس شرط میں نقدروپیہ کا لفظ کان میں پڑتے ہی منظور کر لیا۔ یہی وہ تعریض تھی جو علماء دیوبند نے کی تھی کہ آپ دراہم بخسہ کے ایسے طالب ہیں اور یہ چیز آپ کو ایسی عزیز ہے کہ نقدروپیہ کا نام سن کر آپ کو اپنا لکھا ہوا بھی یاد نہ رہے گا اور آپ ہوس مال کے خمار میں یہ سمجھ کر کہ مال ہماری گود میں آتا ہے۔ فوراً اس کو منظور کر لیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ آپ کو اپنی پیش کردہ شرط کا بھی خیال نہ رہا اور فوراً بول اٹھے (ہاں! ہم یہ بھی بتلا دیں گے کہ روپیہ کہاں جمع کیا جائے گا) اور علماء دیوبند کا جو مدعا لفظ تعریض سے تھا وہ پورا ہوا اور بایں ہمہ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ چنانچہ اپنے اشتہار نمبر۸ کے (ص۲۰) پر لکھ دیا ہے کہ درمیانی زیر بحث امور طے ہو کر تاریخ معین ہو جانے کے بعد ہم اپنا پانچ ہزار روپیہ کس جگہ یا کس شخص کے پاس جو فریقین کے نزدیک قابل اعتماد ہو، جمع کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اشعب طماع کی حکایات طمع تو تواریخ میں دیکھی تھیں۔ مگر جماعت قادیان کا حال دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ موازنہ کے وقت اشعب ایک درجہ میں قانع ثابت ہو جائے تو تعجب نہیں ہے۔ افسوس! مال کی ہوس میں آپ کو اتنے غور کا موقع بھی نہ ملا کہ علماء دیوبند نے اصلی شرط سے ایک قدم بڑھا کر نقدروپیہ جمع کرانے کو کیوں منظور کیا۔

آپ اگر یہ کہیں کہ علماء دیوبند نے پانچ ہزار نقد جمع کر دینے کی ذمہ داری خود اٹھائی۔ اس لئے ہم نے منظور کرلیا تو کیا جب کہ آپ باکراہ مناظرہ پر راضی کئے گئے اور آپ نے علماء دیوبند کے لئے صرف ایک تقریر تجویز کی تھی۔ علماء دیوبند نے یہ ذمہ داری نہ اٹھائی تھی کہ جب تک حق واضح نہ ہو جائے تقریر کا سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس ذمہ داری کو آپ نے قبول نہ کیا اور اس ذمہ داری کو بہوس مال فوراً قبول کرلیا اور آپ یہ کہیں کہ علماء دیوبند نے خود یہ خواہش کی تھی۔ اس لئے ہم نے بپاس خاطر و دلداری شرف قبول بخشا تو کیا علماء دیوبند نے بار بار یہ خواہش نہیں کی کہ مفہوم مباہلہ و اثر مباہلہ کی تشریح وتعیین کے بعد جلد از جلد مباہلہ کو منعقد کیا جائے۔ کیا انہوں نے فضول شرائط موقوف کرنے کی خواہش نہیں کی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی طرف بار بار کے تقاضے کے بعد بھی اصلاً توجہ نہ کی گئی اور اس خواہش کو جس میں نقد کا ذکر تھا فوراً شرف قبول بخشا گیا۔

(۱۴) جماعت قادیان کی چودہویں مذبوحی حرکت، مطالبہ تشریح مفہوم مباہلہ اور تعیین آثار مباہلہ کب سے ہے: جماعت قادیان کی حرکات مذبوحی میں یہ حرکت بھی عجیب وغریب ہے۔ ایڈیٹر الفضل نہایت دلیری اور جرأت سے لکھتے کہ (اب جب کہ مناظرہ سے جو مباہلہ سے بچنے کے لئے آڑ بنایا گیا تھا۔ اپنی قرار دادہ شرعی وعقلی ترتیب کے خلاف ورزی کر کے علماء دیوبند نے دست بردار ہونا مناسب سمجھا تو مباہلہ کے پیالہ کو ٹالنے کے لئے انہوں نے ایک اور راہ نکالی اور وہ یہ ہے کہ اثر مباہلہ ومفہوم مباہلہ کی تشریح وتعیین کر دی جائے)

ناظرین دیکھیں اور تعجب کریں، مطالبہ تشریح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار مباہلہ تو ہمارے اشتہار نمبر۵ مطبوعہ ۲۵رفروری ۱۹۱۹ء سے جاری ہے اور ایڈیٹر الفضل لکھتے ہیں کہ مناظرہ سے دست بردار ہونے کے بعد ہم نے ایک اور راہ نکالی ہے کہ مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین کا مطالبہ کریں۔ کیا یہ کھلی ہوئی مذبوحی حرکت نہیں ہے اور کیا انہیں مضطربانہ حرکات پر جماعت قادیان اہل حق سے برسرپیکار رہے۔

(۱۵) پندرہویں مذبوحی حرکت: جماعت قادیان کے واحد قائم مقام ایڈیٹر الفضل نے اپنی اسی منطق سے جہاں اور قابل دید حرکات دنیا کو دکھلائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بزعم باطل خود علماء دیوبند کے تلوّن کو ثابت کر کے اپنی مذبوحی حرکات میں

ایک اور حرکت کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ ناظرین اشتہارات کو روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ علماء دیوبند نے جو بات لکھی محکم واستوار لکھی۔ جو گرفت کی وہ ایسی سخت کی کہ جماعت قادیان کو جنبش کی گنجائش نہ چھوڑی اور یہ بھی طشت از بام ہو چکا ہے کہ جماعت قادیان نے اضطراب وبدحواسی میں اپنے لکھے ہوئے کا بھی پاس نہیں کیا۔ ان کو یہ بھی خیال نہیں رہا کہ ہم کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھتے ہیں۔ پھر اس زعم پر وہ علماء دیوبند کی نسبت کچھ لکھنے اور کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ آپ پانچ ہزار کی ضمانتی تحریر کی شرط کو لازمی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علماء دیوبند مباہلہ کے خوف سے وقت پر ٹل جائیں اور تعریض کہہ کر ٹال دیں تو اس کی کیا ضمانت ہے۔

کیوں جناب! مرزا قادیانی کی نبوت کے آپ قائل ہوں جو تمام امت اسلامیہ خلفاً عن سلف کے نزدیک باطل اور کذب ہے۔ آپ کے اصول پر مباہلہ میں لعنت وبدعا کا ہونا ضروری نہ ہو۔ آثار مباہلہ بھی وہ ہوں جو معمولی تکالیف میں بھی داخل نہیں۔ آپ کے مرزا قادیانی کے نزدیک مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا اور آثار مباہلہ کا ظہور بھی لازمی وحتمی نہ ہو تو اہل حق کو اس حالت میں مباہلہ سے کیا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ وہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب جانتے ہیں۔ پھر کیونکر خائف ہوسکتے ہیں؟ ایڈیٹر الفضل پر تعجب ہے کہ وہ مرنے والوں کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی فہرست اگر کارآمد ومفید وقابل احتجاج ہے تو خود جماعت قادیان کے بہت سے رئیس مرؤس نذر اجل ہو چکے ہیں۔ ان کو اپنے مرزا قادیانی کی موت کو یاد کرنا تھا کہ صادق کے سامنے کس طرح کاذب کی موت آئی اور وہ کیونکر کس حل میں دنیا سے کوچ کر گئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کیسے صحیح توانا وتندرست مرزائی مذہب کی تاروپود کو منتشر کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر الفضل ایسی بھی کیا بدحواسی ہے۔

<u>(۱۶) جماعت قادیان کی سولھویں مذبوحی حرکت اتمام حجت کے پیرایہ میں:</u> ناظرین جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا اندازہ کرنے کے بعد ان کے اشتہار نمبر۱۰ میں اتمام حجت کا عنوان دیکھ کر تعجب کریں گے۔ مگر درحقیقت یہ بھی ان کی مذبوحی حرکات میں سے ایک حرکت ہے ورنہ جو جماعت ایک معمولی بات کے سمجھنے سے قاصر اور کسی الزام کے اٹھانے سے جو ان پر قائم کیا گیا ہو عاجز ہو، کیا اتمام حجت کر سکتی ہے۔

مناظرہ سے جس قدر خوف جماعت قادیان پر تھا وہ ان کے اشتہارات سے ظاہر

ہے۔ جب کہ ان کو انہیں کی تحریرات سے مناظرہ پر مجبور کیا گیا تو بظاہر منظور کرتے ہوئے یہ قید لگادی کہ اوّل جماعت قادیان کا مقرر اثبات نبوت مرزا قادیانی پر دلائل بیان کرے۔ اس کے بعد علماء دیوبند کا قائم مقام اس کا جواب دے اور پھر جماعت قادیان کا مقرر اس کا جواب دے۔ اس کے بعد مباہلہ ہوجائے۔ ناظرین خیال کریں کہ یہ کیسا مناظرہ ہے اور اس پر مناظرہ کی تعریف کیونکر صادق آسکتی ہے۔ علماء دیوبند نے اس کو منظور نہیں کیا بلکہ لکھا کہ مناظرہ میں تقریروں کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے جب تک حق واضح نہ ہوجائے اور ایک فریق کا عجز نمایاں نہ ہوجائے۔

جماعت قادیان کے ہوشیار ایڈیٹر اتمام حجت کے عنوان میں لکھتے ہیں: ''علماء دیوبند ہماری ایک تقریر سننے کا بھی حوصلہ نہیں رکھتے جس میں ہم اپنے دعاوی کو معہ دلائل بیان کرنا چاہتے ہیں اور ان کو اندیشہ ہے کہ لوگ ہمارے دلائل کو سن کر ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے تو ہم بھی اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ دعاء مباہلہ کم از کم ایک گھنٹہ ہو۔''

جماعت قادیان کے دلائل کا حال تو ان کے اشتہارات سے سب کو معلوم ہوچکا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ دربارہ دعویٰ نبوت مرزا قادیانی کے متناقض کلام کی صحیح توجیہہ بیان کردیں تو محض سکوت اور عجز۔ ان سے کہا گیا کہ اصول مرزا قادیانی پر مباہلہ کا قطعی ہونا ثابت کردو تو اغماض وسکوت۔ مباہلہ کا مفہوم دریافت کیا گیا تو وہ حیلہ وحوالہ کئے کہ خدا کی پناہ۔ اثر کی تعیین باعتبار نوعیت دریافت کی گئی تو فرار جن لوگوں کا یہ حال ہو وہ مرزا قادیانی کی نبوت کے کیا دلائل بیان کرسکتے ہیں۔ علماء دیوبند تو اشتیاق کے ساتھ آپ کے دلائل سننے کے منتظر تھے تاکہ دنیا کو واضح ہوجائے کہ ایسے باطل وصریح لغو دعوے کے دلائل کس پایہ کے ہیں۔ ان کو خطرہ کیا ہوسکتا تھا۔ ہاں! آپ کو خطرہ ہو تو بجا ہے کہ جن سادہ لوحوں کو دام میں پھانس رکھا ہے۔ حقیقت حال پر مطلع ہوکر وہ نہ پھر جائیں اور مرزائیت کا سارا تاروپود پراگندہ ہوجائے۔

ہاں! یہ صحیح ہے کہ علماء دیوبند ایسے لغو اور بیہودہ دعویٰ کے دلائل اس وقت تک سننا نہیں چاہتے۔ جب تک کہ ان کو رد کے دلائل بیان کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ ورنہ وہ دلائل جو آپ کے قلم سے نکلتے ہیں یا جس کو آپ زبان سے ادا کرنا چاہتے ہیں وہ ایسے بیہودہ شنیع اور منکر ہیں کہ آسمان کے ٹوٹ پڑنے اور زمین کے شق ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ خداوند عالم نے

بھی ایسے دعاوی ودلائل کو سخت نفرت وحقارت سے دیکھا اور ان کے متکلم پر اندیشہ ظاہر فرمایا ہے: ’’تکاد السموٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدّاً ان دعوا للرحمن ولدا‘‘ وہ کفار شرک فی الالوہیت کے قائل اور خدا کے لئے ولد ثابت کرتے تھے اور جماعت قادیان ختم نبوت کا انکار کر کے شرک فی النبوت کے قائل ہیں۔ سواءً بسواءٍ!

یہ بھی عجیب امر ہے کہ مباہلہ ہو تو کم از کم ایک گھنٹہ تک دعا ہو۔ ایک گھنٹہ مدت کی تحدید معلوم نہیں کون سی سنت سے ثابت ہے۔

(۱۷) جماعت قادیان کی سترہویں مذبوحی حرکت: طرفین کے اشتہارات کو ملاحظہ کرنے والے حضرات پر مخفی نہیں ہے کہ علماء دیوبند نے جو سوال کیا۔ جو الزام قائم کیا جو گرفت کی اس کا کوئی جواب جماعت قادیان کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ مرزا قادیانی کے متناقض ومتہافت کلام سے دعویٰ نبوت کی تنقیح جس کو جماعت قادیان نے اپنا عقیدہ بنا رکھا ہے۔ مرزا قادیانی کے کلام سے مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا وغیرہ وہ امور ہیں جن کا اثبات جماعت قادیان کے ذمہ ضروری تھا۔ مگر اس قدر طویل عرصہ اور یاددہانی کے باوصف کچھ بھی نہ لکھنا عجز محض کی دلیل ہے۔ لیکن تماشہ ہے کہ علماء دیوبند نے بہت سے اس قسم کے امور سے چشم پوشی کر کے مباہلہ کو جلد از جلد منعقد کرنے کے لئے مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کے دو اہم سوالات (جس کے بدوں نہ مباہلہ منعقد ہو سکتا ہے اور نہ فیصلہ کن) پر زیادہ زور دیا اور جماعت قادیان کو مخلصی کی صورت نظر نہ آئی تو اشتہار نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں: ’’لیکن چونکہ پہلے اور باتوں میں الجھے ہوئے تھے۔ اس لئے اس پر زور دینے کی ضرورت نہ سمجھی تھی اور جب کہ دوسری باتیں ان کی مخلصی کا موجب نہ بن سکیں تو کلیۃً اس کو اختیار کر لیا۔‘‘

ناظرین! دیکھیں اور تعجب کریں۔ طرفین کے اشتہارات موجود ہیں۔ اوّل سے آخر تک دیکھ جائے علماء دیوبند نے جس بات کو پکڑا جماعت قادیان کو اس سے خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آئی یا محض سکوت برتا یا ادھر ادھر کی باتیں کہہ کر ٹالنا چاہا یا بہت سے ہیر پھیر کے بعد ماننا پڑا۔ پھر تعجب ہے کہ مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت سے بچنے کے لئے انہیں امور کو یاد کرتے ہیں جن کے حل وجواب سے عجز ظاہر ہو چکا ہے کیا یہ مذبوحی حرکت نہیں ہے۔

ناظرین! سردست ہم نے جماعت قادیان کی سترہ مذبوحی حرکات دکھلائی ہیں اور

ان کے ماسواء ابھی اور بھی بہت سی حرکات ہیں جن کو ہم اس وقت نظرانداز کرتے ہیں اور کسی وقت شاید مکمل فہرست ان کی پیش کریں۔ ان حرکات کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ امر خودبخود ذہن نشین ہوجاتا ہے کہ ایڈیٹر الفضل پر اشتہار لکھنے کے وقت کس قدر بدحواسی کا عالم طاری ہوجاتا ہے۔ جب ان کے حواس باختگی کا ثبوت انہیں کی تحریرات میں موجود ہے تو اس قسم کی غلطیوں کو کہ ۲۵ر کی جگہ ۲۴ر لکھا گیا وغیرہ۔ اضطرار وحواس باختگی پر محمول کرنا بالکل قرین قیاس ہے۔ اس کے جواب میں علماء دیوبند کے اشتہارات میں سے کتابت کی چند غلطیوں کو پیش کرنا حشو کو خشو لکھا گیا وغیرہ کس قدر دلیری وجسارت ہے۔

جدید اصطلاحات

ہم کو جماعت قادیان کے اشتہارات اور طریقہ جواب کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ جماعت قادیان نے جہاں مذہب وملّت کو بدلا ہے اور کفر کا نام اسلام رکھا ہے اور احکام اسلام کی تحقیر کرتے ہوئے۔ ان کو پس پشت ڈالا ہے۔ چنانچہ قمار بازی کی حرمت کی پرواہ نہ کر کے اس کو شرائط میں داخل کیا ہے۔ اسی طرح اصطلاحات لغت وشرع اور اصطلاحات فنون اور عرف کو بھی بدل کر جدید اصطلاحات قائم کی ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے حیلہ سازی کے داؤپیچ کھیلنا چاہتے ہیں۔

ہمیں مرزا قادیانی آنجہانی کی ان تصانیف تک دسترس نہیں ہے جن میں ان خاص اصطلاحات کو جمع کیا گیا ہے۔ لیکن قادیانی اشتہارات کو مسلسل دیکھنے کے بعد جو اصطلاحات معلوم ہوئی ہیں ان میں سے چند کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

۱...... ادھر ادھر کی باتیں، لفظی بحثیں، غیر متعلق امور: جن سوالات کا جواب نہ دے سکیں۔ جس اعتراض کو اٹھا نہ سکیں اور جن امور کا تعلق معاملہ زیر بحث سے ایسا ہو کہ بغیر ان کے طے کئے۔ وہ طے ہی نہیں ہوسکتا۔ لیکن جماعت قادیان اس کے طے کرنے سے عاجز ہے۔ ان سب کو ادھر ادھر کی باتوں اور غیر متعلق امور میں داخل کردینا۔

۲...... مناظرہ: فن مناظرہ کی کتب میں خواہ اس کی تعریف کچھ ہو مگر جماعت قادیان کی اصطلاح وعرف میں مناظرہ کی تعریف یہ نکلتی ہے کہ خود مدعی بنیں تو اپنے لئے دو تقریروں کا حق ثابت کیا جائے اور اپنے مخالف کو صرف ایک تقریر کا حق دے کر آخری تقریر اپنی رکھی

جائے۔مناظرہ کی یہ تعریف بجز قادیانی تصانیف کے کہیں نہ ملے گی۔

۳...... مباہلہ: مباہلہ کی تعریف اصطلاح شرع اور عرف اسلام و مسلمین میں کچھ ہو، مگر جماعت قادیان کی اصطلاح میں مباہلہ عام ہے خواہ اس میں دعا ہو یا نہ ہو اور ہو تو لعنت ہو یا دعائے خیر۔

۴...... فتح وشکست: لغت وعرف عام میں فتح وشکست کے جو معنی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔مگر جماعت قادیان کے عرف میں فتح کے معنی مغلوب ہو جانے، میدان چھوڑ کر بھاگ جانے کے ہیں اور شکست کے معنی غالب آجانے، دشمن کو محصور کر لینے کے ہیں۔جبھی تو لکھا کہ:''علماء دیوبند نے تو فتح وشکست کے معنی ہی بدل دیئے۔'' ظاہر ہے کہ علماء دیوبند نے فتح وشکست کے معنی باعتبار لغت وعرف تو نہیں بدلے۔اگر بدلے ہیں تو قادیانی لغت وعرف کے اعتبار سے بدلے ہیں۔

۵...... چیلنج: عرف عام میں چیلنج جس موقعہ پر استعمال ہوتا ہے، ظاہر ہے۔مگر جماعت قادیان کی اصطلاح میں چیلنج کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں ایک بدیہی البطلان دعویٰ کے مدعی ہوں اور اس کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہ ہو یا جس امر کی جواب دہی سے بالکل عاجز ہوں۔ وہاں اپنے عجز کو چھپانے اور اپنی فرضی قوۃ کے اظہار کے لئے فریق مخالف کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ ناظرین اکثر دیکھتے ہیں کہ خاتمیت نبوت حضرت خاتم الانبیاءﷺ سے انکار اور مرزا قادیانی کی نبوت ورسالت کے بدیہی البطلان دعوے پر جماعت قادیان کی طرف سے چیلنج دیا جاتا ہے۔اسی طرح علماء دیوبند کو چیلنج دیا گیا ہے کہ گیارہ امور کی تسلیم کو ثابت کریں۔جس کی کیفیت ناظرین کو ہمارے اشتہار نمبر۸ اور اس اشتہار نمبر۱۰ سے بخوبی واضح ہو چکی ہے۔

۶...... حسب سنت رسول اللہﷺ: جماعت قادیان کی اصطلاح میں حسب سنت رسول اللہﷺ سے مراد وہ امور ہوتے ہیں جس کا ثبوت اور وجود کہیں اقوال وافعال واحوال رسول اللہﷺ میں نہ ہو۔چنانچہ خود ایڈیٹر الفضل کا یہ دعویٰ کہ حسب سنت رسول اللہﷺ مباہلہ کر لیا جائے اور پھر شرائط میں ان امور کا پیش کرنا جن کا وجود وثبوت سنت رسول اللہﷺ میں نہیں ہے، اس کی دلیل ہے۔

۷...... تحریف: عرف لغت وشرع میں تحریف کے معنی کچھ ہوں۔مگر جماعت قادیان کے عرف میں تحریف کے معنی ایسے عام وشامل ہیں کہ کاتب سے سہواً ایک نقطہ زیادہ لگ گیا یا

کم ہوگیا یا کوئی حرف سہواً مقدم مؤخر لکھا گیا۔ سب تحریف میں داخل ہے۔ گو اس اصطلاح کے اعتبار پر جس قدر کلام اللہ طبع ہوکر شائع ہوئے ہیں۔ وہ سب محرّف بن جائیں اور گو خود مرزا قادیانی پر بھی ذیل تحریف کا الزام قائم ہو جائے۔ جیسا کہ ازالۃ الاوہام میں آیۃ شریفہ: ’’وانا علٰی ذھاب بہ لقادرون‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۵۷، خزائن ج۳ ص۴۵۵) میں سے ’’بہ‘‘ کو اڑا دیا یا آیۃ شریفہ: ’’وکانوا من قبل یستفتحون‘‘ کو بدل کر ’’کانوا یستفتحون من قبل‘‘ لکھا۔ یا ’’اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ‘‘ کو ’’اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ‘‘ لکھا۔ مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔

۸...... دیانت داری: جماعت قادیان کو ایک شخص مرتد سمجھ کر مباہلہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی تکالیف وحرج اوقات کا معاوضہ مالی لینا نہیں چاہتا اور نہ جماعت قادیان سے ضمانتی تحریر کا طلب گار ہے۔ اس وجہ سے کہ اجروثواب اخروی کو اپنی تکالیف اور حرج اوقات کا کافی سے زیادہ معاوضہ سمجھتا اور جماعت قادیان کا باوجود وعدہ کے میدان مباہلہ میں نہ آنے کو اپنی کامل فتح سمجھتا ہے۔ جماعت قادیان اس کو اپنی دیانت داری وراست بازی پر محمول کرتے ہیں۔ ناظرین ہمارے اشتہار نمبر۵ کو دیکھیں جس میں پوری توضیح کر دی گئی ہے۔

یہ آٹھ نمبر اصطلاحات قادیان کے بطور نمونہ بیان کئے گئے۔ ناظرین! ان کو دیکھ لیں کہ یہ اصطلاحات اس جماعت کی ہیں جن کو بایں شورا شوری دعویٰ مناظرہ ومباہلہ میں استعمال کر کے جان بچاتے ہیں۔

اصل مطالبات

معزز ایڈیٹر الفضل آپ نے اصل مطالبات سے گریز کرتے ہوئے دنیا کو اپنی مذبوحی حرکات کا تماشہ دکھلا دیا اور ثابت کر دیا کہ ان غیراختیاری حرکات میں بھی آپ بے نظیر اور واحد فرد ہیں۔ لیکن براہ مہربانی اب جلد از جلد اصل مطالبات کو پورا کر دیجئے اور جرأت وہمت کر کے میدان مناظرہ ومباہلہ یا مباہلہ بلاشرط میں نکل آیئے۔ اگر ہمت وجرأت ہے تو جیسا ہم نے اوّل لکھا تھا ترتیب عقلی وشرعی کے موافق اوّل حقیقی مناظرہ کر لیجئے۔ جس کے بعد مباہلہ ہو جائے اور اس سے آپ عاجز ہیں اور یقیناً عاجز ہیں تو مباہلہ بلاشرط کے لئے نکل آیئے اور ان دو ضروری مطالبات کو پورا کر دیجئے۔ مفہوم مباہلہ کے متعلق بہت ہیر پھیر کے

بعد بہت سی ندامتیں اور شکستیں اٹھانے کے بعد آپ نے جہاں اس آخری اشتہار نمبر۱۰ میں یہ لکھا ہے کہ مفہوم مباہلہ کے متعلق ہم علماء دیوبند کی تعریف سے اتفاق کرتے ہیں جو یہ ہے: ’’یعنی یہ کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوندتعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہو اس پر مسلط کردے۔‘‘

اس قدر اور لکھ دیجئے کہ کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوتا اور بعد مباہلہ ایسا کہنا غلط ہے اور بظاہر آپ کو اس لکھنے میں کچھ تامل نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب مباہلہ کی تعریف آپ کے نزدیک بھی وہی ہے جو علماء دیوبند نے کی ہے تو یہ تعریف جب ہی جامع مانع ہوسکتی ہے۔ جب کہ کوئی مباہلہ بددعا اور لعنت سے خالی نہ ہو اور جب یہ ہے تو آپ کو اس اقرار میں کیا تأمل ہے۔ ورنہ اس کے معنی صاف یہ ہوں گے کہ آپ کا یہ کہنا کہ ہم علماء دیوبند کی تعریف سے اتفاق کرتے ہیں غلط ہے یا یہ معنی ہوں گے کہ آپ ملزوم کا تو اقرار کرتے ہیں اور لازم کا اقرار کرنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ اس کا اقرار لازم آ گیا اور پھر اس طرح جان بچانا مباہلہ سے فرار کے مرادف نہیں تو کیا ہے۔ بات بہت مختصر ہے اب تأمل کیا ہے۔

علیٰ ہذا! آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت اس طرح کردیجئے کہ دنیا سمجھ لے کہ آثار مباہلہ کیسے ہونے چاہئیں اور وہ کس قسم کے آثار مباہلہ ہیں جن کے ظہور پر مباہلہ کو فیصلہ کی آخری صورت اور فیصلہ کن کہا جاسکے۔ ہم اپنے اسی اشتہار میں اوّل ثابت کر چکے ہیں کہ آثار مباہلہ کے متعلق جو آپ نے لکھا ہے وہ غلط ہے اس کو دیکھئے اور براہ مہربانی اس مختصر سی بات کو جلد طے کردیجئے تاکہ انعقاد مجلس مباہلہ میں تاخیر نہ ہو اور یہ منظور نہیں ہے اور اس سے عجز ہے تو پھر دنیا کو اور زیادہ مذبوحی حرکات کا تماشہ دکھلانا آپ کی ملت کو قوی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے بودے پن اور آپ کے عجز در عجز فرار کو اور زیادہ واضح کرتا ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمدﷲ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ وخاتم انبیائہٖ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین!

العبد المعتصم بحبل اللہ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری کان اللہ لہ، مدرس دارالعلوم دیوبند

۳؍ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷؍نومبر ۱۹۱۹ء

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائیت کا بیخ و بن سے

استیصال

(جماعت قادیان کے دعوہائے مناظرہ ومباہلہ کا خاتمہ)

مولانا عبدالسمیع انصاری دیوبندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمده و نصلّی علیٰ رسوله الکریم

جماعت قادیان کے دعوہائے مناظرہ ومباہلہ کا خاتمہ۔علماء دیوبند کے اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے سکوت محض اور

اشتہار نمبر۱۱ کے جواب میں بے سود ژاژ خائی

اہل حق اور جماعت قادیان کی باہمی اشتہاری مراسلت کو مسلمان ایک عرصہ سے دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک منصف ذی عقل اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ جماعت قادیان کو اہل حق سے نہ مناظرہ کی طاقت ہے اور نہ مباہلہ کی، نہ ان کے کسی اعتراض کا جواب دے سکتی ہے اور نہ ان کی کسی گرفت سے نکل سکتی ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم خود بھی اس امر کا اظہار کردیں کہ اس سوال وجواب اور اس تبادلۂ اشتہارات سے جو مقصود علماء دیوبند کا تھا۔ بحمداللہ اس طرح ظاہر ہوگیا کہ اب کسی قادیانی مرزائی کو خواہ وہ خاص قادیان میں ہو یا کسی مقام پر اور خواہ وہ کسی فریق سے تعلق رکھتا ہو، انکاروجود کی گنجائش نہیں رہی۔

لیکن قبل اس کے کہ ہم اس مضمون کی توضیح کرتے ہوئے عنوانات اشتہار ہذا کو (جس کو دیکھ کر مسلمان نہایت اشتیاق سے تفصیل سننے کے منتظر ہوں گے) ثابت کریں، بطور تمہید کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ناظرین! ہمارے اشتہار نمبر۱۰ کو جو بتیس (۳۲) صفحہ پر شائع ہوا ہے، ہاتھ میں اٹھالیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ اس اشتہار میں جماعت قادیان کی سترہ مذبوحی حرکات دکھلائی گئیں ہیں۔ چھ(۶) چیلنج ان کو دیئے گئے ہیں اور ان کی ان جدید اصطلاحات کا بھی راز فاش کیا گیا ہے۔جن کی آڑ میں وہ اپنے اس باطل مذہب کو چلانا، یا عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور اسی اشتہار نمبر۱۰ میں تحدی کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ جماعت قادیان کسی بات کا جواب نہیں دے سکتی اور اس طرح جماعت قادیان کی عجز ودرماندگی، جہل مرکب اور باطل پرستی کو دکھلا کر اصل مطالبات کو جن کی بدولت ان کو یہ ذلتیں اور ہزیمتیں نصیب ہوئیں، بطور خلاصہ آخر میں درج کردیا گیا۔ لیکن ہم کو یقین تھا اور جنہوں نے جماعت قادیان کے اشتہارات کو اوّل سے دیکھا ہے۔ وہ بھی اس یقین میں ہمارے ساتھ متفق ہوں گے کہ جماعت قادیان اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے عاجز محض ہے۔

اس لئے ہم نے اپنی عادت کے موافق راستہ کومختصر کرنے کے لئے اسی کے ساتھ اشتہار نمبر۱۱ جس کا عنوان (جماعت قادیان کی نجات کا مختصر راستہ تھا) شائع کر دیا تھا۔ اس اشتہار میں جماعت قادیان کو اس امر پر متنبہ کرتے ہوئے کہ وہ ان سب امور کے جواب سے عاجز محض ہے اور جس قدر جواب دینے کی کوشش کرتی ہے، اسی قدر زیادہ اس کی عجز ودر ماندگی کا اظہار ہوتا ہے) ڈھیل دی کہ وہ اشتہار نمبر۱۰ کے درپے نہ ہو جس سے حقیقتاً وہ عاجز ہے اور صرف دوسوالوں کو جو اصل مطالبات ہیں اور جن پر مباہلہ کا مدار ہے حل کر دے۔

اشتہار نمبر۱۰، ۱۱ کو دیکھ کر جماعت قادیان کے لئے صرف تین ہی راستے تھے۔ (۱) یا تو وہ اپنے آپ کو اہل حق کے مقابلہ سے عاجز سمجھ کر حقیقی نجات کے طالب ہوتے اور حقیقۃ الامر پر مطلع ہوکر مرزائیت سے توبہ کرتے اور ہمارا عنوان اصلی معنی میں صادق آتا۔ (۲) یا مذہب باطل کی حمیّت جاہلیہ کو جوش موجزن ہوتا تو گو ہم کتنی ہی مہلت دیتے اور جواب سے سبکدوش کرتے، مگر اسی تفصیل کے ساتھ جس طرح اشتہار نمبر۱۰ لکھا گیا ہے۔ ہر ایک امر کا جواب دینے کی کوشش کرتے۔ (۳) یا جب کہ خود ان کو اپنے عجز کا بدیہی علم ہے ہماری مہلت دینے کو غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے اور اشتہار نمبر۱۰ کے مضامین سے اس طرح اغماض واعراض کرتے کہ گویا نہ کسی نے لکھے اور نہ کسی نے دیکھے اور صرف ان دوسوالوں کا حل کر دیتے، جو اشتہار نمبر۱۱ میں لکھے گئے ہیں اور اس طرح گو حقیقی نجات تو ان کو نصیب نہ ہوتی، مگر ہاں! اس دار وگیر ورستخیز سے جو ان پر ان ناقابل رد مضامین سے قائم ہے خلاصی ہو جاتی۔

لیکن بدقسمت جماعت جہاں قبول حق کے مادہ سے محروم کر دی گئی اور توفیق ازلی نے ان کا ساتھ چھوڑا۔ وہیں عقل وفہم سے نابلد محض ہوگئی۔ اس کو اپنے جاہلانہ جوش میں اپنے نفع نقصان کی بھی خبر نہیں رہتی۔ جماعت قادیان کے لائق وفائق ایڈیٹر الفضل نے ہماری تھوڑی دیر کی ڈھیل کو عمر بھر کا پٹہ رستگاری سمجھ کر بڑے طمطراق سے اشتہار نمبر۱۱ کا جواب لکھا اور اس میں ظاہر کیا کہ علماء دیوبند اپنے اشتہار نمبر۱۰ کے مضامین سے (اس وجہ سے کہ تھوڑی ڈھیل دی) دست برداری کر لی اور ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ یہ قادیانی اشتہار نمبر۱۱ ہمارے پاس پہنچا اور وہ جس قدر مہمل مضامین اور بے تکی باتوں پر مشتمل تھا، اس کا اقتضاء یہ ہی تھا کہ ہم فی الفور اس کی قلعی کھول دیتے۔

لیکن ہم نے اس وجہ سے تأمل کیا کہ گو اس وقت تھوڑی دیر کی ڈھیل کو غنیمت سمجھ کر

اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے سکوت کیا گیا ہے۔ مگر شاید ایڈیٹر الفضل کو حواس درست ہونے پر یہ سمجھ میں آجائے کہ اشتہار نمبر۱۰ کے جواب نہ دینے سے مرزائی ملت کی بیخ کنی ہوتی ہے اور وہ الٹا سیدھا کچھ لکھ ماریں یا قادیان کی مرکزی جماعت میں ہمت وجرأت نہ ہو تو شاید کسی دوسری جگہ کے پرجوش حامی مذہب کو غیرت آجائے اور وہ مرزائیت کو مٹتا ہوئے دیکھ کر حمیت جاہلیہ کے جوش میں بھر جائے اور اشتہار کا جواب لکھ بیٹھے۔ ہمارا یہ عارضی سکوت اور تأمل تو اس وجہ سے تھا کہ اگر جماعت قادیان نے اشتہار نمبر۱۰ کا جواب لکھا تو ہم دونوں اشتہاروں کا جواب ایک ساتھ لکھیں اور کسی نے نہ لکھا تو اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے عاجز ہونے پر رجسٹری ہو جائے۔

مگر افسوس ہے ایڈیٹر الفضل پر کہ وہ اس عارضی سکوت کی غرض کو نہ سمجھے یا سمجھے تو جیسا کہ ان کے پیشرو کی مستمر عادت ہے عمداً مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا اور کچھ دنوں کے بعد الفضل میں ایک مضمون بعنوان (کہاں ہیں علماء دیوبند) طبع کرا کر بڑی طمطراق سے اپنی فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے علماء دیوبند کو نام بنام مخاطب کیا۔ لیکن یہ جرأت وہمت نہ ہوئی کہ اس فرضی مسرّت آمیز مضمون کا الفضل، دیوبند بھیج دیتے۔

ہم ممنون ہیں عبدالواحد خان صاحب میرٹھ کے مرزائی کے جنہوں نے الفضل کے اس مضمون کو بصورت اشتہار طبع کرا کر شائع کر دیا۔ گو انہوں نے بھی اس کو ہمارے پاس نہیں بھیجا۔ تاہم وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے ہمارے پاس پہنچ گیا۔ جس وقت ہم الفضل کے اس مضمون پر مطلع ہوئے تو ہم کو اطمینان تو ہو گیا کہ ایڈیٹر الفضل اور خلیفۃ المسیح قادیان اور تمام قادیانی ہمارے اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے ایسے عاجز ہیں کہ الٹا سیدھا کچھ نہیں لکھ سکتے۔ لیکن ہم نے کچھ دیر تک تأمل کرنا مناسب سمجھا اور جب آپ کا مضمون بعنوان (کیا علمائے دیوبند ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے) شائع ہوا تو کلی اطمینان ہو گیا کہ جماعت قادیان اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے عاجز محض ہے اور اب ہم کو حق ہو گیا کہ اشتہار نمبر۱۰ کے عجز وسکوت کو ایک مسلم امر سمجھ کر اس سکوت کے نتائج دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔

ناظرین! ہم اپنے اس نمبر۱۲ میں اوّل اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے عجز وسکوت کے نتائج بیان کریں گے۔ اس کے بعد اشتہار نمبر۱۱ کا جو جواب ایڈیٹر الفضل نے دیا ہے۔ اس پر تنقید کریں گے اور پھر الفضل کے ہر دو مضمون بعنوان (کہاں ہیں علماء دیوبند) پر ایک نظر ڈالیں گے اور آخر میں بطور خلاصہ چند ضروری سوالات لکھیں گے۔ ناظرین! متوجہ ہو کر دیکھیں

اور جماعت قادیان کی عجز و درماندگی اور اس پر اس جرأت و بے باکی کو ملاحظہ فرمائیں۔

اشتہار نمبر۱۰ کا جواب نہ دے سکنے سے کیا نتائج حاصل ہوئے؟

ناظرین! ہمارا اشتہار نمبر۱۰ عام طور پر شائع ہوچکا ہے، کسی نے نہ دیکھا ہوتو اب دیکھ لے اور جن حضرات نے دیکھ لیا ہے وہ ایک مرتبہ پھر اٹھا کر دیکھ لیں۔ آپ کو اس اشتہار میں جماعت قادیان کی سترہ مذبوحی حرکات نظر پڑیں گی۔ آپ اس میں ان چھ(۶) چیلنجوں کو دیکھیں گے جو بڑی تحدّی کے ساتھ قادیانی ملت کاذبہ کے ہر فرد کو دیئے گئے ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس طرح مرزا قادیانی کا حیلہ ساز مفتری اور کذاب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ آپ کو جماعت قادیان کی ان جدید اصطلاحات کا بھی علم حاصل ہوگا، جن کے استعمال سے وہ اپنے اس بودے مذہب کو قائم رکھنے کی کوشش کر کے بناء فاسد علی الفاسد کا تماشا دکھلاتی ہے۔ آپ اس پر بھی مطلع ہوں گے کہ مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ کی توضیح وتعیین، مباہلہ کے فیصلہ کن ثابت کرنے میں کس طرح جان بچاتی ہے اور اس مختصر مگر نہایت ضروری اور موقوف علیہ امر کو طے کرنے میں جس کے بدوں مباہلہ منعقد نہیں ہوسکتا کتنے چکر کھائے ہیں اور اپنے اشتہارات میں متضاد اور متخالف باتیں لکھ کر خود اپنی بدحواسی ونادانی وجہل مرکب کا کس طرح ثبوت دیا ہے۔

غرض اشتہار نمبر۱۰ ایک برق خرمن سوز ہے، جس نے ایک طرف مرزائیت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے تو دوسری طرف جماعت قادیان کی تمام حیلہ سازیوں اور چالاکیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس اشتہار نمبر۱۰ کو دیکھ کر آپ بآسانی ان نتائج پر پہنچ سکتے ہیں۔

نتیجہ نمبر اوّل

مرزائیت کا مدار مرزا قادیانی کے نبی ہونے پر ہے اور مرزا قادیانی نبی ہونے کے لئے اول تو یہ ضروری ہے، کہ گو مرزا قادیانی کے جانشین مرزا قادیانی کو نبی مرسل من اللہ اور ان کی نبوت کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ مگر جماعت قادیان پر اس امر کا ثابت کرنا فرض ہے کہ خود مرزا قادیانی نے اپنے لئے دعویٰ نبوت کیا ہو ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کے متضاد ومتناقض اقوال سے یہ منقح نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی اپنے لئے کس منصب کے قائل تھے اور ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ تمام مرزائی مرزا قادیانی کے متضاد اقوال کی تطبیق اور ان کے دعویٰ نبوت کی تنقیح سے عاجز محض ہیں۔ دیکھو ہمارے اشتہارات نمبر۴، ۵، ۶، ۷، ۸ اور ان

کے بعد نمبر ۱۰ کو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کہ ہم نے اشتہار نمبر ۴ میں مرزا قادیانی کے متضاد اقوال نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے خود اپنے لئے کسی دعویٰ کو منقح نہیں کیا اور اس وقت سے ہم ہر اشتہار میں اس مسئلہ کو پیش کرتے رہے اور ایڈیٹر الفضل جان بجاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اشتہار نمبر ۸ میں بذیل گیارہ امور نمبر اوّل میں لکھا (انہوں نے دعویٰ کو منقح کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کو بھی تسلیم کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متناقض ومتعارض اقوال کی صحیح توجیہہ سے عاجز ہیں اور کوئی دعویٰ منقح نہیں کر سکتے)

اس کے بعد اشتہار نمبر ۱۰ میں آپ کی بارہویں مذبوحی حرکت دکھلاتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کو ان گیارہ امور کے تسلیم سے انکار نہیں ہو سکتا، جن میں سے ایک دعویٰ نبوت کی تنقیح اور مرزا قادیانی کے متناقض اقوال کی تطبیق ہے اور پھر آپ کو بایں الفاظ چیلنج دیا ہے کہ (ہم نے گیارہ امور کا تسلیم کرنا آپ کے ذمہ لگایا ہے، آپ کو تسلیم نہیں تو ان گیارہ امور میں جو الزام آپ پر قائم کئے گئے ہیں۔ ان کا جواب آپ اور آپ کی جماعت میں سے جس میں ہمت ہو دے)

اور جب آپ اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکتے، بلکہ اس عجز کو اپنی شاندار فتح سمجھتے ہیں جیسا کہ آپ کے مضمون مندرجہ اشتہار نمبر ۱۱ سے واضح ہے اور نہ تمام امت مرزائیہ کے کسی فرد میں اس کے جواب کی ہمت ہوئی تو فرمایئے مرزائیت کا استیصال ہو گیا یا نہیں؟

دوسرے یہ ضروری ہے کہ مرزا قادیانی کے اندر وہ اخلاق وملکات اوصاف وکمالات ہوں جو ایک نبی مرسل من اللہ کے اندر ہونے ضروری ہیں اور یا کم سے کم وہ ایک نیک انسان تو ہوں۔ لیکن ہم نے مرزا قادیانی کی حیلہ سازی، عیاری اور افتراء پردازی سے ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ وہ ایک نیک انسان بھی نہیں ہیں۔ آپ ہمارے تمام اشتہارات کے دیکھنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔ صرف بطور خلاصۃ الاحوال ہمارے اشتہار نمبر ۱۰ میں سے چوتھے چیلنج کو دیکھ لیں، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے حسب عادت مستمرہ بخاری شریف پر بہتان لگایا ہے؟

فرمایئے! جب مرزا قادیانی کو نیک انسان بھی ثابت نہیں کر سکتے تو مرزائیت کا استیصال ہو گیا یا نہیں۔

نتیجہ نمبر دوم

مباہلہ ومناظرہ کی حاجت باقی نہ رہی، بلکہ مباہلہ سے جو غرض غایت تھی، یعنی امتیاز

حق وباطل وبطلان مذہب قادیانی تھی وہ حاصل ہوگئی۔ کیونکہ جماعت قادیان مباہلہ ومناظرہ تو مرزاقادیانی کے نبی مرسل من اللہ ہونے پر کرتے ہیں اور جب کہ مرزائیت کا قصر منہدم ہوگیا، تواب مباہلہ کس غرض کے لئے کیا جاتا ہے۔

نتیجہ نمبر سوم

جماعت قادیان کے دعویٰ مباہلہ ومناظرہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا، جماعت قادیان کی مستمر عادت تھی کہ اپنے باطل مذہب کو مٹتا دیکھ کر اہل حق کی کسی جماعت کے مقابلہ میں مناظرہ یا مباہلہ کے لئے آمادہ ہوگئی۔ جس کو دیکھ کر سادہ لوح خیال کرنے لگتے تھے کہ کوئی بات تو ہوگی، جس کے اعتماد پر جمہور اہل حق سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہیں۔

مناظروں میں ذلت ورسوائی اٹھا کر آخر میں صرف دعوت مباہلہ ہی ان کے لئے ایک سپر رہ گئی تھی اور اس دعوت سے کبھی ان کا مقصود مباہلہ کرنا نہ ہوتا تھا، بلکہ یا تو غیرضروری شرائط کی الجھنیں ڈال کر مباہلہ کو ٹلا دینا یا بالفرض سرہی آپڑا تو مرزاقادیانی کی تاویلات باطلہ اور مکر اور حیلہ سے کام لے کر بحث کو طول دینا اور اس طرح دنیا کو اپنے مکر وحیل کے تماشے دکھلانا اور مباہلہ کی سب کارروائی کو گاؤخورد کر دینا ہوتا تھا۔ جماعت قادیان اپنی بدقسمتی سے سمجھ بیٹھی، کہ علماء دیوبند کو دعوت دینے میں مرزائیت کو فروغ زیادہ ہوگا، مگر ان کو خبر کیا تھی کہ اس دعوت سے ہمیشہ کے لئے ان کے دعویٰ مباہلہ کا خاتمہ ہوجائے گا۔ علماء دیوبند جماعت قادیان کے اصول کید وحیلہ سازی کو اس طرح واشگاف کر دیں گے کہ اس کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ کسی مرزائی کو اہل حق کے مقابلہ میں آنے کی ہمت ہی نہ ہوسکے گی اور کہیں کوئی قادیانی بوجہ جہل مرکب کھڑا بھی ہوگیا تو یہی اصولی کار آمد مباحث جو علماء دیوبند نے بتلائے ہیں، اس کے رسوا کرنے اور ان کے دعوؤں کو نیست ونابود کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔

جماعت قادیان تونے دیکھا بھی کہ حق تعالیٰ کا فضل کس طرح اہل حق کے ساتھ ہے، علماء دیوبند کے مقابلہ میں جو ذلت ورسوائی ہوئی، اس سے قبل کبھی نہ ہوئی ہوگی اور یہ مزید برآں کہ ہمیشہ کے لئے تیری ظاہری اور نمائشی مردانگی کا بھی خاتمہ ہوگیا اور یہی مقصد علماء دیوبند کا تھا کہ یا حقیقی طور پر مباہلہ ہوجائے یا تیرے کید ومکر کا انکشاف اس طرح ہوجائے کہ آئندہ کو اس ادّعاء باطل کے قابل نہ رہے، ان کا یہ مقصد پوری طرح حاصل ہوگیا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً!

نتیجہ نمبر چہارم

جماعت قادیان مناظرہ سے دور بھاگتی تھی اور اس کے تصور سے روح فنا ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہوئی کہ باوجود ہمارے اصرار کے بھی اس پر آمادہ نہ ہوئی اور ہم نے بھی اس مناظرہ سے جو میدان مباہلہ میں قبل از مباہلہ ہوتا درگزر کی، لیکن اصولی اور ضمنی مباحث میں مناظرہ پوری طرح ہوکر ان کا عجز واضح ہوگیا اور وہ نہ سمجھے کہ یہ مناظرہ ہورہا ہے۔ ناظرین نے دیکھ لیا کہ اہل حق نے کس طرح قیل وقال کے راستے بند کردیئے اور کیونکر مناظرہ تمام ہو کر جماعت قادیان کو ہر معاملہ میں سکوت ہوا۔ آپ طرفین کے اشتہارات مسلسل ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کو کالشّمس واضح ہوجائے گا کہ جو گرفت کی گئی جماعت قادیان اس سے نکل نہ سکی۔ جو دلیل پیش کی اس کا جواب نہ دے سکی۔ **والحمدﷲ علی ذلک!**

اشتہار نمبر۱۱ کے جواب میں جماعت قادیان کی بیہودہ سرائی

اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے سکوت وعجز کے نتائج پر مطلع ہوکر اب آپ اشتہار نمبر۱۱ کے جواب کو ملاحظہ فرمائیں۔ جماعت قادیان کے اشتہار نمبر۱۱ کا خلاصہ چند امور ہیں جن کو ہم نقل کر کے ساتھ ہی ساتھ اصل حقیقت کا اظہار بھی کرتے جائیں گے۔

امر اوّل

ایڈیٹر الفضل اپنے اشتہار نمبر۱۱ میں فرماتے ہیں:

گویا ایک طرف تو طولانی سوال وجواب میں پھنس کر اصل مبحث کے گم ہوجانے کے خطرہ کو تسلیم کرتا ہے اور دوسری طرح باوجود ہمارے بار بار روکنے کے لمبے چوڑے، اشتہارات کو کافی نہ سمجھ کر طولانی سوال وجواب کی بھول بھلیاں تعمیر کرنے کے لئے رسالے لکھ رہا ہے، تاکہ اصل مبحث گم کردے۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس غلط کاری پر اسے خود بھی ندامت اور شرمندگی لاحق ہوئی ہے اور اسی لئے وہ رسالے کے پورے ایک ماہ بعد مختصر اشتہار لکھنے اور اس میں یہ الفاظ درج کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ: ’’ہم اپنے مطالبات اور مواخذات سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہوکر صرف دو سوالات پر اکتفاء کرتے ہیں جس کے تصفیہ کے بدوں یا تو مباہلہ منعقد ہو ہی نہیں سکتا اور یا اس کا انعقاد لغو اور بے سود ہوگا۔‘‘

ناظرین! اس سے قبل کہ ہم ایڈیٹر الفضل کے اس ارشاد پر کچھ عرض کریں امور ذیل پر خیال فرمالیں۔

۱...... (۱) توضیح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار مباہلہ۔ (۲) حسب اصول مرزا قادیانی مباہلہ کا فیصلہ کن ثابت کرنا۔ (۳) مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو ان کے مختلف اور متضاد اقوال وعادات میں تطبیق دے کر ثابت کرنا، ہمارے اصل مطالبات ہیں جو اشتہار نمبر۵ اور اس سے بھی قبل سے شروع ہیں اور اس درمیان میں بہت سے ضمنی مباحث آتے رہے، جن کے اندر جماعت قادیان سے جدید مطالبات ہوتے رہے اور ان پر شدید مواخذات پیدا ہوتے رہے۔

۲...... علماء دیوبند نے ہر اشتہار میں ضمنی مباحث کے اندر جماعت قادیان کو اس طرح عاجز کر کے دکھلایا کہ اس کو کچھ بھی گنجائش باقی نہ چھوڑی اور ان کو اس مناظرہ کا پورا مزہ چکھا دیا، جس سے وہ بھاگتی تھی۔ ضمنی مباحث میں اس کے عجز کو ظاہر کرتے اور اپنی فتوحات کو دکھلاتے ہوئے ہر اشتہار میں اصل مطالبات کو جدا قائم کرتے رہے اور اس اصل گرفت کو (جن پر مدار مباہلہ ہے اور وہی بات ایسی ہے جس کے تصور سے جماعت قادیان کے بدن میں لرزہ پڑتا اور بدحواسی طاری ہوتی ہے) کبھی ڈھیلا نہیں ہونے دیا۔

۳...... جماعت قادیان نے اصل مطالبات سے گریز کرنے کے ہر موقع پر حیلہ سازی سے کام لیا، ادھر ادھر کی باتوں میں الجھ کر اصل مطالبات کو بھلا دینا چاہا۔ علمائے دیوبند ہر موقع پر ان کو گھیر کر راہ فرار مسدود کرتے رہے اور ان کے عجز کو واشگاف کر کے دنیا پر واضح کر دیا کہ جماعت قادیان علماء دیوبند کی ایک گرفت سے بھی نہیں نکل سکتی۔ لیکن چونکہ ان کو علم تھا کہ جماعت قادیان محض بے بصیرت اور بے بصر ہے، اس کو اصل مطالبات وضمنی مباحث میں فرق کرنے کا مادہ نہیں اور نہ ان میں اتنی لیاقت ہے کہ بہت سے مضامین کا خلاصہ نکال سکے۔ اس لئے یہ بار بھی اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ بیس صفحات کے اشتہار نمبر۸ کا خلاصہ بھی دو صفحہ کے مختصر اشتہار نمبر۹ پر ساتھ ہی شائع کر دیا۔

۴...... اشتہار نمبر۱۰ میں بسط وتفصیل کے ساتھ جماعت قادیان کی سترہ مذبوحی حرکات دکھلائیں۔ ان کو چھ (۶) چیلنج دیئے۔ ان کی اصطلاحات جدیدہ کا پردہ فاش کیا اور بایں ہمہ اصل مطالبات کو پھر بھی مضبوطی سے تھامے رکھا۔ چنانچہ اشتہار نمبر۱۰ کے صفحہ آخر پر ایک عنوان اصل مطالبات کا قائم کیا گیا، لیکن جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے، یہ سمجھ کر کہ جماعت

قادیان میں اصل مطالبات وضمنی مباحث کے اندر فرق کرنے کا مادہ نہیں۔ یا یہ کہ وہ عمداً اس اختلاط کو اپنے لئے جان بچانے کا بہانہ نہ بنالے اس کے ساتھ ہی ایک مختصر اشتہار نمبر۱۱ بھی شائع کر دیا۔ جس میں اس امر کو ظاہر کرتے ہوئے کہ جماعت قادیان اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے عاجز ہے، اصل مطالبات کو مستقل صورت میں قائم رکھا۔

۵...... اشتہار نمبر۱۱ کی غرض وغایت ہماری تحریر سے بالکل ظاہر ہے کہ جماعت قادیان کی تعجیز اور ان کے عجز کا اظہار ہے اور اس کے ساتھ ہی حقیقی نجات کا راستہ دکھلا کر ان پر یہ احسان کیا گیا ہے کہ جب کہ وہ ان امور کے جواب سے حقیقۃً عاجز ہیں اور ان کے درپے ہونے سے اور زیادہ ان کی رسوائی اور مضحکہ خیزی ہوگی اور اس سے زیادہ مذبوحی حرکات ظاہر ہوں گی۔ وہ ہمارے ڈھیل دینے کو غنیمت سمجھ کر ان امور کے درپے نہ ہوں۔ بلکہ اصل مقصود مباہلہ کے متعلق ان باتوں کو طے کر دیں جن پر مباہلہ کا مدار ہے۔ یعنی توضیح مفہوم مباہلہ وتعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت وغیرہ!

ان پانچ باتوں کو دیکھ کر معروضات ذیل کو ملاحظہ فرمائے جائے۔

الف...... ہم نے اپنے اشتہار نمبر۱۱ میں جہاں جماعت قادیان کو ان الفاظ میں مہلت دی (لہٰذا ہم اپنے مطالبات ومواخذات سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہوکر صرف ان دو سوالات پر اکتفاء کرتے ہیں جن کے تصفیہ کے بدوں یا تو مباہلہ منعقد ہی نہیں ہوسکتا اور یا اس کا انعقاد لغو وبے سود) وہیں اسی اشتہار نمبر۱۱ میں اوپر کی سطروں میں اپنے اشتہار نمبر۱۰ کے چند اہم مضامین کا خلاصہ لکھتے ہوئے، یہ الفاظ بھی لکھے ہیں۔ (ہم بالیقین جانتے ہیں اور دنیا کو اس کی تصدیق ہوجائے گی کہ جماعت قادیان ان سب امور کے جواب سے عاجز محض ہے اور جس قدر جواب دینے کی کوشش کرتی ہے اسی قدر زیادہ اس کے عجز ودرماندگی کا اظہار ہوتا ہے)

ان صریح الفاظ کو دیکھ کر جماعت قادیان کے کسی فرد کو غیرت نہ آنا اور کسی قسم کے جواب دینے کی کوشش نہ کرنا۔ کیا عجز کا اعتراف نہیں ہے اور کیا علمائے دیوبند کی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی کہ (دنیا کو اس کی تصدیق ہوجائے گی) اور کیا اس کے بعد بھی جماعت قادیان کو اہل حق سے الجھنے اور برسر مقابلہ آنے کا موقع باقی رہا ہے۔

ب...... الفاظ مذکورہ کو دیکھ کر غیرت نہ آنا اور ڈھیل دینے والے الفاظ کو اپنے لئے شاہراہ بنانا کیا اس کی دلیل نہیں کہ جماعت قادیان نے اس ڈھیل کو غنیمت سمجھ کر اشتہار نمبر۱۰ کے جواب دینے کو تکلیف مالایطاق سمجھا۔

ج...... ہم نے اپنے اشتہار نمبر۱۰ کے مطالبات وموخذات سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہوکر صرف دوسوالات پر اکتفاء کیا تو اس کو جماعت قادیان نے رستگاری کا دائمی پٹہ کیسے سمجھ لیا۔ اگر فی الواقع جماعت قادیان کے پاس ہمارے مواخذات سے نکل جانے اور مطالبات سے عہدہ برآ ہونے کا سامان ہوتا یا اس میں اپنے مذہب وملت کی حمایت کی ہمت وجرأت ہوتی یا اس رسوائی پر کچھ غیرت آتی تو ان کو چاہئے تھا کہ اشتہار نمبر۱۰ کے مطالبات کا جواب تو اس طرح لکھتے جیسے ہم نے مواخذات قائم کئے تھے اور اشتہار نمبر۱۱ کا جواب لکھ کر ان دونوں سوالوں کا جواب دیتے، تماشا ہے کہ ان الفاظ نے تو اس کی غیرت میں جوش پیدا نہ کیا (کہ جماعت قادیان ان سب امور سے عاجز ہے) اور تھوڑی دیر کی مہلت کو اپنے لئے دستاویز رستگاری بنالیا۔ حالانکہ اشتہار نمبر۱۱ میں دونوں مضمون موجود ہیں۔

د...... جب کہ اشتہار نمبر۱۰ کے مطالبات ومواخذات کا جواب دینے سے عجز ہے اور غیرت دلانے اور اکسانے پر بھی جواب کی ہمت نہ ہوئی تو کیا مرزا قادیانی کی حیلہ سازی واضح نہ ہوگئی اور کیا مرزائی گروہ کے تمام افراد کا اپنے مقتداء کی حمایت سے عاجز ہونا اور خود جماعت قادیان کا اپنے اوپر سے اعتراضات اٹھانے کے ناقابل ہونا ثابت نہ ہوگیا اور کیا اس طرح مرزائیت کا استیصال نہ ہوگیا۔ کیونکہ اس اشتہار نمبر۱۰ میں اس کو واضح کردیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کے متضاد ومتہافت اقوال میں تطبیق اور دعویٰ نبوت کی تنقیح نہیں ہوسکتی۔ حالانکہ یہی دعویٰ مذہب کا سنگ بنیاد ہے اور اسی اشتہار نمبر۱۰ میں چیلنج نمبر۴ کے اندر مرزا قادیانی کا بخاری شریف پر بہتان لگانا اور مرزا قادیانی کا مفتری ہونا ثابت کیا گیا ہے اور یہ کہ کوئی مفتری شخص بھی نبی ہوسکتا ہے؟

ہ...... دوران کلام یا مناظرہ میں جس طرح اصلی مباحث کے ساتھ ضمنی مباحث کا آنا لازمی اور قدرتی امر ہے۔ اسی طرح ان دونوں میں فرق سمجھنا لازمی اور ہر ایک مبحث کو اس کے درجہ پر رکھنا ضروری ہے۔ فریقین مناظرہ اگر اہل علم ودانش یا صاحب دیانت وراست بازی ہوتے ہیں تو کلام اگرچہ کتنا ہی طویل ہوجائے اور ضمنی مباحث میں بات کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔ لیکن نہ ان کو ان مباحث کے فرق سمجھنے میں التباس ہوتا ہے اور نہ سوالات وجوابات کا طولانی سلسلہ راستہ کو ان کے لئے بھول بھلیاں بناتا ہے۔ وہ ہر قدم کو سمجھ کر اٹھاتے اور رکھتے ہیں اور پیچیدہ سے پیچیدہ گھاٹیاں دانشمندی اور بصیرت کے ساتھ طے کرتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔

اہل علم کی تصانیف اور مناظروں سے ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔ ہاں! اگر کوئی فریق صاحب علم و دانش نہیں تو بوجہ اس کی کوتاہی علم کے مباحث عقلی ان کے لئے بھول بھلیاں بن جاتے ہیں۔ ادھر ادھر ٹکراتا پھرتا ہے اور اگر فقدان علم و عقل کے ساتھ دیانت وراست بازی سے بھی معرّا ہے تو وہ ان ضمنی مباحث کو جس سے اس کو خلاصی ملنا ممکن نہیں ہے۔ بالعمد بھول بھلیاں بنا کر اصل مقصد سے فرار کا ذریعہ بناتا ہے۔

اسی قاعدہ کے موافق جماعت حقہ علماء دیو بند نے اصلی مباحث میں بھی جماعت قادیان کی بے علمی جہل اور عجز کو خوب کھولتے ہوئے۔ اس کو اس کا موقع بھی نہ دیا کہ وہ اصلی اور ضمنی مباحث اور مقصد کی عدم تمیز کو اصل مقصد سے فرار اور جان چھڑانے کا بہانہ بنا سکے۔

جماعت قادیان خوب یاد رکھے کہ علماء دیو بند نے جو کچھ لکھا علی البصیرۃ لکھا وہ ہر ایک بحث کی غرض و غایت ہر کلام کے مسقط ہر لفظ کی منشاء کو سمجھ کر لکھتے ہیں، لیکن یہ سیدھے صاف سچے اور بدیہی امور آپ کے لئے بھول بھلیاں بن جاتے ہیں یا آپ بنا لیتے ہیں۔ اس لئے علماء دیو بند نے اوّل ہی سے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ ضمنی مباحث میں آپ کے عجز کو خوب ظاہر کر کے پھر آپ کو اصل مقصد کی طرف لاتے ہیں۔ اشتہار نمبر۱۰ و ۱۱ میں بھی ایسا ہی کیا۔ مگر افسوس ہے آپ کی کوتاہ عقلی لاعلمی یا بالعمد حق پوشی و حیلہ سازی پر کہ آپ صحیح مطلب سمجھنے یا صحیح جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے یا اس کی کوشش نہیں کرتے اور عمداً اغماض کرتے ہیں۔

و...... اشتہار نمبر۱۰ کے مضامین سے تھوڑی دیر کے لئے ڈھیل اور اصلی مطالبات کا مواخذہ تعجیز اُٹھا اور اس کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ دشمن کا محاصرہ تام کر لیا جائے اور اس کو زخمی کر کے اس طرح ہاتھ پیر باندھ کر چھوڑ دیا جائے کہ حرکت پر قادر نہ رہے اور پھر اس سے کہا جائے کہ تم سمجھ لو کہ تمہارے ہاتھ پیر بندھے ہوئے یا بدن زخمی نہیں ہے اور اس محاصرہ سے نکل جاؤ۔ ظاہر ہے کہ جو اس درجہ مجبور و مقہور عاجز و درماندہ ہے وہ اگر آزاد مطلق العنان بھی ہو جائے۔ تو اپنے ضعف و عجز کے باوصف ایسے قوی مدمقابل کے محاصرہ سے کیونکر نکل سکتا ہے، جب کہ اسی مدمقابل کی قوت نے اس کو اس قدر عاجز زخمی و مقید کر دیا ہے۔

یہی حال جماعت قادیان کا ہے ان کو اصلی مطالبات کے گھیرے میں اس طرح لے لیا گیا ہے کہ وہ کبھی اس سے نکل نہیں سکتی اور انہیں مطالبات کے ضمنی مباحث میں اس کو عاجز و درماندہ کر کے مقیّد و لاچار بنا دیا گیا ہے اور پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ لو ہم ان ضمنی مباحث کی گرفت

سے تھوڑی دیر کے لئے مہلت دیتے ہیں، تم اصل مطالبات سے نکل جاؤ اور اس محاصرہ کو توڑ دو۔ لیکن کیا دنیا میں جماعت قادیان کے سوا کوئی اور بھی ایسا دانشمند ہے جو اس کا یہ مطلب سمجھ لے کہ ان کو ان الزامات سے سبکدوش کیا گیا اور کیا کوئی ایسا بھی ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ فرض کر لینے سے امور واقعیہ بھی معدوم ہو جاتے ہیں۔ ہم ہزار ڈھیل دیتے اور اصرار بھی کرتے کہ جماعت قادیان ہمارے ان الزامات کا جس کے من جملہ مرزا قادیانی کا مفتری ہونا بھی ہے جواب نہ دے، لیکن ان کا فرض تھا کہ ان الزامات کی غیر واقعیت کو ثابت کرتی۔ اپنے کو اور مرزا قادیانی کو ان الزامات سے بری ثابت کرتی۔ درحقیقت یہ حصہ ہے جماعت قادیان کا جس نے اس ملت کاذبہ کی حمایت میں دین و دیانت عقل وانصاف کے ساتھ حیاوغیرت کو بھی رخصت کر دیا ہے۔

ز...... حق تعالیٰ دلائل قاہرہ قائم فرما کر استیصال و بیخ کنی کے لئے کفار اور اہل باطل کو مہلت دیتا ہے، اس امہال واملا کو اہل باطل اپنی حقانیت اور قوت کی دلیل سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن بالآخر بطش شدید کے نتائج بھگتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے استیصال ہو جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اہل حق نے اشتہار نمبر۱۰ میں بدلائل قاہرہ قطعیہ جماعت قادیان کے عجز اور مرزائیت کے بطلان کو ثابت کر کے اشتہار نمبر۱۱ میں ڈھیل دی جس کو اس جماعت نے غنیمت سمجھا اور اس طرح تمام جماعت قادیان پر مہر سکوت لگ گئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت ورسوائی کا ٹیکہ ان کی پیشانی پر لگ گیا۔

جماعت قادیان کے وکیل مطلق واحد صاحب فضل وکمال ایڈیٹر الفضل فرمایئے۔ کیا علمائے دیوبند نے اشتہار نمبر۱۰ کے ناقابل رد مطالبات ومواخذات کے جواب سے تھوڑی دیر کے لئے مہلت دے کر سارے مضامین کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا؟ یا قادیان کی وسیع الماریوں میں مقفل کر کے آپ کی عجز ودرماندگی ذلت ورسوائی کی یادگار قائم کر دی اور آپ کی زبانوں پر مہر سکوت لگا دی۔

اور کیا مفتری کی کتابوں سے ان کا مفتری کذاب حیلہ جو مکار ہونا ثابت کر کے فقط اس قدر کہہ دینے سے کہ تھوڑی دیر کے لئے ہم ان سخت مواخذات سے ڈھیل دیتے ہیں۔ آپ ان الزامات کے رفع کرنے سے سبکدوش ہو گئے۔ یا جن کتابوں سے مرزا قادیانی کی عبارات نقل کر کے ان کا متصف باوصاف مذکورہ ہونا ثابت کر دیا ہے۔ وہ کتابیں صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئیں یا وہ عبارات اس میں محو ہو گئیں یا متضاد اقوال اور افتراء کی جواب دہی ضروری نہ رہی۔ اے شعبدہ باز اور حیلہ جو جماعت کے افراد کچھ تو سمجھو، کیا آخر تمہارے

سامنے نہیں، کیا تم کو اس پر ایمان نہیں کہ دار آخرت دار جزاء ہے اور وہاں یہ مکاریاں اور فتنہ اندازیاں مجسم عذاب بن کر سامنے آئیں گی۔

امر دوم...... مفہوم مباہلہ

اشتہار نمبر ۱۱ میں ہم نے اشتہار نمبر ۱۰ کے ناقابل تردید مطالبات ومواخذات سے تھوڑی دیر کے لئے مہلت دیتے ہوئے اصل مقصد کے متعلق جو سوالات کئے تھے ان میں اوّل وہی مفہوم مباہلہ کی توضیح ہے جس کے نام سے جماعت قادیان پر قیامت قائم ہوجاتی ہے۔ ہزاروں ذلتیں ہزیمتیں گوارا کرتے ہیں، مگر توضیح مفہوم مباہلہ کا نام نہیں لیتے اور نہ علمائے دیوبند کے مطالبہ کو پورا کرتے ہیں۔

ناظرین! اوّل اس مطالبہ کی ابتداء اور قادیانی جماعت کے جواب کی نیرنگیاں مختصراً ملاحظہ فرمائیں ہم نے یہ دیکھ کر کہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے ساتھ مباہلہ کر کے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بعد میں جب ضرورت پڑی تو مرزا قادیانی نے کہہ دیا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی۔ اپنے اشتہار نمبر ۵ میں یہ مطالبہ کیا کہ انعقاد مباہلہ سے قبل مفہوم مباہلہ کی توضیح کر دی جائے اور بتلا دیا جائے کہ وہ مباہلہ کونسا ہے جو بددعا سے خالی ہوتا ہے۔ اس سوال کی ضرورت تو ظاہر ہے اور جماعت قادیان جواب دینا چاہتی تو سہل تھا یا تو کہتی کہ ہاں کوئی مباہلہ ایسا بھی ہوتا ہے جو لعنت اور بددعا سے خالی ہوتا ہے یا کہتی کہ کوئی مباہلہ لعنت وبددعا سے خالی تو نہیں ہوتا، مگر مرزا قادیانی نے غلطی کی۔ مگر دونوں جوابوں میں موت سامنے نظر آتی تھی، اس لئے اصل جواب سے اعراض کر کے اپنے اشتہار میں لکھا کہ ہمیں سخت تعجب ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس ہوتے ہوئے آپ کو اب تک مباہلہ کا مفہوم معلوم نہیں۔

اس پر ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۶ میں لکھا کہ ہم نے مباہلہ کا لفظ اسی معنی میں استعمال کیا ہے جو قرآن کریم کی آیت کا مدلول ہے۔ لیکن ہم تو اصول مرزا قادیانی کے موافق مفہوم مباہلہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ کے ضمیر نے کیونکر اس کہنے کی اجازت دی کہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس ہوتے ہوئے آپ کو اب تک مفہوم مباہلہ معلوم نہیں۔

اس سخت اور بھاری اعتراض کے جواب میں جماعت قادیان کے مشہور لائق ایڈیٹر نے اپنے اشتہار نمبر ۸ میں ایک حرف بھی نہ لکھا تو ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۷ میں لکھا کہ جماعت قادیان کا اشتہار نمبر ۸ اوّل سے آخر تک پڑھ جایئے، اس کے متعلق ایک حرف بھی

اس میں نظر نہ پڑے گا جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ آپ نے اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا اور مان لیا کہ جب آپ یہ لکھ رہے تھے تو آپ کا ضمیر بھی اندر سے آپ پر نفریں کررہا تھا۔ پھر اسی اشتہار نمبر۷ میں نے ہم لکھا کہ جماعت قادیان نے مفہوم مباہلہ کی تشریح سے اغماض برتا تو اس کے صاف معنی مباہلہ سے انکار کے ہوں گے۔

ہمارے اس اشتہار نمبر۷ کے جواب میں جماعت قادیان نے اپنے اشتہار نمبر۹ کے اندر سخت مضطربانہ حالت میں لکھا کہ: ''مباہلہ فریقین کے حق میں مساوی حیثیت رکھتا ہے تو مفہوم مباہلہ کی توضیح واثر مباہلہ کی تعیین کو کیوں ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے۔ علماء دیوبند خود کیوں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ علمائے دیوبند کو ان امور کی تشریح کی ضرورت پیش آئی ہے تو پہلے خود وہ مفہوم مباہلہ کی تشریح اپنے اصول کے موافق کردیں ان کو دیکھ کر ہمیں اختیار ہوگا جو چاہیں لکھیں۔''

ہم نے اس اشتہار نمبر۹ کے جواب میں جو اپنے اشتہار نمبر۸ کے اندر علماء دیوبند کی فتح عظیم ظاہر کرتے ہوئے لکھا کہ جو مطالبہ تشریح مفہوم مباہلہ کا ہم سے اب کیا جاتا ہے، جس کا اب آپ کو حق نہیں ہے، ہم اس کو عرصہ ہوا پورا کر چکے اور اپنے اشتہار نمبر۶ میں لکھ چکے ہیں۔

اب جماعت قادیان کو کوئی گنجائش نہ رہی اور یہ اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ خود اپنے اصول پر تشریح مفہوم مباہلہ کردیتی تو مجبور ہوکر اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں لکھا (اس کے بعد ہم مفہوم مباہلہ واثر مباہلہ کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ مفہوم مباہلہ کے متعلق تو ہم علماء دیوبند سے اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں جو ان کی طرف سے بایں الفاظ شائع کیا گیا ہے......الخ!

ناظرین! یہ مختصر تاریخ ہے ہمارے اس مطالبہ وتشریح مفہوم مباہلہ کی، اس سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ اس ضروری مطالبہ سے گریز میں جماعت قادیان نے کتنے چکر کھائے ہیں، کبھی تو کہا کہ ان کو دارالعلوم کا مدرس ہوتے ہوئے، اب تک بھی معلوم نہیں اور جب ہم نے بھاری الزام دیا کہ ہم تو اصول مرزا قادیانی کے موافق دریافت کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے اصول کے موافق کب لاعلمی ظاہر کی ہے تو سکوت کر گئے اور جب ہم نے پھر الزام دیا اور اس اعراض سے ان کا فرار عن المباہلہ ثابت کیا تو بولے ہمیں سے کیوں مطالبہ کیا جاتا ہے، علمائے دیوبند خود تشریح کردیں، ہم اس سے اپنا اتفاق یا عدم اتفاق ظاہر کردیں گے۔

اور جب ہم نے لکھا کہ ہم تو عرصہ ہوا کہ اپنے اصول کے موافق تشریح کر چکے ہیں تو

کس دلیری سے کہتے ہیں کہ ہم مفہوم مباہلہ میں علماء دیوبند کی تعریف سے اتفاق کرتے ہیں۔ ابھی تو علمائے دیوبند پر خاموشی کا الزام تھا کہ خود کیوں تعریف نہیں کرتے اور جب وہ کہتے ہیں کہ ہم تو کر چکے تو کس صفائی سے فرماتے ہیں کہ ہم اس تعریف سے اتفاق کرتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ آپ کے اشتہار نمبر۹ تک تو وہ خاموش تھے اب یہ تعریف کہاں سے نکل آئی؟

جماعت قادیان کی اس بدحواسی کو ہم نے اشتہار نمبر۱۰ کے اندر جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات نمبر۴ میں اس طرح لکھا۔

''خدا کا شکر ہے کہ اس قدر جدوجہد اور گھیرا ڈالنے کے بعد راہ خلاصی مسدود دیکھ کراتنے تو مانے کہ علماء دیوبند کے ان الفاظ سے اتفاق ظاہر کیا لیکن اپنا عقیدہ اور اصول مرزا قادیانی کے موافق تشریح مفہوم مباہلہ اب بھی نہ کی۔ علماء دیوبند تو یہ دریافت کرتے ہیں کہ کوئی مباہلہ ایسا بھی ہے جو لعنت وبددعا سے خالی ہو اس کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا اور اگر آپ یہ کہیں کہ جب علماء دیوبند کے الفاظ سے موافقت ظاہر کر چکے تو اب ہم سے کیا مطالبہ باقی رہا، فریقین متفق ہوگئے تو ہم کہیں گے کہ علماء دیوبند یہ بھی تو کہتے ہیں کہ کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوتا اور مباہلہ کے بعد یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی، غلط ہے اگر علماء دیوبند کے بیان کردہ مفہوم سے اتفاق کرنا ہے تو دل کو مضبوط کر کے ان الفاظ سے بھی اتفاق ظاہر کر دیجئے کہ ہاں! کوئی مباہلہ لعنت وبددعاء سے خالی نہیں ہوتا اور بعد مباہلہ ایسا کہنا غلط ہے۔ آپ یہ لکھ دیں تو مفہوم مباہلہ کا مسئلہ طے ہو جائے۔ فریقین کا ایک مفہوم پر اتفاق ہو جائے، اگر اس کہنے سے آپ کو احتراز ہے تو یہی وہ چور ہے جو کہ آپ کے دل میں ہے اور جس کو علماء دیوبند صاف کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس حالت میں آپ کا یہ کہنا کہ ہم اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں، کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور بجز راستہ کو طویل کرنے کے اس کا نتیجہ کیا ہے۔

ناظرین! ہم نے تشریح مفہوم مباہلہ کی تاریخ مختصر اشتہار نمبر۵ سے جب سے یہ مطالبہ شروع ہوا ہے، دکھلا کر اسی مطالبہ کے متعلق اپنے اشتہار نمبر۱۰ کی آخری عبارت بجنسہ نقل کر دی ہے تاکہ آپ کو حقیقۃ الامر کے سمجھنے میں کچھ خفا باقی نہ رہے۔ اسی مطالبہ کا خلاصہ ہم نے اپنے اشتہار نمبر۱۱ میں بالفاظ ذیل لکھا: ''جب کہ علماء دیوبند کے بیان کئے ہوئے مفہوم مباہلہ سے آپ نے بعد از خرابی بسیار اتفاق کیا ہے۔ یعنی یہ کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوند عالم سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہے۔ اس پر مسلط کر دے اور ظاہر

ہے کہ اس تعریف کے موافق کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ لعنت کی بددعا سے بڑھ کر اور کون سی بددعا ہوسکتی ہے تو آپ کے مسیح موعود کا (جن کا اپنے دعویٰ نبوت میں متردد ہونا ہے ان کے تلوّں کا پردہ فاش کرتا ہے) مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا مگر بددعا نہ ہوئی تھی۔ کیا معنی رکھتا ہے اور اگر آپ اپنے مسیح کی نسبت یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کو مباہلہ کے معنی معلوم نہ تھے یا عمداً انہوں نے جان بچانے کے لئے ایسا لکھ دیا تھا تو اس کا صاف طور سے اقرار فرمائیے۔

یہ بہت ہی مختصر سوال تھا جس کا جواب جماعت قادیان کے فاضل وکیل کو بلاتوریہ صاف لفظوں میں دینا چاہئے تھا، مگر افسوس ہے کہ اپنی اسی قدیم عادت کے موافق ایک امر سے گریز کر کے اور دس خرابیاں سر رکھنے کی عادت نے یہاں بھی مجبور کیا آپ اپنے اشتہار نمبر ۱۱ میں فرماتے ہیں: ’’اب اگر فرض کر لیا جائے کہ عبدالحق کے مباہلہ میں بددعا نہ کی گئی تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس موقع پر جب کہ ہم نے اعلان کر دیا ہے کہ علماء دیوبند کے ساتھ جو ہمارا مباہلہ ہوگا وہ لعنت اور بددعا سے خالی نہ ہوگا۔ بلکہ اس میں ان پر لعنت کے لئے خداتعالیٰ سے التجاء کی جائے گی تو اس سوال اٹھانے کی وجہ کیا ہے۔ اگر عبدالحق کے مباہلہ میں بددعا نہ کی گئی تھی تو نہ سہی۔ علماء دیوبند کو اس سے کیا۔ جب کہ انہیں کہہ دیا گیا ہے کہ تمہارے ساتھ جو مباہلہ ہوگا، اس میں بددعا کی جائے گی۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر اس قسم کی باتوں کو یہ لوگ سپر نہ بنائیں تو اور کیا کریں اور کیونکر مباہلہ سے اپنی جان بچائیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ اس طرح ان کا جان بچانا انہیں ذلت و رسوائی کی حد تک پہنچا رہا ہے اور ان کے مباہلہ سے فرار کا کھلا ثبوت ہے۔‘‘

جماعت قادیان کے فاضل وکیل ہی ایسے صاف اور مختصر سوال کے جواب میں اس قدر بیہودہ ہذیان سرائی کر کے خوش ہوں گے یا جماعت قادیان کے دم واپسیں میں ایسے ہی ماء الحیوٰۃ سے کام چلتا ہوگا۔ ورنہ اہل عقل تو ایسی لچر باتوں کو سننا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ سخت تعجب ہے کہ سوال کیا ہے اور جواب کیا۔ ایڈیٹر الفضل کو فہم سے حصہ نہیں ملا یا جماعت قادیان میں کوئی بھی ایسا نہیں جس میں کچھ بھی طلب حق کا یا فہم حق کا مادہ ہو تو دنیا میں ابھی ارباب بصیرت موجود ہیں۔ آپ نے کیا مرزا قادیانی کے ہاتھ پر اس کی بیعت کی ہے کہ بعد مردن ان کو رسوا کرتے رہیں۔

اب ذرا کان کھول کر اور متوجہ ہو کر اپنے جواب کی حقیقت سنئے۔

۱...... مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے مباہلہ ہونے اور بددعا نہ کرنے کا تحریری

اقرار مرزا قادیانی کا موجود ہے۔ مرزا محمود قادیانی نے اپنی تحریر میں اس کی تصدیق کی ہے۔ پھر آپ کی اس تحریر کا کیا مطلب ہے کہ (اب فرض کرلیا جائے کہ عبدالحق کے مباہلہ میں بددعا نہ کی گئی) کیا ابھی تک آپ کو یہ تسلیم نہیں ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب کے مباہلہ میں مرزا قادیانی نے بددعا نہ کی تھی اور اگر تسلیم ہے تو فرض کرلیا جائے کا کیا مطلب ہے۔ واقعات واقعیہ کو مفروضہ بنا دینا کیا آپ کی ملت کاذبہ میں جائز ہے؟

سبحان اللہ! کیا جرأت ہے۔ مرزا قادیانی تو فرمائیں کہ بددعا نہ کی تھی۔ ان کی ملت کاذبہ پر نثار ہونے والے اور دین وایمان کو لٹا دینے والے فرماتے ہیں۔ اب اگر فرض کرلیا جائے کہ بددعا نہ کی گئی۔ کیا مرزا قادیانی کے اس ارشاد پر آپ کو اطمینان نہیں۔ آپ ان کو سچا نہیں سمجھتے اور سمجھتے ہیں تو پھر فرض کرنے کے کیا معنی۔

مگر ہاں! چونکہ آپ کو اندرونی حالات واقعیہ کا علم ہے اور آپ کو علم ہے کہ مباہلہ میں بددعا ہوئی تھی اور مرزا قادیانی نے جان بچانے کے لئے عمداً یہ حیلہ تراشا اور امر واقعی سے انکار کیا تھا۔ اس لئے آپ نے بر بنا اپنے علم کے اس کو مفروضہ سے تعبیر کیا ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ واقعہ یوں ہی ہے۔ جو آپ کو معلوم ہے اور اس اعتبار سے اس کو مفروضہ کہنا صحیح ہے۔ مگر آپ کے پاس اس کا جواب بھی کچھ ہے کہ مرزا قادیانی نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا اور پھر اس کا کچھ جواب ہے کہ باوجود علم کے ان کے کاذب مفتری حیلہ ساز ہونے کا اعتراف نہیں کرتے اور برابر ان باطل خیالات میں محو وسرگرم ہیں۔

۲...... آپ کے تمام اشتہار نمبر ایک سے لے کر دس (۱۰) تک ہمارے سامنے رکھے ہیں آپ نے اپنے کسی اشتہار میں یہ اعلان نہیں کیا کہ علماء دیوبند کے ساتھ جو ہمارا مباہلہ ہوگا وہ لعنت وبددعا سے خالی نہ ہوگا۔ کیا آپ براہ مہربانی کسی اشتہار میں یہ اعلان دکھلا سکتے ہیں اگر نہیں دکھلا سکتے اور یقیناً نہیں دکھلا سکتے تو دو باتوں میں سے کسی ایک بات کا اعتراف کرنے میں آپ کو کیا تأمل ہے؟ یا تو اس درجہ بدحواسی کا کہ آپ کو دوسروں کے مضامین تو کیا یاد رہتے اپنے لکھے ہوئے کی بھی خبر نہیں یا کذب وافتراء کی عادت کے رسوخ کا کہ باوجود بار بار موقع بموقع ذلت اٹھانے اور چیلنجوں کو ہضم کرنے کے پھر بھی اس سے باز نہیں رہتے۔ بے شک آپ مرزا قادیانی کی تعلیم گاہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔

اگر آپ یہ کہیں کہ اشتہار نمبر۱۰ میں ہمارا یہ کہنا کہ مفہوم مباہلہ میں ہم علمائے دیوبند

سے اتفاق ظاہر کرتے ہیں، جو ان کی طرف سے بایں الفاظ شائع ہوا ہے۔ اعلان ہے اور اسی کو ہم نے اعلان سے تعبیر کیا ہے، تو آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے۔ اشتہار نمبر۱۰ کی عبارت کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ آپ نے بعد از خرابی بسیار مفہوم مباہلہ کے متعلق علماء دیوبند کی تعریف سے اتفاق کیا ہے یعنی یہ کہ مباہلہ میں لعنت و بددعا ہوتی ہے۔ لیکن اس میں یہ وعدہ کہاں ہے کہ ہم علمائے دیوبند کے ساتھ مباہلہ کر کے اس طرح نہ کہیں گے جس طرح مرزا قادیانی نے بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب کہہ دیا تھا۔ کیا دنیا میں کوئی ذی عقل ہے کہ مفہوم مباہلہ میں اتفاق کرنے کو اعلان وغیرہ سے تعبیر کرے یا اعلان وغیرہ سمجھے۔

اور اگر آپ یوں کہیں کہ جب کوئی مباہلہ لعنت و بددعا سے خالی نہیں ہوتا اور ہم نے کہا کہ علمائے دیوبند سے مباہلہ کریں گے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ لعنت و بددعا کریں گے۔ بس یہی اعلان ہے۔ گو صریح لفظ اعلان کے نہ ہوں، مگر اعلان لازم آ گیا، تو میں کہتا ہوں کہ اب وہی سوال عود کر آیا کہ مرزا قادیانی کو مباہلہ کی تعریف معلوم تھی یا نہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ معلوم نہ تھی تو آپ کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کو مباہلہ کا مفہوم اور تعریف معلوم نہ تھی اور نہیں جانتے تھے کہ مباہلہ میں دعائے خیر ہوتی ہے یا لعنت، اور وہ یوں ہی بلا سوچ سمجھے مولوی عبدالحق صاحب کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ اٹھائے رہے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ مباہلہ میں لعنت ہوتی ہے تو اعلان کیا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی، گو یہ کہنا بھی غلط ہو کہ مباہلہ تو ہوا تھا۔ کیونکہ بددعا سے خالی کو مباہلہ ہی نہیں کہتے۔ مگر خیر جہل کا درجہ عمداً کذب وافتراء سے کم ہے، جہل میں کبھی انسان معذور سمجھا جاتا ہے۔ عمداً میں کوئی عذر نہیں چلتا۔

اور اگر آپ کہیں کہ معلوم تھی اور یہی تھی کہ مباہلہ میں لعنت و بددعا ہوتی ہے تو اب سوال یہ ہوگا کہ آپ کے قاعدہ کے موافق مرزا قادیانی بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب مباہلہ کے لئے آمادہ ہوئے اور یہ اعلان کر دیا کہ مباہلہ میں بددعا ہوگی۔ تو پھر اس اعلان کے بعد یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی۔ صریح حیلہ سازی وعدہ خلافی یا کذب بیانی ہے یا نہیں؟ اور پھر علماء دیوبند کو آپ کے اس وعدہ پر کیا اطمینان ہے جب کہ آپ کے پیشوا کے اصول مذہب کی بنا ایسے امور پر ہو۔

ان حالات پر آپ کا یہ ارشاد کس قدر موزوں اور بامعنی ہے کہ ''عبدالحق کے مباہلہ میں بددعا نہ کی گئی تو نہ سہی علماء دیوبند کو اس سے کیا۔'' جی ہاں! صحیح ہے مباہلہ بھی آپ کا

خانہ زاد ہے۔ جس مباہلہ میں چاہا بددعا کی جس میں چاہا بددعا نہ کی، جہاں چاہا وعدہ کر کے خلاف کر گزرے۔ نہ صدق وامانت کی آپ کو ضرورت ہے، نہ کذب وافتراء سے اندیشہ۔ مباہلہ بمفہومہا وآثارہا آپ کا۔

کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے مفہوم اور آثار میں تغیر کرنے سے آپ کو روک سکے یا گرفت کر سکے اور یہ صحیح ہے کہ جب مباہلہ جماعت قادیان کا خانہ زاد اوران کی اصطلاح کے تابع ہے تو علماء دیوبند کو کیا۔ ان کو توضیح کرانے کا کیا حق ہے۔ ہمارا اختیار ہے جو چاہیں معنی لیں چاہیں دعا کریں یا بددعا اور دعا کر کے کہہ دیں کہ بددعا کی تھی یا بددعا کر کے کہہ دیں کہ بددعا نہیں کی تھی۔ سب ہمارے اختیار میں ہے۔ علماء دیوبند کو اس میں بولنے کی گنجائش نہیں ہے۔ انہیں مباہلہ کرنا ہے تو نہ ہم سے پوچھیں نہ ہمارے مرزا قادیانی کے حالات ماضیہ کے متعلق کچھ سوال اٹھائیں۔ میدان مباہلہ میں آجائیں ہم دن کو رات کہیں تو تسلیم کریں، رات کو دن کہیں تو آمنّا کہتے رہیں۔ سبحان اللہ! کیا فہم، کیا عقل کیا دین ودیانیت، کیا راست بازی وصداقت ہے۔ بے شک جیسا مذہب ہے، اس کے حال بھی ایسے ہی ہونا چاہئیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!**

جماعت قادیان کے مقتدر وکیل پھر ارشاد فرماتے ہیں:

فقرہ اوّل: دیوبندی قائم مقائم کو خوب اچھی طرح کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ اس وقت ہمارے اور علماء دیوبند کے درمیان اس امر پر بحث نہیں ہے کہ مولوی عبدالحق کے ساتھ مباہلہ ہوا تھا یا نہیں اور اگر ہوا تھا تو کس طرح ہوا تھا اور کیا کہا گیا تھا۔

کیا خوب بے شک اس میں تو بحث نہیں کہ مولوی عبدالحق صاحب کے ساتھ مباہلہ ہوا تھا یا نہیں۔ کیونکہ یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ ہوا تھا اور نہ اس سے بحث ہے کہ ہوا تھا تو کس طرح کیونکہ یہ بھی معلوم ہے کہ دونوں فریق نے بیٹھ کر مباہلہ کے لئے بددعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے تھے اور نہ اس میں بحث ہے کہ کیا کہا گیا تھا۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے باوجود ہاتھ اٹھانے کے بددعا نہ کی تھی اور مولوی عبدالحق صاحب نے کی تھی۔

بحث تو اس میں ہے کہ جب مباہلہ بھی ہوا، ہاتھ بھی اٹھائے تھے، تو اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی۔ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مباہلہ میں بددعا کا ہونا لازم نہیں تو اس کو علماء دیوبند یہ سوال کر کے صاف کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مباہلہ کون سا ہے جو بددعا سے خالی ہو اور یہ کہا جائے کہ کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی سے بوجہ جہل یہ غلطی ہوئی یا عمداً بطور حیلہ سازی ایسا فرمادیا تھا تو اسی بناء پر علماء دیوبند کہتے ہیں کہ جماعت قادیان کو مرزا قادیانی کے جہل یا عمداً حیلہ سازی اور غلط بیانی کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ مرزا قادیانی کی اس کارروائی کو دیکھ کر جس کی تصدیق مرزا قادیانی کے جانشین مرزا محمود قادیانی بھی فرماتے ہیں جو اس وقت مباہلہ کے لئے علماء دیوبند کے سامنے آنے کے مدعی ہیں۔ کیا علماء دیوبند کو مباہلہ کے مفہوم کو صاف کر لینا اور اس امر کا اعتراف کرالینا ضروری نہ تھا کہ بعد مباہلہ ایسا کہنا غلط ہے۔

فقرہ دوم: (اس لئے ان کے لئے ہمارا یہ لکھ دینا کافی ہے کہ ان کے ساتھ جو مباہلہ ہوگا، اس میں بددعا کی جائے گی) اگر علماء دیوبند سے آپ کا یہ وعدہ کہ بددعا کی جائے اس بناء پر ہے کہ کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوتا۔ تو پھر اس کہنے میں کیا تأمل ہے کہ بعد مباہلہ ایسا کہنا غلط ہے اور اگر آپ کو اس غلطی کے اعتراف میں تأمل ہے یا بعد مباہلہ ایسا کہنے کو غلط نہیں سمجھتے اور اسی وجہ سے مرزا قادیانی کی غلطی کے قائل نہیں ہیں تو علماء دیوبند کو کیا اطمینان ہے کہ بعد مباہلہ ان کے مقابلہ میں بھی یہی کہہ دیں کہ جو مرزا قادیانی نے مولوی عبدالحق صاحب کے مقابلہ میں کہا تھا۔ آپ کو ایسا کہنے میں مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کرنے کا فخر حاصل ہوگا اور یہ مباہلہ جو اس قدر جدوجہد کے بعد منعقد ہوگا بے نتیجہ رہے گا۔

ہاں! جس طرح آپ نے بعد از خرابی بسیار مباہلہ کے مفہوم میں علماء دیوبند سے اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہہ دیں کہ جب کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہوتا تو بعد مباہلہ ایسا کہنا غلط ہوگا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا بددعا نہ کی تھی، کہنا بھی غلط تھا تو تاویلات باطلہ کا راستہ بند ہو جائے اور اس وقت مباہلہ منتج بھی ہو۔

اور اگر یہ وعدہ اس بناء پر نہیں بلکہ احساناً ہے کہ مباہلہ میں بددعا تو لازم نہیں۔ کیونکہ لازم ہوتی تو مرزا قادیانی بعد مباہلہ کیوں فرمادیتے تو علماء دیوبند آپ کا یہ احسان اٹھانا نہیں چاہتے۔ وہ تو مباہلہ کے مفہوم کو صاف کرالینا چاہتے ہیں جس کے بعد نہ وعدہ کی ضرورت رہ جاتی ہے اور نہ بعد مباہلہ کے کچھ کہنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

فقرہ سوم: ''اب ان کے لئے دو ہی راستے ہیں کہ یا تو بغیر چوں وچرا کے ہمارے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے نکل آئیں۔''

دیکھ لیا ناظرین! کیونکر حق تعالیٰ اہل حق کو فتح دیتا ہے۔ جماعت قادیان کے مقتدر

وکیل نے اپنی نیت کو صاف ظاہر کردیا اور گو وہ نہ چاہتے تھے مگر حق تعالیٰ نے کہلوادیا کہ علماء دیوبند کچھ چون وچرانہ کریں، نہ مفہوم مباہلہ کی توضیح کرائیں نہ آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کرائیں۔ جماعت قادیان کو اختیار دے دیں کہ مباہلہ کے جو چاہیں معنی لیں اور بعد مباہلہ جو چاہیں کہہ دیں۔ آثار میں جس چیز کو چاہیں داخل کردیں۔

مرزائیو! تمہاری، مرزا قادیانی کی ان حیلہ سازیوں، چالاکیوں کو دیکھ کر اور تمہاری نیّات اور ارادوں پر مطلع ہوکر علماء دیوبند نے اس ضروری مرحلہ کو طے کر کے تمہاری حیلہ سازیوں کے راستہ کو بند کردینا چاہا تھا۔

فقرہ چہارم: (ورنہ غیر متعلق امور کو بددیانتی کے ساتھ اصل بحث سے ملتبس کر کے وہ کوئی فائدہ اٹھا رہے ہیں)

ناظرین! دیکھ لیں اور تعجب کریں۔ ایسا پر معنی مطابق للواقع فقرہ بجز جماعت قادیان کے اور کسی ذی عقل کے قلم سے نہیں نکل سکتا۔ اصل مبحث تو ہے مباہلہ کرنا اور مفہوم مباہلہ کی تعیین وتشریح کرانا غیر متعلق امور میں ہے۔ شاید جماعت قادیان کا یہ مطلب ہے کہ فریقین مباہلہ کا لفظ سن کر کھڑے ہوجائیں، چاہے مباہلہ کے معنی لغوی وشرعی کسی کو بھی معلوم نہ ہوں۔ یا ایک کچھ معنی سمجھا ہو اور دوسرا کچھ۔ ایک کے نزدیک مباہلہ لعنت وبددعا کے معنی میں ہو اور دوسرے کے نزدیک دعا ورحمت کے معنی میں اور اگر کوئی بیچارہ مفہوم مباہلہ کی تشریح کرانا چاہے تو غیر متعلق امور میں داخل سمجھا جائے جس کو اصل مباحث سے تعلق نہیں اور پھر مباہلہ کے مفہوم کی تشریح کرانا تو بددیانتی میں داخل ہو اور بعد مباہلہ یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا، مگر بددعا نہ کی تھی۔ دیانت داری میں داخل سمجھا جائے۔ جماعت قادیان میں کیا عقل وفہم وشرم وحیا کچھ بھی باقی نہیں جو ایسی بات کے لکھنے سے مانع آئے۔

ناظرین! اب تو آپ کو ہمارے اشتہار نمبر۱۰ کے عنوان اصطلاحات جدیدہ کی تصدیق ہوگئی۔ جماعت قادیان کی یہی وہ اصطلاحات ہیں جن کے زور پر اہل حق سے مقابلہ کے لئے کھڑے ہونے کی ہمت کرسکتے ہیں۔ ورنہ اصلی حقیقی اصطلاحات شرعیہ کے مطابق ایک منٹ بھی اہل حق سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔

جماعت قادیان خوب یاد رکھے کہ علماء دیوبند اس کے لئے کوئی راستہ حیلہ سازی کا باقی چھوڑنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے ان کے کید ومکر کو اس طرح واضح کردیا کہ خود ان کی

زبان سے اقرار کرادیا کہ علماء دیوبند سے مباہلہ کرنے کا نام اس نے نادانستگی سے لے لیا تھا۔لیکن اس روز بد کی خبر نہ تھی کہ ساری عمر کی حیلہ سازیاں اس کی اور اس کے مرشد کی کھلیں گی اور صرف یہی نہ ہوگا بلکہ آئندہ کے لئے تمہارے راستے مسدود ہوجائیں گے۔

امر سوم آثار مباہلہ

آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کا مطالبہ شروع سے جاری ہے اور ہم اس کو نہایت مدلل طور سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہ مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے۔اس کے ذیل میں ہم دکھلا چکے ہیں کہ مفروضہ وموہومہ معمولی روزمرہ کے واقعات آثار مباہلہ نہیں ہوسکتے اور یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ ذلت کی آگ اور ندامت کا پانی جس میں مرزا قادیانی نے بوقت ضرورت پناہ لی ہے۔ ہرگز مباہلہ کے آثار میں داخل نہیں اور نہ ان آثار کے ساتھ مباہلہ فیصلہ کن ہوسکتا ہے اور یہ بھی کہ جن اسباب پر ان آثار کو بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب وغیرہ دکھلایا گیا ہے۔وہ اسباب مولوی عبدالحق صاحب میں تو موجود ہوں یا نہ ہوں۔مگر مرزا قادیانی میں یقیناً موجود ہیں۔

اور ہم یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ ہم اپنی طرف سے تعیین مباہلہ باعتبار نوعیت کر چکے ہیں۔ جب کہ ہم نے اپنے اشتہار نمبر ے میں یہ لکھا (اگر اس کی تعیین وتشریح میں کوئی عذر مانع ہے تو یہی لکھ دیں کہ آثار مباہلہ اسی قسم کے ہوں گے جو ارشاد نبوی ﷺ بمقابلہ وفد نجران میں مذکور ہیں)

ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل کا آثار مباہلہ کی تعریف ان الفاظ میں کرنا (کہ وہ عذاب ایسا ہوگا جس میں فریق مخالف کے منصوبہ کو دخل نہ ہوگا) غلط اور محض غلط ہے۔

اور ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل کا یہ بھی لکھا غلط ہے کہ: ''ارشادات مرزا قادیانی سے بھی کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔'' جب کہ ہم نے مرزا قادیانی کی عبارت رسالہ ''دعوت قوم'' نقل کر کے یہ لکھا (فرمایئے مرزا قادیانی کی ان عبارات سے عذاب کی تعیین باعتبار نوعیت اور یہ کہ عذاب کا ظہور کس درجہ ہوگا معلوم ہوتی ہے یا نہیں؟ پھر آپ کا یہ لکھنا کہ ارشادات مرزا قادیانی سے تعیین نہیں ہوتی غلط ہے یا نہیں؟)

اشتہار نمبر۱۰ میں یہ جملہ امور دکھلا کر ہم نے اپنے اشتہار نمبر۱۱ میں اس مطالبہ کی تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت کا خلاصہ ان الفاظ میں لکھا: ''نصوص قرآن وحدیث سے آثار مباہلہ کی نوعیت اور ان کے ظہور کی میعاد کا جو تعین ہوتا ہے۔اس کی تشریح صاف الفاظ میں ایسی کی

جائے کہ جماعت قادیان کو پھر ندامت کے پانی میں ڈوبنے یا ذلت کی آگ میں جلنے کی نوبت نہ آئے اور مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا آپ کے اصول کے موافق ثابت ہوسکے۔ کیونکہ آپ کے مرزا قادیانی خود یہ ثابت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ! اللہ جل شانہ بہت دفعہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا صریح وعدہ کر کے مخفی اسباب کی بناء پر عذاب نہیں کرتا تو آپ کو یہ اطمینان کس طرح حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ مباہلین میں سے کسی فریق پر ضرور ہی اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔ بہرحال مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا اپنے اصول کے موافق کس طرح ثابت کرسکتے ہیں۔''

ناظرین! خیال فرمائیں کہ مباہلہ کے انعقاد اور اس کے فیصلہ کن ہونے کے لئے دو باتوں کی توضیح واثبات کی ضرورت ہے۔ اوّل مفہوم مباہلہ کی توضیح جس کا حال آپ پر ابھی واضح ہوچکا ہے۔ دوسرے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت اور ظہور آثار مباہلہ۔ عبارت مذکورہ بالا میں اسی کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ جماعت قادیان اصول مرزا قادیانی کے موافق مباہلہ کے فیصلہ کن ہونے کو بیان کرتے ہوئے آثار مباہلہ کی نوعیت اس طرح بیان کردے کہ ان کو آثار مباہلہ کہا جاسکے۔

اور جماعت قادیان کو ایسے مفروضہ آثار مثل ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی میں پناہ لینی نہ پڑے اور آثار مباہلہ کے ظہور کو مرزا قادیانی کے اصول پر ثابت کردے۔ کیونکہ ہم کو کلام مرزا قادیانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آثار مباہلہ کا ظہور باوجود وعدہ کے ضروری نہیں۔ بقول ان کے بہت دفعہ اللہ جل شانہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا صریح وعدہ کر کے مخفی اسباب کی بناء پر عذاب نازل نہیں کرتا اور جب آثار مباہلہ کا ظہور لازمی نہیں ہے تو ان کا فیصلہ کن ہونا کہاں سے معلوم ہوا؟

اس صاف اور صریح مطالبہ کے جواب میں اڈیٹر الفضل اپنے اشتہار نمبر۱۱ میں جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمالیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

۱...... ''ہم اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک مباہلہ کے نتیجہ میں سنت رسول اللہ ﷺ اور ارشاد حضرت مسیح موعود سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔

۲...... ہاں! وہ عذاب ایسا ہوگا جس میں فریق مخالف کے منصوبہ کو دخل نہ ہوگا۔

۳...... اگر علماء دیوبند کے نزدیک عزت وحرمت ننگ وناموس کی بربادی معمولی بات ہے۔ تو ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ اظہار صداقت کے لئے خداتعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر اپنی قدرت نمائی پر پر قادر ہے۔

۴...... اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی لکھا دیا تھا کہ ہمارے نزدیک مباہلہ کا نتیجہ جس رنگ میں ظہور پذیر ہوسکتا ہے وہ ہم نے لکھ دیا ہے۔ اب علماء دیوبند کا فرض ہے کہ جو کچھ آثار مباہلہ سمجھتے ہیں ان کو متعین کردیں۔

۵...... اگر مباہلہ کا مسئلہ ہماری ایجاد ہوتی اور دیوبندی علماء اس کو فیصلہ کن نہ سمجھتے تو ان کا حق تھا کہ خود اس کے آثار کی نوعیت اور ان کے ظہور کی تعیین کرنے سے خاموش رہتے۔

۶...... بالکل صاف اور آسان بات ہے کہ ہمارے نزدیک مباہلہ کے آثار جس طریق سے ظاہر ہوسکتے ہیں وہ ہم نے لکھ دیئے ہیں اب علماء دیوبند جس طرح ان کے ظہور کا یقین کرتے ہیں اسی طرح شائع کردیں۔''

یہ خلاصہ ہے ایڈیٹر الفضل کے طویل ولا حاصل کلام کا جو تعیین آثار مباہلہ کے متعلق اپنے اشتہار نمبر۱۱ میں لکھا ہے۔ اب ناظرین نمبروار اس بیان کی حقیقت کو ملاحظہ فرمائیں۔

فقرہ نمبر۱: ہم اپنے سابق اشتہارات اور اشتہار نمبر۱۰ میں لکھ چکے ہیں کہ: ''سنت رسول اللہ ﷺ سے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت ثابت ہوتی ہے۔'' اس لئے ایڈیٹر الفضل کا یہ کہنا کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی غلط ہے۔ افسوس ہے کہ ایڈیٹر الفضل اس کا تو کچھ جواب نہ دے سکے۔ ہمارے اشتہار نمبر۱۰ کے سارے دلائل ہضم کر کے بیٹھ رہے اور پھر اپنے اسی سابق بے معنی کلام کا اعادہ کردیا جس کے غلط ہونے کو ہم ثابت کر چکے ہیں۔ ایڈیٹر الفضل کو واضح رہے کہ محض اعادہ کلام سے کام نہیں چلتا، اگر ان میں ہمت ہے تو ہمارے بیان کردہ دلائل کی تردید کردیں۔

اسی طرح ہم اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل کا یہ ادّعا کہ: ''ارشاد مسیح موعود سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی'' غلط ہے اور بتلا چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کے کلام سے بھی تعیین عذاب باعتبار نوعیت ثابت ہوتی ہے اور اسی کے اثبات میں رسالہ ''دعوت قوم'' کی عبارت نقل کر چکے ہیں۔ ایڈیٹر الفضل کو چاہئے تھا کہ ہمارے ان دلائل کو رد کرتا۔ رسالہ ''دعوت قوم'' کی عبارت دیکھتا اور اس کا مطلب بیان کرتا، لیکن جب یہ نہ کرسکے تو اپنے سابق اشتہار کی عبارت نقل کرنے سے جس کا جواب ہم دے چکے ہیں کیا فائدہ بجز ذلت ورسوائی حاصل کرنے کے کیا نتیجہ؟

فقرہ نمبر۲: ہم اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں اس تعریف کے غلط ہونے کو بھی نہایت مدلل

طور پر ثابت کر چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایڈیٹر الفضل کی اس بے باکی اور جرأت سفیہانہ پر کہ اس کے جواب سے عمداً اغماض کر کے پھر اپنے بیان کا اعادہ کر دیا۔

فقرہ نمبر۳: اس فقرہ میں آپ نے دبی زبان سے اپنی اور اپنے مقتداء کی غلطی کا اعتراف تو کیا۔ مگر صریح لفظوں میں یہ کہتے ہوئے شرم آئی کہ ایسے معمولی مفروضہ آثار کو جو نہ مرئی ہیں نہ ان کے اسباب موجود مثل ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کے آثار مباہلہ قرار دینے میں مرزا قادیانی سے غلطی ہوئی اور اس غلط کاری کی تائید میں ہم سے غلطی ہوئی اور اس طرح دبی زبان سے اپنی غلطی کا تدارک کرتے ہوئے فرمایا کہ (انہیں یقین رکھنا چاہئے کہ اظہار صداقت کے لئے خدائے تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر قدرت نمائی پر قادر ہے)

اس میں کیا شک ہے کہ خدا تعالیٰ اظہار صداقت کے لئے ایسے آثار کے اظہار سے اپنی قدرت کے کرشمے دکھلانے پر قادر ہے۔ جس کو صراحۃً بلا شائبہ تردد آثار مباہلہ کہا جائے اور ان کا ظہور بلا شائبہ خفا بطور خرق عادت ہو اور درحقیقت آثار مباہلہ ایسے ہی ہونے چاہئیں اور یہی ہم اپنے متعدد اشتہاروں میں لکھ چکے ہیں مگر افسوس ایڈیٹر الفضل باوجود تطویل کلام کی بیہودہ عادت کے اتنا کہنے پر قادر نہیں کہ وہ مفروضہ موہومہ آثار جن کو مرزا قادیانی نے بوقت ضرورت جائے پناہ بنایا ہے آثار مباہلہ نہیں ہو سکتے۔ آثار مباہلہ وہ ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ سمجھے جائیں اور جس کا ظہور بطور خرق عادت ہوگا۔ ناظرین دیکھیں اور ایڈیٹر الفضل اس ہٹ دھرمی پر افسوس وتعجب کریں۔

فقرہ نمبر۴: علماء دیوبند کو اول تو ضرورت نہ تھی کہ وہ آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کرتے کیونکہ وہ آثار مباہلہ اسی نوعیت کے مانتے ہیں جس نوعیت کا ثبوت سنت رسول اللہ ﷺ میں ملتا ہے اور ارشاد جناب رسول اللہ ﷺ بمقابلہ وفد نجران سے معلوم ہوتا ہے اور جس نوعیت کو تمام امت آثار مباہلہ سمجھتی ہے۔ انہوں نے غیر آثار مباہلہ نہیں سمجھا اور نہ مرزا قادیانی کی طرح موہومہ مفروضہ اشیاء کو آثار مباہلہ میں داخل کرنے کو جائز سمجھا، ضرورت تھی تو اس بات کی تھی کہ جماعت قادیان سے آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت کرالیں۔

کیونکہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی نے صریح ہٹ دھرمی اور بیباکانہ جرأت کے ساتھ موہومہ اور مفروضہ اشیاء کو آثار مباہلہ میں داخل کر کے مباہلہ کی حقیقت اور اس کے فیصلہ کن ہونے کو رلانا چاہا ہے اور بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی اپنی ذلت پر پردہ

ڈالنے کے لئے ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کو آڑ بنایا پس سوائے ایڈیٹر الفضل اور اس کے بے بصیرت مقتدیوں کے کوئی اور بھی کر سکتا ہے کہ علماء دیوبند کو تعیین آثار مباہلہ بیان کرنے کی ضرورت تھی؟ ہاں! ان کو اس کی ضرورت تھی کہ مرزائیوں کی حیلہ سازی کو روکنے کے لئے ان سے تعیین آثار مباہلہ کرالیتے۔

اور اگر ضرورت تھی تو وہ اپنی طرف سے تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت کر چکے اور بتلا چکے ہیں کہ آثار مباہلہ کس قسم کے ہونے چاہئیں اور سنت نبویہ ﷺ سے کس قسم کے آثار کا ثبوت ملتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل یا تو حافظہ نہ باشد کے مصداق ہیں یا انہیں اپنی مفتریات سے دامن بچانا خوب آتا ہے۔ اس لئے ہم اوّلاً اپنے اشتہار نمبر۷ اور ثانیاً اپنے اشتہار نمبر۸ کی عبارت کا اعادہ مناسب سمجھتے ہیں وہ یہ ہے۔

عبارت اشتہار نمبر۷: ’’اگر اس کے تعیین وتشریح میں کوئی امر مانع ہے تو یہی لکھ دیں کہ آثار مباہلہ اسی قسم کے ہوں گے جو ارشاد نبوی بمقابلہ وفد نجران میں مذکور ہیں۔‘‘

عبارت اشتہار نمبر۸: ’’اثر مباہلہ کی نوعیت کو اس طرح بیان کردیں جس سے اس کا فیصلہ کن ہونا ثابت ہو جائے اور کسی کو ذلت کی آگ وندامت کا پانی آثار مباہلہ میں داخل کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اگر اس کی تعیین وتشریح میں کوئی مصلحت مانع ہے تو یہی لکھ دیں کہ آثار مباہلہ اسی قسم کے ہوں گے جو ارشاد نبوی بمقابلہ وفد نجران میں مذکور ہیں۔ مگر ہم لوگ ندامت سے بچنے کے لئے ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کو اپنا حامی نہ بنائیں گے۔‘‘

ان دونوں اشتہاروں کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہم تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت کو بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد تو لازم تھا کہ جماعت قادیان آثار مباہلہ کے متعلق ہمارے مطالبہ کو پورا کرتی اور دل تھام کر ایمان کو پیش نظر رکھ کر مرزا قادیانی کی کورانہ تقلید سے ایک طرف ہوکر کہہ دیتی کہ ہاں! آثار مباہلہ اسی قسم کے ہونے چاہئیں۔ جیسے ارشاد نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں اور پھر یہ بھی کہہ دیتی کہ ذلت کی آگ اور ندامت کا پانی کسی طرح ان آثار میں داخل نہیں ہوسکتے۔

لیکن افسوس سب امور کو بالائے طاق رکھ کر ساری باتوں کو بھلا کر تمام الزامات سے جن کے شکنجہ میں جکڑے ہوئے ہیں، اغماض فرما کر نہایت جرأت سے فرماتے ہیں (کہ خود اس کے آثار کی نوعیت اور اس کے ظہور کی میعاد کی تعیین سے خاموش رہے)

اے دنیا کے منصفو تم نے سوائے جماعت قادیان کے کسی اور میں یہ جرأت یہ بے باکی یہ حماقت یہ جسارت دیکھی ہے؟

فقرہ نمبر۵: ہم ابھی یہ بتشریح تام بیان کر چکے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل نے ہمارے مطالبہ تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت کو پورا نہیں کیا اور یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ آثار مباہلہ کی جو تعریف کی ہے وہ بالکل غلط ہے اور یہ بھی ظاہر کر چکے ہیں کہ ہم نے اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں اس تعریف کی تغلیط میں جو دلائل بیان کئے ہیں۔ ایڈیٹر الفضل ان کا جواب نہیں دے سکے اور اس میں ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ علماء دیو بند اشتہار نمبر۷ اور اس کے بعد کے اشتہار میں تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت کو بیان کر چکے ہیں۔

ناظرین! ہمارے بیانات مذکورہ بالا معہ حوالہ اشتہارات ملاحظہ فرمالیں اور پھر ایڈیٹر الفضل کی داد دیں۔ کس قدر تعجب انگیز بات ہے کہ تعیین آثار مباہلہ کی بحث صرف اتنا کہہ دینے پر ختم ہوتی ہے کہ آثار مباہلہ اسی قسم کے ہوں گے جو ارشاد نبوی بمقابلہ وفد نجران میں مذکور ہیں۔ گرداب ندامت سے نکلنے کے لئے ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کو اپنا حامی نہ بنائیں گے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جب جماعت قادیان حسب سنت نبوی مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کرتی ہے تو اس کو ان الفاظ کے لکھ دینے میں کیا مانع ہے۔ کیا اصطلاحات جدید مخترعہ مرزا قادیانی میں سنت نبوی کی تعریف یہ ہے کہ جو امر خلاف سنت ہوگا وہ باصطلاح مرزا قادیانی سنت سمجھا جائے گا اور جو عین سنت ہوگا اس کو خلاف سنت سمجھیں گے۔

اور اگر اس اقرار اور اتفاق سے یہ الفاظ مانع ہیں جو ہم نے بطور نتیجہ لکھے ہیں کہ گرداب ندامت سے نکلنے کے لئے ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی کو اپنا حامی نہ بنائیں گے۔ تو ہم آپ کو آسانی بہم پہنچاتے ہیں آپ صرف اول کے الفاظ لکھ دیجئے، اسی سے خود بخود آخری الفاظ کا اعتراف لازم آجائے گا اور اہل عقل خود سمجھ لیں گے۔

امر چہارم

ہم نے اپنے مختصر اشتہار نمبر۱۱ میں جماعت قادیان سے اس امر کا مطالبہ کرتے ہوئے کہ اصول مرزا قادیانی پر مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا ثابت کریں لکھا تھا کہ:

نصوص قرآن وحدیث سے آثار مباہلہ کی نوعیت اور ان کے ظہور کی میعاد کا جو تعین ہوتا ہے اس کی تشریح صاف الفاظ میں ایسی کی جائے کہ جماعت قادیان کو پھر ندامت کے

پانی میں ڈوبنے یا ذلت کی آگ میں جلنے کی نوبت نہ آئے اور مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا آپ کے اصول کے موافق ثابت ہو سکے۔ کیونکہ جب آپ کے مرزا قادیانی خود یہ تصریح کرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ جل شانہ بہت دفعہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا صریح وعدہ کر کے بھی مخفی اسباب کی بنا پر نازل نہیں کرتا تو آپ کو یہ اطمینان کس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ مباہلین میں سے کسی ایک فریق پر ضرور ہی اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔ بہرحال مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا آپ اپنے اصول کے موافق کس طرح ثابت کر سکتے ہیں۔

یہ ہمارے اشتہار نمبر۱۱ کی عبارت ہے اور اس کا مطلب واضح ہے کہ مباہلہ بغرض فیصلہ حق و باطل ہوتا ہے اور جماعت قادیان بھی مباہلہ کو فیصلہ کن کہتی ہے اور یہی سمجھ کر مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کرتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے کلام اور ان کے اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ کوئی فیصلہ کن امر نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک باوجود بالتخصیص کسی قوم یا کسی شخص پر عذاب نازل کرنے کے صریح وعدہ کے بھی مخفی اسباب کی بناء پر عذاب نہیں ہوتا اور جب باوجود بالتخصیص اور صریح وعدہ کے ایسا ہو سکتا ہے، تو مباہلہ کی نسبت کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ فیصلہ کن ہے؟

مرزا قادیانی نبی تو کیا ہوتے، مگر معلّم الملکوت کے خلیفہ اوّلین ضرور تھے۔ اس کو بھی شاید عیاری کے یہ پیچ نصیب ہوئے ہوں جو مرزا قادیانی کو یاد تھے۔ سچ ہے کم ترک الاولون لآخر! مرزا قادیانی اپنے دعویٰ (نبوت کاذبہ) کے اثبات کے لئے ہر شخص کے سامنے مباہلہ کے لئے آمادہ، مباہلہ کے ذریعہ سے اپنے مخالف کو زیر کرنے، اس کو مغلوب بنانے کے لئے مستعد، مباہلہ کے فیصلہ کن ہونے کے مدعی۔

لیکن مباہلہ کو اوّل سے آخر تک اپنے ہاتھ میں رکھا اور جس مقام پر جیسا دیکھا ویسا کہہ دیا۔ ضرورت آپڑی تو مفہوم مباہلہ کو بدل دیا اور کہہ دیا کہ مباہلہ تو ہوا تھا، مگر بددعا نہ کی تھی۔ اس سے کام نہ چلا تو غیر آثار کو آثار مباہلہ میں داخل کر کے ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی میں پناہ لی اور کسی جگہ ان دونوں باتوں کی گنجائش نہ دیکھی تو ظہور آثار کو غیر ضروری قرار دے کر خداوند عالم جل مجدہ پر الزام رکھ دیا کہ باوجود صریح وعدہ کے بھی عذاب نازل نہیں کرتا اور اس طرح مباہلہ کے فیصلہ کن ہونے کو رلا دیا۔

اس ہمارے ضروری مطالبہ کے جواب میں جماعت قادیان کے واحد صاحب فضل وکمال ایڈیٹر الفضل یوں گل افشانی فرماتے ہیں: ’’جس موقع کے لئے حضرت مرزا

قادیانی نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب ٹل جاتا ہے، وہاں بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے (یعنی مرزا قادیانی نے) یہ کہیں نہیں لکھا کہ مباہلہ کرنے والے جھوٹے فریق پر سے بغیر اس کے تائب ہونے کے عذاب ٹل جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اطمینان ہے کہ خدائے تعالیٰ مباہلین میں سے جھوٹے فریق پر اپنی لعنت ضرور نازل کرے گا۔‘‘

ایڈیٹر الفضل کے اس ارشاد پر ہماری گزارش حسب ذیل ہے۔

۱...... یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک باوجود صریح وعدہ نزول عذاب کے عذاب ٹل جاتا ہے اور آپ اس کے مدعی ہیں کہ جس موقع اور محل پر مرزا قادیانی باوجود وعدہ خداوندی عذاب ٹل جانے کے قائل ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے ہمارے مطالبہ کی صحت تو ثابت ہوگئی اور یہ واضح ہوگیا کہ مباہلہ کے بعد ہر موقع پر ظہور آثار لازمی نہیں اور جب ظہور آثار لازمی نہیں تو اس کا فیصلہ کن ہونا ضروری نہیں۔ رہا یہ امر کہ جن مواقع پر مرزا قادیانی عذاب ٹل جانے کے قائل ہیں وہ ٹھیک اور درست ہے۔ اس کا فیصلہ اس وقت ہوسکتا تھا کہ آپ ان مواقع کی تفصیل بھی لکھ دیتے، جس سے ہم کو اور دوسرے اہل دانش وانصاف کو عذر کرنے کا موقع مل جاتا۔ محض آپ کا یہ دعویٰ کہ ٹھیک ودرست ہے کس طرح قابل قبول نہیں۔

اس لئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ براہ مہربانی آپ ان مواقع کی فہرست پیش کریں ہم خود بھی ان مواقع کو بتلا سکتے ہیں۔ جہاں مرزا قادیانی نے اپنی جان بچانے کو خداوند عالم جل مجدہ پر یہ بہتان لگایا ہے۔ مگر اول تو ہم کو شرم آتی ہے کہ ہم ایسے بیہودہ واقعات کو اپنے قلم سے لکھیں۔ دوسرے ہمیشہ اندیشہ ہے کہ ایڈیٹر الفضل کا غصّہ اور بڑھ جائے گا، رہے سہے حواس اور گم ہوجائیں گے اور پھر خدا جانے ان کی زبان اور قلم سے کیا نکل جائے گا۔ اس لئے ہم خود کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔

ایڈیٹر الفضل دیکھئے یہ بحث آپ نے چھیڑی ہے، اس میں مرزا قادیانی کی رسوائی ہو، ان کے عیوب کی پردہ دری ہو، ان کے راز نہاں فاش ہوں، ان کی اخلاقی کمزوریاں واضح ہوں، ان کی ہوائے نفسانی کا علانیہ اظہار ہو تو تم پر کچھ الزام نہیں۔ آپ ہی نے کہا ہے کہ جن مواقع پر مرزا نے عذاب کے ٹل جانے کو لکھا ہے، ٹھیک اور درست ہے۔ آپ ہی کے ذمہ اس دعوے کا اثبات ہے، آپ ان مواقع کو بیان کر کے اس دعوے کو کہ اس جگہ عذاب کا ٹل جانا ثابت نہ کریں گے تو ہم صاف طور سے کہے دیتے ہیں کہ بجبوری ہم کو بیان کرنا پڑے گا اور پھر اس وقت آپ کا غیظ وغضب بالکل بے جا ہوگا۔

۲...... آپ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ نہیں لکھا کہ مباہلہ کرنے والے جھوٹے فریق سے بغیر اس کے تائب ہونے کے عذاب ٹل جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اطمینان ہے کہ خداتعالیٰ مباہلین سے جھوٹے فریق پر اپنی لعنت ضرور نازل کرے گا۔ لیکن میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جھوٹے فریق کا تائب ہونا کس طرح معلوم ہوا یا اس طرح کہ اس نے اپنے تائب ہونے کا اعلان واظہار کیا ہو یا اپنے خیالات سے رجوع کیا ہو یا اس طرح بھی تائب ہونا معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ فریق اپنے دعویٰ پر مصر۔ دوسرے فریق کے مقابلہ میں اسی طرح برسرخلاف ہو یا فقط اسی طرح سے تائب ہونا معلوم ہوسکتا ہے کہ باوجود مرزا قادیانی کی موقت اور معین پیشین گوئی نزول عذاب کے عذاب نازل نہ ہوا۔ تو کہہ دیا گیا کہ اس نے توبہ کرلی تھی یا کرلی ہوگی یا اس کے دل میں خیال آ گیا ہوگا۔ اگر مرزا قادیانی نے تائب ہونے کی وضاحت نہیں کی تو یہ محض ان کی عیاری ہے کہ جب ان کی جھوٹی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو کہہ دیا کہ اس نے توبہ کرلی تھی۔

ناظرین! انصاف فرمائیں کہ یہ حیلہ سازی نہیں تو اور کیا ہے۔ ایڈیٹر الفضل کچھ تو سمجھے کہ وہ مرزا قادیانی کی ان بودی عبارتوں کو نہیں چلاسکتا اور کچھ بھی حیا ہے تو ایسی پوچ باتیں لکھنے سے شرمائے۔ لیکن افسوس نہ عقل ہے، نہ حیا سے حصہ ملا ہے۔ رسوائی وذلت کو اپنی نام آوری سمجھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

قادیانی شکست تام پر رجسٹری
الفضل کے مضمون ۲۹/مارچ ۱۹۲۰ء سے

ہم ابتدائے اشتہار ہذا میں درج کر چکے ہیں کہ قادیانی اشتہار نمبر ۱۱ کے جواب سے ہم نے عمداً اغماض برتا اور جس مصلحت کی بناء پر ہم نے تاخیر کی تھی۔ وہ پوری ہوگئی۔ ایڈیٹر الفضل نے اپنے اخبار مطبوعہ ۲۹/مارچ ۱۹۲۰ء میں بڑی طمطراق سے ایک مضمون بعنوان (کہاں ہیں علماء دیوبند) لکھا اور اس میں علماء دیوبند کے ان افراد کو جن کے دستخط ہمارے اشتہار پر تھے مخاطب کیا۔ لیکن اسی مضمون سے قادیان کی شکست تام اور مرزائیت کے استیصال پر رجسٹری ہوگئی۔

ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۱۰ میں جماعت قادیان کی سترہ (۱۷) مذبوحی حرکات دکھلائی تھیں اور چھ چیلنج دیئے تھے اور بڑے زور سے دعویٰ کیا تھا کہ جماعت قادیان ہرگز اس کا جواب نہیں دے سکتی اور گو ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۱۱ میں تھوڑی دیر کے لئے ڈھیل اور مہلت دے کر

اصل مطالبات کو پورا کرنے پر زور دیا۔ مگر جب کہ اشتہار نمبر۱۰ سے مرزا قادیانی کا مفتری، کذاب، حیلہ جو، مکار ہونا ثابت ہوتا تھا اور اس میں جو لکھا تھا وہ حوالہ کتب مرزا قادیانی سے لکھا گیا تھا تو جماعت قادیان کو خاموشی کی کیونکر گنجائش تھی کہ سکوت اور خاموشی اختیار کرے۔ ہم ہزار ڈھیل دیتے مگر ان کا فرض تھا کہ اشتہار نمبر۱۰ کے مضامین کا جواب دیتے۔

پھر اگر اس وقت جواب نہ دیا یا نہ دے سکے تو بعد اشتہار نمبر۱۱ مستقلاً ہمارے اشتہار کا جواب دیتے اور اگر ایڈیٹر الفضل میں یہ ہمت وجرأت نہ تھی تو اس جماعت کے کسی اور فرد کو غیرت آنی چاہئے تھی۔ لیکن جب کہ کسی نے ایسا نہ کیا تو اشتہار نمبر۱۰ کے مضامین تسلیم ہوگئے اور مرزائیت کا استیصال ہوگیا۔ مرزا قادیانی نبی تو نہیں ایک نیک انسان بھی نہ رہے۔ تو ان کی نبوت پر کسی سے مباہلہ کیسا۔ قصر مرزائیت ہی منہدم ہوگیا اور علماء دیوبند کا مدعا حاصل ہوا۔

فرمائیے! ایڈیٹر الفضل آپ مباہلہ کس بات پر کرتے ہیں مرزا قادیانی کی نبوت پر تو آپ ہی بتلائیں کہ ان حالات پر جو اشتہار نمبر۱۰ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ مرزا قادیانی نبی نہیں ہوسکتے اور جب وہ نبی نہیں ہوسکتے تو آپ کس بات پر مباہلہ کے لئے آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ دیکھا بھی شکست تام یوں ہوتی ہے۔ آپ بڑے طمطراق سے فرماتے ہیں: ’’کہاں ہیں علماء دیوبند‘‘ اجی حضرت! علماء دیوبند تو آپ کی سرکوبی کے لئے ویسے ہی موجود ہیں، جیسے تھے۔ لیکن فرمائیے آپ کہاں ہیں؟ آپ کے مرزا قادیانی کہاں ہیں؟ مرزائیت کہاں ہے؟ خلیفۃ المسیح کس قعر میں پڑے ہوئے ہیں کہ اشتہار نمبر۱۰ کی طرف نظر ہی نہیں اٹھاتے۔

قادیانی شکست پر دوسری رجسٹری

مضمون ۲۹؍مارچ ۱۹۲۰ء کے بعد ایڈیٹر الفضل نے اپنے اخبار مطبوعہ ۳؍جون میں ایک مضمون بعنوان (کیا علماء دیوبند ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے) لکھا اور یہ نمبر بھی ہمارے پاس نہ بھیجا، بلکہ اس کو بھی انجمن احمدیہ نے طبع کرایا اور کسی ذریعہ سے بعد مدت ہمارے پاس پہنچ گیا جس کو دیکھ کر معلوم ہوگیا کہ اشتہار نمبر۱۰ کے مضامین نے تمام جماعت قادیان کے کل افراد کی ہمتیں پست کر دیں، قلم توڑ دیئے۔ ان کو صرف اس امر کی مسرت ہے کہ علماء دیوبند قادیانی اشتہار نمبر۱۱ کے جواب سے کیوں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ جماعت قادیان کے کسی ایک فرد کو بھی اتنی سمجھ نہ آئی کہ وہ اس خاموشی کی غرض وغایت سمجھ سکتا۔ ہم نے حد محدود تک خاموشی کی اور جب وہ غرض پوری ہوگئی۔

قادیانی جماعت کے کل افراد کا اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے عجز محقق ہوگیا اور آپ کے مضمون ۳/جون ۱۹۲۰ء نے اس رجسٹری کی جو۲۹/مارچ ۱۹۲۰ء کے مضمون سے ہوئی تھی، تصدیق کردی تو آپ کے اشتہار نمبر۱۱ کے لغو اور بے ہودہ ہزیان کی حقیقت کھول دی۔

آپ بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں (کیا علماء دیوبند ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے) لیکن ایڈیٹر الفضل کو یہ الفاظ لکھتے ہوئے کچھ شرم نہ آئی۔ اگر بقول اس کے علماء دیوبند خاموش ہوگئے تو خود ایڈیٹر الفضل اور ساری جماعت اشتہار نمبر۱۰ کے جواب سے خاموش ہے۔ علماء دیوبند اگر آپ کے اشتہار نمبر۱۰ کے جواب میں خاموشی سکوت یا تأمل کریں تو حق بجانب ہیں۔ کیونکہ آپ نے ان کے مطالبات کو پورا نہیں کیا۔ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ لیکن آپ کے اور ساری جماعت قادیان کے پاس اشتہار نمبر۱۰ کے جواب نہ دینے میں کیا عذر ہے؟ حالانکہ اس سے مرزائیت کا استیصال ہوتا ہے۔ دعویٰ مباہلہ ومناظرہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ’’سنئے‘‘

علماء دیوبند خاموش نہ تھے، نہ ہیں۔ ہاں آپ کو موت کی نیند سلا رہے تھے اور سلا دیا اور اس طرح کامیاب ہوکر پھر اسی طرح اپنی حقانیت کے ساتھ فتح مندی کا پھریرا اڑاتے ہوئے موجود ہیں۔

اشتہار نمبر۱۰ کا جواب تو آپ کی قدرت سے خارج تھا آپ کے سکوت نے اس عجز پر رجسٹری کردی جس کو دوسرے معنی میں تسلیم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ یہاں تک آپ کے عجز کو واضح کرکے اور تسلیم کرا کے اب ہم پھر آپ کو انہیں مطالبات کی طرف کھینچ کر لاتے ہیں جن کے ضمنی مباحث میں آپ کو یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا ہے اور خیرخواہانہ اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ گو نبوت مرزا قادیانی کا قصر منہدم ہوجانے کے بعد مباہلہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مگر ہم اس لفظی ادّعا کو ہمیشہ کے لئے باطل کردینے کے لئے پھر انہیں مطالبات کو پیش کرتے ہیں۔ آپ کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو مفہوم مباہلہ کی توضیح آثار کی تعیین مباہلہ کے فیصلہ کن ہونے کی اثبات سے اپنا عجز صاف لفظوں میں تسلیم کرلیں یا کھلے الفاظ میں ہمارے مطالبات کو پورا کردیں۔ ان دو راستوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں۔ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت کو نہ ٹلائیں۔ ورنہ اس سے زیادہ ذلت ہوگی، جس قدر اب تک ہوچکی ہے۔

اصلی مطالبات

مطالبہ اوّل توضیح مفہوم مباہلہ

۱...... پہلا مطالبہ وہی توضیح مفہوم مباہلہ کا ہے۔ جو علماء دیوبند نے مرزا قادیانی کے مقولہ

بعد از مباہلہ مولوی عبدالحق صاحب کو دیکھ کر اپنے اشتہار نمبر۵ سے شروع کیا تھا اور جس سے جان بچانے کے لئے آپ نے حیلہ سازی کی ساری قوت صرف کر لی اور پھر بھی کچھ نہ بنا تو آپ نے اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں لکھا (مفہوم مباہلہ کے متعلق تو ہم علماء دیوبند سے اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں جو ان کی طرف سے بایں الفاظ پیش کیا گیا کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوند عالم سے دعا کریں کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہو اس پر مسلط کرے)

آپ نے علماء دیوبند کی تعریف سے اتفاق کر کے اس امر کو تو تسلیم کر لیا کہ کوئی مباہلہ دعائے لعنت سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہم اس کے ساتھ مرزاقادیانی کے ان الفاظ کو ملاتے ہیں، جو بعد از مباہلہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مقابلہ میں کہے گئے تھے کہ (مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی) تو اب یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں:

۱...... مرزاقادیانی نے جس وقت مولوی عبدالحق صاحب سے مباہلہ کیا تھا۔ ان کو مباہلہ کی تعریف اور اس کا مفہوم معلوم تھا یا نہیں، اگر نہیں تھا اور وہ بلا سمجھے بوجھے مولوی عبدالحق صاحب سے مباہلہ کے لئے تیار ہوگئے تھے تو آپ کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا چاہئے کہ ان کو اس وقت تک مباہلہ کا مفہوم معلوم نہ تھا اور اگر معلوم تھا تو وہ یہی مفہوم تھا جو علمائے دیوبند نے بیان کیا اور آپ نے اس سے اتفاق کیا یا کچھ اور۔

اگر کچھ اور تھا تو بیان کریں کہ مرزاقادیانی کے نزدیک مباہلہ کا مفہوم کیا تھا، جس کے بعد ان کا یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا مگر بددعا نہ کی تھی صحیح نہ ہوگا اور پھر یہ بھی بیان کریں کہ آپ نے اس مفہوم کو کیوں چھوڑا۔ علماء دیوبند کی بیان کردہ تعریف سے کیوں اتفاق کیا اور اگر وہ یہی تھا جو علماء دیوبند نے بیان کیا اور آپ نے اس سے اتفاق کیا ہے تو پھر یہ لکھئے کہ جب مباہلہ میں لعنت کا ہونا ضروری ہے اور مرزاقادیانی نے مولوی عبدالحق صاحب سے مباہلہ کیا تو بعد از مباہلہ یہ کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا، مگر بددعا نہ کی تھی صحیح یا غلط۔ اگر آپ یہ کہیں کہ غلط تھا تو آپ کو اس کا اقرار کرنا چاہئے، کہ ان کا یہ کہنا غلط تھا اور صحیح تھا تو وجہ صحت بیان کریں۔

۲...... جب کہ آپ نے مباہلہ کی تعریف میں علماء دیوبند سے اتفاق کیا اور اس تعریف کے اعتبار سے کوئی مباہلہ بددعا اور لعنت سے خالی نہیں ہوتا تو اب فرمایئے کہ اس تعریف کو مانتے ہوئے آپ اس کو مانتے ہیں، کہ کوئی مباہلہ لعنت وبددعا سے خالی نہیں ہوتا یا نہیں مانتے۔ اگر نہیں مانتے تو یہ تعریف جامع ومانع نہ رہی اور یہ ایسا ہوگا کہ ملزوم کا تو اقرار کر لیا جائے، مگر لازم سے انکار

کیا جائے اور اگر مانتے ہیں تو آپ کو اس اقرار میں کیا تأمل ہے کہ بعد مباہلہ ایسا کہنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا مگر بددعا نہ کی تھی، غلط ہے اور اگر باوجود ماننے کے اس کہنے میں کچھ تأمل ہے تو وجہ تأمل بیان کیجئے۔ ایڈیٹر الفضل خوب سمجھ لیں کہ وہ محاصرہ میں آچکے ہیں ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھائیں۔

مطالبہ دوم تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت

ہمارا دوسرا مطالبہ شروع سے جاری ہے کہ آثار مباہلہ کی تعیین باعتبار نوعیت بیان کردیں تاکہ غیرآثار اور موہومہ ومخترعہ اشیاء مثل ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی میں پناہ لینے کی نوبت نہ آئے۔ جیسا کہ مرزاقادیانی نے بمقابلہ مولوی عبدالحق صاحب پناہ پکڑی تھی۔ اس مطالبہ میں دو بحثیں ہیں۔

۱...... یہ کہ آثار مباہلہ کیسے ہونے چاہئیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب کہ مباہلہ حق وباطل میں فیصلہ کن ہوتا ہے جس کے آپ بھی مدعی ہیں تو آثار مباہلہ ایسے واضح کھلے ہوئے ہونے چاہئیں، کہ ان میں کچھ خفا اور تاویل کی گنجائش نہ ہو۔ برخلاف اس کے مرزاقادیانی نے ایسے موہومہ اشیاء کو آثار مباہلہ میں داخل کیا ہے۔ جس کو سوائے مرزاقادیانی اور ان کے معتقدان بے بصیر کے اور کوئی بھی آثار مباہلہ نہیں کہہ سکتا اور پھر ان آثار کے اسباب وہ بیان کئے ہیں، جو مرزاقادیانی میں بدرجہ اتم موجود اور اس لئے ان آثار کا ظہور بہ نسبت مولوی عبدالحق صاحب کے ان پر زیادہ چسپاں ہے۔

لیکن جماعت قادیان ہے کہ ہزار ذلتیں گوارا مگر اس مرحلہ کو طے نہیں کرتی اور کرتی تو کیونکر ساری عمر کی حیلہ سازی پر پانی پھرتا ہے۔ بہت سی حیلہ سازی کے بعد بجبوری آثار مباہلہ کی تعریف کی تو یہ کی (ہاں وہ عذاب ایسا ہوگا جس میں فریق مخالف کے کسی منصوبہ کو دخل نہ ہوگا)

لیکن ہم اپنے اشتہار نمبر۱۰ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ تعریف محض غلط ہے۔ ایڈیٹر الفضل ہماری تحریر کا کچھ جواب نہ دے سکے۔ ہم نے لکھا کہ اگر ایڈیٹر الفضل کو تعیین آثار مباہلہ سے کوئی مصلحت مانع ہے تو یہی کہہ دیں کہ وہ آثار ایسے ہوں گے جیسے کہ سنت نبوی سے بمقابلہ وفد نجران ثابت ہوتے ہیں تاکہ تعیین آثار باعتبار نوعیت کا مسئلہ طے ہوجائے۔ لیکن ایڈیٹر الفضل باوجود اس دعویٰ کے کہ مباہلہ حسب سنت رسول اللہ ﷺ ہوگا۔ اتنا لکھنے سے بھی جان بچاتے ہیں۔ ناظرین سمجھ لیں کہ اس طرح حیلے حوالے کر کے ٹلانے کا کیا مطلب ہے؟

۲...... دوسری بحث یہ ہے کہ آیا سنت رسول اللہ ﷺ سے تعیین آثار باعتبار نوعیت ہوتی ہے یا نہیں۔ علیٰ ہذا! کلام مرزاقادیانی سے کسی قسم کی تعیین ہوتی ہے یا نہیں۔ ایڈیٹر الفضل دونوں کے منکر ہیں اور ہم بالتفصیل ثابت کر چکے ہیں کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے تعیین آثار

مباہلہ باعتبار نوعیت ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا! مرزا قادیانی کے کلام سے بھی تعیین عذاب ثابت ہے اوراس کی دلیل میں ہم مرزا قادیانی کی عبارت رسالہ ''دعوت قوم'' سے نقل کر چکے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تعیین آثار مباہلہ باعتبار نوعیت نہ ہو جائے۔ مباہلہ کسی طرح فیصلہ کن نہیں ٹھہر سکتا اور ذلت کی آگ ندامت کا پانی وغیرہ موہومہ آثار کسی طرح آثار نہیں ہوسکتے۔ پس ایڈیٹر الفضل پر لازم ہے کہ تعیین آثار مباہلہ صاف لفظوں میں کردیں۔ حیلہ حوالہ سے کام نہیں چلتا۔

مطالبہ سوم ظہور آثار مباہلہ

جب کہ مرزا قادیانی کی تصریح کے موافق اللہ جل شانہ بہت دفعہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا وعدہ کر کے بھی مخفی اسباب کی بناء پر عذاب نازل نہیں کرتا تو اب ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ آپ مباہلہ کو فیصلہ کن کہتے ہیں اور وہ فیصلہ کن جبھی ہوسکتا ہے کہ مباہلہ جامع شرائط کے بعد ظہور آثار یقینی ہو اور آپ کے مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ صریح وعدہ کے باوصف اللہ جل شانہ مخفی اسباب کی بناء پر عذاب نہیں کرتا تو اس حالت میں مباہلہ فیصلہ کن کیونکر ہوسکتا ہے؟

آپ اپنے اشتہار نمبر ۱۱ میں لکھتے ہیں کہ جس موقع اور محل کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا عذاب ٹل جاتا ہے وہاں بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اس کے متعلق جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان مواقع اور محل کی تشریح فرمادیں اور ان مواقع اور محل میں مرزا قادیانی کے ارشاد کی صحت کو ثابت کردیں۔

میں اس التماس کو ختم کرتا ہوں اور آخر میں اس قدر اور عرض کئے دیتا ہوں کہ آپ اور آپ کی جماعت ٹھنڈے دل سے ان معروضات پر غور کرے اور قیامت کے ان کو حالات کو پیش نظر رکھ کر ملت بیضاء سے انحراف نہ کرے، جن کو صادق ومصدوق ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے کسی مقلد نے نہیں بیان کیا ہے کہ ان کے پیش آنے نہ آنے میں ذرا سا بھی تذبذب ہوسکے۔

اگر آپ لعان فحاش بن کر احقاق سے روکنے کا ارادہ کریں گے تو اوّل تو یہ سوقیانہ انداز ہر شخص اختیار کرسکتا ہے۔ ثانیاً عقلاء کے نزدیک سبّ وشتم عجز کی دلیل ہے نہ کہ غلبہ کی۔ **واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم یضل من یشاء ویھدی من یشاء وھو حسبی ونعم الوکیل۔**

العبد المتشبث باذیال رحمۃ الباری

محمد عبدالسمیع الانصاری غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند

۲؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲؍جنوری ۱۹۲۱ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا

(حصہ اوّل)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی بموجب اپنے الہاموں کے اکیسواں جھوٹا نبی تھا

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیماً (الاحزاب:۴۰)''

﴿نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے ولیکن رسول، اللہ کا ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا۔﴾

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہوا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے تھے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا اور جن ضرورتوں کے لئے کہ نبی آیا کرتے تھے۔ ان کا سدباب خدا تعالیٰ نے اپنے علم سے کردیا ہوا ہے اور اسی آیت کی تصدیق میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے جو کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو لوگ اس کو جھوٹا نبی خیال کرتے ہیں۔

اخبار البدر ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء میں جو کہ مرزائیوں کا مذہبی اخبار ہے۔ ان بیس شخصوں کا نام درج ہے۔ جنہوں نے مندرجہ بالا آیت کے خلاف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نبوت کا ختم کرنے والا تسلیم نہ کر کے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور ان شخصوں کو تمام مسلمان اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تابعدار جھوٹے نبی جانتے ہیں۔

۱...... __مسیلمہ کذاب__: یہ کذاب قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا۔ اس نے قرآن کریم کے مقابلہ میں کچھ تحریر بھی نکالی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے آخری دنوں میں نبوت کا دعویٰ کر کے ایک خط حضرت رسالت مآب کی خدمت میں لکھا تھا کہ نصف ملک تمہارا اور نصف ملک میرا ہے۔ باہم مل کر تقسیم کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو جواب اس کو لکھا وہ ہم بجنسہٖ درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے: ''طبرانی نعیم بن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کو لکھا از طرف محمد رسول اللہ۔ بطرف مسیلمہ کذاب۔ واضح ہو کہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ اس کو زمین کا وارث کردیتا ہے اور یاد رکھ کہ انجام کار متقی ہی کامیاب اور مظفر اور منصور ہوتے ہیں۔''

اس کذاب نے علاوہ دعویٰ نبوت نماز معاف کردی تھی اور شراب اور زنا کا عام حکم دے دیا تھا کہ یہ سب حلال ہیں۔ آخر بعہد خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک خطرناک لڑائی کے بعد خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ سے وہ کذاب واصل جہنم ہوا۔ ایک سال سے بھی زیادہ عمر نہیں پائی۔ اس کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ شامل ہوگئے تھے۔

۲...... اسود عنسی: یہ کذاب بھی زمانہ حیات رسول اللہ ﷺ میں مثل مسیلمہ دعوے دار نبوت ہوا تھا۔ اس کا نام عیہہ اور اس کے باپ کا نام کعب بن عوف تھا۔ یہ شخص ہر وقت شراب میں مخمور رہتا تھا۔ اس واسطے اس کا لقب ذوالخمار ہوگیا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے فراغت پاکر بیت اللہ شریف سے واپس ہوکر مدینہ منورہ میں پہنچ کر بیمار ہوگئے تو ان کی علامت طبع کی شہرت دور ونزدیک پھیل گئی۔ اس پر مسیلمہ اور اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کردیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی نسبت رؤیا میں پہلے سے کل حال معلوم کر کے ان کے انجام سے بھی خبر دے دی تھی۔

یہ کذاب یعنی اسود عنسی ایک بڑا شعبدہ باز تھا اور اپنی شعبدہ بازی سے بڑے بڑے عجائبات دکھلایا کرتا تھا۔ جس سے لوگ حیرت میں آکر اس کے پنجے میں گرفتار ہوجاتے تھے۔ اس نے چھ سو آدمیوں کی جمعیت پیدا کر کے شہر صنعا قبضہ کرلیا تھا۔ اس کے ہمراہ دو اور شیاطین تھے۔ ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا نام شقیق تھا۔ اس کذاب کا بڑا زور وشور صرف تین چار مہینے تک رہا۔ آخر فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے قتل کی خبر خود مخبر صادق علیہ السلام نے اپنی وفات سے پانچ روز پہلے دی تھی جو فی الحقیقت صحیح نکلی۔

۳...... ابن صیاد: یہ شخص یہودی تھا اس کا نام صافی اور اس کے باپ کا نام صیاد یا صائد تھا۔ بچپن سے ہی اس کی فطرت ایسی تھی کہ عجیب عجیب تماشا دکھاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی شہرت سنی تو اس کے پاس گئے اور دل میں ایک لفظ دخان تجویز کر کے پوچھا کہ بتا میرے دل میں کیا ہے۔ وہ فوراً کہنے لگا: درخ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’احنا فلن تجد اصلک ‘‘یعنی دور ہو تو اپنے اصل کو واپس نہیں پائے گا۔‘‘ غرض یہ شخص اس قدر خطرناک سمجھا گیا کہ بڑی جماعت صحابہؓ نے اسی کو دجال اکبر تسلیم کرلیا تھا۔ مگر بالآخر یہ شخص مسلمان ہوگیا تھا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تھا۔ مگر پھر بھی صحابہ اس سے ڈرتے اور اس کو نظر حقارت سے دیکھتے رہے۔

۴...... طلیحہ بن خویلد اسدی: یہ شخص بنی اسد کے قبیلے کا آدمی تھا۔ خیبر کے مضافات میں کسی گاؤں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل کے زمانہ خلافت میں نکلا۔ فی الاصل یہ کذاب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ضرار بن ازورؓ کو متعین کیا تھا۔ بنی اسد کے تمام لوگ ضرارؓ کے ساتھ ہوگئے اور طلیحہ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ یہ کذاب کہا کرتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس آتا ہے اور اکثر مسجع فقرات بنا کر لوگوں کو سناتا تھا کہ مجھے وحی ہوئے ہیں اور نماز اور سجدہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور یہ حکم دیتا تھا کہ کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرو۔ آخر اس کے ساتھ قبائل اسد وغطفان وطے شامل ہوگئے تھے اور اس طرح اس نے بڑا زور پکڑ لیا تھا۔ نماز اور زکوٰۃ سے منع کرتا تھا۔ آخر بڑے کشت وخون کے بعد جب قبیلہ اسد اور غطفان مسلمان ہوگئے تھے تو وہ بھی مسلمان ہوگیا۔

۵...... سجاح بنت الحرث بن سویدیہ: ایک عورت قبیلہ بنی تمیم سے تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ کل قبیلہ بنی تمیم کے لوگ اس کے پشتی بان ہوگئے اور اس کے ماموں تغلبی تھے۔ یہ قتل کو شیر مادر سمجھتی تھی جس کو چاہتی فوراً قتل کرادیتی، گرگ پر سوار ہوتی تھی۔ یہ بدذات عورت یمامہ میں جہاں مسیلمہ کذاب رہتا تھا، پہنچی۔ مسیلمہ کو اپنے کذاب ہونے پر یقین تھا۔ اس کے آنے سے گھبرایا۔ مگر آخر کہلا بھیجا کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ جو ہم سے غالب آئے وہ دوسرا کا تابع ہوجائے۔ اس پر سجاح نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ آخر ایک خیمہ میں ان دونوں نے باہم ملاقات کی۔ آخر جماع کی ٹھہری اور مرتکب زنا ہوئے۔ اس کے بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کے سپرد کر کے خود نبوت سے دست بردار ہوگئی اور باہم نکاح کر لیا اور بلند آواز سے پکارا گیا کہ نماز فجر اور عشاء معاف کردی گئی۔

بالآخر یہ عورت بزمانہ خلافت حضرت معاویہؓ تائب ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوگئی تھی اور بصرہ میں مدت مدید تک رہ کر فوت ہوگئی اور سمرہ بن جندب نے نماز جنازہ ادا کی۔

۶...... مختار: یہ کذاب قبیلہ ثقیف سے برآمد ہوا تھا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور ہمیشہ اپنے خطوط میں من مختار رسول اللہ لکھا کرتا تھا۔ اس کی خبر بھی رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ چنانچہ مسلم میں ہے: ’’ان فی ثقیف کذاباً ومبیراً رواہ مسلم من اسماء بنت ابوبکر والترمذی عن ابی عمر وطبرانی عن سلامت بنت الحر ‘‘یعنی

مسلم نے اسماء بنت ابوبکر سے اور ترمذی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے سلامۃ بنت حر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف سے ایک کذاب پیدا ہوگا۔اس نے بڑے بڑے فساد اور جنگ وجدال کئے اور آخر کار قید اور ہلاک ہوا۔

۷...... شاعر متنبّی: اس کا نام احمد اور اس کے باپ کا نام حسین تھا۔کوفہ اس کا مسکن تھا۔ کنیت اس کی ابوالطیب تھی۔شام کے ملک میں جا کر علم وادب کے سیکھنے میں مصروف ہوا اور کلام عرب پر ایسا قادر ہوا کہ بلاتکلف نظم ونثر کہہ سکتا تھا۔کتب نعت بکثرت مطالعہ کیا۔اس نے ایک بڑا دیوان بھی نظم کیا۔آخر نبوت کا مدعی ہوا اور قبیلہ بنی کلب اور دیگر قبائل کے لوگ بکثرت اس کے تابع ہوگئے۔لیکن امیر حمص نے اس کے دعویٰ کے ساتھ ہی اس پر چڑھائی کی اور اس کو اسیر کر لیا اور اس کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور وہ بالاخر تائب ہوگیا اور بعض کہتے کہ ۳۵۴ھ میں ایک شعر کے کہنے پر بحکم سیف الدولہ قتل کیا گیا۔

۸...... بہبود: یہ کذاب قوم زنج کا سرگروہ تھا۔اس نے بڑی جماعت پیدا کر لی تھی اور وہ بصرہ پر چڑھ آیا اور بہت علاقہ پر متصرف ہوا۔لاکھوں مخلوقات خدا کو تہ تیغ اور بے شمار بندگان خدا کو بے خانماں کر دیا۔اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خدا کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں اور مجھ پر غیب کی خبریں کھولی جاتی ہیں۔اس کے دعویٰ کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد معتمد علی اللہ خلیفہ عباسی کی فوج نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کا سر کاٹا گیا اور بغداد میں ایک نیزہ پر نصب کر کے بازاروں میں پھرایا گیا۔

۹...... یحییٰ بن زکرویہ قرمطی: نے بہ کثرت لوگ پیدا کر کے ایک بڑا زور پکڑ لیا اور اپنا سجدہ کرواتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھ پر قرآن مجید کی آیات نازل ہوتی ہیں۔حاجیوں پر لوٹ مار کرتا تھا اور بغداد کے آس پاس کے علاقہ کو تباہ کر رکھا تھا۔آخر خلیفہ مکتفی باللہ نے ایک فوج جرار بھیج کر اس کو شکست فاش دے کر قتل کیا اور صرف ایک سال تک اس کا شور رہا۔

۱۰...... عیسیٰ ابن مہرویہ: یہ شخص بھی قرمطی تھا یہ کذاب یحییٰ بن ذکرویہ کا چچازاد بھائی تھا۔اس نے اپنا لقب مدثر ظاہر کیا اور امیر المؤمنین مہدی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ایک بڑی جمعیت پیدا کر کے شام کے ملک پر حملہ آور ہوا اور بڑی خونریزی اور فساد کیا۔آخر خلیفہ مکتفی باللہ کی جرار فوج کے ہاتھوں قتل کیا گیا اور ایک مدت قلیل میں اس کے شر سے زمین پاک وصاف کی گئی۔

۱۱...... سلیمان قرمطی: اس کی کنیت ابوطاہر اس کے باپ کا نام ابوسعید۔ جب اس کا باپ ابوسعید اپنے غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تو بموجب وصیت پدری اس کا بڑا بیٹا سعید اپنے باپ کا قائم مقام کھڑا ہوا۔ لیکن ابوطاہر سلیمان اپنی چالاکی کی وجہ سے غالب آیا اور خانہ کعبہ میں جاکر حجر اسود کو اکھیڑ لیا اور بلند آواز سے للکارنے لگا کہ میں خدا ہوں اور میں ہی خلقت کو پیدا اور فناء کرتا ہوں۔ لیکن غیرت خداوندی نے اس کو بڑی مہلت نہ دی اور جدری کی بیماری بھیج کر اس کو ذلت سے ہلاک کیا۔

۱۲...... ابوجعفر محمد بن علی شلغافی: جو ابوالقراقر کے نام سے مشہور تھا۔ راضی باللہ خلیفہ عباس کے عہد سلطنت میں ظاہر ہوا۔ مذہب کا شیعہ تھا۔ شروع شروع میں یہ اپنے عقیدہ کو مخفی رکھتا تھا۔ لیکن جب بڑے امیر اس کے ہم عقیدہ ہوگئے تو پھر اعلانیہ خدائی کا دعویٰ دار ہوگیا اور انبیاء کو خائن قرار دیتا۔ شریعت غرّاء کو بالکل الٹ پلٹ دیا۔ ملائکہ کی نسبت کہتا کہ وہی فرشتہ ہے جو اپنے نفس کا مالک ہو اور حق کو پہچانتا ہو اور جنت بجز اس کے کوئی چیز نہیں کہ نفس اور حق کی معرفت حاصل ہو اور عدم معرفت کا نام دوزخ اور روزہ رمضان اور صلوٰۃ مفروضہ کا ترک کرنا بھی عبادت ہے۔ نکاح کرنا فضول امر ہیں۔ بلکہ تمام فروج حلال ہیں۔ ہر ایک شخص مجاز ہے جس عورت سے چاہے مباشرت کرے۔ تناسخ کا قائل تھا۔ دیکھو (تاریخ کامل ابن اثیر ج۸ ص۱۰۱،۱۰۲) لیکن خلیفہ راضی باللہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر عظیم روانہ کر کے اس کو معہ اس کے ہمراہیوں کے قید کر لیا اور سولی پر چڑھا کر دارالبوار کو بھیجا۔

۱۳...... ۲۲۲ھ میں بعہد خلافت راضی باللہ قریہ باسنہ میں جو ملک صفانیان کے مضافات سے ہے۔ ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس پر فوج درفوج اور گروہ درگروہ اس کے تابع ہوگئے اور اس قدر ظلم اختیار کیا کہ جو اس کی تکذیب کرتا اس کو قتل کر ڈالتا۔ چنانچہ ایک کثیر مخلوقات اس کی تعدی سے ہلاک ہوگئی۔ بڑا ہی شعبدہ باز تھا۔ اپنی شعبدہ بازی کو خوارق عادت ظاہر کرتا تھا۔ ایک حوض میں ہاتھ ڈالتا اور دیناروں کی مٹھی بھر لاتا۔ آخر ابوعلی بن محمد بن مظفر حاکم صفانیان نے ایک برجستہ فوج اس کے مقابلہ میں روانہ کی اور ایک بھاری جنگ کے بعد اس کو سخت تنگ کیا گیا اور وہ ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گیا۔ مگر سپاہیوں نے ہمت کر کے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر حاکم وقت کے پاس لے گئے اور اس کے معتقدین کی بھاری جماعت کو بھی تہ تیغ کیا وار اس طرح اس کذاب کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔

۱۴...... قبیلہ سوادیہ: میں ایک شخص ۴۹۹ھ میں نہاوند میں ظاہر ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس نے اپنے چار اصحاب کا نام ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رکھا ہوا تھا۔ اس وقت خلیفہ مستظہر باللہ کا دوران حکومت تھا۔ سوادی قبیلہ کی کثیر جماعت اس کے ساتھ ہوگئی اور انہوں نے اپنے سارے املاک اور مال و دولت اس کے سپرد کر دیئے تھے۔ آخر شاہی فوج کے ہاتھ سے پکڑا گیا اور بہت جلد اس کا سر قلم کر کے صفحہ دنیا سے اس کا نام ونشان مٹادیا گیا۔

۱۵...... استاذسیس: ملک خراسان میں بعہد خلافت خلیفہ منصور عباسی ۱۵۰ہجری میں ظاہر ہوا۔ اہل ہرات و باذعبس وسجستان وغیرہ اس کے ساتھ ہوگئے۔ اخشم حاکم مروروز نے اس کا مقابلہ کیا۔ مگر استاذسیس کے ساتھ تین لاکھ بہادر سپاہی تھے۔ اخشم نے ہزیمت اٹھائی۔ پھر خلیفہ منصور نے حازم بن خزیمہ کو بڑی فوج کے ساتھ حکم دیا کہ اخشم کے لشکر کے ساتھ مل کر استاذسیس پر حملہ کرے۔ چنانچہ حازم نے بفرمان خلیفہ ایسا ہی کیا۔ بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ استاذسیس کے ستر ہزار آدمی مارے گئے اور استاذسیس معہ اولاد چودہ ہزار متعلقین کے اسیر ہوا۔ صرف ایک ہی سال میں اس کا کل تانا بانا ملیامیٹ کر دیا گیا۔ اس کذاب نے بھی دعویٰ نبوت کر کے فسق کا کام عام رواج دے دیا تھا۔ اور راہزنی کو اپنا پیشہ بنالیا تھا۔

۱۶...... عطا: یہ شخص مقنع کے نام سے مشہور تھا۔ قصبہ کادہ کا رہنے والا تھا جو مضافات مرو میں ہے۔ ذات کا دھوبی تھا۔ خدائی کا دعویٰ کرتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء میں حلول کرتا رہا ہے اور اب مجھ میں حلول کیا ہے۔ تــحشب میں چاند بنایا تھا۔ تناسخ کا قائل تھا۔ چونکہ نہایت کریہہ منظر اور پست قد تھا، چہرہ پر طلائی برقع رکھتا تھا۔ خلیفہ مہدی نے اس کے مقابلہ میں ایک لشکر عظیم روانہ کیا۔ وہ ایک قلعہ میں محصور ہوگیا اور جب اس کو یقین ہوگیا کہ اب کوئی صورت بچاؤ کی نہیں رہی تو اپنی بیوی اور بچوں اور لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ آسمان پر جانا چاہتا ہے وہ آگ میں میرے ساتھ کود پڑے۔ چنانچہ وہ معہ کل رفقا کے آگ میں جل کر مر گیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ج۶ ص۱۹ و اقتراب الساعۃ ص۱۹)

۱۷...... عثمان بن نہیک: یہ شخص ابومسلم خراسان کے لوگوں میں سے ایک سرگرہ اور لیڈر تھا۔ اس کی نسبت اس کے تابعین کہتے تھے کہ حضرت آدم کی روح اس میں حلول کر گئی ہے اور کہ ان کا رب منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے۔ اس پر منصور ان پر غضب ناک

ہوا اور دوسو چیدہ چیدہ آدمیوں کو گرفتار کر کے محبوس کر دیا۔ اس پہ لوگوں کی ایک کثیر جماعت منصور کے محل پر چڑھ آئی۔ ان میں عثمان بن نہیک بھی تھا۔ معن بن ذاکرہ نے ان سب کو مار کر واصل جہنم کیا۔

۱۸...... دامیہ: یہ ایک عورت تھی جس نے سو ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ سوڈان کی رہنے والی تھی۔ اکثر سوڈانی لوگ اس کے تابع ہوگئے۔ مگر اسی طرف کے مسلمانوں نے اسے پکڑ کر مار ڈالا۔

۱۹...... لا: یہ شخص ملک مغرب میں نکلا اور نبوت کا دعویٰ کیا اپنے نبی ہونے کی دلیل یہ پیش کی کہ حدیث میں آیا کہ: ''لا نبی بعدی'' یعنی میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام ''لا'' ہوگا۔ آخر تھوڑی مدت کے بعد قتل ہوا۔

۲۰...... ایک اور عورت نے بھی اس حدیث: ''لا نبی بعدی'' کو پیش نظر رکھ کر دعویٰ کیا۔ کہ نبیہ ہوں۔ کیوں کہ حدیث میں ''لا نبی بعدی'' ہے۔ یہ کہاں ہے کہ: ''لا نبیۃ بعدی'' یعنی مرد نبی کی نفی کی گئی ہے۔ کسی عورت کے نبی ہونے کی نفی کہیں نہیں ہے۔ آخر وہ بھی تھوڑے عرصہ میں ہلاک ہوگئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے عقیدے

آج کل ہمارے زمانہ میں بھی ایک شخص مرزا غلام احمد نے موضع قادیان تحصیل بٹالہ صوبہ پنجاب سے نبوت کا دعویٰ کر کے لوگوں کو ایسے عقائد کی تعلیم دینی شروع کی ہوئی ہے جو کہ اسلام کے اصولوں کے برخلاف ہے اور جن پر ایمان لانے سے کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہوسکتا اور وہ مندرجہ ذیل عقائد ہیں:

۱...... مرزا غلام احمد کا عقیدہ ہے کہ خداتعالیٰ نے اس کو اپنی مخلوق سے برگزیدہ کر کے اس کو مامور بالہدایت کیا ہے اور اس کو نبی کے لقب سے پکارتا ہے اور ایسا عقیدہ ان بیس جھوٹے نبیوں کے عقیدہ سے ملتا ہے جو کہ حضرت محمد صاحب ﷺ کے بعد ہو چکے ہیں۔

۲...... مرزا غلام احمد کا عقیدہ ہے کہ خداتعالیٰ نے اس کے وجود میں حلول کیا ہے: اور ایسا عقیدہ عطاء جھوٹے نبی نمبر۱۶ کے عقیدہ سے مشابہ ہے جو کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء میں حلول کرتا رہا ہے اور اب مجھ میں حلول کیا ہے۔

حلول کے معنی ہیں داخل ہونا۔ یعنی مرزا غلام احمد کا اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے وجود میں داخل ہے یا دوسرے لفظوں میں مرزا غلام احمد کا وجود مجسم خدا کا وجود ہے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں اپنے الہاموں کو پیش کرتا ہے جو الہام کہ اس کو رات کے وقت خواب میں ہوا کرتے ہیں اور اس کے الہاموں کو پڑھ کر ہر ایک شخص اس کے الہاموں کی اصلیت پر غور کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

الف: مرزا غلام احمد کا بھید خدا کا بھید ہے۔

دیکھو (ریویو نومبر، دسمبر۱۹۰۳ء، تذکرہ ص۴۸۸) ''یا احمدی انت مرادی ومعی سرّک سرّی...... ''ترجمہ: اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرا ساتھ تیرا ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔

ب: مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور فردانیت میں شامل ہے۔

دیکھو (ریویو نومبر، دسمبر۱۹۰۳ء، تذکرہ ص۴۸۸) ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی'' ترجمہ: تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید وتفرید۔

ج: مرزا غلام احمد کا دیدار کرنا خدا تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے:

دیکھو (الحکم ج۸ش۱۸، مؤرخہ ۳۱رمئی ۱۹۰۴ء، تذکرہ ص۵۱۵) ''انت منی وانا منک ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ جیسے مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ مرزا غلام احمد سے ''وانا منک ''یعنی خدا تعالیٰ مرزا غلام احمد سے ہے کہ تشریح میں لکھتا ہے کہ: ''وہ خدا نما آئینہ ہے۔'' اور بیان کرتا ہے ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا پاک اور خوش نما چہرہ دنیا کو نظر نہ آتا تھا اور وہ اب مجھ میں ہوکر نظر آئے گا اور آرہا ہے۔'' یعنی مرزا غلام احمد ایک ایسا آئینہ ہے جس میں سے خدا تعالیٰ کا پاک اور خوش نما چہرہ دنیا کو نظر آرہا ہے اور نظر آئے گا۔

اور اس امر کو یاد رکھنا چاہئے کہ آئینہ شفاف ہوتا ہے اور اس کا ذاتی رنگ نہیں ہوتا اور جو رنگ کہ اس میں سے دکھائی دیتا ہے۔ وہ دوسری چیز کا عکس ہوتا ہے۔ اس لئے اگر مرزا غلام احمد اپنی تحریر کی رو سے آئینہ کی مانند شفاف ہے تو اس کا اصلی رنگ کوئی نہیں اور جو رنگ کہ اس میں دکھائی دے رہا ہے وہ خدا کا رنگ ہے اور جو شبیہ کہ اس آئینہ میں سے دکھائی دے رہی ہے وہ خدا کی شبیہ ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد کا وجود مجسم خدا کا وجود ہوا اور اس کی

تائید میں وہ دوسری جگہ لکھتا ہے۔ دیکھو: (الحکم ۱۷رمئی ۱۹۰۴ء) ’’آج بھی وہی خدا جلوہ گر ہوا ہے۔‘‘ **نعوذباللہ من ذالک الاعتقاد!**

۳…… مرزاغلام احمد کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ وہ چاہے پیدا کرسکتا ہے۔ (تذکرہ ص۶۶۱) اور ایسا عقیدہ سلیمان قرمطی جھوٹے نبی نمبر۱۱ کے عقیدہ سے مشابہ ہے جو کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اور میں ہی خلقت کا پیدا اور فنا کرتا ہوں۔

اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ خداتعالیٰ نے مرزاغلام احمد کے وجود میں حلول کیا ہوا ہے مرزاغلام احمد نے دعویٰ کردیا کہ جو کچھ وہ چاہے پیدا کرسکتا ہے۔ دیکھو: (تذکرہ ص۶۶۱) ’’**انما امرک اذا ارددت شیئا ان تقول لہ کن فیکون** ‘‘ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ حکم تیرا ہے جس وقت تو ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کا تو کہتا ہے واسطے اس کے ہو، پس ہو جاتی ہے۔‘‘

مگر ایسی صفت خداتعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ دیکھو: ’’**انما امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون** (یٰسٓ:۸۲)‘‘ ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ حکم اس کا ہے جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا تو کہتا ہے واسطے اس کے ہو، پس ہو جاتا ہے۔

اور اگر مرزاغلام احمد کے ایسے اعتقاد کو اس کے دوسرے الہام ’’**انت معی** ‘‘یعنی تو میرے ساتھ ہے، کے ساتھ یکجا کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا خود مرزاغلام احمد ہے اور اگر یہ خداتعالیٰ کے ساتھ نہ ہوتا تو خداتعالیٰ کسی چیز کو بھی پیدا نہ کرسکتا۔ **نعوذباللہ من ذالک الاعتقاد!**

۴…… مرزاغلام احمد کا اعتقاد ہے کہ وہ مہدی موعود ہے:

ایسا عقیدہ عیسیٰ بن مہرویہ جھوٹے نبی نمبر۱۰ سے مشابہ ہے جس نے اپنا نام مہدی رکھا تھا۔ دیکھو: (الحکم ۱۰رجنوری ۱۹۰۴ء) ’’**عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ یخرج رجل من ورآء النہر یقال لہ الحارث الحرّاث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او لیمکن لاٰل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ ﷺ وجب علی کل مؤمن ینصرہ او قال اجابتہ. رواہ ابوداؤد** ‘‘یعنی روایت ہے علیؓ سے کہ کہا: فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ نکلے گا ایک شخص یعنی مہدی پیچھے وراء النہر کے سے کہا جاوے گا۔ اس کو حارث حرّاث یعنی کھیتی کرنے والا اس کے لشکر کی اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا

کہ کہا جاوے گا۔ اس کو منصور یعنی نصرت کیا گیا، جگہ دے گا یا ٹھکانہ دے گا وہ واسطے آل محمد کے جیسا ٹھکانہ دیا قریش نے رسول خداﷺ کو، واجب ولازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اس کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اس کا۔ نقل کی یہ ابوداؤد نے اور لکھا ہے۔ چونکہ موضع قادیان کے پاس نہر واقع ہے اور نیز مرزاغلام احمد کے والدین زمین دار تھے۔ اس لئے یہی مرزاغلام احمد وہی مہدی موعود ہے۔

دیکھو (الحکم ۱۰رجنوری ۱۹۰۴ء) ''واضح ہو یہ عبارت ہم نے افہاماً لخصم لکھی تھی ورنہ اس حدیث کا مضمون حضرت اقدس ہی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ آپ کی بستی قادیان ایک نہر عظیمہ کے ماوراء میں واقع ہے اور آپ اور آپ کے آباء باعتبار ایک زمین دار ہونے کے آسامیوں سے کاشت کراتے تھے۔ حارث کے مصداق بھی ہیں اور آپ کی جماعت کے مقدمہ میں جو خاص علماء ہیں وہ منجانب اللہ منصور بھی ہیں اور آل محمد یعنی جو محمدی اور احمدی مسلمان ہیں۔ ان کی آپ امداد بھی فرمارہے ہیں۔ بہرصورت یہ پیشین گوئی مخبر صادقﷺ کی واقع ہوگئی۔ اب اس کا انتظار بے سود ہے۔''

مگر مرزاغلام احمد لکھتا ہے کہ: ''اس نے منصور کو جو کہ مہدی موعود کا سپہ سالار ہوگا کشف کی حالت میں دیکھا تھا اور اس کو پہچاننے سے قاصر رہا تھا۔''

''پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے، خوشحال ہے۔ مگر خداتعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہنچاننے سے قاصر رکھا۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔'' (ازالہ اوہام ص۹۸ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۹)

خداتعالیٰ کی حکمت خفیہ یہ تھی کہ عوامۃ الناس پر ظاہر کیا جاوے کہ مرزاغلام احمد جھوٹا مدعی مہدی موعود ہے۔ کیونکہ جس حالت میں وہ خود مہدی موعود کے سپہ سالار منصور کو پہچان نہیں سکتا تو وہ خود کیونکر مہدی موعود ہوسکتا ہے اور مسلمان کیوں اس کو مہدی موعود تسلیم کریں۔ جب کہ اس کا سپہ سالار منصور نامی کوئی شخص نہیں ہے اور اس لئے مرزاغلام احمد کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ خود مہدی موعود ہے ایک لغو دعویٰ ہے۔

ب: مرزاغلام احمد لکھتا ہے کہ: ''حضرت محمد صاحبﷺ فرماگئے ہوئے ہیں کہ اس کو امامت نماز کرانے کا اختیار نہیں۔'' دیکھو (البدر ۲۹راکتوبر ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج۶ ص۱۵۹) ''امامت نماز کی نسبت ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور کس لئے نماز نہیں پڑھاتے فرمایا کہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا، مگر مہدی موعود کی یہ صفت ہوگی کہ وہ امام ہوگا۔ کیونکہ اس کا لقب امام مہدی آخرالزمان ہوگا اور اس لئے امام کی کل صفتیں اس کے وجود میں پائی جانی چاہئیں اور اگر وہ چند مسلمانوں کی نماز میں امام نہیں ہوسکے گا تو وہ تمام مسلمانوں کے لئے امام الزمان کیونکر ہوسکے گا۔ اس لئے مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ وہ امامت نماز بھی نہیں کراسکتا اور امام مہدی آخرالزمان بھی ہے۔ دو متضاد دعویٰ ہیں اور اس لئے مرزا غلام احمد امام مہدی آخرالزمان نہیں ہے۔

ج: شائد مرزا غلام احمد کو یہ حدیث بھول گئی ہوئی ہے کہ امام مہدی موعود امامت نماز کرائے گا اور مسیح موعود اس کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

مرزا غلام احمد کا اعتقاد کہ وہ خدا تعالیٰ کا محافظ ہے: مرزا غلام احمد کے الہام ہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ منجانب اللہ نہ تھے۔ اس کو ایک الہام ہوا کہ وہ خدا تعالیٰ کا محافظ ہے۔ دیکھو (البدر ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۳ء) ''**انی ھمّی الرحمن**'' (تذکرہ ص۵۰۰) (میں رحمٰن کی کی باڑ ہوں) اور اس لئے مرزا غلام کا مندرجہ ذیل عقیدہ ہے۔

الف: خدا تعالیٰ کو اپنی محافظت کے لئے دوسری چیز کی مدد کی ضرورت ہے۔

نعوذباللہ من ذالک الاعتقاد!

ب: جس طرح سے باڑ کھیتی کی احاطہ کرلیتی ہے۔ اسی طرح سے ذات رب العالمین کو احاطہ بھی ہوسکتا ہے جو کہ ''**واللہ محیط بکل شئ**'' اور اللہ سب چیزوں کو احاطہ کرنے والا ہے، کی صفت کے خلاف ہے۔ ''**نعوذباللہ من ذالک الاعتقاد!**

مندرجہ بالا عقائد کو پڑھنے سے عیاں ہوجاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی تعلیم اسلامی عقائد کے بالکل برخلاف ہے اور اس کی پیروی کسی مسلمان کو کرنی نہیں چاہئے۔ مگر چونکہ بہت سے مسلمانوں نے اپنی کم فہمی سے اس کے دعوؤں کو تسلیم کر کے اس سے بیعت کرلی ہے اور آنکھیں بند کر کے اس کی ہاں میں ہاں ملائے جاتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد میں وہ خوبیاں نہیں ہیں جو کہ اس امت کے پہلے جھوٹے نبیوں میں تھیں اور ان کے حالات کو مرزا غلام احمد کے حالات کے ساتھ مقابلہ کرنے سے عیاں ہوجاتا ہے کہ مرزا غلام احمد اس امت کے جھوٹے نبیوں سے درجہ میں کم ہے اور اس لئے بھی اس کی پیروی کرنی نہیں چاہئے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوجائے گا۔

مرزاغلام احمد کا اس امت کے جھوٹے نبیوں سے درجہ میں کم ہونے کا ثبوت

۱...... ابن صیاد جھوٹے نبی نمبر۳ کے پاس جس وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ گئے تھے تو آپ کے دل میں دخان کا لفظ تھا اور اس سے پوچھا کہ بتا میرے دل میں کیا ہے تو اس نے کہا تھا ’’درخ‘‘ یعنی ابن صیاد نے دل کے خیال کو بتادیا تھا۔ مگر مرزاغلام احمد دل کے خیال کو نہیں بتا سکتا۔

۲...... جھوٹے نبی نمبر۱۳ نے جب کہ ملک صفانیان سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو وہ ایک حوض میں ہاتھ ڈالتا اور دیناروں کی مٹھی بھر لاتا تھا۔ مگر مرزاغلام احمد میں یہ توفیق نہیں ہے کہ اپنے مریدوں کو دینار نکال کر دیا کرے۔ بلکہ یہ ان سے روپیہ وصول کیا کرتا ہے اور جو کوئی روپیہ نہیں دیتا۔ اس کو دھمکی دیتا ہے کہ روپیہ نہ دینے کی بدولت وہ مریدوں سے خارج کیا جائے گا۔

دیکھو (البدر ۲؍جولائی ۱۹۰۳ء) حضرت مسیح موعود کی طرف سے اشتہار ہے کہ: ’’ہر ایک بیعت کنندہ حسب توفیق ماہواری یا ہر سہ ماہی چندہ لنگر خانے کا روانہ کرتا رہے۔ ورنہ ہر تین ماہ کے بعد اس کا نام بیعت کنندوں سے خارج ہو جائے گا۔‘‘

۳...... قبیلہ سوادیہ کے جھوٹے نبی نمبر۱۴ کے ساتھ قبیلہ سوادیہ کی کثیر جماعت ہوگئی تھی اور انہوں نے اپنے سارے املاک اور مال اور دولت اس کے سپرد کر دیئے تھے۔ مگر مرزاغلام احمد کا ایسا رعب اس کے معتقدوں کے دلوں پر نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے رسالہ الوصیت میں اپنے مریدوں کے لئے یہ قید لگائی تھی کہ جو کوئی اس کی مملوکہ زمین میں جو کہ قادیان میں موجود ہے اور جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا ہے، مدفون ہونا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی جائیداد کا دسواں حصہ مرزاغلام احمد کی نذر کرے۔ مگر جس وقت اس کے مریدوں نے اس کو دسواں حصہ اپنی جائیداد کا نہ دیا تو اس نے مقبرہ میں ان لوگوں کو بھی دفن کر دیا کہ جنہوں نے اس کو اپنی جائیداد کا دسواں حصہ نہیں دیا تھا۔

دیکھو (الحکم ۲۱؍مئی ۱۹۰۶ء) ’’چوہدری الہ داد ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز ۲۷؍مئی ۱۹۰۶ء کو فوت ہوا تھا اور صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی۔ لیکن حسب الحکم حضرت مسیح موعود ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔‘‘

۴...... استاذ سیس جھوٹے نبی نمبر۱۵ نے جب اخشم حاکم مروروز کے ساتھ مقابلہ کیا تھا تو استاذ سیس کے ساتھ تین لاکھ بہادر سپاہی تھے۔ جن کی مدد سے اس نے اخشم کو شکست دی تھی۔ مگر مرزا غلام احمد کے معتقدوں کی نہ تو اس قدر تعداد ہے اور نہ وہ اس کے اس قدر معتقد ہیں۔ کیونکہ ان میں سے تین آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جو کہ اس پر اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں۔

۵...... عطاء جھوٹے نبی نمبر۱۶ نے تخشب میں چاند بنایا تھا۔ مگر مرزا غلام احمد میں یہ توفیق نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے استدراج کے طور پر ایسا کوئی معجزہ نہیں دکھایا بلکہ صرف زبانی جمع خرچ پر فیصلہ کر رہا ہے۔

۶...... جس قدر لوگوں نے اس سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ سب اپنے علم پر ناز کرتے تھے اور اپنی ذاتی فوقیت کے لحاظ سے لوگوں کے روبرو نبوت کے مدعی ہوتے تھے۔ مگر مرزا غلام احمد کو اپنا ذاتی علم اس قدر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کے مسئلہ بتانے سے قاصر ہو کر نور الدین کی مدد کا خواستگار ہوا کرتا ہے۔

دیکھو (البدر ۷ ارجولائی ۱۹۰۳ء) ''ایک شخص نے مسئلہ استفسار کیا کہ تعویذ کا بازو وغیرہ مقامات پر باندھنا اور دم وغیرہ کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود جناب مولانا حکیم نورالدین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حدیث میں کہیں اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ حکیم صاحب نے عرض کی کہ لکھا ہے۔ خالد بن ولید جب جنگوں میں جاتے تو آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک جو کہ اپنی پگڑی میں بندھے ہوتے، آگے لٹکا لیتے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے صرف ایک دفعہ صبح کے وقت سارا سر منڈوایا تھا تو آپ نے نصف سر کے بال ایک خاص شخص کو دے دیئے اور باقی سر کے بال باقی اصحاب میں بانٹ دیئے۔ آنحضرت ﷺ جسم مبارک دھو دھو کر مریضوں کو بھی پلاتے تھے اور مریض اس سے شفایاب ہوتے تھے۔ ایک عورت نے ایک دفعہ آپ کا پسینہ بھی جمع کیا۔ یہ تمام اذکار سن کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ پھر اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ بہرحال اس میں کچھ بات ضرور ہے جو خالی از فائدہ نہیں ہے اور تعویذ وغیرہ کی اصل بھی اس سے نکلتی ہے۔ بال لٹکائے تو کیا تعویذ باندھا تو کیا؟''

۷...... مرزا غلام احمد کے الہاموں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ وہ جھوٹا نبی ہے اور اس لئے بھی

ہر ایک شخص کو اس کے دعوؤں کی اصلیت کو بغور پڑھ کر اس پر ایمان لا کر اپنے اسلام کو خراب نہیں کرنا چاہئے۔ **وما علینا الا البلاغ!**

دیکھو (ریویو ج۴ ص۴۸۰ دسمبر ۱۹۰۵ء) ’’چند روز ہوئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کو رؤیا میں دیکھا۔ پہلے کچھ باتیں ہوئیں۔ پھر خیال آیا یہ تو فوت شدہ ہیں آؤ ان سے دعا کرائیں۔ تب میں نے ان کو کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا: تحصیل دار۔ میں نے کہا آپ غیر متعلق بات کرتے ہیں جس امر کے واسطے میں نے آپ کو دعا کے واسطے کہا ہے۔ آپ وہ دعا کریں۔ تب انہوں نے دعا کے واسطے سینے تک ہاتھ اٹھائے مگر اونچے نہ کئے اور کہا اکیس۔ میں نے کہا کھول کر بیان کرو۔ مگر انہوں نے کچھ کھول کر بیان نہ کیا اور بار بار اکیس اکیس کہتے رہے اور پھر چلے گئے۔ فرمایا تحصیل دار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیل دار کے دو کام ہوتے ہیں۔ ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا۔ دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا اور ان میں باہم عدل قائم کرنا۔ اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے اور توحید کو زمین پر پھیلا دے۔ دوسرے یہ کہ حکم عدل ہو کر امت محمدیہ کو باہمی عدل پر قائم کرے۔‘‘

اس خواب سے مندرجہ ذیل وجوہات ظاہر کرتی ہیں کہ مرزا غلام احمد مامور من اللہ نہیں ہے۔

۱...... مرزا غلام احمد اپنی عمر کی درازی کے لئے دعا کرتا ہے جو کہ مشرکوں کی عادت ہے۔ دیکھو: ’’**ولتجدنهم احرص الناس علی حیٰوة. ومن الذین اشرکوا یود احدهم لو یعمر الف سنة وما هو بمزحزحه من العذاب ان یعمر. والله بصیر بما یعملون** (البقرہ:۹۶)‘‘ ترجمہ: اور تو دیکھے ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص جینے کے اور ان لوگوں سے بھی جو مشرک ہیں آرزو کرتا ہے ایک ایک ان میں سے کہ عمر پاوے ہزار برس اور کچھ اس کو بچا نہ سکے گا عذاب سے اتنا جینا اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں۔

۲...... مرزا اپنے سلسلہ کی تکمیل کے لئے عمر کی درازی چاہتا ہے۔

جو شخص مامور من اللہ ہوتا ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ جو خدمت اس کے سپرد کی

گئی ہے۔ اس کو بجالاوے اور اس کو کوئی اختیار نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کو یہ کہے کہ اس کو دنیا میں رہنے دیوے اور اس کو اس سے بہتر جگہ پر مامور نہ کرے کیونکہ دنیا کی تعریف میں لکھا ہوا ہے: ’’الدنیا سجن المؤمنین وجنت الکافرین ‘‘یعنی دنیا دوزخ ہے واسطے مومنوں کے اور جنت ہے واسطے کافروں کے اور اس لئے کسی نبی نے دنیا میں رہنے کی خواہش نہیں کی تھی۔ مگر مرزاغلام احمد کا دنیا میں بہت عمر تک رہنے کی خواہش کر کے سلسلہ کی تکمیل کا بہانہ پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ مامور من اللہ نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کا سلسلہ جس میں شامل ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ عرصہ تیرہ سو سال سے ختم ہو چکا ہے اور اس سلسلہ کے ختم کرنے کے لئے کسی شخص کی ضرورت ہی نہیں ہے۔’’کما قال اللہ تعالیٰ: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ:۳۰)‘‘

ترجمہ: آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے واسطے تمہارے دین مسلمانی۔

۳...... مرزاغلام احمد نے اپنے مرید عبدالکریم کو دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔

یہ صفت مامور من اللہ کی نہیں ہے۔ کیونکہ مامور من اللہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے قرب الٰہی میں زیادہ ہوتا ہے اور اس لئے اس کی دعا جناب باری میں بہ نسبت دوسروں کی دعا کے زیادہ مقبول ہوتی ہے اور اگر وہ دوسرے لوگوں کو کہے کہ اس کے لئے دعا کریں تو وہ ایسا گمان کرے گا کہ وہ اس کی نسبت زیادہ مقبول ہیں اور ایسا کرنا۔ اس کے لئے غلطی ہوگا۔ کیونکہ زوال کی طرف رجوع کرنا ہے اور چونکہ مامور من اللہ سے غلطی نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے مرزاغلام احمد مامور من اللہ نہیں ہے۔

۴...... مرزاغلام احمد کا ایک مردہ کو کہنا کہ دعا کرے، ظاہر کرتا ہے کہ مرزاغلام احمد نے اپنے عقیدوں کے خلاف عمل کیا ہے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کو جو کہ قبروں کے پاس بیٹھ کر اولیاء اللہ سے دعا کے طالب ہوتے ہیں، برا خیال کرتا ہے۔

۵...... اگر یہ کہا جاوے کہ مرزاغلام احمد اس وقت خواب میں تھا جب کہ دعا کرائی تھی۔ یہ بھی غلطی ہے کیونکہ مامور من اللہ کے لئے خواب اور بیداری برابر ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی خواب اس کی بیداری سے اچھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کو خواب میں وہ عمل کرنے کی ہدایت کی

جاتی ہے جوکہ اسے بیداری میں کرنی چاہئے اوراس لحاظ سے اس خواب کے بعد اگر مرزاغلام احمد نے اپنے مریدوں کو قبروں پر جاکراولیاء اللہ سے دعا کا خواستگار ہونے کی ہدایت نہیں کی تو اس نے اپنے مامورمن اللہ نہ ہونے کا کافی ثبوت دے دیا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی خواب کی ہدایت پر عمل نہیں کیا۔

۶...... مرزاغلام احمد دعویٰ تو نبی ہونے اور مامورمن اللہ ہونے کا کرتا ہے اور جو الہام یا خواب اس کو آتے ہیں۔ ان کی تعبیر نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس خواب میں ''تحصیل داراور اکیس'' دوحرف اس نے سنے تھے۔ تحصیل دار سے مراد نبی ہونے کا تو اس نے اقرار کرلیا۔ مگر اکیس کی تعبیر نہ کرسکا۔ جس کی تعبیر بھی اس کے حق میں تھی۔ کیونکہ وہ اکیسواں تحصیل دار ہے۔ یعنی وہ اکیسواں جھوٹا نبی ہے۔ بیس جھوٹے نبیوں کی فہرست دی جاچکی ہے اوران کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے مرزاغلام احمد اکیسواں جھوٹا نبی ہے اوران سب شخصوں نے نبوت کا دعویٰ کرکے مخلوق الٰہی سے لگان کے طور پر روپیہ وصول کیا تھا اوراسی طرح مرزاغلام احمد بھی اپنے مریدوں سے روپیہ وصول کر رہا ہے۔

ایک سو روپیہ انعام

اگر مرزائیوں کو یہ گمان ہو کہ مرزاغلام احمد قادیانی اکیسواں جھوٹا نبی نہیں تھا۔ بلکہ وہ قرآن مجید کا سچا تابعدار اور پکا مسلمان تھا تو ان میں سے جوکوئی ایک عام جلسہ کے درمیان یہ ثابت کردیوے کہ واقعی مرزاغلام احمد قادیانی اپنی کتابوں کے رو سے سچا مسلمان اور مسلمانی کے لباس میں مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے والا نہیں تھا تو اس شخص کو ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا اور یہ بطور چیلنج تمام مرزائیوں کے لئے لکھا گیا ہے تاکہ حق اور باطل کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے ہوجائے۔ عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

مرزائیوں کا حقہ پانی بند

مرزاغلام احمد نے اپنے مریدوں کو حکم دیا تھا کہ جوکوئی اس کا انکار کر کے اس کو کافر جانے تو اس کا جنازہ نہ پڑھا کریں اور نہ اس کو اسلام علیکم کہا کریں اور اگر وہ مرزائیوں کو اسلام علیکم کہے تو بھی مرزائی اس کو وعلیکم السلام نہ کہا کریں۔ جس لئے مرزائی مسلمانوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ دیکھو (البدر ۲۴؍اپریل ۱۹۰۴ء) فرمایا: اگر متوفی بالجہر مکفّر اور مکذب نہ ہوتو

اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا کی پاک ذات ہے۔ فرمایا جو لوگ ہمارے مکفّر ہیں اور ہم کو صریحاً گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے اسلام علیکم مت لو اور نہ ان سے مل کر کھانا کھاؤ۔ ہاں! خرید وفروخت جائز ہے۔ اس میں کسی کا احسان نہیں ہے۔'' مگر چونکہ مرزا غلام احمد ہی کی کتابوں اور اس کے الہاموں سے ثابت ہے کہ وہ اکیسواں جھوٹا نبی اور خارج از اسلام تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ غیرت کو عمل میں لاویں اور اپنے پاک دین کو چند جھوٹے ریاکار آدمیوں کی رضامندی کے لئے خراب اور بے عزت نہ ہونے دیویں اور وہ بھی مرزائیوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کریں جس طرح سے کہ وہ ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے ہیں اور جس وقت کوئی مسلمان حقہ پی رہا ہو اور مرزائی اس کے حقہ کو پینا چاہے تو وہ مرزائی کو اپنا حقہ پینے کے لئے نہ دیوے اور جس برتن سے مرزائی پانی پیوے اس برتن کو پاک کر کے پانی پیوے۔ کیونکہ مرزائی کے ناپاک ہاتھوں سے وہ برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔

یہ عمل اسلام کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ جب تک کہ مرزائیوں کی قادیاں والی اور لاہور والی جماعتیں ایک عام جلسہ کے درمیان اپنے آپ کو سچا مسلمان ثابت نہ کریں یا اپنے عقائد باطلہ سے توبہ نہ کریں۔

وماعلینا الاالبلاغ المبین!

عبدالماجد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

O ...... O ...... O ...... O

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا

(حصہ دوم)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی بموجب اپنے الہاموں کے جہنم میں پڑ گیا

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے عقیدے

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی ۱۲۶۰ھ کے قریب موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا اور ابتدائی ایام میں سیالکوٹ شہر میں ملازم تھا اور عقائد اسلام کا پابند ہو کر خداتعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا تھا اور جس وقت اس کو عام صالح لوگوں کی مانند سچے خواب آنے شروع ہوئے تو اس نے اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے افضل خیال کر کے اپنے آپ کو ان کا سردار یا امام اور مجتہد گمان کرنا شروع کیا اور جس وقت اس نے معلوم کیا کہ لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل جان کر ان کی عزت کیا کرتے ہیں تو کہنے لگا کہ وہ حضرت امام حسین سے بھی افضل ہے۔ دیکھو (البدر قادیان ج۳ نمبر۲۰، ۲۱ ص۴، مؤرخہ ۲۴؍مئی و یکم؍جون ۱۹۰۴ء) ''پھر اس صورت میں مجھے حق ہے کہ وہ لوگ جو میری اس بات سے کہ میں امام حسین سے افضل ہوں گھبراتے ہیں، بجائے اس کے کہ پھر اعتراض کریں۔ صاف طور پر میرے مقابلہ میں آئیں۔ میں ان سے پوچھوں گا کہ جس قسم کے نشانات میں اپنی سچائی اور منجانب اللہ تعالیٰ ہونے کے پیش کرتا ہوں۔ اسی قسم کے نشانات تم بھی پیش کرو اور پھر اسی قدر تعداد میں دکھاؤ۔ میں مرثیہ نہیں سنوں گا بلکہ نشانات کا مطالبہ کروں گا۔''

۲...... اور کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سچے تابعدار بروزی طور پر نبی ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۵،۱۶) عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔ جیسا کہ تم آئینہ میں جب اپنی شکل دیکھو تو تم دو سے نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ یہی بھید ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دوداگی نہیں۔''

(نوٹ): چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی مرنے کے بعد موضع قادیان میں دفن ہوا تھا اور مدینہ منورہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک میں دفن نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود نہ تھا۔

۳...... وہ کہنے لگا کہ خدا تعالیٰ نے اسے اس کے الہاموں میں رسول اور مرسل اور نبی کے لقبوں سے پکارا ہے۔ دیکھو (البدر قادیان مؤرخہ ۲۹؍اکتوبر، ۸؍نومبر ۱۹۰۳ء) ''ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسول، رسول اللہ آیا ہے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں حرام ہوگیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال نہ کرے۔ کیا قرآن میں سے ''فقالوا انا الیکم مرسلون'' بھی یاد نہیں رہا۔ انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔ مگر خدا کے حضور پوچھے جاؤ تو بتاؤ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کون سی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔''

(نوٹ): خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین کا لقب دیا ہوا ہے جس کی یہ مراد ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی حقیقی یا مجازی نبی نہیں آئے گا۔ اگر مرزا غلام احمد کے معتقد قرآن مجید سے اقتباس کرتے ہیں کہ حقیقی نبیوں کا آنا بند ہوگیا ہے اور کہ مجازی نبیوں کا آنا بند نہیں ہوا تو بار ثبوت ان کے ذمہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کس نے حرام کیا تھا کہ حقیقی نبیوں کو نہ بھیجے اور خدا تعالیٰ جن کو نبی کے لقب سے پکارتا ہے وہ کیوں نبی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کو بھی حقیقی نبیوں کی مانند نبی کے لقب سے پکارتا ہے۔

۴...... جس وقت مرزا غلام احمد اپنے لئے نبی کا لقب اختیار کر چکا تو اس نے اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم رتبہ نبی مشہور کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دوسرا نام احمد جو کہ قرآن مجید میں ہے۔ وہ مرزا غلام احمد کا نام ہے۔ دیکھو (ریویو ج دوم نمبر۱ ص۳۹) ان کا بیان ہے کہ پرافٹ یعنی رسول اللہ ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد جلالی نام تھا اور جس میں آنحضرت ﷺ کی کامیابیوں کی طرف اشارہ تھا اور دوسرا احمد جو جمالی نام

کا تھا جس میں اشارہ اس صلح اور اخوت کی طرف تھا جو کہ مرزا غلام احمد کے ذریعہ دنیا میں پھیلنی تھی جس کا منشاء جہاد کا موقوف کرانا ہے۔

۵...... اور اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم رتبہ نبی مشہور کرنے پر اکتفا نہ کر کے کہنے لگا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بھی خدا کا رسول تھا جو بات کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے باپ عبداللہ کو بھی نصیب نہ تھی۔ دیکھو (ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء) ''**انی معک یا ابن رسول اللہ**'' (تذکرہ ص ۵۷۷) ترجمہ: میں تیرے ساتھ ہوں، اے رسول اللہ کے بیٹے۔

۶...... اور دعویٰ کر دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مانند اس پر بھی قرآنی آیات نازل ہوتی ہیں۔ دیکھو (البدر ۲۳ رمئی ۱۹۰۳ء) فرمایا: ''**وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة**'' (تذکرہ ص ۱۰۳) اس مضمون کی آیت یا تو آنحضرت ﷺ سے سات سو۳ برس پیشتر نازل ہوئی یا آپ کے تیرہ سو برس بعد مجھ پر نازل ہوئی اور کیسی پوری ہو رہی ہے۔

۷...... اور اپنے معتقدوں کو سکھانے لگا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔ دیکھو (ریویو ج اوّل نمبر۵ ص ۲۲۰) اور ''جس طرح مثیل موسیٰ علیہ السلام بہت سی باتوں میں موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔''

مگر مرزا غلام احمد نے ایسا دعویٰ کرنے میں غلطی کھائی۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو جو خوبیاں درج ہیں وہ مرزا غلام احمد میں نہ تھیں۔ دیکھو (آل عمران:۸-۱۰) ترجمہ: اور رسول ہوگا طرف بنی اسرائیل کے یہ کہ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے تمہارے رب سے یہ کہ بناتا ہوں میں تمہارے واسطے مٹی سے مانند صورت جانور کی۔ پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے۔ پس ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں، مردے کو ساتھ حکم اللہ کے اور خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنوں کے۔ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے۔

اور سچا کرنے والا ہوں اس چیز کو کہ آگے میرے ہے اور تو کہ حلال کروں میں

واسطے تمہارے بعض وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور لایا ہوں میں پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے۔ پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا۔ تحقیق اللہ رب ہے میرا اور رب تمہارا۔ پس عبادت کرو اس کی یہ ہے راہ سیدھی۔

اور اس طرح قرآن شریف کے فرمان کے بموجب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مندرجہ ذیل خوبیاں تھیں:

(۱) ان کی پیدائش خدا کی قدرت کا ایک نشان تھی۔

(۲) مٹی سے مانند صورت جانور کے بنا کر پھونکتے تھے تو وہ ہو جاتا تھا جانور اللہ کے حکم سے۔

(۳) پیٹ کے اندھے کو اچھا کرتے تھے۔

(۴) کوڑھے کو اچھا کرتے تھے۔

(۵) زندہ کرتے تھے مردے کو ساتھ حکم اللہ کے۔

(۶) جو چیز کہ لوگ گھر میں کھا کر آتے تھے وہ ان کو بتادیا کرتے تھے۔

(۷) اور جو چیز کہ گھر میں چھوڑ کر آتے تھے وہ ان کو بتادیا کرتے تھے۔

(۸) تصدیق کرتے تھے اس چیز کی کہ آگے ان کے تھی توریت سے۔

(۹) اور حلال کرتے تھے واسطے لوگوں کے بعض وہ چیز کہ حرام کی گئی تھی بیچ توریت کے۔

(۱۰) مندرجہ بالا نشانیوں کو اپنی تصدیق میں پیش کرتے تھے۔

(۱۱) اور کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

۸...... مرزا غلام احمد اپنے دعویٰ کی تائید میں قرآن مجید سے کوئی آیت نہ دکھا سکا۔ اس لئے اس نے اپنے مریدوں کو خوش رکھنے کے لئے کہا کہ خدا تعالیٰ نے میری بزرگی کی تائید میں خواب میں فرمایا ہے کہ میں اس کے بیٹوں کی مانند ہوں جو بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصیب نہ تھی کیونکہ نصاریٰ غلطی سے ایسے لقب کا استعمال ان کے حق میں کرتے ہیں۔ درحقیقت اس کا مستحق مرزا غلام احمد تھا۔ دیکھو الہام (ریویو ج اوّل نمبر۶) ’’انت منی بمنزلة اولادی ‘‘(تذکرہ ص۴۲۲) ترجمہ: تو نزدیک میرے بمنزلہ اولاد میری کے ہے۔

۹...... اور کہنے لگا کہ جس طرح باپ کا عکس بیٹے میں دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے اس کے وجود میں حلول کیا ہے اور اس کے باپ خدا تعالیٰ کو دیکھنے کے لئے مرزا غلام احمد کا چہرہ دیکھنا کافی ہے۔ دیکھو (الحکم ۱۰؍۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء) ’’انت منی وانا منک ‘‘(تذکرہ ص۴۲۲) تو مجھ

سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ یعنی مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ مرزا غلام احمد سے اور انا منک یعنی خدا تعالیٰ مرزا غلام احمد سے ہے کی تشریح میں لکھتا ہے کہ وہ خدا نما آئینہ ہے اور بیان کرنے لگا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس سے پہلے خدا تعالیٰ کا پاک اور خوشنما چہرہ دنیا کو نظر نہ آتا تھا اور وہ اب مجھ میں ہوکر نظر آئے گا اور آرہا ہے۔

۱۰...... اور کھلے بندوں خدائی کا دعوے دار بن گیا۔ دیکھو (الحکم ۱۷/مئی ۱۹۰۴ء) آج بھی وہی خدا جلوہ گر ہوا ہے۔

۱۱...... اور کہنے لگا کہ خدا چاند کی مانند سیاہ تھا جس کو مرزا غلام احمد سورج نے روشن کیا۔ دیکھو (الہام ریویو ۱۹۰۶ء) ’’**یا قمر یا شمس انت منی و انا منک**‘‘ (تذکرہ ص۵۹۰) فرمایا اس الہام میں خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا اور مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا اور اپنے آپ کو چاند۔

۱۲...... اور کہنے لگا کہ میں باڑ کی مانند رحمان کی حفاظت کرتا ہوں۔ دیکھو (الہام البدر ۱۴/دسمبر ۱۹۰۳ء) ’’**انی همی رحمان**‘‘ میں رحمان کی حفاظت کرتا ہوں۔

۱۳...... اور اپنے خدا ہونے کی تائید میں اپنے معتقدوں کا نام فرقہ الٰہی رکھا۔ دیکھو (البدر ۲۹/مئی ۱۹۰۳ء) فرمایا: ’’اس وقت صدہا فرقے ہیں۔ اگر ایک الٰہی فرقہ بھی ہوگیا تو کیا حرج ہے۔‘‘

۱۴...... اور انہیں کہا کہ تمہارا مذہب عام مسلمانوں کے مذہب سے جدا ہے۔ دیکھو (ریویو آف ریلیجنز ج اوّل نمبر۲) ’’اس زمانہ میں جو دنیا کے تمام مذاہب ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں اور ایک عظیم الشان کشتی کو تیار کررہے ہیں۔ خدا کی طرف سے ایک مذہب پیدا ہوگیا جو سب سے الگ اور سب کی اصلاح کرنی چاہتا ہے۔ وہ کون سا مذہب ہے یہی فرقہ احمدیہ جس کے امام پیش رو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جو خدا سے الہام پاکر اور اس کے نشانوں کی گواہی سے مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ فرقہ اور دوسرے معمولی مسلمان درحقیقت ایک ہی ہیں۔ فحش خطاء اور بڑی غلطی ہے اور ممکن ہے کہ بعض حکام بھی اس دھوکے میں ہوں۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ معمولی مسلمانوں کے عقائد جو اکثر بیہودہ قصوں اور بے ثبوت روایتوں پر مبنی ہیں وہ بالکل اس فرقہ کے عقائد سے مختلف ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ گو کیسا ہی اپنے خیالات کو پوشیدہ رکھیں۔ مگر بعض خیالات ان کے نہ خدا کی مرضی کے موافق ہیں اور نہ عقلاً صحیح ہیں۔‘‘

۱۵...... اور انہیں ہدایت دے دی کہ اگر مسلمان تمہارے عقیدوں سے نفرت کر کے تمہیں کافر کہیں تو تم ان کا جنازہ نہ پڑھا کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ السلام علیکم لیا کرو اور نہ وعلیکم السلام کا جواب دیا کرو۔ دیکھو (البدر ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج۵ ص۲۹۴) فرمایا: ''اگر متوفی بالجہر مکفر اور مکذب نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا کی پاک ذات ہے۔ فرمایا: جو لوگ ہمارے مکفر ہیں اور ہم کو صریحاً گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے السلام وعلیکم مت لو اور نہ ان سے مل کر کھانا کھاؤ۔ ہاں خرید و فروخت جائز ہے۔ اس میں کسی کا احسان نہیں۔''

۱۶...... جس وقت مندرجہ بالا قسم کے خواب مرزا غلام احمد کو آنے شروع ہوئے تھے تو اس کو چاہئے تھا کہ اس بات کا خیال رکھے کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دیکھو (البدر ۱۰/مئی ۱۹۰۴ء) ''ایک نو وارد صاحب نے سوال کیا کہ خواب کیا شئے ہے۔ میرے خیال میں تو صرف خیالات انسانی ہیں۔ حقیقت میں کچھ نہیں فرمایا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ نفسانی، شیطانی اور رحمانی۔ نفسانی جس میں انسان کے اپنے نفس کے خیالات متمثل ہو کر آتے ہیں۔ جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں شیطان اور شہواتی جذبات ہی نظر آتے ہیں۔ رحمانی وہ جس میں اللہ کی طرف سے خبر دی جاتی ہے اور بشارتین دی جاتی ہیں۔''

۱۷...... اور یہ کہ شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کے تماشے کر دکھاتا ہے۔ جیسا کہ اس نے حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو گمراہ کرنے کے لئے الہام کر دکھایا تھا۔ دیکھو (ضرورت امام ص۱۴، خزائن ج۱۳ ص۴۸۷) سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر! تیری عباتیں قبول ہوئیں۔ اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے سو کر۔ تب میں نے کہا کہ اے شیطان! دور ہو وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں۔ تب شیطان معہ اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔''

۱۸...... حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس شیطانی الہام کے وقت شریعت حقہ کی تابعداری نے گمراہ ہونے سے بچالیا تھا۔ اس لئے جس وقت مرزا غلام احمد کو ایسے خواب آنے لگے تھے کہ جن میں اس کا نفس انانیت کے مقام پر پہنچ کر فخریہ باتیں کہنے لگا تھا تو اس وقت مرزا غلام کو چاہئے تھا کہ شریعت حقہ سے مشورہ لے لیوے۔ مگر اس نے شریعت حقہ کے مشورہ کے بغیر اس قسم کی باتیں لوگوں کو سکھانی جاری رکھیں۔ جن کو مسلمان درست خیال نہیں

کرتے تھے اوراس طرح مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا۔ اس لئے خداوند کریم نے اس کو مطلع کردیا کہ اس کی موت قریب آئی ہے۔ اپنی اصلاح کرلیوے۔ دیکھو (ریویو اپریل ۱۹۰۵ء، ج۴ش۴ص۱۷۱) ''موت دروازے پر کھڑی ہے اوراس کی عمر سے دوتین گھونٹ باقی رہ گئی ہے۔'' دیکھو (ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء، ج۴ش۱۲ص۴۸۰) ''چند روز کی رؤیا ہے کہ ایک کوری ٹنڈ میں کچھ ٹھنڈا پانی صرف دوتین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے۔'' اس کے ساتھ الہام تھا: ''آب زندگی جس کی یہ مراد ہے۔'' (الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۴ء) دوچار ماہ۔

۱۹...... مگر مرزاغلام احمد نے ایسے الہاموں کو سچا خیال نہ کر کے لوگوں کو کہا کہ اس کی عمر ۹۵ سال ہوگی۔ دیکھو (الحکم ۱۷؍مئی ۱۹۰۴ء، ملفوظات ج۶ ص۲۹۳) ''ہاں! عمر کی بابت مجھے الہاماً یہ بتایا گیا تھا کہ وہ اسّی کے قریب ہوگی اور حال میں ایک رؤیا کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ پندرہ برس اور بڑھانے کے واسطے دعا کی ہے۔''

۲۰...... مگر وہ اپنی بات میں جھوٹا ثابت ہوا۔ کیونکہ ۶۷ سال کی عمر میں جب کہ وہ سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی علی پوری کے ساتھ مباحثہ کے لئے دن مقرر کر رہا تھا تو ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو بغیر توبہ کئے ہیضہ کی موت سے لاہور میں فوت ہوگیا اوراس کے تمام ارمان مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں مرنے کے دل ہی میں رہے۔

دیکھو (ریویو جنوری ۱۹۰۶ء ج۵ش۱ص۴۹) ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔''

اور مرنے کے بعد قادیان میں مدفون کیا گیا۔ جس جگہ کا نام اس نے اپنے مرنے سے پہلے بہشتی مقبرہ رکھا تھا اور جو کہ اسی کے الہام کی تائید میں دراصل جہنم تھا۔ دیکھو (ریویو اپریل ۱۹۰۵ء ج۴ش۴ص۱۷۱) ''سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔'' اوراس طرح وہ شخص مرگیا جو کہ دوسروں کے مرنے کے متعلق پیشین گوئیاں کیا کرتا تھا اوراسے یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ اس کا دم واپسیں قریب ہے اورسب آدمیوں کو ایسے عقیدوں سے نفرت رکھنی چاہئے۔ کیونکہ جو شخص ایسے دعوؤں کا دوسرے شخص کی نسبت سچ ہونا تسلیم کرے اس کو بھی دوزخ میں سانپ کاٹیں گے۔ جیسا کہ مرزاغلام احمد کے مرید عبداللطیف پٹھان کے مارا جانے کے بعد اس کے فرقہ کے لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا تھا۔

دیکھو (البدر ۸؍نومبر ۱۹۰۳ء) ''احمدی جماعت میں سے ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ شہید شہزادہ عبداللطیف کے دشمنوں کو چوہے کھا رہے ہیں۔'' فاعتبروا یا اولی الابصار!

عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور، ۱۹؍دسمبر ۱۹۲۲ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا

(حصہ سوم)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی نے تسلیم کرلیا کہ واقعی وہ کذاب تھا

مرزا غلام احمد کا اسلام کے خلاف کوئی دوسرا مذہب تھا: دیکھو (ریویو آف ریلیجنز ج اوّل نمبر۲) ’’اس زمانہ میں جو دنیا کے تمام مذاہب ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں اور ایک عظیم الشان کشتی کو تیار کررہے ہیں۔ خدا کی طرف سے ایک مذہب پیدا ہوگیا ہے جو سب سے الگ اور سب کی اصلاح کرنی چاہتا ہے۔ وہ کون سا مذہب ہے۔ یہی فرقہ احمدیہ جس کے امام اور پیش رو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جو خدا سے الہام پاکر اور اس کے نشانوں کی گواہی سے مسیح موعود کو دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ فرقہ اور دوسرے معمولی مسلمان درحقیقت ایک ہی ہیں۔ فاحش خطاء اور بڑی غلطی ہے اور ممکن ہے کہ بعض حکام بھی اس دھوکے میں ہوں۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ معمولی مسلمانوں کے عقائد جو اکثر بیہودہ قصوں اور بے ثبوت روایتوں پر مبنی ہیں وہ بالکل اس فرقہ کے عقائد سے مختلف ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ گو کیسا ہی اپنے حالات کو پوشیدہ رکھیں۔ مگر بعض خیالات ان کے نہ خدا کی مرضی کے موافق ہیں اور نہ عقلاً صحیح ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک مشہور مسئلہ جہاد بھی ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اس غلط خیال نے اس قدر ان کو گرفتار کر رکھا ہے کہ قیامت کے دن تک اس سے نجات نہیں۔‘‘

اور اس نے اپنے تابعداروں کا نام فرقہ الٰہی رکھا: دیکھو (البدر ۲۹رمئی ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج۵ ص۴۴۱) ’’اس وقت صدہا فرقہ ہیں۔ اگر ایک الٰہی فرقہ بھی ہوگیا تو کیا حرج ہے۔ خدا معلوم کیوں ان لوگوں نے شور مچا رکھا ہے۔ ہمارا خدا بائیس برس سے زیادہ ہماری امداد کررہا ہے اور ان لوگوں کی کچھ پیش نہ گئی۔ یہ دعا کرتے کرتے ان کی ناک بھی گھس گئی اور ہمیں تجربہ ہے کہ ہمارا وہی خدا ہے جس کی کلام ہم پر نازل ہوتی ہے۔ اب اس کے مقابلہ پر ان کی ظنیات کس کام کی ہیں۔‘‘

اور فرقہ الٰہی کے لئے اپنی تصنیف براہین احمدیہ کا نام کلام الٰہی رکھا: دیکھو (البدر ۸؍جنوری ۱۹۰۴ء، ملفوظات ج۶ ص۲۳۱) ’’۲۳، ۲۴سال پیشتر کی چھپی ہوئی یہ کتاب ہے۔کوئی بتلاسکتا ہے کہ ہمارے پاس اس وقت کون ہوتا تھا۔اگر اہل الرائے کے نزدیک ایک انسانی فعل ہے اور خدا کا نہیں تو وہ اس کی نظیر پیش کریں۔لیکن وہ ایسا نہیں کرسکتے۔جب کہ یہ حال ہے تو پھر اسے کیوں خدا کا کلام نہ کہا جاوے اور کہنے لگا کہ وہ جو کلام عربی زبان میں کرتا ہے۔فصاحت وبلاغت میں قرآن شریف کی طرح اس کلام کی مانند کوئی شخص کلام نہیں کرسکتا۔‘‘

دیکھو (ضرورت امام ص۲۵، خزائن ج۱۳ ص۴۹۶) ’’خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔ میں قرآن شریف کے معجزے کے ظل پر عربی بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کرسکے۔‘‘ اور سکھانے لگا کہ قرآن مجید اس کے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو (براہین احمدیہ ص۵۲۲ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۶۲۳) ’’رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف اس کے خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘

اور اس طرح مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بزرگ گمان کیا۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا تھا کہ آپ کی کلام پاک یعنی حدیث شریف، قرآن شریف کا فصاحت وبلاغت میں مقابلہ کرسکتی ہے۔ بلکہ فصاحت وبلاغت میں بے نظیر ہونے کی خوبی صرف قرآن مجید کو حاصل تھی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سکھاتے تھے اور جو آپ کی زبان مبارک کے وسیلہ سے عام لوگوں میں مشہور کی گئی تھی۔ ورنہ حضرت محمد ﷺ کی اپنی کلام عام لوگوں کی کلام کے برابر تھی۔ کیونکہ حدیث شریف اور قرآن مجید کی عبارتوں میں بہت فرق ہے اور یہی باعث تھا کہ اہلیان عرب جس وقت ایک عام کلام بولنے والے شخص سے ایک فصیح وبلیغ کلام سنتے تھے تو وہ

اس کلام کو معجزہ خیال کر کے اس پر ایمان لاتے تھے۔

اور اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ مرزاغلام احمد کی عربی کلام واقعی فصاحت وبلاغت میں قرآن شریف کی مانند بے نظیر ہے اور اس کی مانند کوئی دوسرا شخص کلام نہیں کر سکتا تو قرآن شریف پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ اس کے کلام الٰہی ہونے کا یہ دعویٰ تھا کہ کوئی انسان اس کی مانند فصیح وبلیغ عربی نہیں لکھ سکے گا۔ مگر جس وقت مرزاغلام احمد کی کلام یعنی انسان کی کلام اس کی مانند فصیح وبلیغ ہونے لگی تو قرآن شریف لاثانی کلام اور کلام الٰہی نہ رہا۔

علاوہ بریں قرآن شریف کو وہ بزرگی نصیب نہ ہوئی جو کہ مرزاغلام احمد کے کلام کو حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ جس وقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اس وقت حضرت محمد ﷺ پاک باوضو ہوتے تھے۔ مگر مرزاغلام احمد کے کلام کے لئے کوئی شرط نہیں۔ کیونکہ خواہ مرزاغلام احمد پاکی یا پلیدی کی حالت میں ہو، خواہ گھر میں بیوی کے ساتھ خلوت ہی کیوں نہ کر رہا ہو۔ اس وقت بھی جو الفاظ عربی زبان میں اس کے منہ سے صادر ہوں وہ قرآن شریف کی پاک کلام کی برابری کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کی مانند فصاحت وبلاغت میں بے نظیر ہونے کی بدولت اس کے کلام کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس امر کے لئے تمام علمائے اسلام کو چیلنج دیا۔

دیکھو (ریویو ج اوّل نمبر۱۲ ص۵۰۲) ’’حضرت مسیح موعود کو بھی یہی زندہ معجزہ عطاء ہوا ہے۔ کیونکہ وہ رسول کریم ﷺ کا خلیفہ ومظہر وسچا خادم ہے۔ قریباً دس سال ہوئے کہ آپ نے خدا سے الہام پا کر مشتہر کیا تھا کہ خدا نے مجھے فصیح وبلیغ عربی لکھنے کا معجزہ بخشا ہے اور یہ کہ کوئی عربی دان میری عربی کی مثل نہ بنا سکے گا۔ خواہ تمام علماء ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں۔ دس سال سے اس چیلنج کا کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ گو آپ نے اس امر کی تجدید ہر تازہ تصنیف سے کی ہے اور گو اسلامی ممالک کے تمام علماء بار بار اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے مدعو کئے گئے ہیں۔‘‘

مگر مرزا غلام احمد کی عربی تحریر میں غلطیاں ہوا کرتی تھیں جن کو مولوی اصغر علی پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور نے معلوم کر کے مرزا غلام احمد کو اطلاع دی تھی اور مرزا غلام احمد نے ان غلطیوں کو تسلیم بھی کر لیا تھا جیسا کہ اس کے خط سے ظاہر ہے۔

دیکھو (الحکم ج۷ ش۳۸ ص۵، کالم۱،۲، مؤرخہ ۱۷راکتوبر۱۹۰۳ء) از احقر عباداللہ احد غلام احمد عافاہ اللہ واید! بخدمت اخویم مولوی اصغر علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد ہذا آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ کی یہ صفت قابل تعریف ہے جو آپ اس گروہ میں سے نہیں ہے جو محض جلد باز ہیں اور تعصب کے رو سے ایک مسلمان کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان بلکہ کفر رکھتے ہیں اور معلوم ہوا کہ آپ کی تحریر اس غرض سے تھی کہ بعض مقامات حمامۃ البشریٰ میں صرفی یا نحوی یا عروضی غلطی ہے اور نیز آپ کی دانست میں بعض مقامات یا فقرات یا اشعار اس کے چرائے گئے ہیں۔ سو عزیز من! اس کے جواب میں یہ گزارش ہے کہ یہ عاجز نہ ادیب، نہ شاعر اور نہ اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے اور نہ اس شغل میں کوئی حصہ عمر کا بسر کیا ہے اور نہ ان عبارتوں اور اشعار کے لکھنے میں کوئی معتد بہ وقت خرچ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ تحریریں معمولی خطوں کی طرح اپنے اوقات معمورہ میں سے ہر روز ایک دو گھنٹہ نکال کر لکھی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ کاپی نویس لکھتا گیا اور اگر کبھی اتفاقاً پورا دن ملا تو ایک ایک دن میں سو سو شعر تیار کیا گیا اور وہ بھی پورا نہیں۔ کیونکہ اگر آپ اس جگہ آ کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو کہ دن رات کس قدر مشغولی ہے کہ کبھی تین سو کبھی چار سو خطوط ماہوار آ جاتے ہیں اور بعض خطوط کا جواب رسالہ کی طرح لکھنا پڑتا ہے۔ مہمان داری کا یہ حال ہے کہ ایک مہمان توجہ کر رہا ہے کہ ایک قافلہ مہمانوں کا ہمیشہ رہتا ہے اور عجیب عجیب صاحب کمال، مدنی، شامی، مصری اور اطراف ہندوستان سے آتے ہیں اور بباعث رعایت حق ضیف بہت حصہ وقت کا ان کو دینا پڑتا ہے۔ عمر کا یہ حال ہے کہ پیرانہ سالی ہے۔ ضعیف الفطرت ہوں۔ علاوہ اس کے دائم المریض اور ضعف دماغ کا یہ حال ہے کہ کتاب دیکھنے کا اب زمانہ نہیں جو کچھ

خیال میں گزرا وہ لکھ دیا یا لکھا لیا۔ دوران سر لاحق حال ہے۔ ادنیٰ محنت سے گوفکر اور سوچ کی محنت ہو۔ مرض راس دامن گیر ہو جاتا ہے۔ عمر آخیر ہے مرگ سر پر، تکبر اور ناز جو لوازم جوانی اور جہل میں کچھ تو ضعف اور پیرانہ سالی نے دور کر دیئے تھے اور بقیہ ان کا اس معرفت نے دور کر دیا جو فیاض مطلق نے عطاء فرمائے۔

اب ان حالات کے ساتھ آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر کسی تالیف میں غلطی جو لازم بشریت ہے پائی جائے تو کیا بعید ہے۔ بلکہ بعید تو یہ ہے کہ نہ پائی جائے۔ علمی معارف کو فصیح اور بلیغ اور رنگین کلام میں کماحقہ انجام دینا کوئی آسان بات نہیں۔ ہاں! نکتہ چینی کا کرنا بہت آسان ہے۔‘‘

اس خط کے آخر میں مرزا غلام احمد نے مولوی اصغر علی کو چیلنج دیا کہ اس کی کتاب نورالحق کے مقابلہ پر فصیح اور بلیغ کتاب لکھیں۔ مگر ’’آزمودہ را آزمودن خطا است‘‘ مولوی صاحب نے مرزا غلام احمد کی عربی کلام کو فصاحت و بلاغت میں بے مثل ہونے سے گرا کر خاموشی اختیار کی۔ کیونکہ مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ آزمایا نہیں جاتا اور مولوی اصغر علی کی معلوم کردہ غلطیوں کو تسلیم کر کے مرزا غلام احمد نے ثابت کر دیا کہ اس کی کلام فصاحت و بلاغت میں بے نظیر نہیں ہیں اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔

اور اس کا یہ دعویٰ کہ وہ قرآن مجید کی مانند عربی بولا کرتا ہے جس عربی کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا، باطل ہو گیا اور مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ بسبب پیرانہ سالی اور ضعف دماغ کے اس کو درد سر لاحق رہتا ہے اور غلطیوں کا واقعہ ہونا اس سے ضروری ہے۔ ثابت کرتا ہے کہ جو دعویٰ نبوت اور مسیح موعود وغیرہ کے متعلق وہ کیا کرتا تھا وہ بھی بسبب اس کے خلل دماغ کے باطل تھے اور اس لئے اس کے دعوؤں کو سچا جاننا اور اس کی تحریروں کے مطابق عمل کرنا ایسے شخص کی تابعداری کرتا ہے جس کو خلل دماغ ہے اور جس کی تابع داری سے سب کو بچنا چاہئے۔

عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا

(حصہ چہارم)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید سے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا ثبوت اور مرزائی عقائد کا قلع قمع

اس امر کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح خداتعالیٰ کا ایک بزرگ نبی تھا اور اس کے متعلق عیسائیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح خدا کا بیٹا اور خدا تھا اور باپ، بیٹا، روح القدس کے ملانے سے تثلیث مکمل کر دیتے ہیں اور جس طرح عیسائیوں کے بزرگوں نے باوجود اہل کتاب ہونے کے تثلیث کے عقیدہ کو جاری کیا تھا۔ وہ میری کتاب ''تثلیث کی ابتداء قیمت تین پیسہ'' میں درج ہے۔ عیسائیوں سے جس وقت یہ سوال کیا جاوے کہ تم کیوں حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہو؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت مسیح نے خود ہمیں سکھایا تھا کہ وہ خداتعالیٰ کا بیٹا تھا اور اس لئے ہم اس کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور اگر حضرت مسیح نے واقعی عیسائیوں کو یہ سکھایا تھا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا تو وہ نبیوں کی تعلیم کے خلاف اور اس قابل تھا کہ خداتعالیٰ اس پر غضب ناک ہو۔

اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ معلوم کیا جاوے کہ آیا حضرت مسیح نے ایسے کلمات واقعی اپنے منہ سے کہے تھے یا عیسائی ان پر بہتان لگا رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب کے لئے خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے کہ بروز قیامت جب حضرت مسیح سے ایسے کلمات کی بابت سوال کیا جاوے گا تو وہ انکار کرے گا۔

دیکھو قرآن مجید: ''واذ قال اللہ یٰعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامّی الٰھین من دون اللہ. قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی ولا اعلم ما فی نفسک. انک انت علّام الغیوب. ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ.ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت

الرقیب علیهم وانت علٰی کل شیٔ شهید. ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم. قال الله هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم. لهم جنّٰت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابداً. رضی الله عنهم ورضوا عنه. ذالک الفوز العظیم (المائدہ:۱۱۶تا۱۱۹) ’’ترجمہ:اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے؟ بولا تو پاک ہے مجھ کو نہیں بن آتا کہ کہوں جو مجھ کو نہیں پہنچتا۔ اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔ تحقیق تو ہی ہے جانتا چھپی بات۔(۲) میں نے نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا۔ جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے کھینچ لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ (۳) اگر تو ان کو عذاب کرے تو بندے تیرے ہیں اور اگر ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔(۴) کہے گا اللہ یہ وہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کو سچ ان کا، واسطے ان کے ہیں باغ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں، رہا کریں ان میں ہمیشہ، اللہ راضی ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے۔ یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں مرزاغلام احمد ’’فلما توفیتنی ‘‘ کا ترجمہ: پھر جب تو نے مجھے کھینچ لیا، کی بجائے، پھر جب تو نے مجھے موت دے دی، کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ حضرت مسیح کو خداتعالیٰ نے وفات دے دی ہوئی ہے۔ دیکھو (الوصیت ص۱۲، خزائن ج۲۰ ص۳۱۳) ’’عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دے دی۔ جیسا کہ خداتعالیٰ کی صاف اور صریح آیت: ’’فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم ‘‘اس پر شاہد ہے جس کے معنی آیات متعلقہ کے ساتھ یہ ہیں کہ خدا قیامت کو عیسیٰ سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ہی اپنی امت کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا تو ان پر شاہد تھا اور ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر مجھے کیا علم تھا کہ میرے بعد وہ کس ضلالت میں مبتلا ہوئے۔

اور لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ دیکھو (الوصیت ص۱۲، خزائن ج۲۰ ص۳۱۴) ''اب اگر کوئی چاہے تو آیت: ''فلما توفیتنی'' کے یہ معنی کرے کہ جب تو نے مجھے وفات دے دی اور چاہے تو اپنی ناحق کی ضد سے باز نہ آکر یہ معنی کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ بہرحال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔''

مگر خداتعالیٰ دوسری جگہ قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو اوپر اٹھالیا ہوا ہے۔ دیکھو قرآن مجید: ''**وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم. وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً. بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما. وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا** (نساء:۵-۷)'' ترجمہ: اور بسبب کہنے ان کے کہ تحقیق قتل کیا ہم نے مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کو جو رسول، اللہ کا تھا اور نہ قتل کیا اس کو اور نہ صلیب دیا اس کو ولیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور تحقیق جن لوگوں نے اختلاف کیا بیچ اس کے۔ البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے۔ نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر تابعداری کرنا گمان کا اور نہ قتل کیا اس کو بہ یقین۔ بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا اور جو فرقہ ہے اہل کتاب میں سے سو حضرت مسیح پر ایمان لاویں گے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے بتانے والا۔

جس وقت قرآن مجید نازل ہوا تھا اس وقت حضرت مسیح کے متعلق یہودیوں کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر قتل کیا گیا تھا اور بعد ازاں وہ کسی کو زندہ دکھائی نہیں دیئے تھے اور عیسائیوں کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر قتل کیا گیا تھا۔ مگر وہ قبر میں سے تیسرے دن جی اٹھے تھے اور چالیس دن تک دکھائی دینے کے بعد آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے وہ دنیا پر تشریف لاویں گے۔

اور عیسائیوں کا مزید اعتقاد یہ تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھ کر اپنے تابعدار عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوگیا تھا۔ اس لئے ان کو اختیار ہے جو گناہ چاہیں کریں۔ وہ بخشے جائیں گے۔ خداتعالیٰ نے عیسائیوں اور یہودیوں کے مشترکہ عقیدہ کو کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا کر قتل کیا گیا تھا۔ ’’وما قتلوه‘‘ یعنی حضرت مسیح کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ فرما کر باطل کر دیا۔

اور عیسائیوں کے کفارہ کے مسئلہ کو ’’وما صلبوه ولكن شبه لهم‘‘ اور نہ صلیب پر چڑھایا، اس کو ولیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے۔ فرما کر باطل کر دیا۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح کے بغیر کوئی دوسرا شخص صلیب پر چڑھا تھا تو عیسائی مذہب کی جڑ ہی غلط ہوگئی۔

اور عیسائیوں کے اس عقیدہ کی کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ یہ کہہ کر تصدیق کر دی کہ: ’’بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً‘‘ بلکہ اٹھالیا۔ اس کو اللہ نے اپنی طرف اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور عیسائیوں کے اس عقیدہ کی کہ حضرت مسیح قیامت سے پہلے دنیا پر تشریف لاوے گا۔ اس طرح تصدیق کر دی کہ: ’’وان من اهل الكتاب الّا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً‘‘ ترجمہ: جو فرقہ ہے کتاب والوں میں سے سو اس پر یعنی حضرت مسیح پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا اوپر ان کے گواہ۔

جس کا باعث یہ ہوگا کہ جس طرح اہل کتاب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ وہ اسی طرح بجلی کی مانند آسمان سے آئے گا اور اہل کتاب اس کو آسمان سے اترا ہوا دیکھ کر اس پر ایمان لاویں گے۔

مرزاغلام احمد قادیانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ: ’’حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا اور اس کو میخوں سے زخمی بھی کیا گیا تھا۔ مگر ابھی مرا نہیں تھا۔ جب صلیب پر سے اتارا گیا تھا اور مرہم عیسیٰ لگا کر اچھا کیا گیا تھا اور وہ کشمیر میں مدفون ہے اور جس مسیح کے دوبارہ آنے کی بابت کتابوں میں پیش گوئیاں درج ہیں وہ مرزاغلام احمد قادیانی ہے۔‘‘ جو عقیدہ کہ قرآن

مجید کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے اور جس سے ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور مذہب رکھتا تھا جس کی تصدیق کسی مذہبی کتاب سے نہیں ہوتی اور جو کہ الف لیلہ کے قصہ کی مانند اس نے اپنے دل سے جوڑ لیا ہوا ہے۔

(نوٹ): جس طرح حضرت مسیح غائب ہوگیا تھا اور اس کی بجائے شمعون بیگاری صلیب پر چڑھا تھا۔ وہ میری کتاب ''عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ قیمت آٹھ آنہ'' میں درج ہے۔

مرزا غلام احمد بالا آیت (۶) میں جو یہ لکھا ہے کہ: ''بل رفعه الله اليه '' بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے اپنی طرف، کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو وفات دے دی تھی اور مر جانے کے بعد آپ کی روح کو خدا تعالیٰ اٹھا لے گیا تھا۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۸۷، خزائن ج ۳ ص ۲۴۶)

''اور آپ کا جسم کشمیر میں مدفون ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۱)

مگر مرزا غلام احمد نے ایسی تفسیر کرنے میں غلطی کھائی۔ کیونکہ نام اس وقت ہوتا ہے جب کہ روح جسم کے اندر ہوتی ہے۔ مثلاً عیسیٰ اور جب موت کے وقت روح جسم سے جدا ہوگئی تو جسم کا نام لاش عیسیٰ کی اور روح کا نام روح عیسیٰ ہوگا اور عیسیٰ نام اس وقت تھا جب کہ روح جسم کے اندر تھی۔ جیسے شربت، اگر کوئی شخص مصری کھا کر اوپر سے پانی پی لیوے تو اس کو یہ نہیں کہیں گے کہ اس نے شربت پیا۔ بلکہ اگر وہ مصری کو پانی میں ملا کر پیوے تو اس کو کہیں گے کہ شربت پیا۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو اٹھا لیا تو حضرت مسیح کے جسم کو معہ روح کے اٹھا لیا تھا اور یہ کہنا کہ جسم کو خدا تعالیٰ چھوڑ گیا تھا اور صرف روح کو اٹھا لے گیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا ہے۔ جو فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ غالب حکمتوں والے نے اپنی قدرت دکھائی تھی اور اسی قدرت کی بدولت گزشتہ انیس سو (۱۹۰۰) سال سے کروڑہا مخلوق کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو آسمانوں پر اٹھا لے گیا ہوا ہے۔

اور حضرت مسیح کے جسم کا معہ روح کے اوپر اٹھائے جانے کی تصدیق قرآن مجید کی دوسری آیت سے ہوتی ہے۔ دیکھو قرآن مجید: ’’اللہ یتوفی الانفس حین موتھا (زمر:۴۲)‘‘ ترجمہ: اللہ کھینچ لیتا ہے یا قبض کر لیتا ہے روحوں کو وقت موت ان کی کے۔

جس سے یہ مراد ہے کہ اگر صرف حضرت مسیح کی روح کو خداتعالیٰ نے اٹھالیا ہوتا اور جسم زمین پر چھوڑ دیا ہوتا تو ’’فلما توفیتنی‘‘ یعنی جب تو نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا کی بجائے قرآن مجید میں ’’فلما توفیت نفسی‘‘ ہوتا (پھر جب تو نے میرے نفس کو کھینچ لیا) مگر چونکہ ایسا درج نہیں۔ اس لئے واقعی حضرت مسیح کے جسم اور روح دونوں کو خداتعالیٰ اٹھا لے گیا ہے اور اس بات کی شہادت کے لئے کہ واقعی خداتعالیٰ حضرت مسیح کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات کو آسمانوں تشریف لے گئے تھے تو آپ نے حضرت مسیح کو چوتھے آسمان پر دیکھا تھا۔ اس لئے سب مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح کو خداتعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالے ہوا ہے۔

اور مرزاغلام احمد کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا پر تشریف نہیں لاوے گا۔ قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ آیت (۷) میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہوا ہے کہ دنیا میں اہل کتاب کے جو فرقے ہیں۔ یہ حضرت مسیح پر اس کی موت سے پہلے ایمان لے آویں گے اور حضرت مسیح بروز قیامت ان پر شہادت دے گا اور اگر مرزاغلام احمد کے عقیدہ کے موافق حضرت مسیح آسمان سے نازل نہ ہوگا اور نہ ہی مسلمانوں میں شامل ہوگا تو وہ مسلمانوں پر کیا شہادت دے گا۔ اس لئے ضرور ہے حضرت مسیح مسلمانوں میں شامل ہوگا ورنہ اہل کتاب ہو نہیں سکتے۔

حضرت مسیح حضرت مریم کے گھر پیدا ہوا تھا اور یہودی اس پر ایمان نہیں لائے تھے۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں درج تھا کہ حضرت مسیح جہاں سے آئے گا وہ مقام کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۷ آیت ۲۵-۲۷) تب یعنی یروشلمیوں نے کہا کہ یہ وہ نہیں جسے قتل کیا چاہتے ہیں (۲۶) لیکن دیکھو تو وہ بے دھڑک بولتا ہے اور وہ اسے کچھ نہیں کہتے۔ پس

کیا سرداروں نے بھی یقین کیا کہ فی الحقیقت یہی مسیح ہے (۲۷) لیکن ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہاں کا ہے۔ پر مسیح جب آئے گا تو کوئی نہ جانے گا کہ وہ کہاں کا ہے اور حضرت مسیح نے کہا تھا کہ اس کے بعد بہت سے جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئیں گے جو کہ کسی کے گھر میں پیدا ہوکر گلیوں میں کھیلتے رہے ہوں گے۔ جیسا مرزاغلام احمد قادیانی، تو تم نے ان پر ایمان نہ لانا۔

دیکھو (انجیل متی باب۲۴ آیت ۲۳-۲۷) تب اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اسے نہ ماننا (۲۴) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئیں گے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے کہ اگر ہوسکتا تو وہ برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے (۲۵) دیکھو میں تمہیں آگے ہی کہہ چکا (۲۶) پس اگر وہ تمہیں کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جائیو یا کہ دیکھو وہ کوٹھی میں ہے تو نہ مانیو (۲۷) کیونکہ جیسی بجلی پورب سے کوندھ کر پچھّم تک چمکتی، ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ تم یقین جانو کہ جس طرح بجلی کا مقام معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے آتی ہے اور کہاں جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح کا مقام جہاں سے کہ وہ آسمانوں سے زمین پر آوے گا کسی کو معلوم نہ ہوگا۔

دیکھو (انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۲۲-۲۴) اور شاگردوں سے کہا وہ دن آئیں گے جو تم آرزو کرو گے کہ ابن آدم کے دنوں میں سے ایک کو دیکھو اور نہ دیکھو گے (۲۳) اور وہ تم سے کہیں گے کہ دیکھو یہاں یا دیکھو وہاں ہے تم مت نکلو اور پیچھے نہ جاؤ (۲۴) کیونکہ جب بجلی جو آسمان کی ایک طرف سے کوندھ کر کے دوسری طرف چمکتی ہے۔ ویسا ہی ابن آدم بھی اپنے دن میں ہوگا اور جس وقت حضرت مسیح آسمان کی طرف اٹھایا گیا تھا تو فرشتوں نے کہا تھا کہ وہ آسمان سے اترتا ہوا بھی دکھائی دے گا۔

دیکھو (انجیل اعمال باب ۱ آیت ۹-۱۱) اور وہ یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا (۱۰) اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے۔ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے۔ اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع

جوتمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا، پھر آئے گا۔

اورقرآن مجید میں خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ حضرت مسیح کا آنا قیامت کے نشانات میں سے ہے۔ دیکھوقرآن مجید ''ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدّون(۲) وقالوا ء الهتنا خیر ام هو. ما ضربوه لک الّا جدلا بل هم قومٌ خصمون (۳)ان هو الا عبد انعمنا علیه وجعلنه مثلاً لبنی اسرائیل (۴)ولو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکة فی الارض یخلفون (۵) وانهٗ لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون. هذا صراط مستقیم (٦) ولا یصدّنکم الشیطان انهٗ لم عدوٌمبین (زخرف:۵۷تا۶۲)'' ترجمہ:اور جب کہاوت لائی مریم کے بیٹے کوتبھی قوم تیری لگتی ہے اس سے چلانے (۲) اور کہتے ہیں آیا ہمارے ٹھاکر بہتر ہیں یا وہ۔ یہ نام جودھرتے ہیں۔ تجھ پر سب جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو(۳) وہ عیسیٰ کیا ہے مگرایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کیا بنی اسرائیل کے واسطے(۴) اوراگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے، رہیں زمین میں تمہاری جگہ(۵) اور تحقیق وہ عیسیٰ البتہ ایک نشان ہے واسطے قیامت کے سو اس میں دھوکا نہ کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے(٦) اور نہ روکے تم کوشیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح کا دوبارہ آنا قیامت کا ایک نشان ہے اور جوکوئی اس کے دوبارہ آنے پر ایمان لانے سے روکتا ہے وہ شیطان دشمن انسان ہے اور چونکہ مرزاغلام احمد قادیانی مسلمانوں کوحضرت مسیح کے دوبارہ تشریف لانے پر ایمان رکھنے سے روکتا ہے۔ اس لئے وہ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق شیطان دشمن انسان ہے۔ جس کی تابعداری کرنی نہیں چاہئے۔

ان صاف آیتوں کے مقابلہ میں ''فلما توفیتنی'' کی جوتفسیر مرزاغلام احمد کرتا ہے۔ وہ بوجوہات ذیل بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگراس کے قول کے بموجب یہ فرض کیا

جاوے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہوئے ہیں اور وہ دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لاویں گے تو ان آیتوں کا اندراج قرآن مجید میں فضول ہے۔ کیونکہ ان آیتوں میں نہ تو خدا تعالیٰ کی صفات باری کا ذکر ہے اور نہ ہی گزشتہ قصص کی تائید یا تردید ہے اور نہ ہی حلت وحرمت کے احکام الٰہی ہیں اور نہ ہی ان آیتوں میں اس امت محمدی کے لئے واقعات بعد الموت میں رنج وراحت کا ذکر درج ہے۔ بلکہ ان ذکروں کی بجائے ایک غیر شخص کا ذکر درج ہے جو کہ اس امت محمدیہ ﷺ میں کبھی شامل نہیں ہوگا اور وہ ذکر بھی بروز قیامت اس اکیلے شخص پر وارد ہوگا اور امت محمدیہ ﷺ کو اس ذکر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اسی طرح سے اگر ''فلما توفیتنی'' کا ترجمہ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ کیا جاوے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد تعلیم دیتا ہے تو یہ آیتیں مسلمانوں کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور چونکہ قرآن مجید کی صفت ''ھدی للمتقین'' ہے یعنی ہدایت دینے والا واسطے متقیوں کے اور اگر اس میں سے کوئی آیت ایسی ثابت ہو جاوے جو کہ اس امت محمدیہ کو ہدایت نہ دے سکے تو اس اکیلی آیت کی بدولت تمام قرآن شریف کے لئے ہدایت دینے والا ٹھہرنے میں فرق آتا ہے۔ اس لئے ''فلما توفیتنی'' کا یہ ترجمہ کرنا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی اور اس سے یہ استنباط کرنا کہ حضرت مسیح دوبارہ تشریف نہیں لاویں گے۔ تمام قرآن شریف کو باطل ٹھہراتا ہے جو درست نہیں۔

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا خط یا پیغام ہے اور خط اس شخص کی طرف سے بھیجا جاتا ہے جو اس جگہ موجود ہو اور جو شخص اس جگہ موجود نہ اس کے نام پر خط بھیجنا فضول ہو جاتا ہے۔ چونکہ ان آیتوں میں جو ذکر درج ہے۔ وہ قیامت کے دن صرف حضرت مسیح کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور مسلمانوں میں سے کسی دوسرے شخص سے ایسا سوال نہیں کیا جاوے گا۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تابعداروں کے عقیدہ کے موافق اگر یہ یقین کیا جاوے کہ حضرت مسیح فوت ہوگیا ہے اور دوبارہ مسلمانوں میں شامل نہیں ہوگا تو ان آیتوں کا اندراج قرآن مجید میں فضول ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح حضرت محمد ﷺ سے چھ سو سال پہلے گزر

گیا تھا اور اب موجود نہیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس کے قیامت کے حالات جاننے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق ''فلما توفیتنی '' کا ترجمہ پھر جب تو نے مجھے کھینچ لیا یا اٹھالیا۔ کیا جاوے جس کی تصدیق کے لئے دوسری جگہ صاف لکھا ہے ''بل رفعہ اللہ الیہ '' بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ تعالیٰ نے طرف اپنی اور اس سے یہ استنباط کیا جاوے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا پر تشریف لاویں گے تو ان آیتوں کا اندراج قرآن مجید میں صحیح ٹھہر سکتا ہے اور قرآن مجید پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لاویں گے تو معلوم کریں گے کہ نصاریٰ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا لقب دیتے ہیں اور چونکہ وہ اپنے آپ کو خداتعالیٰ کا بندہ جانتے ہوں گے۔ اس لئے نصاریٰ کو ایسا کہتے ہوئے دیکھ کر سخت حیرت میں آجائیں گے اور ان کو ضرورت ہوگی کہ معلوم کریں کہ خداتعالیٰ بروز قیامت ان سے کیا سلوک کرے گا۔ کیونکہ جس شرک کی طرف نصاریٰ ان کو بہتان لگاتے ہوں گے۔ وہ اس بہتان سے بری الذمہ ہوں گے اور ان آیتوں میں خداتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آگاہی کے لئے فرمایا ہوا ہے کہ خداتعالیٰ عدل کرے گا اور صادقوں کا صدق ان کو نفع دے گا۔ یعنی اگر حضرت مسیح نے ایسے کلمات لوگوں کو نہ سکھائے ہوں گے تو خداتعالیٰ ان کو چھوڑ دے گا۔ ورنہ ان پر عذاب کرے گا۔

اور جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ معلوم کریں گے کہ نصاریٰ کے بہتان تثلیث کی بدولت انہیں قیامت کے دن خداتعالیٰ کے عتابی سوال کا جواب دہ ٹھہرنا ہے تو کوشش کریں گے کہ اس جواب دینے کے وقت سچا ٹھہرنے کے لئے نصاریٰ کو شرک تثلیث سے منع کریں اور اس لئے تمام عمر صلیب کو توڑنے میں صرف کریں گے۔ جس کی بابت حدیث شریف میں ذکر ہے اور جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ معلوم کریں گے کہ ان کے بغیر کسی دوسرے مسلمان شخص سے اس قسم کا عتابی سوال نہیں کیا جاوے گا تو وہ تمام مسلمانوں کو اپنے سے اچھا خیال کریں گے اور ان کی اقتدا نہیں کریں گے۔ جس کو مرزا غلام احمد بھی تسلیم کرتا ہے۔ دیکھو

(البدر قادیان ج۲ نمبر۴۱، ۴۲ ص۳۲۲، ملفوظات ج۶ ص۱۵۹، مؤرخہ ۲۹ر اکتوبر، ۸ر نومبر ۱۹۰۳ء)

’’امامت نماز کی نسبت ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور کس لئے نماز نہیں پڑھاتے؟ فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔‘‘

مگر مرزاغلام احمد کے بعض مرید کہتے ہیں کہ انہوں نے مرزاغلام احمد کے پیچھے نماز پڑھی تھی اور کہ مرزاغلام احمد امامت نماز بھی کرایا کرتا تھا جوکہ حدیث شریف کے منشاء کے خلاف ہے اور مرزاغلام احمد کے مسیح موعود نہ ہونے کے لئے کافی شہادت ہے اور اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزاغلام احمد بعض اوقات دفع الوقتی کے لئے جھوٹ بھی بولا کرتا تھا۔ اب بھی اگر مرزاغلام احمد کے تابعدار اپنے باطل عقیدوں سے باز نہ آویں تو جواب دیویں کہ:

اوّل: ’’فلما توفیتنی‘‘ اور اس کے متعلقہ دوسری آیتوں کا اندراج قرآن شریف میں کس ضرورت کے لئے ہے۔

دوم: امت محمدیہ ﷺ کے مسیح کے لئے کسر صلیب کی خصوصیت کیوں حدیثوں میں لگائی ہوئی ہے۔ جب کہ نصاریٰ کے علاوہ دوسرے مذاہب باطلہ بھی دنیا میں موجود ہیں اور ان کے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے کا کوئی ذکر حدیثوں میں درج نہیں۔

سوم: امامت نماز نہ کراسکنا عیب میں داخل ہے۔ یعنی زانی، شرابی، حرامزادہ وغیرہ ہونا۔ اس لئے بتاویں کہ مرزاغلام احمد قادیانی میں وہ کون سا عیب تھا جس لئے وہ امامت نماز نہیں کراسکتا تھا۔ آیا وہ زانی یا شرابی یا حرامزادہ تھا یا کون تھا اور مسیح ابن مریم کا عیب خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہوا ہے کہ لوگ اس کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں جس بہتان کی بدولت وہ خداتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوکر عیسائیوں کی شفاعت نہیں کرسکے گا اور اس لئے جب وہ دنیا میں تشریف لاوے گا تو مسلمانوں کی نماز میں امام ہوکر مسلمانوں کے لئے بھی سفارش کر نہیں سکے گا اور اس لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا ہے کہ اس امت کا مسیح امامت نماز نہیں کرائے گا اور وہ مسیح ابن مریم ہی ہوگا۔ وعلینا الا البلاغ!

عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

انا خاتم النبیین لانبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا

(حصہ پنجم)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ مرزاغلام احمد قادیانی کے تابعدار اپنے آپ کو مسلمان جانتے اور اسلام کے تابعدار خیال کرتے ہیں اور عوام الناس ان کو اسلام کے دائرہ سے خارج جانتے ہیں۔ اس لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ اس بات کا فیصلہ کیا جاوے کہ آیا مرزاغلام احمد قادیانی کے تابعدار واقعی مسلمان ہیں یا باوجود مسلمانی لباس کے اسلام سے خارج ہیں اور وہ ضرورت اس طرح سے حل کی گئی ہے۔

۱...... مرزاغلام احمد قادیانی کو جس وقت عام مسلمانوں کی مانند سچے خواب آنے شروع ہوئے تھے تو اس نے اپنے آپ کو بزرگ خیال کرنا شروع کیا اور چونکہ شیطان ہر وقت انسان کو گمراہ کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اس لئے جس وقت اس نے دیکھا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کا نفس امّارہ تکبر کے مقام میں جارہا ہے تو اس نے اس کو طرح طرح سے امداد کی اور اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ جو فیضان اس کو ہوتا ہے یہ سب اس کو عام مسلمانوں کی مانند حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی تابعداری سے ہوتا ہے اور جو خواب یا الہام اس کو ہوتا ہے وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

۲...... اور اس کو یاد نہ رہا کہ خواب یا الہام کے وقت جب کبھی کسی کو خدا تعالیٰ دکھائی دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ نہیں ہوتا بلکہ شیطان ہوتا ہے جو کہ اس خواب میں آکر اس انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک وقت شیطان خواب میں دکھائی دیا تا کہ آپ کو گمراہ کرے اور اس وقت آپ کو شریعت حقہ کی تابعداری نے شیطان کو خدا تسلیم کرنے سے بچالیا تھا۔

دیکھو (ضرورت امام ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۷) ''سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں۔ اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے، تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے، سو کر۔ تب میں نے کہا کہ اے شیطان دور ہو وہ باتیں میرے لئے کب روا ہوسکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں۔ تب شیطان معہ اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہوگیا۔

۳...... جس وقت مرزاغلام احمد کے خوابوں میں شیطان خدا بن کر دکھائی دینا شروع ہوا تو اس نے خیال کیا کہ واقعی وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور دن کے وقت جب خواب کا ذکر کرنے لگا تو جو شبیہ اس کے خواب میں دکھائی دی تھی۔ اس کو بیداری کے وقت بھی خدا خیال کرنے لگا جو کہ سوائے وہم وخیال کے کچھ نہ تھا اور جس وقت علماء اسلام نے اس کی خوابوں اور الہاموں کو شریعت حقہ کے خلاف خیال کر کے اس کو متنبہ کرنے کے لئے کافر کا لقب دیا تو اس نے

علماء اسلام کی تابعداری کے بجائے ان کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا اور یہ خیال نہ کیا کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کو علماء اسلام کی ہدایتوں نے جو شریعت حقہ میں درج ہے۔ شیطان کو خدا جاننے اور اس کی تابعداری کرنے سے بچالیا تھا اور اس طرح مرزا غلام احمد قادیان شریعت حقہ کی تابعداری سے دور رہ گیا۔

۴...... شیطان نے مرزا غلام احمد کے نفس امارہ کو اپنے مطلب کا عالم اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا آلہ دیکھ کر اس کے الہاموں میں یہ کہنا شروع کیا کہ وہ خداتعالیٰ کی طرف سے نبی مرسل اور رسول بنایا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اپنی تابعداری کی طرف بلاوے۔ دیکھو (البدر ۲۹/اکتوبر و۸/نومبر ۱۹۰۳ء) ''انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔ مگر خدا کے حضور پوچھے جاؤ تو بتاؤ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کون سی دلیل ہے بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خداتعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔''

۵...... مگر مرزا غلام احمد نے اپنے الہاموں کو منجانب اللہ خیال کرنے میں سخت غلطی کھائی۔ کیونکہ مرزا غلام احمد سے پہلے تیرہ سو سال میں شیطان نے اسی طرح بیس شخصوں کو کہا تھا کہ وہ رسول مرسل اور نبی ہیں اور وہ سب جھوٹے نبی تھے۔ جن کی بابت مرزا غلام احمد قادیان (البدر قادیان ج۲ ش۳۹ ص۳۰۷، ۳۰۸، مؤرخہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۰۳ء) میں لکھتا تھا کہ وہ جھوٹے نبی تھے اور جو میری کتاب'' مرزا غلام احمد قادیانی بموجب اپنے الہاموں کے اکیسواں جھوٹا نبی تھا'' میں نقل کئے ہیں جن دلائل سے مرزا غلام احمد قادیان ان بیس شخصوں کو جھوٹا نبی جانتا تھا۔ ان دلائل ہی سے وہ خود اکیسواں جھوٹا نبی تھا۔

۶...... مرزا غلام احمد کا نام ظاہر کرتا تھا کہ وہ احمد کا غلام ہے جو نام کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا قرآن مجید میں درج ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد اعلانیہ طور پر اپنی رسالت کا اظہار کرنہیں سکتا تھا۔ جس لئے شیطان نے اس کو کہنا شروع کیا کہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا جامع ہے اور اس کے مختلف نام ہیں اور اس کے ناموں میں ایک نام احمد اور دوسرا نام محمد بھی ہے۔ اس لئے جس وقت وہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو وہی مرزا غلام احمد رسول اللہ ہو جاتا ہے۔

۷...... اور اس کو یہ بھی کہہ دیا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا جانشین ہے۔ جانشین اس کو کہتے ہیں جو کہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے۔ یعنی جب باپ مرجاتا ہے تو بیٹا اس کی بجائے جانشین ہو جاتا ہے۔ اس طرح شیطان نے مرزا غلام احمد کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے بعد دوسرا نبی آکر اپنا کلمہ جاری کرتا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دوسرا نبی آیا ہے جس کا کلمہ پڑھنا چاہئے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں جو مسلمان کلمہ لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے۔ وہ حضرت محمد بن عبداللہ عربی، قریشی اور ہاشمی کا کلمہ پڑھتے تھے۔ اب ان کو محمد مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضٰی ذات مغل سکنہ قادیان کا کلمہ پڑھنا چاہئے۔

دیکھو (البدر قادیان ج ۲ ش ۴۱، ۴۲ ص ۳۲۵، کالم ۲، مؤرخہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۰۳ء) ''ایک تسلی دینے والا، سلامتی اور صلح کا شہزادہ، راستی کا قائم کرنے والا، ظلمت کے لشکر کو فوج قلم سے تباہ کرنے والا، محمد ﷺ کا سچا جانشین، محمد، احمد، مسیح، مریم، مہدی، نوح، آدم، تمام موجودہ اور آئندہ مفاسد کے دور کرنے والا۔ اپنا پیارا ایک حیرت میں ڈالنے والی سرزمین قادیان میں اپنے ملائک کی فوجوں کے ساتھ بھیج دیا۔''

۸...... چونکہ خداتعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ کو سراجاً منیراً یعنی چراغ روشن کر کے قیامت تک کے اندھیروں اور گمراہیوں کے دور کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہوا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ''**یایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً** (احزاب)'' ترجمہ: اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈر اور ہلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ روشن۔

جس لئے گزشتہ تیرہ سو سال میں کسی شخص کو خداتعالیٰ نے سچا رسول مقرر نہیں کیا اور جن بیس شخصوں نے نبوت کا اعلان کیا تھا۔ وہ سب جھوٹے نبی تھے اور شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا چراغ گل ہو جانے کے بعد وہ آپ کا سچا جانشین ہوا ہے اور محمد رسول اللہ دونوں اس کے نام اس کے الہاموں میں ہیں۔ خداتعالیٰ کی طرف سے الہام نہیں ہوئے تھے بلکہ شیطان کی طرف سے تھے اور اس لئے اس کی تابعداری کرنا شیطان کے حکموں کی تابعداری کرنا ہے جس سے ہر ایک شخص کو بچنا چاہئے۔

۹...... اور یاد رکھنا چاہئے کہ جو کوئی مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا مسلمان جان کر اپنے عقائد باطلہ سے توبہ نہیں کرتا اس کے مرجانے کے بعد اس کو سانپ کاٹیں گے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد کے مرید عبداللطیف پٹھان کے مارے جانے کے بعد مرزا غلام احمد کے تابعداروں نے اس کو خواب میں دیکھا تھا۔ دیکھو (البدر ۸ر نومبر ۱۹۰۳ء) احمدی جماعت میں سے ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ شہید شہزادہ عبداللطیف کے دشمنوں کو چوہے کھا رہے ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!** عبدالواحد حاجی کوچہ شیرازی چوک متی لاہور، مؤرخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۲۲ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا خارج از اسلام ہونا

(حصہ ششم)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتم نبوت کی پہچان اور مرزائیوں کی بول گئی ککڑوں کوں

دفعہ۱: بنی اسرائیل کے درمیان یہ دستور تھا کہ جس وقت کسی کو بادشاہ بناتے تھے تو اس کے سر پر تیل ملتے تھے جیسا کی سموائیل نبی نے ساؤل کو جس کا نام طالوت قرآن مجید میں درج ہے۔ بادشاہ مقرر کرنے کے وقت تیل ملا تھا۔

دیکھو (انجیل اسموائیل باب ۵ آیت ۲۷) اور جب وہ شہر کے نکاس پر اترتے تھے تو سموائیل نے ساؤل سے کہا کہ اپنے چاکر کو حکم کر کہ ہم سے آگے چلا جائے (اور وہ آگے گیا) پر تو ابھی کھڑا رہ تا کہ میں خدا کا کلام تجھے سناؤں۔ (باب۱۰ آیت ۱) پھر سموائیل نے تیل کی ایک شیشی لی اور اس کے سر پر انڈیلی اور اسے چوما اور کہا کہ کیا یہ اس سبب سے نہیں کہ خداوند نے تجھ پر تیل ملا کہ تو اس کی میراث کا سردار ہو۔

دفعہ۲: اور اس تیل کے ملا جانے کی بدولت بادشاہ کو مسیح کہتے تھے۔ دیکھو (انجیل اسموائیل باب ۲۴ آیت ۴-۶) اور داؤد کے لوگوں نے اس کو کہا دیکھ یہ وہ دن ہے جس کی بابت خداوند نے تجھ کو فرمایا کہ دیکھ میں تیرے دشمن کو تیرے ہاتھ میں کردوں گا تا کہ جو تیرا جی چاہے سو تو اس سے کرے۔ سو داؤد اٹھ کے ساؤل کی چادر کا کونہ چپکے سے کاٹ لے گیا (۵) اور بعد اس کے ایسا ہوا کہ داؤد کا دل بے چین ہوا۔ اس لئے کہ اس نے ساؤل کی چادر کا کونہ کاٹا (۶) اور اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ خداوند یہ ہونے نہ دے کہ میں اپنے صاحب پر جو خداوند کا مسیح ہے۔ ایسا کام کر کے اپنا ہاتھ بڑھاؤں۔ جس حال کہ وہ خداوند کا مسیح ہے۔

دفعہ۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سر پر پانی لگایا گیا اور آج کل بھی عیسائی جس وقت کسی کو عیسائی بناتے ہیں تو اس کے سر پر پانی ڈالتے ہیں جس کو بپتسمہ کہتے ہیں۔ دیکھو (انجیل متی باب ۳ آیت ۱۳-۱۶) تب یسوع جلیل سے یرون کے کنارے یوحنا کے پاس آیا تا کہ اس سے بپتسمہ پائے (۴) پر یوحنا نے اسے منع کیا اور کہا کہ میں تجھ سے بپتسمہ پانے کا محتاج ہوں

اور تو میرے پاس آیا ہے (۵) یسوع نے جواب میں اس سے کہا اب ہونے دے۔ کیونکہ ہمیں مناسب ہے کہ یوں ہی سب راستبازی پوری کریں۔ تب اس نے ہونے دیا۔ (۱۶) اور یسوع بپتسمہ پاکے وہیں پانی سے نکل کر اوپر آیا اور دیکھو کہ اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا۔

دفعہ۴: اور اس طرح مسیح اس کو کہتے تھے جس کے سر پر تیل یا پانی ملا جائے۔

دفعہ۵: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام انجیل میں یسوع درج ہے اور وہ یسوع مسیح کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ جس وقت یوحنا رسول نے ان کے سر پر تیل ملا تھا تو اس وقت روح القدس فرشتہ کبوتر کی مانند اتر کر عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔

دفعہ۶: حضرت یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا تھا کہ عنقریب میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور زمانے کے آخر میں آؤں گا اور میرے دوبارہ آنے سے پیشتر بہت سے لوگ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئیں گے، تم ان پر ایمان نہ لانا۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۴ آیت ۳) اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس کے پاس آکر کہا۔ ہم سے کہہ کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور زمانے کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے۔ (۴) تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ (۵) کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (۶) اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی خبر سنو گے۔ خبردار مت گھبرائیو۔ کیونکہ ان سب باتوں کا ہونا ضرور ہے۔ پر اب تک آخر نہیں ہے کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئے گی اور کال اور مری پڑے گی اور جگہ جگہ بھونچال آئیں گے۔ (۸) یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے۔ (۲۱) کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے اب تک کبھی نہ ہوئی بلکہ نہ کبھی ہوگی۔ (۲۲) اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو ایک تن نجات نہ پاتا۔ پر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ (۲۳) تب اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اسے نہ ماننا۔ (۲۴) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے کہ اگر ہوسکتا تو وہ برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔ (۲۵) دیکھو میں تمہیں آگے ہی کہہ چکا۔ (۲۶) پس اگر وہ تمہیں کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں

ہے تو باہر نہ جائیو یا کہ دیکھو وہ کوٹھڑی میں ہے تو نہ مانیو۔ (۲۷) کیونکہ جیسی بجلی جو پورب سے کوندھ کر پچھّم تک چمکتی ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔ (۲۸) کیونکہ جہاں مردار ہو وہاں گدھ بھی جمع ہوں گے۔ (۲۹) ان دنوں کی مصیبت کے بعد ترت سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی۔

دفعہ ۷: اور فرمادیا کہ میرا آسمان سے اترنا بجلی کی مانند ہوگا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۲۲) اور شاگردوں سے کہا وہ دن آئیں گے۔ جب تم آرزو کروگے کہ ابن آدم کے دنوں میں سے ایک کو دیکھو اور نہ دیکھوگے۔ (۲۳) اور وہ تم سے کہیں گے کہ دیکھو یہاں یا دیکھو وہاں ہے۔ تم مت نکلو اور پیچھے نہ جاؤ۔ (۲۴) کیونکہ جیسا بجلی جو آسمان کی ایک طرف سے کوندھ کر دوسری طرف چمکتی ہے۔ ویسا ہی ابن آدم بھی اپنے دن میں ہوگا۔

دفعہ ۸: جب وہ وقت آیا کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو آزماوے تو حضرت مسیح نے دعا مانگی تاکہ خدا تعالیٰ اس کو آزمائش میں نہ ڈالے۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۳۲ آیت ۳۹) اور وہ نکل کر اپنے دستور پر زیتون کے پہاڑ کی طرف چلا اور اس کے شاگرد اس کے پیچھے ہولئے۔ (۴۰) اور اس جگہ پہنچ کر اس نے ان سے کہا دعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ (۴۱) اور اس نے ان سے تیر کے ایک پٹے پر بڑھ کے گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی اور کہا کہ (۴۲) اے باپ! اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے دور کر دے۔ لیکن میری مرضی نہیں۔ بلکہ تیری مرضی کے موافق ہو۔ (۴۳) اور آسمان سے اس کو ایک فرشتہ دکھائی دیا جو اسے قوت دیتا تھا۔ (۴۴) اور وہ جان کنی میں پھنس کر بہت گڑگڑا کر دعا مانگتا تھا اور اس کا پسینہ لہو کی مانند ہو کر زمین پر گرتا تھا (۴۵) اور دعا سے اٹھ کر اپنے شاگردوں کے پاس آیا اور انہیں غم سے سوتے پایا (۴۶) اور ان سے کہا کہ تم کیوں سوتے ہو۔ اٹھ کر دعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔

دفعہ ۹: فرشتہ نے آسمان سے دکھائی دے کہ اس دعا کے جواب میں جو کچھ حضرت مسیح کو کہا تھا وہ انجیل میں درج نہیں بلکہ قرآن مجید میں درج ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت مسیح کو خبر دے دی تھی کہ میں تجھے اس مصیبت کے وقت لے لوں گا اور بعد ازاں تجھے آسمانوں پر اٹھالوں گا۔

’’اذ قال اللّٰہ یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین التبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران:۵۵)‘‘ ترجمہ: اور جس وقت کہا اللہ نے اے عیسٰی میں تجھ کو بھرلوں گا اور اٹھالوں گا طرف اپنی اور پاک کروں گا تجھ کو ان لوگوں سے جو کافر ہوئے اور رکھوں گا تیرے تابعوں کو اوپر ان لوگوں کہ کافر ہوئے دن قیامت تک۔ پھر میری طرف ہے تم کو پھرنا۔ پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔

دفعہ۱۰: اس آزمائش کے وقت خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو اس طرح بچالیا کہ جس وقت سپاہی حضرت مسیح کو پکڑ کر صلیب دینے کے لئے لے جانے لگے تو سپاہیوں نے ایک شخص شمعون نامی کو جو قریبی گاؤں کا رہنے والا تھا بیگار پکڑ کے صلیب اس کے سر پر رکھ دی تاکہ اسے گلگتا کے مقام تک اٹھالے چلے۔

الف: دیکھو (انجیل متی باب ۲۷ آیت ۳۱) اور جب وہ ٹھٹھا کر چکے تو اس پیراہن کو اس پر سے اتار کر پھر اسی کے کپڑے اسے پہنائے اور صلیب پر کھینچنے کو اسے لے چلے۔ (۳۲) جب باہر جاتے تھے انہوں نے ایک قورینی آدمی شمعون نامی کو پایا۔ اسے بیگار پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھالے چلے (۳۳) اور ایک مقام گلگتا نامی یعنی کھوپڑی کی جگہ پر پہنچ کے پت ملا ہوا سرکہ اسے پینے کو دیا۔

ب: دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۲۱) اور ایک شخص قورینی شمعون نامی جو سکندر اور رونس کا باپ تھا۔ دیہات سے آتے ہوئے ادھر سے گزرا۔ انہوں نے اسے بیگار پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھالے چلے (۲۲) اور وہ اسے مقام گلگتا میں جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے لائے۔

ج: دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۲۶) اور جب اس کو لے جاتے تھے۔ شمعون نام قرینی کو جو شہر کے باہر سے آتا تھا پکڑ کے صلیب اس پر رکھ دی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے۔

دفعہ۱۱: ان تینوں انجیلوں میں کوئی نہیں لکھتا کہ شمعون بیگاری چھوڑ دیا گیا اور حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ مگر چوتھی انجیل یوحنا میں شمعون کے بیگاری پکڑا جانے کا ذکر درج نہیں اور وہ گلگتا کے مقام کی ہی گواہی دیتا ہے۔ جہاں کہ صلیب کو اٹھا کر لانے

والے شمعون کو صلیب دیا گیا تھا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۷) سو وہ اپنی صلیب اٹھائے ہوئے اس جگہ کو جو کھوپڑی کا مقام کہلاتا ہے۔ جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔ نکل گیا۔ وہاں انہوں نے اسے اور اس کے ساتھ دو اور کو صلیب پر کھینچا۔ طرفین میں ایک ایک کو اور یسوع کو بیچ میں۔

دفعہ۱۲: حضرت مسیح کی بجائے شمعون بیگاری کے صلیب دیا جانے کا یہ باعث تھا کہ حضرت مسیح کے وجود میں ایک طاقت تھی کہ وہ لوگوں کی نظر سے غائب ہو جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ (انجیل لوقا باب ۴ آیت ۲۹، ۳۰ اور باب ۲۴ آیت ۳۱ اور انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۵۹ اور باب ۱۰ آیت ۳۹) میں درج ہے اور اس لئے جس وقت حضرت مسیح غائب ہو گئے تو سپاہیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے شمعون بیگاری کو جو صلیب کی لکڑیاں اٹھا کر قتل گاہ تک لے گیا تھا۔ صلیب دے دیا اور ایک تختہ پر مقتول کا نام یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ لکھ کر سب لوگوں کو دھوکا میں ڈال دیا۔ دیکھو: (انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۹)

دفعہ۱۳: خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کے ساتھ دو وعدے کئے تھے۔ ایک تو ''متوفیک'' (یعنی تجھے لے لوں گا) اور دوسرا ''رافعک'' (یعنی تجھے اٹھا لوں گا) ''متوفیک'' کا وعدہ یعنی تجھے لے لوں گا اس طرح پورا کر دیا کہ حضرت مسیح کو صلیب کے موقعہ پر بچا لیا اور شمعون بیگاری صلیب پر چڑھایا گیا اور ''رافعک'' یعنی تجھے اٹھا لوں گا کا وعدہ اس طرح پورا کر دیا کہ حضرت مسیح صلیب کے موقعہ پر غائب ہو کر اپنے شاگردوں کو اس طرح دکھائی دیتا رہا کہ جب شاگرد کسی مکان میں رات کو بیٹھے ہوتے تھے یا راستہ میں چلتے تھے تو حضرت مسیح ان کو دکھائی دیتا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا اور بعد ازاں غائب ہو جاتا تھا اور اس طرح دکھائی دینے اور غائب ہو جانے سے وہ اس بات کو تقویت دیتا تھا کہ وہ صلیب کے موقعہ پر بھی غائب ہو گیا تھا اور اس طرح چالیس روز تک دکھائی دیتا رہا اور غائب ہوتا رہا اور چالیس روز کے بعد وہ اپنے شاگردوں کے روبرو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور فرشتوں نے کہا تھا کہ وہ آسمان سے اترتے ہوئے بھی دکھائی دے گا۔

دیکھو (انجیل اعمال باب ۱ آیت ۹) اور وہ یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا (۱۰) اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ

آسمان کی طرف تک رہے تھے۔ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا، پھر آئے گا۔

دفعہ۱۴: اور اس طرح ۱۸۸۹ سال سے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح بیٹا مریم کا زندہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور قیامت سے پہلے آئے گا۔

دفعہ۱۵: چونکہ حضرت مسیح کا آسمان پر زندہ جانا ایک عجیب قدرت الٰہی تھی۔ اس لئے خداتعالیٰ نے اس واقعہ کو اپنی مخلوق میں اس طرح مشہور کردیا کہ جو کوئی اس بات کا یقین کرتا تھا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور قیامت سے پہلے دوبارہ آئے گا تو خداتعالیٰ کی قدرت سے پہلے نبیوں کی مانند اس پر بھی روح القدس نازل ہوتی تھی اور وہ بھی نبی ہوجاتا تھا۔ دیکھو (انجیل اعمال باب۲ آیت۱) اور جب پنتیکست کا دن آیا تھا وہ سب ایک دل ہوکے اکھٹے ہوئے (۲) اور ایک بارگی آسمان سے آواز آئی۔ جیسی بڑی آندھی چلی اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے، بھر گیا (۳) اور انہیں جدی جدی آگ کی سی زبانی دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک بیٹھیں (۴) تب وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبان جیسے روح نے انہیں بولنے کی قدرت بخشی بولنے لگے۔ (۵) اور خداترس یہودی ہر ایک قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے۔ یروشلم میں آرہے تھے۔ (۶) اور جب آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور سب دنگ ہوگئے۔ کیونکہ ہر ایک نے انہیں اپنی اپنی بولی بولتے سنا۔ (۷) اور سب حیران ہوکے اور تعجب کرکے آپس میں کہنے لگے۔ دیکھو کیا یہ سب جو بولتے ہیں جلیلی نہیں۔ (۸) پس کیونکر ہر ایک ہم میں سے اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے۔ (۹) ہم پارتھی اور میدی اور عیلامی اور رہنے والے مسوپوتامیہ اور قسپہ دوقیہ پنطس اور آسیہ کے۔ (۱۰) فرگیہ اور یمفولیہ مصر لیبیہ کے اس حصہ کے جو قرینی کے علاقہ میں ہے اور رومی مسافر یہودی اور یہودی مرید۔ (۱۱) کریتی اور عرب ہوکر ہم اپنی اپنی زبان میں انہیں خدا کی بڑی باتیں بولتے سنتے ہیں۔ (۱۲) اور سب حیران ہوئے اور گھبرا کے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ (۱۳) اوروں نے ٹھٹھے سے کہا کہ یہ نئی مے کے نشے میں ہیں۔

(۱۴) تب پطرس نے ان گیارہوں کے ساتھ کھڑے ہوکر اپنی آواز بلند کی اور ان سے کہا کہ اے یہودی مردو اور یروشلم کے سب رہنے والو یہ جانو اور کان لگا کے میری باتیں سنو (۱۵) کہ یہ جیسا تم سمجھتے ہو نشہ میں نہیں۔ کیونکہ ابھی پھر دن آیا ہے۔ (۱۶) بلکہ وہ یہ ہے جو یوایل نبی کی معرفت فرمایا گیا کہ (۱۷) آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی روح میں سے سب آدمیوں پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رؤیا دیکھیں گے اور تمہارے بوڑھے خواب (۱۸) اور میں ان دنوں میں اپنے بندوں اور باندیوں پر اپنی روح میں سے ڈھالوں گا اور وہ نبوت کریں گے۔

دفعہ۱۶: اور حضرت مسیح کے زندہ آسمان پر جانے اور دوبارہ دنیا پر آنے کی تعلیم دینے والے رسول اور نبی ہوتے تھے۔ دیکھو (انجیل اقرنتیون باب۱۲ آیت ۲۸) اور خدا نے کلیسئ میں کتنوں کو مقرر کیا۔ پہلے رسولوں کو، دوسرے نبیوں کو، تیسرے استادوں کو بعد اس کے کرامتیں۔ تب چنگا کرنے کی قدرتیں مددگاریاں پیشوائیاں طرح طرح کی زبانیں۔

دفعہ۱۷: اور ۵۹ سال عیسوی میں حضرت مسیح کے تابعدار فرماتے تھے کہ ایک نبی نبوت کا کمال آئے گا۔ جس کے بعد نبوتیں موقوف ہو جائیں گی۔ دیکھو (انجیل اقرنتیون باب۱۳ آیت ۸) محبت کبھی جاتی نہیں رہتی۔ اگر نبوتیں ہیں تو موقوف ہوں گی۔ اگر زبانیں ہیں تو بند ہو جائیں گی۔ اگر علم ہے تو لا حاصل ہو جائے گا۔ (۹) کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام (۱۰) پر جب کمال آئے تو ناقص نیست ہو جائے گا۔

دفعہ۱۸: اور حضرت مسیح سے ۴۸۷ سال پہلے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ۱۰۶۹ سال پہلے اور ہمارے زمانہ سے ۲۴۰۹ سال پہلے ذکریاہ نبی نے اس وقت کی پہچان بیان فرمائی تھی۔ جس وقت سے نبیوں کا آنا بند ہونا تھا۔ دیکھو (انجیل ذکریاہ باب۱۳ آیت ۱) اس دن گناہ اور ناپاکی کے واسطے داؤد کے گھرانے کے لئے اور یروشلم کے باشندوں کے لئے ایک سونا پھوٹ نکلے گا (۲) اور اسی دن یوں ہوگا۔ رب الافواج فرماتا ہے کہ میں بتوں کے ناموں کو زمین پر سے مٹا ڈالوں گا اور انہیں پھر کوئی یاد نہ کرے گا اور میں نبیون کو اور ناپاک روحوں کو دنیا سے خارج کردوں گا (۳) اور ایسا ہوگا کہ جب کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں باپ جن سے وہ پیدا ہوگا اسے کہیں گے کہ تو نہ جئے گا۔ کیونکہ تو خداوند کا نام لے کے

جھوٹ بولتا ہے اور اس کا باپ اور اس کی ماں جن سے وہ پیدا ہوا۔ جس وقت وہ پیشین گوئی کرے گا اسے ہول ماریں گے۔ (۴) اور اس دن ایسا ہوگا کہ نبیوں میں سے ہر ایک جس وقت وہ نبوت کرے گا اپنی رؤیا سے شرمندہ ہوگا اور وہ کبھی بال والا لباس نہ پہنیں گے تاکہ فریب دیں۔ (۵) بلکہ ایک ایک کہے گا کہ میں نبی نہیں۔

دفعہ۱۹: میری تالیف ڈیفنس اسلام میں انجیل مقدس سے اسلام کی صداقت میں ۵۷ پیشین گوئیاں درج ہیں اور اس کتاب میں مندرجہ بالا عبارت سے مندرجہ ذیل علامتیں ثابت کی گئی ہیں۔

۱...... گناہوں کی معافی کے لئے جو کہ اندر کی پلیدی ہوتی ہے جو چیز کہ آنی تھی وہ نماز ہے۔

۲...... باہر کی پلیدی کو یعنی ناپاکی کو نماز سے پہلے دور کرنے کے لئے وضو ہے۔

۳...... جس شخص نے یہودی اور غیر یہودی سب قوموں کے گناہ اور ناپاکی دور کرنے کے لئے آنا تھا۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

۴...... بت پرستی کو دور کرنے کے لئے بت پرستوں کو نجس کا لقب دیتا ہے۔

۵...... جس وقت سے نبوت ختم ہونی تھی وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

۶...... جس وقت سے جنوں یا ناپاک روحوں کو آسمانی خبریں ملنی بند ہونی تھیں۔ وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

۷...... جس وقت سے کہ لوگوں نے نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو جھوٹا تصور کرنا تھا وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

۸...... جس سے نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو سچے خواب آنے بند ہونے تھے وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

۹...... جس وقت سے لوگوں نے نبیوں کی پہچان کے لباس کو پہننا چھوڑ دینا تھا۔ وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

۱۰...... جس وقت سے لوگوں نے نبی ہونے کے دعویٰ کو چھوڑ دینا تھا وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

دفعہ۲۰: مندرجہ بالا پیشین گوئیوں میں اس وقت کا ذکر درج ہے۔ جب کہ نبیوں کا آنا بند ہو جانا تھا۔ مگر اس خاص نبی کی پہچان درج نہیں کہ جس نبی کے بعد نبیوں کا آنا بند ہونا تھا اور اس نبی کی پہچان کے لئے دوسری انجیلوں میں درج تھا کہ اس نبی کی پشت پر ایک مہر لگی ہوئی ہوگی جس مہر سے وہ نبی پہچانا جاوے گا جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اس مہر کی پہچان کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پشت کی طرف ایک مہر قدرتی طور پر لگی ہوئی تھی اور آپ کی وفات کے وقت ایک صحابی نے آپ کی پشت کو ننگا کر کے اس مہر نبوت کو بوسہ دیا تھا۔

دفعہ۲۱: اور اس امر کی تصدیق کے لئے کہ واقعی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا۔ خداتعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام اولاد نرینہ کو آپ کی حیاتی میں وفات دے دی اور فرمایا کہ جس مہر والے نبی کے بعد نبیوں کا آنا بند ہو جانا تھا۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ’’**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیما** (احزاب:۴۰)‘‘ محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے ولیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیز جانتا۔

دفعہ۲۲: اور فرمایا کہ آپ نبوت کا چراغ روشن کئے گئے ہیں جو کہ ہمیشہ کے لئے ظلمت کفروشرک کو دور کیا کرے گا۔ دیکھو: ’’**یٰایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً** (احزاب:۴۵، ۴۶)‘‘ اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈر اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ روشن۔

دفعہ۲۳: اور آگاہ کر دیا کہ دین کا کمال اور نعمتوں کا پورا کرنا قرآن مجید ہے۔ جس کے بعد کوئی مزید کتاب یا جزوکتاب نازل نہیں ہوگا۔ ’’**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (مائدہ:۳)‘‘ آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اور پسند کیا تم پر میں نے واسطے تمہارے دین مسلمانی۔

دفعہ۲۴: اور قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تاکہ نہ تو اس میں کمی بیشی واقع ہو سکے اور نہ کوئی دوسرا نبی یا کوئی مزید ہدایت بطور الہام مخلوق الٰہی کے لئے بھیجنے کی ضرورت ہو۔ ’’**انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون** (نحل:۹)‘‘ تحقیق ہم نے نازل کیا قرآن اور ہم واسطے اس کے حفاظت کرنے والے ہیں۔

دفعہ۲۵: ان آیات کی تائید میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

دفعہ۲۶: گزشتہ تیرہ سوسال میں بہت جھوٹے نبی ہو چکے ہیں اور ہمارے زمانہ میں بھی ایک شخص مرزاغلام احمد ولد مرتضیٰ قوم مغل سکنہ قادیان نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں فوت ہوکر موضع قادیان میں دفن کیا گیا تھا۔ یہ شخص کہا کرتا تھا کہ خاتم النّبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ مہر نبیوں پر تھے۔ یعنی آپ کے بعد جو نبی آنا تھا وہ آپ ہی کے تابعداروں میں سے ہونا تھا۔ مگر یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ اس سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی تیرہ سوسال میں آنحضرت ﷺ کی سچی تابعداری کرتا تھا۔ وہ نبی ہو جایا کرتا تھا اور اگر نبی نہیں ہوتا تھا تو وہ سچا تابعدار نہیں تھا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعلان نبوت کا کرے اور چونکہ گزشتہ تیرہ سوسال میں بیس شخصوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جن کی بابت خود مرزا قادیان اپنی اخبار (البدرج۲ش۳۹ص۳۰۷،۳۰۸، مؤرخہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۰۳ء) میں لکھتا ہے کہ: ’’وہ جھوٹے نبی تھے اور ۲سال کے بعد (ریویو قادیان ج۴ص۴۸۰، بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء) میں اس کو الہام ہوا کہ وہ اکیسواں تحصیلدار یعنی اکیسواں جھوٹا نبی ہے۔ اس لئے جب تک وہ بیس سچے نبیوں کے نام نہ بتائے وہ اکیسواں جھوٹا نبی تھا۔‘‘

دفعہ۲۷: یہ شخص علاوہ دعویٰ نبوت کے کہا کرتا تھا کہ حدیثوں میں جو مسیح موعود کے آنے کی بابت لکھا ہے وہ خود مرزاغلام احمد قادیانی تھا اور حضرت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہوا ہے۔ مگر اس کو یہ خبر نہ تھی کہ حضرت مسیح ابن مریم کو جو خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کی تہمت لگ رہی ہے۔ یہ کلمات حضرت مسیح نے عیسائیوں کو نہیں سکھائے تھے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ حضرت مسیح کو موقعہ دیا جائے کہ عیسائیوں کو اپنی حیاتی میں ایسے کلمات کہنے سے منع کر کے اپنی پوزیشن کو قیامت کے دن کے لئے صاف کر لیوے۔ جیسا آیت: ’’واذقال اللہ یٰعیسٰی ابن مریم ء انت قلت للناس‘‘ سے ظاہر ہے اور جس کی تشریح اس سلسلہ کے حصہ چہارم میں درج ہے۔

دفعہ۲۸: چونکہ قرآن مجید میں خداتعالیٰ نے تمام نعمتیں پوری کردی تھیں۔ اس لئے خداتعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ حضرت مسیح ابن مریم کا آنا نشان قیامت ہے اور جو کوئی تمہیں اس عقیدہ سے باز رکھے گا وہ شیطان تمہارا دشمن ہوگا۔’’ولما ضرب ابن مثلا اذ

قومک منه یصدون(۲) وقالوا ء الهتنا خیرٌ ام هو ما ضربوه لک الّا جدلاً بل هم قومٌ خصمون (۳)ان هوالا عبدٌ انعمنا علیه وجعلنٰه مثلاً لبنی اسرائیل (۴)ولو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکة فی الارض یخلفون(۵) وانهٗ لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم (۶) ولا یصدنکم الشیطان انه لکم عدوٌ مبین(الزخرف:۵۷تا۶۲)‘‘اور جب کہاوت لائی مریم کے بیٹے کو تبھی قوم تیری لگتی ہے اس سے چلانے اور کہتے ہیں آیا ہمارے ٹھاکر بہتر ہیں یا وہ۔ یہ نام جودھرتے ہیں تجھ پر سب جھگڑنے بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔ وہ عیسیٰ کیا ہے مگر ایک بندہ ہے کہ ہم اس پر نقل کیا اور کھڑا کیا بنی اسرائیل کے واسطے اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ اور تحقیق[۱] وہ عیسیٰ البتہ ایک نشان ہے واسطے قیامت کے۔ سو اس میں دھوکا نہ کرو اور میرا کہا مانو۔ یہ ایک سیدھی راہ ہے اور نہ روکے تم کو شیطان تحقیق وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

اور چونکہ گزشتہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم قیامت سے پہلے آئے گا اور انیس سو سال سے عیسائیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس اعتقاد سے روکے گا وہ شیطان ہوگا اور مرزا غلام احمد قادیان ہم کو اس عقیدہ سے روکنے کے لئے یہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح ابن مر چکا ہے اور وہ نہیں آئے گا بلکہ اس کی بجائے وہ خود مسیح موعود ہو کر آیا ہے۔ اس لئے بموجب فرمان الٰہی مرزا غلام احمد ہی وہ شیطان تھا جس کی تابعداری کرنے سے خدا تعالیٰ نے ہم کو منع فرمایا ہوا ہے۔

دفعہ۲۹: اگر کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی وہ شیطان نہیں تھا، جس

۱؎ ’’انہ‘‘ کی ضمیر سے گزشتہ تیرہ سو سال کے تمام مسلمان عالم لوگ حضرت عیسیٰ مراد لیتے ہیں۔ جن کا ذکر پہلی آیتوں میں درج ہے۔ مگر مرزائی کہتے ہیں کہ مراد قرآن مجید ہے۔ جو غلط ہے کیونکہ ’’اقتربت الساعة ‘‘یعنی قریب آ گئی قیامت سے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید کا نازل ہونا قرب قیامت کی دلیل ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ بیس میل کے فاصلہ کو طے کرنے کے بعد تین چار میل منزل قریب ہے اور جب شہر کی مسجدوں کے مینار دکھائی دیویں تو یہ شہر کی علامت ہے۔ اسی طرح گزشتہ تیرہ سو سال سے جب قرآن مجید نازل ہوا تھا تو قرب قیامت تھا اور جب حضرت مسیح ابن مریم آئے گا تو علامت قیامت ہوگا۔

کی بابت خدا تعالیٰ نے عرصہ تیرہ سو سال سے قرآن مجید میں ذکر کیا ہوا ہے تو آؤ مرزا غلام احمد کی صداقت کو قرآن مجید کی آیات سے جانچ لیں۔

۱...... خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیٹا مریم کا آئے گا اور مرزا غلام احمد کی والدہ کا نام چراغ بی. بی تھا اور یہ مریم کا بیٹا نہ تھا۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی وہ شخص نہ تھا جس کے آنے کی بابت خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

۲...... خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ شخص مسیح موعود آئے گا جس پر خدا تعالیٰ انعام کے لئے بنی اسرائیل کے لئے بھیجا تھا اور وہ مسیح ابن مریم تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بنی اسرائیل کو خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے مرزا غلام احمد کذاب تھا۔

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ جس کے معنی ہیں مسیح جو وعدہ کیا گیا اور جس وقت اس اعتقاد کی ابتداء کی طرف غور کیا جاوے کہ کس وقت سے یہ عقیدہ لوگوں میں جاری ہے تو معلوم ہوجائے گا کہ گزشتہ انیس سو سال سے یہ عقیدہ لوگوں میں ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ آئے گا۔ کیونکہ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اس لئے بھی مرزا غلام احمد کذاب تھا۔

۴...... اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو ہی مسیح تسلیم کیا جائے تو مسیح اس کو کہتے ہیں جس کا مسح کیا جاوے۔ یعنی جس کے سر پر تیل یا پانی لگایا جاوے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں دستور تھا۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کسی شخص نے تیل یا پانی رات کے وقت یا دن کو نہیں لگایا تھا۔ اس لئے بھی مرزا غلام احمد قادیان کذاب تھا۔

۵...... خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مسیح موعود قیامت کی علامت ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح نے خود فرمایا تھا۔ دیکھو دفعہ ۶ مندرجہ بالا۔ اور چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی آیا بھی تھا اور ۶۷ سال کی عمر میں مر بھی گیا۔ جس کو ۱۴ سال ہوئے ہیں اور اس عرصہ میں قیامت نہیں آئی۔ اس لئے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کذاب تھا۔

۶...... اور یاد رکھنا چاہئے کہ اگلے زمانہ میں نبی اس وقت آتے تھے جب کہ کافروں کی بادشاہی ہوتی تھی اور وہ مسلمان رعیت کو سخت تکلیفیں دیتے تھے تو اس وقت خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی فریادوں کو سن کران پر نظر رحمت سے دیکھتا تھا اور ایک شخص کو نبی کر دیتا تھا جو کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کی ترغیب دینے کے علاوہ کافر بادشاہ کو ہلاک

کردیتا تھا تاکہ مسلمان لوگ خداتعالیٰ کی عبادت آزادی سے کرسکیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون بادشاہ کو غرق کر کے مسلمانوں کو بادشاہی دلا دی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام نے تمام دنیا کے کافروں کو غرق کر کے مسلمانوں کو بادشاہی دلا دی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے عیسائیوں، یہودیوں اور کافروں کو برباد کر کے ان کے ملک مسلمانوں کو دلائے تھے۔ اسی دستور کی تائید میں جس وقت مرزاغلام احمد دنیا میں آیا تھا تو اس وقت بھی انگریز مسلمانوں پر حکمران تھے اور جب مرا تو اس وقت بھی وہی حکمران تھے۔ اس لئے اگر مرزا غلام احمد قادیانی خداتعالیٰ کی طرف سے نبی ہوتا تو مسلمانوں کو عیسائیوں سے بادشاہت لے کر دلاتا اور چونکہ اس نے اپنے مرنے سے پیشتر عیسائیوں سے بادشاہت چھین کر مسلمانوں کونہیں دلائی۔ اس لئے بھی وہ کذاب تھا۔

۷...... حدیث شریف میں درج ہے کہ جس وقت حضرت مسیح علیہ الرضوان اور امام مہدی علیہ الرضوان دنیا پر تشریف لاویں گے۔ اس وقت تمام دنیا پر مسلمانوں کی حکومت ہو جائے گی۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کی بدولت بجائے اس کے کہ دنیا کی کافر قومیں مسلمان ہو جائیں۔ کافروں نے مسلمانوں کے تمام ملک جو سمندر پار تھے لے لئے۔ جو مزید ثبوت اس امر کا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کذاب تھا۔

۸...... مرزاغلام احمد قادیانی جب آیا تھا تو اس وقت بیس تیس سیر آٹا ایک روپیہ کا ملتا تھا اور جب مرنے کے قریب ہوا تو چار پانچ سیر پر نوبت آ گئی اور گھر گھر فاقہ مستی ہوگئی اور وہ ساتھ ہی طاعون کی بیماری لیتا آیا۔ جس سے گھر گھر ماتم شروع ہوگیا اور اس کے مرجانے کے ساتھ ہی طاعون کی بیماری دنیا سے جاتی رہی۔ جو بات یہ ثابت کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک غضب الٰہی تھا نہ کہ رحمت الٰہی۔ کیونکہ رحمت اللعالمین نام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ طاعون وہ بیماری تھی جب کہ پچاس ساٹھ، سو دوسو آدمی روزانہ مرا کرتے تھے۔ مرزاغلام احمد کی حیاتی میں تھی اور اس کے بعد دور ہوگئی۔ اس لئے بھی مرزاغلام احمد قادیانی ایک غضب الٰہی تھا جو کہ اپنے مرجانے کے ساتھ ہی طاعون کو لے گیا تھا اور اس لئے تمام مسلمانوں کو مرزاغلام احمد کی تابعداری سے بچنا چاہئے۔

وما علینا الا البلاغ!

عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حضرت مسیح کا صلیب پر نہ چڑھنا

اور

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان قدیم عیسائیوں کی کتابوں سے

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موجودہ عیسائیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا اور صلیب ہی پر مرگیا تھا اور صلیب پر چڑھنے کی بدولت حضرت مسیح کے وجود میں یہ بزرگی آ گئی تھی کہ وہ دوسرے لوگوں کے گناہ خدا تعالیٰ سے بخشوانے کے قابل ہوگیا تھا۔ اس لئے جو شخص یہ ایمان رکھے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا تو اس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس شخص سے اس کے گناہوں کی بابت سوال نہیں کرے گا۔ جس لئے عیسائی گناہ کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔

حضرت مسیح کا صلیب نہ دیا جانا

مگر قدیم زمانہ کے عیسائیوں کا اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھا تھا۔ دیکھو قرآن انگریزی ترجمہ پادری سیل صاحب (ص۴۸ سورت۳ نوٹ یو) مذہب عیسائیت کی عین ابتدا میں باسیلی دین فرقہ کے عیسائی اس امر کا انکار کرتے تھے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا بلکہ شمعون قرینی ان کی بجائے صلیب دیا گیا تھا۔

ان سے پہلے ’’سی رنتھی ین‘‘ فرقہ کے عیسائی اور ان کے بعد ’’کوپوکریشن‘‘ فرقہ کے عیسائی بھی جن کا ذکر مزید نہیں کیا جاتا جو حضرت مسیح کو محض انسان جانتے تھے۔ اسی بات کا یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح خود صلیب نہیں دیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے شاگردوں میں سے کوئی اور شخص جو اس کی مانند تھا صلیب دیا گیا تھا۔

فوٹنس ہمیں بتاتا ہے کہ اس نے ایک کتاب پڑھی جس کا نام ’’رسولوں کے سفرنامے‘‘ ہے جس میں پطرس، یوحنا، اندریاس، تھوما اور پولس رسولوں کے اعمال درج تھے اور علاوہ اور چیزوں کے ان میں یہ بھی درج تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا تھا بلکہ کوئی اور شخص اس کی بجائے صلیب دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ اپنے صلیب دھندوں پر اور ان پر جو خیال کرتے تھے کہ وہ صلیب دیا گیا تھا، ہنستا تھا۔

برنباس کی انجیل کی شہادت

دیکھو قرآن مجید انگریزی ترجمہ پادری سیل صاحب (ص۴۸ سورت۳ نوٹ یو) میں

نے دوسرے موقعہ پر برنباس کی ایک مشکوک انجیل کا ذکر کیا ہے جو کہ بعض برائے نام عیسائیوں کی کارگزاری ہے۔ جس کو مسلمان لوگ اپنے حق میں بتاتے ہیں۔ جس میں حضرت مسیح کی تاریخ کے اس حصہ کو اس طرح بیان کیا ہوا ہے جو حصہ کہ ترک کر دینے کے قابل ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جس وقت یہودی حضرت مسیح کو پکڑنے کے لئے جا رہے تھے۔ اس وقت چار فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل حضرت مسیح کو تیسرے آسمان پر اٹھا لے گئے تاکہ وہ دنیا کے آخر تک نہ مرے اور کہ یہوداہ اس کی بجائے صلیب پر چڑھا دیا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس فریبی کو ایسا کر دیا تھا کہ وہ یہودیوں کی نظروں میں اپنے استاد حضرت مسیح کی مانند دکھائی دینے لگا۔ جنہوں نے اس کو پکڑ کر پلاطوس کے حوالہ کیا اور کہ یہ مشابہت اس قدر زیادہ تھی کہ اس نے کنواری مریم اور رسولوں کو بھی دھوکا دیا اور کہ بعد ازاں حضرت مسیح خدا تعالیٰ سے اجازت لے کر ان کی تسلی کے لئے آیا۔

<u>ہر ایک گناہ کے لئے خدا تعالیٰ عذاب کرتا ہے:</u> اور اس وقت برنباس نے اس سے پوچھا کہ کیوں آپ جیسے نیک استاد نے اپنی ماں اور شاگردوں کو تکلیف دی کہ ایسے پاک رسول کی بابت ایک لمحہ کے لئے بھی یقین کریں کہ وہ ایسے شرمناک طریقہ سے مرا۔ حضرت مسیح نے جواب میں کہا اے برنباس! یقین جان کہ ہر گناہ کے لئے خواہ وہ کس قدر چھوٹا ہو، خدا تعالیٰ بہت سخت عذاب کرتا ہے۔ چونکہ میری ماں اور میرے ایماندار شاگرد بھی دنیوی محبت کی ملاوٹ سے مجھے پیار کرتے تھے۔ سو عادل خدا تعالیٰ نے ان کی دنیوی محبت کے بدلہ میں ان کو صرف اسی قدر غم کی سزا دی ہے کہ دنیا میں غمگین رہیں اور مر جانے کے بعد ان کو دوزخ کے شعلوں میں سزا نہ ملے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان

اور میرے لئے بھی اگرچہ میں بذاتہ دنیا میں بے عیب رہا ہوں۔ مگر دوسرے آدمی مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس لئے تاکہ قیامت کے دن شیطان مجھ پر ہنسی نہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے اس امر پر رضامندی ظاہر کی ہے کہ اس دنیا میں یہوداہ کی موت کے باعث مجھ پر ٹھٹھا کیا جاوے اور ہر ایک شخص یقین کرے کہ میں ہی صلیب پر مر گیا تھا اور کہ یہ ٹھٹھا ہوتا رہے گا۔ جب کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لاویں گے اور ان لوگوں کے دھوکا کو دور

کریں گے جو لوگ الہامی کتابوں پر یقین کر کے ایسا غلط ایمان رکھتے ہوں گے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ حضرت مسیح کے بعد جس وقت خداتعالیٰ نے عیسائیوں کو حکومت دی تو انہوں نے حضرت مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے کے علاوہ یہ بھی مشہور کر دیا کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا اور ان کے گناہوں کے لئے کفارہ ہوگیا ہے جس لئے ان کے گناہوں کے لئے عذاب نہیں ہوگا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ حضرت مسیح نے ایسا اعتقاد رکھنے سے منع کر کے فرمایا تھا کہ نیک کاموں سے نجات ہوگی۔

دیکھو (انجیل متی باب ۷ آیت۲۱) نہ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ چونکہ یہ سب باتیں الہامی کتابوں کی تعلیم کے خلاف تھیں اس لئے حضرت مسیح کے چھ سو سال بعد جس وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھا تھا بلکہ لوگوں کو شبہ پڑ گیا ہوا ہے۔ ’’وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (نساء:۱۵۷)‘‘ اور بسبب کہنے ان کے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کے کہ جو رسول اللہ کا تھا اور نہ قتل کیا اس کو اور نہ صلیب دیا اس کو ولیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے۔

اور چونکہ برنباس کی انجیل میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ پہچان درج تھی کہ وہ لوگوں کو کہیں گے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھا تھا بلکہ لوگوں کو شبہ لگا ہوا ہے۔ اس لئے مسلمان مفسرین نے قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں برنباس کے قول کو نقل کر دیا کہ حضرت مسیح کی بجائے آپ کا شاگرد یہوداہ جس نے آپ کو پکڑوایا تھا، صلیب دیا گیا تھا۔ مگر یہوداہ کے متعلق انجیلوں میں درج تھا کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت مسیح سے پہلے صلیب دے دی تھی۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۷ آیت ۱) جب صبح ہوئی سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کی بابت صلاح کی کہ اسے کیونکر قتل کریں (۲) پھر اسے باندھ کر باہر لے گئے اور پنطس پلاطوس کے حوالہ کیا۔ (۳) تب یہوداہ جس نے اس کو پکڑوایا تھا دیکھ کر کہ اسے قتل کا حکم ہوا پچھتایا اور وہ تیس روپے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس پھیر لایا (۴) اور کہا میں نے گناہ کیا کہ بے گناہ کو قتل کے لئے پکڑوایا۔ وہ بولے ہمیں کیا تو جان (۵) تب وہ روپے ہیکل میں پھینک کر چلا گیا اور جا کے آپ کو پھانسی دی۔

جس لئے عرصہ تیرہ سو سال سے عیسائی قرآن مجید کی تعلیم کا انکار کر کے کہا کرتے ہیں کہ انجیلوں میں سے ثابت کردو کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھا تھا اور کہ عیسائیوں کو دھوکا لگا ہوا ہے۔

حضرت مسیح کی بجائے شمعون بیگاری کے صلیب پر چڑھائے جانے کی شہادت

اس لئے قرآن مجید کی صداقت کے لئے انجیلوں ہی سے ثابت کیا جاتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھایا گیا تھا۔ بلکہ شمعون بیگاری صلیب پر چڑھا تھا۔ کیونکہ (انجیل متی باب ۲۷ آیت ۳۲، انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۲۱، انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۲۶) میں لکھا ہے کہ جس وقت سپاہی حضرت مسیح کو صلیب دینے کے لئے لے جانے لگے تھے تو اس وقت انہوں نے شمعون کو جو قرینی گاؤں کا رہنے والا اور سکندرا اور روفس کا باپ تھا اور گاؤں سے شہر کی طرف آرہا تھا۔ بیگار پکڑ کر صلیب کی لکڑی اس کے کندھوں پر رکھ دی کہ اٹھا کر قتل گاہ تک لے چلے اور ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں لکھتا کہ شمعون چھوڑ دیا گیا تھا اور حضرت مسیح صلیب دیا گیا تھا۔ مگر چوتھی انجیل یوحنا میں شمعون کے بیگاری پکڑا جانے کا ذکر درج نہیں ہے۔ بلکہ (انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۷) میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنے کندھوں پر صلیب اٹھا کر قتل گاہ میں پہنچا تھا۔ وہی صلیب دیا گیا تھا اور اس کا نام یسوع تھا جو غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کے کندھوں پر صلیب رکھی نہیں گئی تھی۔

اصل واقعہ یوں ہوا تھا کہ حضرت مسیح میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانے کی طاقت تھی۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۴ آیت ۲۸ تا ۳۰، انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۵۹ باب ۱۰ آیت ۳۹) اس لئے صلیب کے موقع کے پاس پہنچ کر حضرت مسیح غائب ہوگیا اور سپاہیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے کہ مبادا یہ خبر حاکم کے کانوں تک پہنچے اور حاکم انہیں کسی قسم کی سزا دیوے۔ اپنے دل میں بچاؤ کی تجویز کی اور شمعون بیگاری کو جو صلیب اٹھا کر وہاں لے گیا تھا، صلیب پر چڑھا دیا۔ بعد ازاں سپاہیوں نے خیال کیا کہ اگر یہ کہیں کہ حضرت مسیح غائب ہوگیا تھا پکڑے جائیں گے اور اگر یہ کہیں کہ انہوں نے شمعون بیگاری کو صلیب پر چڑھا دیا تھا تو بھی پکڑے جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے ان دونوں باتوں پر پردہ پوشی کرنے کے لئے ایک تختہ پر یہ لکھا

’’یہودیوں کا بادشاہ‘‘ اور اس تختے کو صلیب کے پاس لٹکا دیا اور اس تختہ کو پڑھ کر سب لوگ دھوکا کھا گئے۔ جس لئے یوحنا نے بھی (باب۱۹ آیت ۱۸) میں اس شخص کا نام جو صلیب اٹھا کر وہاں پہنچا تھا اور صلیب دیا گیا تھا یسوع لکھ دیا جو کہ دراصل غلط تھا۔ کیونکہ شمعون بیگاری اپنے کندھوں پر صلیب کی لکڑی اٹھا کر وہاں پہنچا تھا اور حضرت مسیح کے کندھوں پر صلیب نہ تھی۔

ایک سوروپیہ انعام

یہودیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھ کر مرگیا تھا اور بعدازاں لوگوں کو دکھائی نہیں دیا اور عیسائیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا اور مرگیا تھا اور تیسرے دن قبر میں سے زندہ جی اٹھا تھا اور چالیس دن کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور قیامت سے پہلے آئے گا اور مرزائیوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا اور مرا نہیں تھا بلکہ آدھ مؤا تھا۔ جب کہ صلیب پر سے اتارا گیا تھا اور وہ کشمیر میں مدفون ہے اور مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا ہی نہیں تھا۔ بلکہ یہودیوں، عیسائیوں اور مرزائیوں کو شبہ پڑا ہوا ہے۔ اس لئے عیسائیوں، یہودیوں اور مرزائیوں میں سے جو کوئی ایک عام جلسہ کے درمیان یہ ثابت کردیوے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا تو اس کو ایک سوروپیہ انعام دیا جاوے گا اور جو کوئی یہ ثابت کردیوے کہ مرزاغلام احمد قادیانی اپنی کتابوں کے رو سے سچا مسلمان اور مسلمانی کے لباس میں مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے والا نہیں تھا تو اس کو بھی ایک سوروپیہ انعام دیا جاوے گا۔

عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

O ...... O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ

(مرزا نبی نہ)

حاجی عبدالواحد کوچہ پیر شیرازی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح کے صلیب دیا جانے کے متعلق مختلف مذاہب کا مختلف عقیدہ ہے

دفعہ۱: گزشتہ ۱۹۰۰ سال سے یہودیوں کا یہ قول ہے کہ حضرت مسیح کو انہوں نے صلیب دیا تھا اور وہ صلیب ہی پر مر گئے اور بعد ازاں لوگوں کو دکھائی نہیں دیئے تھے۔

دفعہ۲: گزشتہ ۱۹۰۰ سال سے عیسائی کہتے کہ حضرت مسیح کو صلیب دی گئی تھی اور وہ صلیب ہی پر مر گئے تھے اور جمعہ کے روز دفن ہوئے۔ اتوار کے روز جی اٹھے اور چالیس روز کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے اور وہ زمین پر آخری دن سے پہلے آویں گے۔

دفعہ۳: گزشتہ چالیس سال سے مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کے تابعدار ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کو صلیب دی گئی تھی۔ مگر وہ صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ ابھی زندہ تھے۔ جب کہ صلیب پر سے اتارے گئے اور جمعہ کی شام کو دفن کئے گئے اور ان کے شاگردان کو قبر سے نکال لے گئے تھے اور مرہم عیسیٰ لگا کر اچھا کیا اور وہ سری نگر کشمیر میں جا کر فوت ہوئے اور وہیں مدفون کئے ہوئے ہیں اور جن پیش گوئیوں میں یہ لکھا ہے کہ حضرت یسوع مسیح دوبارہ زمین پر آویں گے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ہیں جو کہ مر چکا ہوا ہے۔

دفعہ۴: گزشتہ تیرہ سو سال سے مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت یسوع مسیح کو بالکل صلیب نہیں دی گئی تھی بلکہ ان کی بجائے کوئی دوسرا شخص صلیب دیا گیا تھا اور حضرت یسوع مسیح کے صلیب پر چڑھایا جانے کا قصہ شک پر مبنی ہے اور وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہوئے ہیں اور زمین پر دوبارہ آویں گے اور اسلام کے تابعدار رہ کر مر جانے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کے اندر مدینہ شریف میں دفن کئے جاویں گے۔ جہاں کہ ان کی قبر کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی ہے۔

دفعہ۵: ان چاروں مذہبوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح کی تواریخ انجیلوں میں درج ہے۔ جن میں مختلف رسولوں نے حضرت مسیح کی زندگی کے جو جو واقعات بیان کئے تھے، درج ہیں اور انجیلیں ان رسولوں کے نام سے مشہور ہیں۔

دفعہ۶: انجیلوں میں سے مندرجہ ذیل چار انجیلیں مشہور ہیں۔ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا اور یہ کتابیں حضرت مسیح کے قریب دو سو سال بعد لکھی گئی تھیں۔

دفعہ۷: ان انجیلوں میں حضرت مسیح کی زندگی کے مختلف واقعات درج ہیں اور حضرت مسیح کا صحیح قصہ معلوم کرنے کے لئے ان واقعات کو ایک سلسلہ میں لکھنا چاہئے۔

دفعہ۸: ان رسولوں کے بیانات کو جس وقت ایک سلسلہ میں لکھا جاوے تو ایک عجیب بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مسیح کے صلیب دیا جانے کے متعلق جو قصہ انجیلوں میں درج ہے۔ وہ اصل میں شمعون قرینی کے صلیب دیا جانے کا ہے۔ نہ کہ حضرت یسوع مسیح کے صلیب دیا جانے کا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہے۔

شمعون قرینی کا بیگاری پکڑا جانا

دفعہ۹: حضرت مسیح کے صلیب دیا جانے کے متعلق متی کا بیان ہے کہ جس وقت سپاہی حضرت مسیح کو صلیب دینے کے لئے لے چلے تو انہوں نے ایک شخص شمعون نامی کو جو قرین گاؤں کا رہنے والا تھا، بیگار پکڑا کہ صلیب کو اٹھا لے چلے۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۷ آیت ۳۱) اور جب وہ ٹھٹھا کر چکے تو اس پیراہن کو اس پر سے اتار کر پھر اسی کے کپڑے اسے پہنائے اور صلیب پر کھینچنے کو اسے لے چلے۔ (۳۲) جب باہر جاتے تھے انہوں نے ایک قورینی آدمی شمعون نامی کو پایا۔ اسے بیگار پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھا لے چلے۔

دفعہ۱۰: مرقس رسول کہتا ہے کہ شمعون قورینی کے دو بیٹے سکندر اور روفس تھے اور وہ بیگاری پکڑا گیا تھا کہ صلیب کو اٹھا کر قتل گاہ تک لے چلے۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۲۰) اور جب اس سے ہنسی کر چکے تو اس پر سے ارغوانی کپڑے اتارے اور اسی کا کپڑا اسے پہنا کے صلیب دینے کو لے چلے۔ (۲۱) اور ایک شخص قورینی شمعون نامی جو سکندر اور روفس کا باپ تھا۔ دیہات سے آتے ہوئے ادھر سے گزرا۔ انہوں نے اسے بیگار پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھا لے چلے۔ (۲۲) اور وہ اسے مقام گلگتا میں جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے، لائے۔

دفعہ۱۱: لوقا رسول صاف طور پر بیان کرتا ہے کہ صلیب شمعون قرینی کے کندھوں پر رکھی گئی تھی اور وہ حضرت مسیح کے پیچھے پیچھے جاتا تھا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۳۱) اور جب اس کو لے جاتے تھے شمعون نام قرینی کو جو شہر کے باہر سے آتا تھا۔ پکڑ کے صلیب اس پر رکھ دی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے۔ (۳۲) اور وہ دو اور آدمیوں کو جو بدکار تھے لے چلے کہ اس کے ساتھ مارے جائیں۔

حضرت مسیح میں اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کی طاقت تھی

دفعہ ۱۲: ایک دفعہ حضرت مسیح اپنے دشمنوں کے درمیان سے نکل گیا تھا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۴ آیت ۲۸) تب وہ عبادت خانے میں تھے۔ ان باتوں کو سنتے ہی غصہ سے بھر گئے۔ (۲۹) اور اٹھے اور اسے شہر کے باہر نکال کے اس پہاڑی کی چوٹی پر جس پر ان کا شہر بنا تھا لے چلے کہ اسے سر کے بل گرادیں۔ (۱۹) لیکن وہ ان کے بیچ سے نکل کر روانہ ہوا۔

دفعہ ۱۳: دوسری مرتبہ حضرت مسیح یہودیوں کے پتھروں کی مار سے بچ جانے کے لئے پوشیدہ ہوگیا تھا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۵۹) تب انہوں نے پتھر اٹھائے کہ اسے ماریں۔ پر یسوع نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور ان کے بیچ سے گزر کر ہیکل سے نکلا اور یوں چلا گیا۔

دفعہ ۱۴: تیسری مرتبہ حضرت مسیح چھپ کر یہودیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۹) تب انہوں نے پھر چاہا کہ اسے پکڑلیں۔ پر وہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ (۴۰) اور یردن کے پار اس جگہ جہاں یوحنا پہلے بپتسمہ دیا کرتا تھا، چلا گیا۔

(۱۱) حضرت مسیح نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور شمعون قرینی صلیب دیا گیا۔

دفعہ ۱۵: جس وقت سپاہی گلگتا کے مقام کے نزدیک پہنچے جہاں کہ حضرت مسیح کو صلیب دینی تھی تو حضرت مسیح لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگیا۔

دفعہ ۱۶: اور جس وقت سپاہیوں نے حضرت مسیح کو اس جگہ نہ دیکھا تو ڈر گئے اور اس خیال پر کہ مبادا یہ خبر پبلک اور حاکموں کے کانوں تک پہنچے اور وہ ان کی غفلت کے باعث ان کو سزا دیویں۔ انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے کسی اور شخص کو حضرت مسیح کی بجائے صلیب پر چڑھانے کی تجویز کی۔

دفعہ ۱۷: چونکہ شمعون قرینی صلیب کو اٹھا کر لا رہا تھا اور وہی اکیلا غیر شخص سپاہیوں کی حفاظت میں موجود تھا۔ جس کو اگر صلیب پر چڑھایا جاوے تو ممکن تھا کہ عوام الناس شک میں پڑ کر خیال کریں کہ واقعی حضرت مسیح کو صلیب دی گئی تھی۔ اس لئے سپاہیوں نے شمعون قرینی کو صلیب پر چڑھا دیا۔

دفعہ ۱۸: یوحنا رسول نے اس کو پہچان لیا اور لکھتا ہے کہ جو شخص صلیب کو اٹھا کر گلگتا میں لایا تھا وہی صلیب دیا گیا تھا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۶) تب اس نے اسے ان کے

حوالہ کیا کہ اسے صلیب دی جائے اور وہ یسوع کو پکڑ کے لے گئے (شمعون کے بیگار پکڑا جانے کا قصہ درج نہیں) (۱۷) سو وہ اپنی صلیب اٹھائے ہوئے۔ اس جگہ کو جو کھوپڑی کا مقام کہلاتا ہے۔ جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے نکل گیا۔ (۱۸) وہاں انہوں نے اسے اور اس کے ساتھ دو اور کو صلیب پر کھینچا۔ طرفین میں ایک ایک اور یسوع کو بیچ میں۔

سپاہیوں نے عوام الناس کو دھوکا دیا

دفعہ۱۹: شمعون کو صلیب پر چڑھانے کے بعد سپاہیوں نے خیال کیا کہ اگر یہ کہیں کہ حضرت مسیح بھاگ گیا ہے تو پکڑے جائیں گے اور اگر یہ کہیں کہ انہوں نے شمعون بیگاری کو صلیب پر چڑھایا ہے تو بھی پکڑے جائیں گے۔ اس لئے سپاہیوں نے ایک تختہ پر لکھا یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ اور اس کو شمعون کی صلیب پر لگا دیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۹ آیات ۱۹) اور پلاطوس نے ایک کتبہ لکھا اور صلیب پر لگا دیا۔ وہ لکھا یہ تھا کہ یہ یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ۔

دفعہ۲۰: کتبہ مختلف زبانوں میں لکھا گیا تھا تا کہ تمام لوگ یقین کریں کہ واقعی حضرت مسیح کو صلیب دی گئی تھی۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۳۸) اور اس کے اوپر یونانی رومی اور عبرانی میں یہ نوشتہ لکھا تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے۔

دفعہ۲۱: چونکہ دوسرے دو چوروں کے نام اور پتہ وغیرہ جو شمعون کے ساتھ صلیب دیئے گئے تھے۔ ان کی صلیبوں پر لکھے نہیں گئے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سپاہیوں نے یہ کارروائی حضرت مسیح کا نام صلیب پر لکھنے کی شمعون کے صلیب دیا جانے کے واقعہ کو چھپانے اور عوام الناس کو حضرت مسیح کے صلیب پانے کا یقین دلانے کے لئے کی تھی۔

دفعہ۲۲: عوام الناس کو نہ تو سپاہیوں نے بتایا کہ حضرت مسیح غائب ہوگیا تھا اور شمعون صلیب دیا گیا تھا اور چونکہ شمعون ایک گاؤں کا رہنے والا تھا جو کہ صلیب کی لکڑی کو قتل گاہ تک اٹھانے کے لئے بیگار پکڑا گیا تھا اور موقعہ پر اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی شخص موجود نہ تھا جو استفسار کرتا کہ شمعون بیگاری کیوں سپاہیوں کی حفاظت سے باہر نہیں نکلا۔ اس لئے شمعون کے صلیب پانے کا واقعہ عوام الناس کو معلوم نہ ہوا اور ہر ایک شخص یقین کرنے لگا کہ حضرت مسیح کو صلیب دی گئی تھی۔

دفعہ۲۳: اسی غلط فہمی کی بدولت یوحنا رسول نے اس شخص کا نام جو صلیب اٹھا کر قتل گاہ تک لایا یسوع لکھ دیا اور شمعون کا ذکر بھی نہ کیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۶) تب اس نے اسے ان کے حوالہ کیا کہ اسے صلیب دی جائے اور وہ یسوع کو پکڑ لے گئے۔ (۱۷) سو وہ اپنی صلیب اٹھائے ہوئے اس جگہ کو جو کھوپڑی کا مقام کہلاتا ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے، نکل گیا۔ (۱۸) وہاں انہوں نے اسے اور اس کے ساتھ دو اور کو صلیب پر کھینچا۔ طرفین میں ایک ایک اور یسوع کو بیچ میں۔

دفعہ۲۴: یوحنا رسول کی انجیل کا بیان نامکمل ہے۔ کیونکہ اس میں اس شخص کا نام درج نہیں۔ جس پر حضرت مسیح کی صلیب رکھی گئی تھی تاکہ قتل گاہ تک لے چلے۔ مگر دوسرے رسول لکھتے ہیں کہ وہ شمعون کے کندھوں پر رکھی گئی تھی اور حضرت مسیح اس کے آگے آگے جا رہا تھا۔ دیکھو (دفعہ ۹،۱۰،۱۱) مندرجہ بالا۔

دفعہ۲۵: یوحنا رسول یہ نہیں بتاتا کہ وہ دو شخص جو اس موقعہ پر صلیب دیئے گئے تھے، کون تھے۔ مگر لوقا بتاتا ہے کہ وہ دو چور تھے۔ دیکھو (دفعہ۱۱) مندرجہ بالا۔

دفعہ۲۶: متی، مرقس اور لوقا اس موقعہ کی شہادت دیتے ہیں جہاں کہ شمعون قرینی کو بیگار پکڑ کر صلیب اس کے کندھوں پر رکھی تھی کہ قتل گاہ تک لے چلے اور یوحنا رسول قتل گاہ کے موقع کی شہادت دیتا ہے۔ جہاں کہ شمعون قرینی جو کہ اپنے کندھوں پر صلیب اٹھا کر لایا تھا۔ صلیب دیا گیا تھا۔

دفعہ۲۷: متی، مرقس اور لوقا میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ شمعون قرینی چھوڑا گیا تھا اور حضرت مسیح صلیب دیا گیا تھا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ صلیب دیا گیا تھا اور صاف طور پر بیان نہیں کرتے کہ کون صلیب دیا گیا تھا۔ آیا مسیح صلیب دیا گیا تھا یا شمعون۔ مگر یوحنا رسول بیان کرتا ہے کہ جو شخص صلیب اٹھا کر قتل گاہ تک لایا تھا۔ وہی صلیب دیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دوسرے رسولوں کے بیان کو کہ حضرت مسیح کی صلیب شمعون قرینی کے کندھوں پر رکھی گئی تھی تاکہ قتل گاہ تک اٹھا لے چلے۔ یوحنا رسول کے بیان کے ساتھ یکجا جمع کرنا چاہئے کہ جو شخص اپنے کندھوں پر صلیب اٹھا کر قتل گاہ میں پہنچا تھا وہی صلیب دیا گیا تھا۔ نتیجہ ظاہر کر دے گا کہ شمعون قرینی صلیب دیا گیا تھا نہ کہ حضرت مسیح۔

مزید ثبوت

دفعہ۲۸: جو شخص صلیب دیا گیا تھا۔ وہ چلّایا تھا۔ ’’ایلی ایلی لما سبقتانی‘‘ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۳۴) اور نویں گھنٹے یسوع بڑی آواز سے چلّا کے بولا’’ ایلی ایلی لما سبقتانی‘‘ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے میرے خدا میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔

دفعہ۲۹: یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ چیخیں مارنے والا کوئی ایسا شخص تھا جو کہ بے گناہ تھا اور کسی قصور کے بغیر اس کو تکلیفیں دی جارہی تھیں اور وہ خدا کے حضور اس بے انصافی کی اور اس توقف کی جو اس کو تکلیفوں سے چھڑانے میں واقعہ ہورہا تھا۔ شکایت کرتا تھا۔

دفعہ۳۰: اگر مسیح صلیب دیا جارہا ہوتا تو اس کو خداتعالیٰ کے حضور اس قسم کی شکایت کرنی نہیں چاہئے تھی۔ کیونکہ حاکم نے اس کو باغی ہونے اور اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہلانے کا الزام دیا تھا اور اس طرح مسیح حاکم کے حکم کے بموجب صلیب دیا جارہا تھا۔

دفعہ۳۱: شکایت کے الفاظ یہ تھے: ’’ایلی ایلی لما سبقتانی‘‘ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے میرے خدا میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ شکایت کنندہ کوئی نبی یا مذہبی آدمی نہ تھا۔ جن کا یقین ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کبھی کسی شخص کو نہیں بھولتا بلکہ شکایت کنندہ کوئی عام بے علم، کم سمجھ آدمی تھا۔ جو خیال کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ بھی آدمی کو بھول سکتا ہے۔ اس لئے یہ الفاظ حضرت یسوع مسیح کے نہ تھے جو کہ نبی تھا اور کبھی ایسا کہہ نہیں سکتا تھا کہ خداتعالیٰ اس کو بھول گیا ہے۔ بلکہ شمعون کے الفاظ تھے۔ جو گاؤں کا رہنے والا گنوار تھا اور گاؤں سے اپنے بال بچہ کے لئے کوئی چیز خریدنے کے لئے شہر میں آیا اور اس جگہ بیگاری پکڑا گیا اور قتل گاہ میں اس بیچارے بے گناہ کو صلیب دینے لگے تو وہ چلّایا۔ اے میرے خدا میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ میں بے گناہ ہوں۔

دفعہ۳۲: اور اس طرح صلیب پانے والے نے خداتعالیٰ کے حضور میں جو شکایت کے الفاظ صلیب کے موقع پر کہے تھے۔ مزید ثبوت اس امر کا ہیں کہ واقعی شمعون قرینی حضرت یسوع مسیح کی بجائے صلیب دیا گیا تھا۔

شمعون کی لاش قبر میں رکھی گئی

دفعہ۳۳: جمعہ کے روز حضرت مسیح نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور شمعون صلیب دیا گیا تھا اور اسی روز اس کی لاش قبر میں رکھی گئی تھی۔ دیکھو (انجیل مرقس باب۱۵ آیت۴۲) اور جب کہ شام ہوئی اس لئے کہ تیاری کا دن تھا۔ جو سبت سے پہلے ہوتا ہے۔ (۴۳) یوسف اریمتا جو نامور مشیر اور خود خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا آیا اور دلیری سے پلاطس کے پاس جاکے یسوع کی لاش مانگی۔ (۴۴) اور پلاطس نے متعجب ہوکر شبہ کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا اور صوبہ دار کو بلا کے اس سے پوچھا۔ کیا دیر ہوئی کہ وہ مر گیا۔ (۴۵) اور جب صوبہ دار سے ایسا معلوم کیا تھا تو لاش یوسف کو دلادی۔ (۴۶) اور اس نے موہین سوتی کپڑا مول لیا تھا اور اسے اتار کے اس کپڑے سے کفنایا اور ایک قبر میں جو چٹان کے بیچ کھودی گئی تھی۔ اسے رکھا اور اس قبر کے دروازے پر ایک پتھر ڈھلکا دیا۔

دفعہ۳۴: عورتیں قبر کو دیکھ رہی تھیں۔ دیکھو (انجیل مرقس باب۱۵ آیت۴۷) اور مریم مگدلینی اور یوسیس کی ماں مریم اس جگہ کو جہاں وہ رکھا گیا تھا دیکھ رہی تھیں۔

فرشتوں نے لاش کو قبر میں سے گم کر دیا

دفعہ۳۵: اتوار کی صبح کو ایک بھونچال آیا۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت۱) سبت کے بعد جب ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹنے لگی۔ مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔ (۲) اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا تھا۔ کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اتر کے آیا اور اس پتھر کو قبر سے ڈھلکا کے اس پر بیٹھ گیا۔ (۳) اس کا چہرہ بجلی کا سا اور اس کی پوشاک سفید برف کی سی تھی۔ (۴) اور اس کے ڈر سے نگہبان کانپ اٹھے اور مردے سے ہوگئے۔

دفعہ۳۶: فرشتہ نے قبر میں سے لاش کو گم کر دیا۔ کیونکہ فرشتہ میں ایسی طاقت تھی۔ جیسا کہ اس نے جدعون کے ہدیہ کو غائب کر دیا تھا۔ دیکھو (انجیل قاضیون باب۶ آیت۱۶) تب خداوند نے اسے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ ہوں گا اور تو مدیانیون کو ایک ہی آدمی کی طرح مارے گا۔ (۱۷) تب اس نے اسے کہا کہ اگر اب میں نے تیری نگاہ میں منظوری پائی تو مجھے کوئی نشان دکھا کہ جس سے میں جانوں کہ مجھ سے تو ہی بولتا ہے۔ (۱۸) اور میں تیری منت کرتا ہوں۔ جب تک کہ میں تجھ پاس پھر آؤں اور اپنا ہدیہ نکال لاؤں اور تیرے آگے

گزرانوں تب تک تو یہاں سے قدم نہ اٹھائیو۔ سو اس نے کہا کہ جب تک تو پھر آئے گا۔ تب تک میں ٹھہرا رہوں گا۔ (۱۹) تب جدعون گیا اور اس نے بکری کا ایک بچہ اور ۱۱رسیر آٹے کی فطیری روٹیاں تیار کیں اور گوشت کو اس نے ٹوکری میں رکھا اور شوربا ایک کٹورے میں ڈال کے اس کے لئے بلوط کے درخت تلے لا کے گزرانا۔ (۲۰) تب خدا کے فرشتے نے اسے کہا کہ اس گوشت اور فطیری روٹیوں کو لے جا کے اس چٹان پر رکھ اور اس پر شوربا ڈال۔ سو اس نے ایسا ہی کیا۔ (۲۱) تب خداوند کے فرشتے نے اس عصا کی نوک سے جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ گوشت اور فطیری روٹیوں کو چھوڑا اور اس پتھر سے آگ نکلی اور گوشت اور فطیری روٹیاں کھا گئی۔ تب خداوند کا فرشتہ اس کی نظر سے غائب ہوگیا۔

عورتوں نے لاش کو قبر میں نہ پایا

دفعہ ۳۷: عورتوں نے پتھر کو قبر سے ڈھلکایا ہوا پایا۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱) جب سبت کا دن گزر گیا مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومے نے خوشبودار چیزیں مول لیں تا کہ ان کو اس پر ملیں (۲) اور ہفتے کے پہلے دن بہت سویرے سورج نکلتے ہوئے قبر پر آئیں۔ (۳) اور آپس میں کہنے لگیں کہ ہمارے لئے پتھر کو قبر کے دروازے پر سے کون ڈھلکائے گا۔ (۴) جب انہوں نے نگاہ کی تو اس پتھر کو ڈھلکایا ہوا دیکھا کیونکہ وہ بہت بھاری تھا۔

دفعہ ۳۸: عورتوں نے لاش کو قبر میں نہ پایا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۱) اور وہ اتوار کے دن بڑے تڑکے ان خوشبوؤں کو جو تیار کی تھیں لے کے قبر پر آئیں اور ان کے ساتھ کوئی اور بھی تھیں (۲) اور انہوں نے پتھر کو قبر پر سے ڈھلکایا ہوا پایا۔ (۳) اور اندر جا کے خداوند یسوع کی لاش نہ پائی۔

دفعہ ۳۹: مریم نے جا کر پطرس کو خبر دی کہ لاش کو قبر میں سے نکال لے گئے۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱) ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی تڑکے ایسا کہ ہنوز اندھیرا تھا۔ قبر پر آئی اور پتھر کو قبر پر سے ٹالا ہوا دیکھا۔ (۲) تب وہ شمعون پطرس اور اس دوسرے شاگرد پاس جسے یسوع پیار کرتا تھا، دوڑی آئی اور انہیں کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے اور ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اسے کہاں رکھا۔ (۳) پھر پطرس اور وہ دوسرا شاگرد نکلے اور قبر کی

طرف گئے۔(۴) چنانچہ وہ دونوں اکھٹے دوڑے پر دوسرا شاگرد پطرس سے بڑھ گیا اور قبر پر پہلے پہنچا۔(۵) اس نے جھک کے سوتی کپڑے پڑے دیکھے پر وہ اندر نہ گیا۔(۶) تب شمعون پطرس اس کے پیچھے پہنچا اور قبر کے اندر گیا اور سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے۔ (۱۷) اور وہ رومال جس سے اس کا سر بندھا تھا۔ ان سوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں پر جدا لپٹا ہوا ایک جگہ پڑا دیکھا۔(۸) تب دوسرا شاگرد بھی جو قبر پر پہلے آیا تھا اندر گیا اور دیکھ کے یقین کیا۔(۹) کیونکہ وہ ہنوز اس نوشتہ کو نہ جانتے تھے کہ مردوں میں سے اس کا جی اٹھنا ضرور ہے۔(۱۰) تب وہ شاگرد اپنے اپنے گھر میں پھر گئے۔

فرشتے نے کہا کہ حضرت مسیح مرا نہیں بلکہ زندہ ہے

دفعہ۴۰: فرشتے نے مریم کو پوچھا کہ وہ کیوں روتی ہے۔ دیکھو(انجیل یوحنا باب۳۰ آیت۱۱) لیکن مریم باہر قبر پر روتی کھڑی رہی اور روتے ہوئے جب کہ قبر میں جھک کے نظر کی (۱۲) تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک میں ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پائنانے جہاں یسوع کی لاش رکھی تھی بیٹھے دیکھا۔(۱۳) جنہوں نے اسے کہا اے عورت! تو کیوں روتی ہے؟ اس نے انہیں کہا اس لئے کہ وہ میرے خداوند کو لے گئے اور میں نہیں جانتی کہ انہوں نے اسے کہاں رکھا۔

دفعہ۴۱: عورتیں فرشتہ کو دیکھ کر ڈر گئیں۔ دیکھو(انجیل مرقس باب۱۶ آیت۵) اور قبر میں جا کر انہوں نے ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھا اور گھبرا گئیں۔

دفعہ۴۲: فرشتے نے عورتوں کو کہا کہ خوف نہ کھاؤ۔ دیکھو(انجیل مرقس باب۱۶ آیت ۶) اور اس نے انہیں کہا مت گھبراؤ۔ تم یسوع ناصری کو جو صلیب پر کھینچا گیا ڈھونڈھتیاں ہو اور وہ جی اٹھا ہے۔ وہ یہاں نہیں۔ دیکھو یہ جگہ جس میں انہوں نے اسے رکھا تھا۔

دفعہ۴۳: فرشتوں نے ان کو کہا مسیح جو زندہ ہے۔ مردوں میں تلاش نہ کرو۔ دیکھو (انجیل لوقا باب۲۴ آیت۴) اور ایسا ہوا کہ جب وہ اس بات سے حیران تھیں۔ دیکھو دو شخص چمچماتی پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے۔(۵) جب وہ ڈرتی اور اپنے سر زمین پر جھکاتی تھیں۔ انہوں نے ان سے کہا تم کیوں زندہ کو مردوں میں ڈھونڈھتیاں ہو(۶) وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جی اٹھا ہے۔ یاد کرو کہ ہنوز جب جلیل میں تھا تم سے کیا کہا تھا کہ

(۷) ضرور ہے کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جاوے اور صلیب دیا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ (۸) تب اس کی باتیں انہیں یاد آئیں۔

دفعہ۴۴: فرشتے نے عورتوں کو کہا کہ یسوع جی اٹھا ہے۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت ۵) پر فرشتے نے مخاطب ہوکر ان عورتوں سے کہا تم مت ڈرو میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو جو صلیب پر کھینچا گیا ڈھونڈتی ہو۔ (۶) وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ جیسا اس نے کہا تھا وہ اٹھا ہے آؤ یہ جگہ جہاں خداوند پڑا تھا دیکھو۔

دفعہ۴۵: فرشتہ نے عورتوں سے کہا جا کر اس کے شاگردوں کو خبر دو۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت ۷) اور جلد جاکے اس کے شاگردوں سے کہو کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور دیکھو وہ تمہارے آگے جلیل کو جاتا ہے وہاں تم اسے دیکھو گے۔ دیکھو میں نے تمہیں جتا دیا ہے۔

دفعہ۴۶: اور یہ کہ شاگرد اس کو جلیل میں دیکھیں گے۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۷) اب تم جاؤ اور اس کے شاگردوں کو اور پطرس کو کہو کہ وہ تم سے آگے جلیل کو جاتا ہے اور جیسا اس نے تمہیں کہا تھا تم اسے وہاں دیکھو گے۔

دفعہ۴۷: عورتیں قبر پر سے ڈر کر بھاگیں۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۸) اور وہ جلد نکل کر کے قبر سے بھاگیں اور لرزش اور ہیبت نے انہیں لیا اور وہ کسی سے کچھ نہ بولیں کیونکہ ڈرتی تھیں۔

دفعہ۴۸: عورتیں شاگرد کو خبر دینے گئیں۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت ۸) وہ جلد قبر پر سے بڑے خوف اور بڑی خوشی کے ساتھ روانہ ہوکر اس کے شاگردوں کو خبر دینے دوڑیں۔

حضرت مسیح نے اپنے تئیں دکھانا شروع کیا

دفعہ۴۹: اتوار کی صبح کو حضرت مسیح نے اپنے تئیں مریم کو دکھایا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۴) جب وہ یوں کہہ چکی تو پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یسوع ہے۔ (۱۵) یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت! تو کیوں روتی ہے؟ کس کو ڈھونڈتی ہے؟ اس نے اسے باغبان جان کے کہا کہ اے صاحب! اگر اس کو یہاں سے اٹھایا تو مجھ سے کہہ کہ اسے کہاں رکھا ہے کہ میں اسے لے جاؤں گی۔

دفعہ ۵۰: حضرت مسیح کو سب سے پہلے مریم مگدلینی نے دیکھا تھا۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۹) ہفتے کو پہلے روز وہ سویرے اٹھ کر پہلے مریم مگدلینی کو جس میں سے اس نے سات دیو نکالے تھے دکھائی دیا۔

دفعہ ۵۱: اور حضرت مسیح نے مریم کو کہا کہ شاگردوں کو خبر کر دے۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۶) یسوع نے اسے کہا اے مریم! وہ متوجہ ہوئی اور اسے کہا ربونی یعنی اے استاد (۱۷) یسوع نے کہا مجھ کو مت چھو کیونکہ میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا۔ پر میرے بھائیوں پاس جا اور انہیں کہہ کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں۔

دفعہ ۵۲: دوسری عورتوں نے بھی حضرت مسیح کو دیکھا اور تعظیم کی۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت ۹) جب وہ اس کے شاگردوں کو خبر دینے جاتی تھیں۔ دیکھو یسوع انہیں ملا اور کہا سلام۔ انہوں نے پاس آ کر اس کے قدم پکڑ لئے اور اسے سجدہ کیا۔

دفعہ ۵۳: حضرت مسیح نے ان کو کہا کہ شاگردوں کو جا کر خبر کر دو۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت ۱۰) تب یسوع نے انہیں کہا مت ڈرو پر جا کے میرے بھائیوں سے کہو کہ جلیل کو جائیں۔ وہاں مجھے دیکھیں گے۔

دفعہ ۵۴: مریم مگدلینی اور دوسری عورتوں نے شاگردوں کو خبر دی۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۹) اور قبر پر سے پھر کے ان گیارہوں اور سب باقی لوگوں کو ان سب باتوں کی خبر دی۔ (۱۰) اور مریم مگدلینی اور یوحنا اور مریم یعقوب کی ماں اور دوسری عورتیں جو ساتھ تھیں۔ انہوں نے رسولوں سے یہ باتیں کہیں۔

دفعہ ۵۵: مریم نے آ کر شاگردوں کو خبر دی۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۸) مریم مگدلینی آئی اور شاگردوں سے کہا کہ میں نے خداوند کو دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ باتیں کہیں۔

دفعہ ۵۶: انہوں نے مریم کی باتوں کا یقین نہ کیا۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۰) اس نے جا کے اس کے ساتھیوں کو جو اس کے لئے غمگین اور روتے تھے خبر دی۔ (۱۱) وہ یہ سن کے کہ وہ جیتا ہے اور اسے دکھائی دیا، یقین نہ لائے۔

دفعہ ۵۷: انہوں نے عورتوں کی باتوں کو سچ نہ جانا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۱۱) پر ان کی باتیں انہیں کہانی سی سمجھ پڑیں اور ان کا اعتبار نہ کیا۔

دفعہ ۵۸: پطرس قبر کی طرف گیا اور وہاں پر صرف کفن پڑا ہوا پایا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۱۲) تب پطرس اٹھ کے قبر کی طرف دوڑا اور جھک کر دیکھا کہ صرف کفن پڑا ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔

دفعہ ۵۹: حضرت مسیح نے اپنے تئیں دو آدمیوں کو دکھایا جب وہ گاؤں کو جاتے تھے۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۱۳) اور دیکھو اسی دن ان میں سے دو آدمی اس بستی کی طرف جس کا نام اناؤس اور یروشلم سے پونے چار کوس کے فاصلہ پر ہے۔ جاتے تھے (۱۴) اور ان سب باتوں کی بابت جو واقع ہوئی تھیں۔ آپس میں بات چیت کرتے تھے (۱۵) اور ایسا ہوا کہ جب وہ بات چیت اور پوچھ پاچھ کر رہے تھے۔ یسوع آپ نزدیک آ گے ان کے ساتھ چلا۔ (۱۶) لیکن ان کی آنکھیں بند ہوگئی تھیں کہ اس کو نہ پہچانا۔ (۱۷) اس نے ان سے کہا یہ کیا باتیں ہیں جو تم راہ میں آپس میں کرتے جاتے ہو اور اداس ہوتے ہو۔ (۱۸) تب ایک نے جس کا نام قلیوپس تھا۔ جواب میں اسے کہا کہ کیا اکیلا تو ہی یروشلم میں پردیسی ہے کہ جو کچھ ان دنوں اس میں ہوا ہے نہیں جانتا۔ (۱۹) اس نے ان سے کہا کیا؟ انہوں نے اس سے کہا یسوع ناصری کے ماجرے جو نبی تھا اور خدا اور ساری قوم کے سامنے کام اور کلام میں قدرت والا (۲۰) اور کیونکر سردار کاہن اور ہمارے سرداروں نے اس کو قتل کے حکم کے لئے حوالہ کیا اور صلیب دی۔ (۲۱) پر ہم امید رکھتے تھے کہ بنی اسرائیل کو مخلصی دینے کو تھا اور ان سب کے سوا آج تیسرا روز ہے کہ یہ واقعات ہوئے (۲۲) اور ہم میں سے کئی عورتوں نے بھی ہم کو گھبرا رکھا ہے کہ تڑکے اس کی قبر پر گئیں (۲۳) اور اس کی لاش کو نہ پا کر آئیں اور بولیں کہ ہم نے فرشتوں کی رویت دیکھی۔ جنہوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے (۲۴) اور بعضوں نے ہمارے ساتھیوں میں سے قبر پر جا کے جیسا کہ ان عورتوں نے کہا پایا۔ پر اس کو نہ دیکھا۔ (۲۵) تب اس نے ان سے کہا کہ اے نادانوں اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست مزاجو! (۲۶) کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح یہ دکھ اٹھائے اور اپنے جلال میں داخل ہو (۲۷) اور موسیٰ اور سب نبیوں سے شروع کر کے وہ باتیں جو سب کتابوں میں اس

کے حق میں ہیں۔ ان کے لئے تفسیر کیں (۲۸) اور وہ اس بستی کے جہاں جاتے تھے۔ نزدیک پہنچے اور ایسا معلوم پڑا کہ وہ آگے بڑھا چاہتا ہے۔ (۲۹) تب انہوں نے اسے یہ کہہ کے روکا کہ ہمارے ساتھ رہ۔ کیونکہ شام ہوا چاہتی ہے اور دن ڈھلا۔ تب وہ بھیتر جاکے ان کے ساتھ رہا (۳۰) اور ایسا ہوا کہ جب وہ ان کے ساتھ کھانے بیٹھا تھا۔ روٹی لے کر اسے متبرک کیا اور توڑ کے ان کو دی۔

دفعہ۶۰: حضرت مسیح ان کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۳۱) تب ان کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کو پہچانا اور وہ ان کے پاس سے غائب ہوگیا۔

دفعہ۶۱: ان دو آدمیوں نے شاگردوں کو خبر دی۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۳۲) تب انہوں نے آپس میں کہا جب راہ میں ہم سے باتیں کرتا اور ہمارے لئے کتابوں کے بھید کھولتا تھا تو کیا ہم لوگوں کے دل میں جوش نہ ہوا؟ (۳۳) اور اسی گھڑی اٹھ کر وہ یروشلم کو پھرے اور گیارہوں اور ان کے ساتھیوں کو اکھٹے پایا۔ (۳۴) جو کہتے تھے کہ خداوند سچ مچ اٹھا اور شمعون کو دکھائی دیا ہے۔ (۳۵) تب انہوں نے راہ کا حال بیان کیا اور یہ کہ کیونکر انہوں نے اس کے روٹی توڑنے میں اسے پہچانا۔

دفعہ۶۲: شاگردوں نے ان دو آدمیوں کی باتوں کو باور نہ کیا۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۲) اس کے بعد وہ دوسری صورت میں ان میں سے دو کو جس وقت کہ وہ پیدل چلتے تھے اور دیہات کی طرف جاتے تھے دکھائی دیا۔ (۱۷) انہوں نے بھی جاکے باقی لوگوں کو خبر دی۔ مگر ان پر بھی وہ یقین نہ لائے

دفعہ۶۳: حضرت مسیح اپنے گیارہ شاگردوں کو دکھائی دیا۔ دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴) آخر وہ ان گیارہوں کو جب وہ کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور ان کے بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی۔ کیونکہ وہ ان کی باتوں پر جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا یقین نہ لائے تھے۔

دفعہ۶۴: شام کے وقت جب کہ دروازے بند تھے۔ حضرت مسیح شاگردوں کو دکھائی دیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۹) پھر اسی دن جو ہفتہ کا پہلا دن تھا۔ شام کے وقت جب اس جگہ کے دروازے جہاں سب شاگرد جمع ہوئے تھے۔ یہودیوں کے ڈر سے بند

تھے۔ یسوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہوا اور انہیں کہا تم پر سلام۔

دفعہ ۶۵: حضرت مسیح نے شاگردوں کو کہا سلام۔ دیکھو (انجیل لوقا باب۲۴ آیت ۳۶) اور وہ یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہیں سلام۔

دفعہ ۶۶: حضرت مسیح نے کہا کہ وہ صرف روح نہیں بلکہ جسم کے ساتھ دکھائی دے رہا ہے۔ دیکھو (انجیل لوقا باب۲۴ آیت ۳۷) پر انہوں نے گھبرا کے اور ڈر کے خیال کیا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ (۳۸) مگر اس نے ان سے کہا کہ تم کیوں گھبراہٹ میں ہو اور کاہے کو تمہارے دلوں میں اندیشے پیدا ہوتے؟ (۳۹) میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں اور مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں۔ جیسا مجھ میں دیکھتے ہو (۴۰) اور یہ کہہ کے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔

دفعہ ۶۷: شاگرد حضرت مسیح کو دیکھ کو خوش ہوئے۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب۲۰ آیت ۲۰) اور یوں کہہ کے اپنے ہاتھوں اور پسلی کو انہیں دکھایا تب شاگرد خداوند کو دیکھ کر خوش ہوئے۔

دفعہ ۶۸: حضرت مسیح نے شاگردوں پر پھونکا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۲۱) اور یسوع نے پھر انہیں کہا تم پر سلام۔ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں بھی اسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں۔ (۲۲) اس نے یہ کہہ کے ان پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لیو (۲۳) جن کے گناہوں کو تم بخشو۔ ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جنہیں تم نہ بخشو گے نہ بخشے جائیں گے۔

دفعہ ۶۹: حضرت مسیح نے بھنی ہوئی مچھلی اور شہد کو کھایا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۴۱) اور جب وہ مارے خوشی کے اعتبار نہ کرتے اور متعجب تھے اس نے ان سے کہا کہ کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ (۴۲) تب انہوں نے بھنی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا اور شہد کا ایک چھتا اس کو دیا۔ (۴۳) اس نے لے کے ان کے سامنے کھایا۔

دفعہ ۷۰: آٹھ دن کے بعد حضرت مسیح دوبارہ اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب۲۰ آیت ۲۴) اور تھوما ان بارہوں میں سے ایک جس کا لقب دومس تھا۔ یسوع کے آتے وقت ان کے ساتھ نہ تھا۔ (۲۵) تب اور شاگردوں نے اسے کہا کہ ہم نے خداوند کو دیکھا ہے۔ پر اس نے انہیں کہا جب تک کہ میں اس کے ہاتھوں میں کیلوں کے نشان نہ

دیکھوں اور کیلوں کے نشانوں میں اپنی انگلی نہ ڈالوں اور اپنے ہاتھ کو اس کے پہلو میں بھی نہ ڈالوں۔ کبھی یقین نہ کروں گا۔ (۲۶) آٹھ روز کے بعد جب اس کے شاگرد پھر اندر تھے اور تھوما ان کے ساتھ تھا تو دروازہ بند ہوتے ہوئے یسوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہو کے بولا تم پر سلام۔ (۲۷) پھر اس نے تھوما کو کہا کہ اپنی انگلی پاس لا اور میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لا اور اسے میرے پہلو میں ڈال اور بے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا۔ (۲۸) تھوما نے جواب میں اسے کہا اے میرے خداوند اور اے میرے خداوند (۲۹) یسوع نے اسے کہا اے تھوما! اس لئے کہ تو نے مجھے دیکھا تو ایمان لایا ہے۔ مبارک وہ ہیں جنہوں نے نہیں دیکھا تو بھی ایمان لائے۔

<u>دفعہ ا۷</u>: حضرت مسیح دریا طبریاس کے کنارے اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۱ آیت ۱) اور بعد اس کے یسوع نے پھر اپنے تئیں دریائے طبریاس کے کنارے پر شاگردوں کو دکھایا اور اس طرح ظاہر ہوا کہ (۲) شمعون پطرس اور تھوما جو دومس کہلاتا ہے اور نتھی ایل جو قافائے جلیل کا ہے اور زبدی کے بیٹے اور اس کے شاگردوں میں سے اور دو اکھٹے تھے۔ (۳) شمعون پطرس نے انہیں کہا کہ میں مچھلی کے شکار کو جاتا ہوں۔ انہوں نے اس سے کہا ہم بھی تیرے ساتھ چلیں گے اور نکل آئے۔ فی الفور کشتی پر چڑھے پر اس رات کو کچھ نہ پکڑا (۴) اور جب صبح ہوئی تو یسوع کنارے پر کھڑا تھا لیکن شاگردوں نے نہ جانا کہ وہ یسوع ہے۔ (۵) تب یسوع نے کہا اے لڑکو! کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (۶) اس نے ان سے کہا کشتی کی داہنی طرف جال ڈالو تم پاؤ گے۔ پس انہوں نے ڈالا تب مچھلیوں کی بہتات سے اسے کھینچ نہ سکے۔ (۷) اس لئے اس شاگرد نے جسے یسوع پیار کرتا تھا پطرس سے کہا کہ یہ خداوند ہے۔ سو شمعون پطرس نے سن کے کہ وہ خداوند ہے۔ کرتا کمر سے باندھا کیونکہ وہ ننگا تھا اور اپنے تئیں دریا میں ڈال دیا (۸) اور باقی شاگرد مچھلیوں کا جال کھینچتے ہوئے کشتی پر آئے۔ کیونکہ وہ کنارے سے دور نہ تھے۔ مگر دو سو ہاتھ کے اٹکل۔ (۹) جو کنارے پر آئے وہاں انہوں نے کوئلوں کی آگ اور اس پر مچھلی رکھی ہوئی اور روٹی دیکھی۔ (۱۰) یسوع نے انہیں کہا ان مچھلیوں میں سے جو تم نے پکڑیں لاؤ۔ (۱۱) شمعون پطرس نے چڑھ کے جال کو ایک سو ترپن بڑی مچھلیوں سے بھرے

ہوئے کھینچا اور اگرچہ مچھلیاں اس بہتات سے تھیں پر جال نہ پھٹا۔ (۱۲) یسوع نے انہیں کہا آؤ کھانا کھاؤ اور شاگردوں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس سے پوچھے کہ تو کون ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ خداوند ہے۔ (۱۳) تب یسوع نے آکے روٹی لی اور انہیں دی اور اسی طرح سے مچھلی دی۔

دفعہ۲ ۷: یہ تیسرا مرتبہ تھا جب حضرت مسیح دکھائی دیا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۱ آیت۱۴) یہ تیسرا مرتبہ تھا کہ یسوع نے مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد اپنے تیئں شاگردوں کو دکھایا۔

دفعہ۳ ۷: حضرت مسیح نے پطرس کو خبر دی کہ وہ عمر دراز ہوگا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب ۲۱ آیت ۱۵) اور وہ جب کھانا کھا چکے تو یسوع نے شمعون پطرس کو کہا کہ اے شمعون یونس کے بیٹے کیا تو مجھے ان سے زیادہ پیار کرتا ہے؟ اس نے اسے کہا ہاں اے خداوند تو خود جانتا ہے کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں۔ اس نے اسے کہا کہ میری بھیڑیں چرا۔ (۱۶) اس نے دوبارہ اسے پھر کہا کہ اے شمعون یونس کے بیٹے آیا تو مجھے پیا کرتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اے خداوند تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو پیار کرتا ہوں۔ اس نے اسے کہا کہ میری بھیڑیں چرا۔ (۱۷) اس نے اسے تیسری مرتبہ کہا کہ اے شمعون یونس کے بیٹے آیا تو مجھے پیار کرتا ہے۔ تب پطرس اس لئے کہ اس نے تیسری بار اس سے کہا کہ آیا تو مجھے پیار کرتا ہے دلگیر ہوا اور اسے کہا۔ اے خداوند! تو تو سب کچھ جانتا ہے بلکہ تجھے معلوم ہے کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں۔ یسوع نے اسے کہا تو میری بھیڑیں چرا۔ (۱۸) میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کے تو جوان تھا تو آپ اپنی کمر باندھتا تھا اور جہاں کہیں چاہتا تھا جاتا تھا۔ پر جب تو بوڑھا ہوگا تو اپنے ہاتھوں کو پھیلائے گا اور دوسرا تیری کمر باندھے گا اور وہاں جہاں تو نہ چاہے تجھے لے جائے گا۔ (۱۹) اس نے ان باتوں سے بتا دیا کہ وہ کون سی موت سے خدا کا جلول ظاہر کرے گا اور یہ کہہ کے اسے پھر کہا کہ میرے پیچھے ہولے۔

دفعہ۴ ۷: حضرت مسیح نے کہا کہ جہان کے آخر میں میں آؤں گا۔ دیکھو (انجیل یوحنا باب۲۱ آیت۲۰) تب پطرس نے پھر کے اس شاگرد کو جسے یسوع پیار کرتا تھا اور جس نے رات کو اس کے سینے پر جھک کے پوچھا کہ اے خداوند وہ تجھے جو پکڑواتا ہے کون ہے، پیچھے آتے

دیکھا۔ (۲۱) اور پطرس نے اسے دیکھ کے یسوع کو کہا اے خداوند اس شخص کا کیا ہوگا۔ (۲۲) یسوع نے اسے کہا اگر میں چاہوں کہ جب تک میں آؤں وہ یہیں ٹھہرے تو تجھ کو کیا؟ تو میرے پیچھے ہولے۔ (۲۳) تب بھائیوں میں یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ شاگرد نہ مرے گا۔ لیکن یسوع نے اسے نہیں کہا کہ وہ نہ مرے گا۔ مگر یہ کہا کہ اگر میں چاہوں کہ میرے آنے تک ٹھہرے تو تجھ کو کیا۔

دفعہ۷۵: صلیب کے دن کے چالیس روز کے بعد تک حضرت مسیح دکھائی دیتا اور غائب ہوتا رہا۔ دیکھو (انجیل اعمال باب ۱ آیت ۱) اے تھیوفلس! وہ پہلی کیفیت میں نے تصنیف کی ان سب باتوں کی جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا۔ (۲) اس دن تک کہ وہ اپنے رسولوں کو جنہیں اس نے چنا تھا روح القدس سے حکم دے کر اوپر اٹھایا گیا۔ (۳) ان پر اس نے اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔

دفعہ۷۶: شاگرد جلیل کو گئے۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۸ آیت ۱۶) پھر وہ گیارہ شاگرد جلیل کے اس پہاڑ کو گئے جہاں یسوع نے انہیں فرمایا تھا گئے۔ (۱۷) اور اسے دیکھ کر انہوں نے اس کو سجدہ کیا پر بعض نے شک کیا۔ (۱۸) اور یسوع نے پاس آ کر ان سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دے دیا گیا۔ (۱۹) اس لئے تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو (۲۰) اور انہیں سکھاؤ کہ ان سب باتوں پر جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے عمل کریں اور دیکھو کہ زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔

دفعہ۷۷: حضرت مسیح نے شاگردوں کو کہا کہ اس کے نام کی منادی تمام قوموں میں کی جاوے۔ دیکھو (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۴۴) اور ان سے کہا کہ یہ وہی باتیں ہیں۔ جنہیں میں نے جب کہ تمہارے ساتھ تھا تم سے کہا کہ ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے نوشتوں اور زبوروں میری بابت لکھا ہے پورا ہو (۴۵) تب ان کے ذہنوں کو کھولا کہ کتابوں کو سمجھیں (۴۶) اور ان سے کہا کہ یوں لکھا ہے اور یوں ہی ضرور تھا کہ مسیح دکھ اٹھائے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے (۴۷) اور یروشلم سے لے کے ساری

قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے (۴۸) اور تم ان باتوں کے گواہ ہو (۴۹) اور دیکھو میں اپنے باپ کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں۔ لیکن تم جب تک عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو یروشلم شہر میں ٹھہرو۔ (۵۰) تب وہ انہیں وہاں سے باہر بیت عینا تک لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کے انہیں برکت دی۔

دفعہ۷۸: حضرت مسیح نے شاگردوں کو کہا کہ تمام زمین تک اس کے نام کا ذکر پہنچے گا۔ دیکھو (انجیل اعمال باب ۱ آیت ۴) اور ان کے ساتھ ایک جاء ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدہ کی جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو راہ دیکھو (۵) کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا پر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ (۶) تب انہوں نے جو اکھٹے تھے اس سے پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت بنی اسرائیل کی باشاہت کو پھر بحال کیا چاہتا ہے۔ (۷) پر اس نے انہیں کہا تمہارا کام نہیں کہ ان وقتوں اور موسموں کو جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے جانو۔ (۸) لیکن جب روح القدس تم پر آئے گی تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور سارے یہودیہ وسامریہ میں بلکہ زمین کی حد تک میرے گواہ ہو گے۔

دفعہ۷۹: حضرت مسیح نے کہا کہ جو لوگ اس پر ایمان لاویں گے۔ ان کے ساتھ طرح طرح کی علامتیں ہوں گی۔ (دیکھو انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۵) اور اس نے انہیں کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو (۱۶) جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائے گا اور جو ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم کیا جائے گا (۱۷) اور وہ جو ایمان لائیں گے ان کے ساتھ یہ علامتیں ہوں گی کہ وہ میرے نام سے دیوؤں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے۔ (۱۸) سانپوں کو اٹھالیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جائیں گے۔

دفعہ۸۰: شاگرد دیکھتے تھے جب حضرت مسیح آسمان پر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے چھپالیا۔ دیکھو (انجیل اعمال باب ۱ آیت ۵) اور وہ یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا۔

دفعہ۸۱: حضرت مسیح باتیں کررہا تھا جب کہ اوپر اٹھایا گیا۔ (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹) غرض خداوند انہیں ایسا فرمانے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا۔

دفعہ۸۲: حضرت مسیح شاگردوں کو برکت دے رہا تھا جب آسمان پر اٹھایا گیا۔ دیکھو (انجیل لوقا باب۲۴ آیت ۵۱) اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا (۵۲) اور انہوں نے اس کو سجدہ کیا اور بڑی خوشی سے یروشلم کو پھرے (۵۳) اور ہمیشہ ہیکل میں خدا کی تعریف اور شکر کرتے رہے۔

دفعہ۸۳: فرشتوں نے کہا وہی مسیح آسمان پر سے لوگوں کے دیکھتے ہوئے پھر آئے گا۔ دیکھو (انجیل اعمال باب ا آیت ۱۰) اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے۔ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے (۲) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے کو دیکھا پھر آئے گا۔

دفعہ۸۴: زیتون کے پہاڑ سے حضرت مسیح آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ دیکھو (انجیل اعمال باب ا آیت ۱۲) تب وہ اس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا ہے یروشلم کے نزدیک بلکہ فقط ایک سبت کی منزل دور ہے۔ یروشلم کو پھرے۔

دفعہ۸۵: مندرجہ بالا صحیح قصہ حضرت یسوع مسیح کے صلیب دیا جانے کا ہے جیسا کہ انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز حضرت مسیح غائب ہوگیا تھا اور اس کی بجائے شمعون قرینی صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اسی دن کی شام کو اس کی لاش قبر میں رکھی گئی تھی۔ ہفتہ کے روز کوئی واقعہ نہ ہوا۔ اتوار کے روز ایک بھونچال آیا اور خداتعالیٰ کے فرشتہ نے پتھر کو قبر پر سے ڈھلکا دیا اور شمعون کی لاش کو غائب کردیا جس لئے وہ دوبارہ دکھائی نہ دی۔

دفعہ۸۶: اتوار کی صبح سے حضرت مسیح نے دکھائی دینا شروع کیا اور چالیس دنوں تک مندرجہ ذیل موقعہ پر دکھائی دیا۔

۱...... سب سے پہلے مریم مگدلینی نے دیکھا۔ (دفعہ۴۹ تا۵۱)

۲...... عورتوں نے اس کو دیکھا جب وہ قبر پر سے واپس آرہی تھیں۔ (دفعہ۵۲ تا۵۸)

۳...... دو آدمیوں نے جب وہ گاؤں کو جاتے تھے اس کو دیکھا۔ (دفعہ۵۹ تا۶۲)

۴...... شام کے وقت شاگردوں کو دکھائی دیا۔ جب کہ مکان کے دروازے بند تھے۔ (دفعہ۶۳ تا۶۹)

۵...... آٹھ دن کے بعد حضرت مسیح دوبارہ شاگردوں کو دکھائی دیا۔ (دفعہ۷۰)
۶...... حضرت مسیح شاگردوں کو دریائے طبریاس کے کنارے دکھائی دیا۔ (دفعہ۷۱تا۷۴)
۷...... حضرت مسیح شاگردوں کو جلیل میں زیتون کے پہاڑ پر دکھائی دیا۔ (دفعہ۷۵تا۸۴)

پہلے چھ موقعوں پر حضرت مسیح شاگردوں کی نظروں سے غائب ہو جایا کرتا تھا۔ مگر ساتویں موقعہ پر غائب نہ ہوا بلکہ آسمان کی طرف اٹھایا اور ایک بدلی نے اس کو شاگردوں کی نظروں سے چھپا لیا۔

دفعہ۸۷: اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت سے جب کہ حضرت مسیح نے صلیب دیا جانا تھا وہ دوسرے آدمیوں کے مانند نہ تھا جو کہ ہر وقت دکھائی دیتے ہیں۔ بلکہ اس کا جسم روح کی مانند ایک جلالی صورت ہو گیا تھا اور دکھائی دے کر غائب ہو جایا کرتا تھا اور اس طرح دکھائی دینے اور غائب ہو جانے سے ظاہر ہے کہ واقعی حضرت مسیح قتل گاہ کے پاس پہنچ کر غائب ہو گیا تھا اور صلیب پر چڑھایا نہیں گیا تھا اور جو قصہ اس کی صلیب کے متعلق انجیلوں میں درج ہے وہ شمعون قرینی کے صلیب دیا جانے کا ہے۔

شروع میں عیسائیوں کا یہی اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوا تھا

دفعہ۸۸: دیکھو قرآن مجید انگریزی ترجمہ پادری سیل صاحب (ص۳۸ سورہ۳ نوٹ یو) مذہب عیسائی کی عین ابتداء میں باسیلی دین فرقہ کے عیسائی اس امر کا انکار کرتے تھے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا بلکہ شمعون قرینی اس کی بجائے صلیب دیا گیا۔

بعض کا اعتقاد تھا کہ کوئی اور شخص صلیب دیا گیا تھا

دفعہ۸۹: اور ان سے پہلے بھی سنتھی ین فرقہ کے عیسائی اور ان کے بعد کرپوکریشن فرقہ کے عیسائی بھی جن کا ذکر مزید نہیں کیا جاتا اور جن کا یہ یقین تھا کہ حضرت مسیح محض انسان تھا۔ اسی بات کا یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح خود صلیب نہیں دیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے شاگردوں میں سے کوئی اور شخص جو اس کی مانند تھا صلیب دیا گیا تھا۔

حضرت مسیح پاس کھڑا ہوا اپنے صلیب دہندوں پر ہنستا تھا

دفعہ۹۰: نوٹنس ہمیں بتاتا ہے کہ اس نے ایک کتاب پڑھی جس کا نام رسولوں کے

سفر نامے ہے۔ جس میں پطرس، یوحنا، اندریاس، تھوما اور پولس رسولوں کے اعمال درج تھے اور علاوہ اور چیزوں کے اس میں یہ بھی درج تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا تھا۔ بلکہ کوئی اور شخص اس کی بجائے صلیب دیا گیا تھا اس لئے وہ اپنے صلیب دہندوں پر یا ان پر جو خیال کرتے تھے کہ وہ صلیب دیا گیا تھا ہنستا تھا۔

برنباس اپنی انجیل میں لکھتا ہے کہ حضرت مسیح کا شاگرد یہوداہ صلیب دیا گیا تھا

دفعہ۹۱: دیکھو قرآن مجید انگریزی ترجمہ پادری سیل صاحب (ص۳۸ سورت۳ نوٹ یو)

میں نے دوسرے موقعہ پر برنباس کی ایک مشکوک انجیل کا ذکر کیا ہے جو کہ بعض برائے نام عیسائیوں کی کارگزاری ہے۔ جس کو مسلمان لوگ اپنے حق میں بتاتے ہیں۔ جس میں حضرت مسیح کی تاریخ کے اس حصہ کو اس طرح سے بیان کیا ہوا ہے جو حصہ کہ ترک کر دینے کے قابل ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جس وقت یہودی حضرت مسیح کو پکڑنے کے لئے جارہے تھے۔ اس وقت چار فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل حضرت مسیح کو تیسرے آسمان پر اٹھالے گئے تاکہ وہ دنیا کے آخر تک نہ مرے اور کہ یہوداہ اس کی بجائے صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ خداتعالیٰ نے اس فریبی کو ایسا کر دیا تھا کہ وہ یہودیوں کی نظروں میں اپنے استاد حضرت مسیح کے مانند دکھائی دینے لگا۔ جنہوں نے اس کو پکڑ کر پلاطوس کے حوالہ کیا اور یہ مشابہت اس قدر زیادہ تھی کہ اس نے کنواری مریم اور رسولوں کو بھی دھوکہ دیا اور کہ بعد ازاں حضرت مسیح خداتعالیٰ سے اجازت لے کر ان کی تسلی کے لئے آیا۔

برنباس کی حضرت مسیح سے گفتگو

دفعہ۹۲: اور اس وقت برنباس نے اس سے پوچھا کہ کیوں آپ جیسے نیک استاد نے اپنی ماں اور شاگردوں کو تکلیف دی کہ ایسے پاک رسول کی بابت ایک لحہ کے لئے بھی یقین کریں کہ وہ ایسے شرمناک طریقہ سے مرا۔ حضرت مسیح نے جواب میں کہا۔ اے برنباس! یقین جان کہ ہر ایک گناہ کے لئے خواہ کسی قدر چھوٹا ہو خدائے تعالیٰ سخت عذاب کرتا ہے۔ چونکہ میری ماں اور میرے ایمان دار شاگرد بھی دنیوی محبت کی ملاوٹ سے مجھے پیار کرتے تھے۔ سو عادل خداتعالیٰ نے ان کی دنیوی محبت کے بدلہ میں ان کو صرف اسی قدر غم کی سزا دی ہے تاکہ بعد ازاں ان کو دوزخ کے شعلوں میں سزا نہ ملے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان

دفعہ ۹۳: اور میرے لئے بھی اگرچہ میں بذاتہٖ دنیا میں بے عیب رہا ہوں۔ مگر دوسرے آدمی مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس لئے تاکہ قیامت کے دن شیطان مجھ پر ہنسی نہ کرے۔ خداتعالیٰ نے اس امر پر رضامندی ظاہر کی ہے کہ اس دنیا میں یہوداہ کی موت کے باعث مجھ پر ٹھٹھا کیا جائے اور ہر ایک شخص یقین کرے کہ میں ہی صلیب پر مر گیا تھا اور کہ یہ ٹھٹھا ہوتا رہے گا جب کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لاویں گے اور ان لوگوں کے دھوکہ کو دور کر دیں گے۔ جو لوگ الہامی کتابوں پر یقین کر کے ایسا غلط ایمان رکھتے ہوں گے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔

دفعہ ۹۴: ریوند سیل کا برنباس کی انجیل کو مشکوک انجیل بتانا درست نہیں بلکہ برنباس کی انجیل اکیلی اس قابل ہے کہ اس کو سچ تسلیم کیا جاوے۔ کیونکہ صلیب کے دن کے بعد اس نے حضرت مسیح کو زندہ دیکھا تھا اور حضرت مسیح نے جو بات اس کو کہی تھی وہ اس کا بیان کرتا ہے اور دوسرے رسول متی، مرقس، لوقا اور یوحنا یہ نہیں لکھتے کہ انہوں نے حضرت مسیح کو کبھی دیکھا تھا یا حضرت مسیح نے کبھی ان کو کوئی بات کہی تھی۔

حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھنے کے متعلق قرآن مجید کا فرمان

دفعہ ۹۵: تمام دنیا کے عیسائی یہی اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھا تھا۔ مگر حضرت مسیح کے چھ سو سال بعد جس وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو سچا واقعہ بتانے کے لئے فرمادیا کہ حضرت مسیح کو نہ قتل کیا گیا تھا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ بلکہ لوگوں کو شبہ پڑ گیا ہے۔ ’’وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا (۶) بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (۷) وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہٖ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً (نساء: ۱۵۷تا۱۵۹)‘‘ اور ان کے کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ

اس جگہ شبہ میں پڑتے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر۔ مگر گمان پر چلنا۔ اس کو مارا نہیں بہ یقین۔ (۶) بلکہ اس کو اٹھایا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔ (۷) اور جو فرقہ ہے کتاب والوں میں سے اس پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔

دفعہ۹۶: گزشتہ تیرہ سو سال سے عیسائی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا انکار کر کے انجیلوں سے شہادت طلب کرتے ہیں۔ مگر چونکہ اب متی، مرقس اور لوقا کی انجیلوں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ جس وقت سپاہی حضرت مسیح کو صلیب دینے کے لئے لے جارہے تھے تو انہوں نے شمعون قرینی کو بیگار پکڑا تھا کہ صلیب کی لکڑی کو اٹھا کر قتل گاہ تک لے چلے اور ان میں سے کوئی بھی یہ بیان نہیں کرتا کہ شمعون چھوڑ دیا گیا تھا اور حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور یوحنا رسول بیان کرتا ہے کہ جو شخص قتل گاہ کے موقعہ تک صلیب کو اپنے کندوں پر اٹھا کر پہنچا تھا۔ وہی شخص صلیب دیا گیا تھا۔ اس لئے واقعی شمعون صلیب دیا گیا تھا اور حضرت مسیح کے صلیب دیئے جانے کے متعلق جو قصہ انجیلوں میں درج ہے وہ اصل میں شمعون بیگاری کے صلیب دیئے جانے کا ہے نہ کہ حضرت مسیح کا۔

دفعہ۹۷: حضرت مسیح کی بجائے شمعون بیگاری کے صلیب دیا جانے کی شہادت کا انکشاف دنیا کے مختلف مذہبوں کے عقیدوں پر مندرجہ ذیل طریقوں سے اثر کرتا ہے۔

۱...... یہودیوں عیسائیوں اور مرزائیوں کا یہ اعتقاد بموجب دفعہ ۱، ۲ اور ۳ کہ حضرت مسیح صلیب دیا گیا تھا غلط ہے۔

۲...... دفعہ۹۸: صلیب کے موقعہ کے بعد حضرت مسیح زندہ دکھائی دیا تھا اور اس نے بھنی ہوئی مچھلی اور شہد کا چھتا کھایا تھا۔ اس لئے یہودیوں کا بیان بموجب دفعہ ۱ کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد دکھائی نہیں دیا تھا غلط ہے۔

۳...... دفعہ۹۹: صلیب کے واقعہ کے چالیس روز بعد حضرت مسیح زیتون کے پہاڑ سے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور بموجب دفعہ ۸۰ اس کو بدلی نے چھپالیا تھا۔ اس لئے مرزائیوں کا یہ بیان بموجب دفعہ ۳ کہ حضرت مسیح مرجانے کے بعد سری نگر میں مدفون ہوا تھا غلط ہے۔

۴...... دفعہ۱۰۰: حضرت مسیح نے کہا تھا بموجب دفعہ ۴۷ کہ دنیا کے آخر سے پہلے تشریف

لاوے گا اور بموجب دفعہ ۸۲ جس وقت حضرت مسیح آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو فرشتوں نے کہا تھا کہ جو مسیح اوپر اٹھایا گیا تھا وہی دوبارہ اترتے ہوئے دکھائی دے گا۔ اس لئے مرزائیوں کا عقیدہ بموجب دفعہ ۳ کہ حضرت یسوع مسیح آسمان سے نہیں آئے گا اور اس کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں وہ مرزا غلام احمد کے متعلق ہیں جو کہ اپنی ماں کے گھر قادیان میں پیدا ہوا تھا، غلط ہے۔

۵ ...... دفعہ ۱۰۱: بموجب دفعہ ۱۵ صلیب کے وقوعہ کے بعد حضرت مسیح نے مریم کو کہا تھا کہ تاحال وہ اوپر آسمان پر نہیں گیا۔ اس لئے برنباس کی انجیل کا بیان بموجب دفعہ ۹۱ کہ حضرت مسیح صلیب کے وقوعہ سے پہلے تیسرے آسمان پر اٹھایا گیا تھا، غلط ہے۔

۶ ...... دفعہ ۱۰۲: برنباس کی انجیل کا بیان بموجب دفعہ ۹۱ کہ حضرت مسیح کی بجائے آپ کا شاگرد یہوداہ صلیب دیا گیا تھا جس کو مسلمان مفسروں نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہوا ہے۔ غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح کے متعلق شمعون بیگاری کی صلیب کے وقوعہ سے پہلے ہی یہوداہ نے اپنے آپ کو صلیب دے دی تھی۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۷ آیت ۱) جب صبح ہوئی سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کی بابت صلاح کی کہ اسے کیونکر قتل کریں۔ (۲) پھر اسے باندھ کر باہر لے گئے اور پنطیس پلاطوس کے حوالہ کیا۔ (۳) تب یہوداہ جس نے اس کو پکڑوایا تھا دیکھ کر کہ اس کے قتل کا حکم ہوا پچھتایا اور وہ تیس روپے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس پھیر لایا (۴) اور کہا میں نے گناہ کیا کہ بے گناہ کو قتل کے لئے پکڑوایا۔ وہ بولے ہمیں کیا تو جان۔ (۵) تب وہ روپے ہیکل میں پھینک کر چلا گیا اور جا کے آپ کو پھانسی دی۔

دفعہ ۱۰۳: تمام شکوک کو دور کرنے اور اس امر کا اخیری فیصلہ دینے کے لئے کہ واقعی حضرت مسیح نہ صلیب دیا گیا تھا اور نہ ہی مرا تھا۔ بلکہ ابھی تک زندہ ہے۔

دفعہ ۱۰۴: حضرت مسیح کی بجائے شمعون بیگاری کو صلیب پائے ہوئے قریب چھ سو سال کا عرصہ ہوا تھا اور خداتعالیٰ کے بغیر کسی اور شخص کو اس سچے واقعہ کی خبر نہ تھی۔ اس لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح صلیب نہیں دیا گیا تھا بلکہ صلیب پانے کا قصہ دراصل کسی اور شخص کے صلیب پانے کا ہے۔ خداتعالیٰ کے خاص علم پر مبنی تھا جو علم کہ خداتعالیٰ نے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا اور چونکہ حضرت مسیح سے ۱۹۰۰ سال بعد اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تیرہ سو سال بعد انجیلوں میں سے بھی اسی امر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا تھا اور کہ حضرت مسیح کے صلیب پانے کا جو قصہ انجیلوں میں درج ہے۔ وہ اصل میں شمعون بیگاری کے صلیب دیا جانے کا ہے نہ کہ حضرت مسیح کے صلیب پانے کا۔ اس لئے قرآن مجید جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس قسم کے بیانات درج ہیں۔ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس قابل ہے کہ ہر ایک شخص اس پر ایمان لے آوے۔

دفعہ۱۰۵: چونکہ اس کتاب کا لکھنا اور یہ ثابت کر دینا کہ حضرت مسیح کے صلیب پانے کے متعلق گزشتہ انیس سو سال سے عیسائیوں اور یہودیوں کا جو عقیدہ ہے۔ وہ غلط ہے اور گزشتہ چالیس سال سے مرزائیوں نے جو جدید عقیدہ نکالا ہے وہ بھی غلط ہے اور گزشتہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا جو عقیدہ ہے وہی درست ہے۔ یہ سب کچھ اس علیم اور بصیر عالم کل خالق خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں سے ہوا ہے۔ جس نے اپنے پاک گھر کعبہ شریف کی عظمت اور بزرگی کا خیال رکھ کر مجھ جیسے بے علم اور نادان شخص کو اپنی الہامی کتابوں کی سمجھ عطا کی جس کی بدولت میں دنیا کے تمام مذہبوں کی کتابوں کی صحیح اور غلط ثابت کر دینے کے قابل ہوگیا۔ اس لئے میں خدا تعالیٰ کا نہایت عجز وانکساری کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق نہایت ادب وانکساری کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنی خاص مہربانیاں مسلمانوں پر نازل فرماوے جو لوگ گزشتہ تیرہ سو سال سے سچ کی تابعداری کرتے اور کہتے چلے آتے ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا تھا۔ بلکہ کوئی دوسرا شخص صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہوا ہے اور وہ قیامت سے پہلے دنیا پر دوبارہ تشریف لاوے گا۔ (۴ر ستمبر ۱۹۲۱ء)

O ...... O ...... O ...... O

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

علامات قیامت

(سلسلہ ٹریکٹ نمبر ۱)

انجمن سیف الاسلام دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! آج کل مسلمانوں کے ایمانوں پر جو ڈاکے ڈالے جارہے ہیں، اس کی وجہ زیادہ تر قرآن اور حدیث سے ناواقفیت ہے۔ ہم میں یہ رواج عام طور سے ہوگیا ہے کہ اپنے بچوں کو قرآن مجید طوطے کی طرح پڑھا دیا اور بس قصہ ختم ہوا، نہ پڑھانے والے کو یہ معلوم کہ میں نے بچوں کو کیا پڑھایا اور نہ بچوں کو علم ہوا کہ ہم نے اس پڑھنے سے کیا سیکھا۔ یہ عقلاً بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی زبان میں ہم کوئی کتاب دیکھیں، لیکن اس زبان سے بالکل نابلد ہوں، تو اس کتاب کو بالکل نہیں سمجھتے تو پھر آپ ہی خود فرمائیں، ہمارے پڑھنے نہ پڑھنے کا کیا فائدہ ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلت کے گڑھے میں گرتے جارہے ہیں اور آج سب قوموں کی نگاہ میں ذلیل بنے ہوئے ہیں۔ دوسری قوموں نے اسی قرآن پاک سے تمام علوم کو حاصل کر کے ساری کائنات خداوندی پر قبضہ کرلیا ہے اور ہم مسلمانوں نے صرف اچھے اچھے غلاف اور جزدان میں لپیٹ کر صرف الماریوں کی زینت بنادیا ہے۔

وہ یورپ کے باشندے جو تن پر کپڑا پہننا بھی نہ جانتے تھے اور صرف آلو بونا اور کھانا جانتے تھے، تمہاری یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہوکر مہذب کہلائے ہیں اور تم ان کے سامنے جاہل اور وحشی ہو۔ دیکھو آج وہ ہندو قوم جو مسلمانوں کے سایہ سے بچتی تھی، وہ آج قرآن پاک کے بنائے ہوئے قانون اپنی قوم کے لئے کونسلوں میں بنوا رہے ہیں۔ کیا ان کے ہاں کبھی چھوت چھات ان کے مذہب کے رو سے ناجائز تھی، لیکن آج وہ اس کو مٹا رہے ہیں۔

بتاؤ یہ کس کی تعلیم ہے؟ آج وہ مسئلہ طلاق اور عورت کا خاوند کے مال میں ترکہ ایک سے زیادہ شادی کرنا، ان سب کو اپنے حق میں رائج کرا رہے ہیں اور اس کو قانونی صورت میں لا رہے ہیں، کیا یہ ہندو مذہب کی تعلیم ہے۔ آج عیسائی جو طلاق کو کتنی بری نگاہ سے دیکھتے تھے، اس کو جاری کررہے ہیں۔ کیا یہ انجیل میں قانون تھا؟ اسی طرح ایک سے زیادہ شادی کرنا وغیرہ وغیرہ، اتحاد واتفاق کی تعلیم وغیرہ سب اسی قرآن پاک سے حاصل کررہے ہیں۔

لیکن وائے افسوس کہ مسلمانوں کو جو آب حیات کا وہ چشمہ جو اللہ پاک نے اپنے حبیب کے طفیل دیا تھا، اس سے غیر اقوام تو اپنی پیاس بجھا کر دائمی زندگی حاصل کر رہے ہیں، لیکن یہ اس کی طرف دیکھتے ہی نہیں۔ آج اگر کوئی عیسائی یا قادیانی یا آریہ قرآن پاک کے معنی غلط بیان کرے تو ہم کو کچھ پتہ نہیں چلتا ہے، ہماری لاعلمی کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج قادیانیوں کو یہ موقعہ مل گیا ہے کہ قرآن پاک اور حدیث شریف کے وہ معنی کرتے ہیں جو تیرہ سو برس سے لے کر آج تک کسی عالم فاضل محدث یا مجدد یا صحابہ کرام نے نہیں کئے۔ حالانکہ ان کی مادری زبان عربی تھی۔

لیکن آج تیرہ سو برس کے بعد قصبہ قادیان کے رہنے والے ایک پنجابی الاصل جس کی مادری زبان پنجابی ہے، اس کے سامنے ان کی علمی قابلیت اور زبان دانی سب ماند ثابت کی جارہی ہے۔ ان کے تقوے اور ان کی ریاضتیں اور ان کی وہ وہ محنتیں جو قرآن پاک اور حدیث شریف کے حاصل کرنے میں صرف ہوئیں تھیں، قادیان کے اندھیرے کنوئیں میں سب غرق ہوگئیں۔

مسلمانو! آنکھیں کھولو عاقبت سنوارنے کی فکر کرو، دنیا تو کھو چکے ہو، اب تمہارے ایمان بھی چھینے جارہے ہیں۔ اپنے بچوں کو دینی علم پڑھاؤ، ان کو مذہب سے پورا پورا واقف بناؤ اگر دین و دنیا میں ترقی چاہتے ہو۔ آج جتنے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ پڑ رہا ہے، وہ سب قرآن اور حدیث کی ناواقفیت کی بناء پر ہے۔

چنانچہ اس حالت کو دیکھتے ہوئے، چند ہمدردان اسلام نے مسلمانوں میں تعلیم قرآنی پھیلانے کی غرض سے کوچۂ رحمان مسجد یک برج والی (دہلی) میں ترجمہ شروع کرادیا ہے۔ جناب مولانا مولوی خدا بخش صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی بیان فرمارہے ہیں۔ جس کا یہ اثر ہوا ہے کہ بیسوں مسلمان جن کے دلوں میں مرزائیوں کا اثر ہوگیا تھا، خدا کے فضل وکرم سے وہ سب تائب ہوکر ٹھیک ہوگئے ہیں۔ ان فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایک انجمن کی بناء اس مسجد میں قائم کردی گئی ہے، جس کا نام ''انجمن سیف الاسلام'' ہے۔

اس انجمن کی طرف سے یہ ٹریکٹ شائع کیا جارہا ہے، جس کا کام تبلیغ اسلام ہوگا، سیاست سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور ہر ماہ میں ایک ٹریکٹ شائع ہوگا، جس میں مسلمانوں کی واقفیت کے لئے قرآن پاک کی وہ آیتیں اور حدیثیں درج کی جاویں گی، جس کا غیر مسلم جماعتوں نے خاص کر قادیانیوں نے غلط ترجمہ اور غلط مطلب لے کر اشاعت کی ہے اور بہت سے مسلمانوں کے ایمانوں کو برباد کردیا ہے۔

لہٰذا ہر ایک ٹریکٹ میں ایک یا دو آیتیں قرآن مجید کی اور ایک یا دو حدیثیں صحیح درج کرتے رہیں گے، کیونکہ ٹریکٹ کی ضخامت صرف اتنی ہی رکھی گئی ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ انجمن کا ہاتھ بٹائیں اور اس کی امداد کریں، ہمارا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کو چندہ نقد دو، بلکہ جو صاحب چاہیں، کسی مطبع سے چھپوا کر انجمن کو دیں دے، وہ تقسیم کرادے گی یا انجمن سے اجازت لے کر خود تقسیم کرادیویں۔ اس انجمن کا دفتر فی الحال مسجد ہی میں مقرر کیا ہے۔ ترجمہ میں تمام کارکن موجود ہوتے ہیں۔ بقیہ حالات ان سے معلوم کرسکتے ہیں اور آگے قرآن پاک کی آیتیں اور حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔ مسلمان اس کو سمجھیں اور یاد کریں۔

آیۃ: ’’**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً** (النساء: ۱۵۹)‘‘ سب اہل کتاب ایمان لائیں گے، اس کی موت سے پہلے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے) اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر شاہد ہوں گے۔ چونکہ تذکرہ اوپر سے عیسیٰ علیہ السلام کا ہو رہا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

(چنانچہ اس کی تائید میں کتنی ہی حدیثیں آئی ہیں اور صحابہ نے بھی اس کی تفسیر یہی کی ہے اور اسی معنی کو حکیم نورالدین قادیانی نے بھی اپنی کتابوں میں صحیح تسلیم کیا ہے) چنانچہ حضرت عباسؓ اور ابوہریرہؓ نے بھی یہی تفسیر کی ہے جو تفسیر ابن کثیر اور شوکانی میں بھی ہے اور تیرہ سو برس سے تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور مجددین، علماء اور محققین کا یہی عقیدہ رہا ہے اور تمام مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔

دوسری آیت: ''وانہٗ لعلم للساعۃ (الزخرف:۶۱)'' وہ (عیسیٰ علیہ السلام) علامت ہے قیامت کی۔ یعنی قیامت کی علامت کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا تمام صحابہ نے بھی یہی تفسیر اس آیت کی کی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے نام کے حوالہ یہاں پر لکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہا ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ وابوعالیہؒ وعکرمہ وحسن وقتادہ وضحاک وغیرہ وغیرہ۔ اب چند حدیثیں اس کی تائید میں پیش کرتا ہوں جو کہ صحیح حدیثیں ہیں۔

حدیث ا: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر مسجد میں ظاہر ہوئے اور ہم کچھ تذکرہ کرتے تھے۔ فرمایا کیا تذکرہ کرتے ہو۔ ہم نے عرض کی کہ قیامت کا۔ فرمایا کہ قیامت نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لوگے۔ (۱) دخان) (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) طلوع آفتاب از مغرب (۵) نزول عیسیٰ ابن مریم۔ آخر حدیث تک۔ چونکہ یہاں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تذکرہ دکھانا مقصود تھا اوپر کی آیت کی تائید میں اسی واسطے باقی حدیث کے حصہ کو نہیں لکھا جاتا۔

دوسری حدیث میں فرمایا ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اللہ کی کہ بے شک عیسیٰ بن مریم حاکم عادل ہوکر نازل ہوں گے۔ پھر چلیپا (یعنی صلیب) کو توڑیں گے اور خنزیروں کو ہلاک کریں گے اور جزیہ اٹھادیں گے اور گابھن اونٹی چھوٹی پھرے گی اور کوئی اس کو نہ پکڑے گا اور آپس کا کینہ بغض اور حسد جاتا رہے گا اور مال کو باوجود بلائے جانے کے کوئی قبول نہ کرے گا۔

تیسری حدیث یہ ہے (بخاری، مسلم ترمذی، ابوداؤد میں بھی یہ روایت ہے) ابوہریرہؓ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ حاکم عادل ہوکر۔ پس چلیپا کو توڑیں گے اور خنزیر کو ہلاک کریں گے اور جزیہ اٹھادیں گے اور مال بہت ہوگا۔ یہاں تک اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ پھر ابوہریرہؓ نے کہا کہ قرآن میں اس کی شہادت موجود ہے۔ چاہو تو یہ آیت پڑھو: ''وانہٗ لعلم للساعۃ'' یہاں تک تو اوپر کی دو آیتوں کے دلائل میں یہ حدیثیں پیش کی ہیں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ لیکن ٹریکٹ کو ابھی زیادہ بڑھانا منظور نہیں ہے۔

آئندہ ٹریکٹوں میں انشاءاللہ درج کرتے رہیں گے۔

حدیث دوم: یہاں صرف ایک حدیث ابوہریرہؓ کی درج کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ ابوداؤد میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بے شک وہ اترنے والے ہیں۔ جب ان کو دیکھو تو ان کی پہچان یہ ہے کہ ایک مرد ہیں میانہ قد ہے۔ گندمی گوں گیروے کپڑے پہنے ہوئے اتریں گے۔ گویا ان کے سر سے پانی ٹپکتا ہوگا۔ اگرچہ تری نہیں پہنچی۔ پس اسلام کے قبول پر جنگ کریں گے اور چلیپا توڑیں گے اور خنزیروں کو ہلاک کریں گے اور اسلام کے سوا کل مذہب کو اللہ پاک مٹا دیں گے اور مسیح دجال بھی ان کے زمانہ میں ہلاک ہوگا۔ پس زمین پر چالیس برس رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے تو مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔

بھائیو! حدیثوں میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیروں کو قتل کریں گے اور گرجاؤں کو توڑیں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے تو قادیانی حضرات ان الفاظوں سے یہ کہہ کر غلط فہمی ڈالتے ہیں کہ کیا وہ جنگلوں میں پھر کر خنزیروں کو قتل کریں گے اور کدال لے کر گرجاؤں کو توڑتے پھریں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں جیسا کہ قادیانی حضرات کہتے ہیں۔ بلکہ ان کی تشریح خود حدیث کے الفاظ ہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں صرف ایک ہی مذہب ہو جائے گا۔ یعنی صرف اسلام بقیہ تمام مذہب اللہ پاک مٹا دیں گے۔ جب اسلام ہی اسلام ہو جائے گا تو پھر خنزیر کون کھائے گا۔ قتل کرنے سے یہ مراد ہے۔ اسی طرح گرجاؤں میں پھر کون جائے گا۔ آپ سے ہی توڑے جاویں گے۔ ایسے ہی جزیہ صرف کافروں ہی سے لیا جاتا ہے اور جب سب مسلمان ہوں گے تو جزیہ آپ سے ہی موقوف ہو جائے گا تو حدیث کے الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ یہ تینوں چیزیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ختم کر دی جائے گی۔ باقی انشاءاللہ آئندہ ٹریکٹ میں درج کریں گے۔ فقط والسلام!

نوٹ: ہمارا مقصد اس ٹریکٹ سے کسی مذہبی مناظرہ میں پڑنا نہیں ہے اور نہ کسی ٹریکٹ کا جواب دینا ہے۔ صرف اسلام کی صحیح صحیح تعلیم قرآن اور حدیث سے مخلوقات کو پہچانا ہے۔

منجانب انجمن سیف الاسلام دہلی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت

(سلسلہ ٹریکٹ نمبر ۳)

انجمن سیف الاسلام دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم!

تعریف کی مستحق وہی ذات ہے جو جامع جمیع کمالات ہے جو ہر عیب سے پاک اور اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ جس نے ہماری ہدایت کے لئے انبیاء ورسل بھیجے اور حق وباطل کے تمیز کرنے کے لئے عقل سلیم عطا کی اور رحمت کاملہ نازل ہوا اس ذات قدسی صفات پر کہ جو خدائے ذوالجلال کا آخری پیغام لایا اور خلق خدا پر اتمام حجت کر گیا۔ جس کا ہر ہر لفظ صداقت سے لبریز۔ جس کا ہر قول تشنگان حق کے لئے آب حیات۔ جس کا ہر فعل رضائے الٰہی کے تابع۔ جس کو بھیج کر تمام مخلوق پر نعمت کو پورا کر دیا۔ جس کو سارے عالم کے لئے مجسمۂ رحمت بنا کر بھیجا اور جس کو ایسا جامع اور مکمل قانون عطا فرمایا جو حکم ومصالح کا مجموعہ ہر زمانہ میں ضروریات انسانی کا کفیل اور پھر قیامت تک کے لئے ناقابل نسخ ہے۔

جس کی اعجازی قوت لامحدود۔ جس کے معارضہ سے انسانی طاقت عاجز جس کے سامنے سابقین کا کلام ماند اور لاحقین کی بلاغت سربہ گریبان۔ جس کی امت کو خیر الامت کہا گیا۔ جس کی ملت کو اپنوں اور بیگانوں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا گیا۔ جس کی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے نبیوں جیسا قرار دیا گیا اور جس کو رحمۃ اللعالمین کا لقب عطا فرما کر خاتم النّبیین کا عظیم الشان خطاب دیا گیا تاکہ ہر خاص وعام پر واضح ہو کہ پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام خلق خدا کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ وہ بمنزلہ ستاروں تھے۔ ان کی نبوت کا اثر اور فائدہ ان کے سامنے تک محدود رہتا تھا اور ان کے بعد دوسرے انبیاء کی ضرورت ہوتی تھی۔ لیکن نبی کریم ﷺ آفتاب نبوت ہیں۔ آپ کی نبوت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا اور جس طرح آفتاب عالمتاب کے طلوع کے بعد کسی ستارہ وغیرہ کی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کی ضرورت نہیں اور تاکہ شان رحمۃ اللعالمینی کا پورا پورا ظہور ہو۔

کیونکہ اگر آپ کے بعد بھی نئے انبیاء اور رسول آتے تو حسب دستور بعض مؤمنین نئے انبیاء پر ایمان لاتے اور بعض انکار کرتے اور منکرین کے لئے بجز ہمیشہ جہنم میں رہنے کے اور کوئی ٹھکانا نہ ہوتا اور یہ آپ کی شان رحمت کے خلاف تھا کہ ایک شخص آپ پر ایمان لا کر اور سچا جان کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں پڑ جائے۔ ہاں! آپ کے بعد علماء اور مجددین ہوں گے۔ جو خلق خدا کو احکام الٰہی پہنچاتے رہیں گے اور تبلیغ شریعت میں ان کی شان ایسی ہوگی جیسے کہ بنی

اسرائیل کے نبیوں کی اور اس سے حضور ﷺ کی شان نبوت اور دوبالا ہوگی۔ اس لئے کہ جو کام بنی اسرائیل کے نبیوں نے عہدۂ نبوت پر سرفراز ہوکر کئے ہیں۔ حضور ﷺ کی امت کے علماء عہدہ نبوت پر نہ ہونے کے باوجود ان جیسے کام کریں گے۔ مثلاً ایک غلام آقا کے عہدہ پر ہوکر اگر آقا جیسے کام کرے تو کوئی کمال نہیں۔ ہاں اگر غلام عہدۂ غلامیت پر رہ کر آقا جیسے کام کرے تو وہ اس کے آقا کے لئے باعث فضیلت ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی عالم یا مجدد کو نہ مانے گا تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق نہ ہوگا۔ یہ ہے کمال شان رحمۃ اللعالمینی اور نعمت خداوندی۔ اسی ختم نعمت اور اختتام نبوت کو خدائے تعالیٰ اپنے کلام اعجاز التیام میں اس طرح بیان فرماتا ہے: ’’**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین**‘‘ نبی کریم ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں متبنّٰی کو تمام احکام میں بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس رسم کی وجہ سے بہت مفاسد اور خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ اس لئے اسلام نے اس رسم کو مٹانا چاہا اور زید بن حارثہؓ نبی کریم ﷺ کے متبنّٰی تھے اور لوگ رسم جاہلیت کی بناء پر زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس رسم کو مٹانے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے: ’’خدا تعالیٰ نے تمہارے متبنّٰی بیٹے کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں قرار دیا۔ یہ تمہاری اپنی باتیں ہیں اور اللہ تو سچ سچ کہہ دیتا ہے اور سیدھی راہ بتلاتا ہے۔ تم اپنے متبنّٰی کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارا کرو۔ یہی بات خدا تعالیٰ کے نزدیک نہایت درست ہے۔‘‘

اس آیت کے نزول کے بعد لوگ زید بن حارثہ کہنے لگے۔ لیکن عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی رسم کو (خواہ وہ کیسی ہی بری کیوں نہ ہو) مٹانا چاہتا ہے تو ناواقف لوگ اور مخالف شوروغوغا مچاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت زینب حضرت زید بن حارثہؓ کی بیوی اور منکوحہ تھیں جن کو باہمی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت زید بن حارثہ نے طلاق دے دی۔ اس کے بعد مطابق وحی الٰہی بیان شریعت کے لئے اور رسم جاہلیت مٹانے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ حضرت زینب سے نکاح کر لیا۔ اس پر بعض مشرکین نے رسم جاہلیت کی پابندی کرتے ہوئے اعتراض کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اس لئے تمہارا اعتراض محض جہالت پر مبنی ہے اور متبنّٰی کو بیٹا سمجھنا ناواقفی کا ثبوت دینا ہے۔

اس پر یہ وہم ہوا کہ باپ اپنی اولاد پر شفیق بھی اور مہربان ہوتا ہے اور جب نبی

کریم ﷺ اپنی امت کے باپ نہیں تو آپ اپنی امت پر شفیق نہ ہوں گے۔ اس وہم کو ’’ولکن رسول اللہ ‘‘فرما کر اٹھا دیا گیا کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اپنے امت کے لئے روحانی باپ ہوتا ہے اور روحانی باپ اپنی روحانی اولاد پر جسمانی باپ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہوتا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ اپنی امت پر زیادہ شفیق اور مہربان ہیں اور روحانی باپ ہیں۔ اس پر یہ شبہ ہوتا تھا کہ جب کہ ہر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے تو اس میں حضور ہی کی کیا خصوصیت ہے تو اس شبہ کو ’’خاتم النّبیین ‘‘فرما کر دفع کر دیا کہ آپ اپنی امت پر تمام انبیاء اور رسولوں سے زیادہ شفیق ہیں۔ اس لئے کہ جو نبی اور رسول ایسا ہو کہ اس کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہو تو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق اور مہربان ہوگا اور اپنی امت کو تمام منافع اور نقصانات سے خبردار کر دے گا۔

کیونکہ اس کے بعد کوئی نبی اور رسول تو ہے نہیں کہ جو اس کی امت کو نقصان سے آگاہ کرے۔ جیسے ایک شخص کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور اس کو معلوم ہو کہ میرے بعد میری اولاد کا کوئی شخص کفیل نہ ہوگا تو وہ شخص اپنی حیات ہی میں اپنی اولاد کو وہ تمام چیزیں بتلا دے گا کہ جن کی اس کی اولاد کو اس کے بعد ضرورت اور حاجت ہوگی اور وہ اپنی اولاد پر بہت زیادہ شفیق اور مہربان ہوگا۔ بخلاف پہلے انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ اپنے سامنے اپنی امت کی اصلاح میں انتہائی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ مگر سمجھتے تھے کہ ہمارے بعد دوسرا نبی آ کر جو کچھ نقصانات پیدا ہوں گے۔ ان کو اٹھا دے گے۔ جیسے کوئی شخص چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑے۔ لیکن ساتھ ہی ایک ایسا شخص بھی اپنے بعد چھوڑے کہ جو اس کی اولاد کی پرورش کرے تو مرنے والے کو کوئی زیادہ فکر اور پروا نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے بعد اس کی اولاد کی تربیت کے لئے ایک شخص کفیل موجود ہے۔ پس جب کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں تو آپ سے زیادہ شفیق اور مہربان اپنی امت پر کوئی نہیں۔

یہاں ایک نکتہ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خاتم النّبیین کہا۔ خاتم المرسلین نہ کہا اس کی وجہ یہ ہے نبی اور رسول میں فرق ہے۔ اگرچہ نبی کا اطلاق رسول اور رسول کا اطلاق نبی پر ہوتا ہے۔ لیکن مجازاً نہ حقیقتاً اور فرق یہ ہے کہ رسول اس کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے نئی کتاب اور مستقل شریعت لے کر مخلوق کی ہدایت کے لئے آوے اور نبی اس کو کہتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا جاوے۔ چاہے نئی کتاب اور نئی شریعت خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے یا نہ لائے۔ بلکہ پہلی شریعت کا تابع ہو۔ اس قدر بیان سے یہ بات معلوم ہوگئی

کہ نبی عام ہے اور رسول خاص جو رسول ہوگا وہ نبی ضرور ہوگا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو نبی ہو وہ رسول بھی ہو۔ پس اب سمجھئے کہ خاتم النّبیین کیوں فرمایا گیا اور خاتم المرسلین کیوں نہ کہا گیا۔ اس لئے کہ اگر خاتم المرسلین کہا جاتا تو جھوٹے مدعیان نبوت کو موقع مل جاتا کہ وہ یہ کہہ دیں کہ نبی کریم ﷺ رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد رسول نہیں آئیں گے کہ جو مستقل شریعت لاویں۔ بلکہ نبی آئیں گے کہ جو کوئی نئی کتاب اور مستقل شریعت نہ لائیں گے۔

اس غلطی سے ہوشیار کرنے کے لئے خداتعالیٰ نے خاتم النّبیین فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ خواہ وہ رسول ہو یعنی نئی شریعت لایا ہو یا نبی ہو یعنی نئی شریعت نہ لایا ہو۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا۔ سبحان اللہ! یہ ہے قرآن کریم کا اعجاز اور کمال کہ کس قدر عجیب اور دلکش پیرایہ سے نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت کیا ہے۔ شاید ناظرین کو یہ شبہ ہو کہ خاتم النّبیین کے معنی آخری نبی جو کئے گئے ہیں۔ وہ کھینچ تان کر کئے گئے ہیں تو اس شبہ کو زائل کرنے کے لئے ہم لغت عرب سے چند حوالے پیش کرتے ہیں تاکہ ہماری تائید اور مخالفین کی تردید اور ان پر اتمام حجت ہو جاوے۔ چنانچہ لسان العرب جو اہل عرب کے نزدیک نہایت مستند اور معتبر لغت ہے۔ اس میں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کس تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

۱…… ’’**والخاتِم والخاتَم من اسماء النّبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین ای آخرھم**‘‘ اور خاتِم اور خاتَم نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہیں اور قرآن پاک میں جو آیت: ما کان…… الخ! ہے وہاں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہے۔ (لسان العرب حصہ۱۵ ص۵۵ مطبوعہ مصر)

۲…… قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے: ’’**الخاتم من کل شئ عاقبتہٗ وآخرتہٗ وخاتِم القوم آخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالٰی وخاتم النّبیین ای آخرھم**‘‘ ہر شئے کے انجام کو خاتم کہتے ہیں اور اسی طرح خاتم القوم آخر قوم کو کہتے ہیں اور قرآن پاک میں جو لفظ خاتم النّبیین ہے۔ اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔

سچائی کے طالب غور کریں کہ لغت کی نہایت معتبر دو کتابوں سے خاتم کے معنی آخر کے بیان کئے گئے ہیں اور پھر کمال یہ کہ اہل لغت نے قرآن پاک کی وہ آیت جس میں لفظ خاتم النّبیین آیا ہے۔ نقل کر کے تصریح کردی ہے کہ یہاں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہی کے ہیں تاکہ کوئی ناواقف اور گمراہ کسی وقت آیت کے دوسرے معنی بتا کر مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکے۔

الغرض لغت عرب سے بھی یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ہیں۔ نیز اہل علم اس سے خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ قرآن پاک اور احادیث میں اس مقام پر لفظ النّبیین جمع سالم معرّف الف لام کے ساتھ آیا ہے اور ایسے لفظ کو اصول فقہ وغیرہ میں الفاظ عام سے شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے خاتم النّبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کے آخر میں ہونے والے ہیں۔ خواہ وہ تشریعی نبی ہوں یا غیر تشریعی۔ مستقل ہوں یا غیر مستقل۔ ظلی ہوں یا بروزی اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا۔ قرآن پاک اور لغت اور محاورہ عرب سے جب کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ثابت ہوگئے تو اب کسی کے اپنے من گھڑت معنی قطعاً حجت نہ ہوں گے اور ہمارے بیان کردہ معنی کی تائید احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آئندہ ٹریکٹ میں مفصل بیان کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

مدعیان مسیحیت ومہدویت کی حالت

حضرت مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کی جو خبریں اور علامات حدیثوں میں آئی ہیں۔ وہ اس قدر مشہور ہیں کہ جن کا علم تقریباً ہر خاص وعام کو ہے اور بہت سے مسلمان ان کے منتظر بھی ہیں۔ خصوصاً ایسے نازک زمانہ میں کہ مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت خراب ہوچکی ہو۔ مسیح کی آمد اور ظہور مہدی سے مسلمانوں کو جس قدر بھی خوشی ہو کم ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا اور تاریخ عالم شاہد ہے کہ اس سے پہلے بہتوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور بعض نے مسیح موعود ہونے کا۔ مگر بالاتفاق جملہ اہل اسلام نے ان مدعیوں کو جھوٹا سمجھا۔ اس لئے کہ وہ معیار مسیحیت ومہدویت پر پورے نہ اتر سکے۔ اسی طرح ہمارے زمانہ میں ہندوستان میں مرزاغلام احمد قادیانی نے منجملہ اور دعاوی کے مسیحیت ومہدویت کا بھی دعویٰ کیا۔ جس کی طرف مسلمانوں کو خاص طور سے متوجہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن چونکہ پہلے جھوٹے مسیح اور مہدی ہوچکے ہیں۔ اس لئے صادق اور کاذب میں فرق کرنے کے مرزاقادیانی کو معیار مسیحیت ومہدویت پر جانچا اور پرکھا اور معیار صداقت بھی ایسا تجویز کیا کہ جو خود مرزاقادیانی کا تجویز کیا ہوا ہے اور جس کو ہر خواندہ ناخواندہ انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے اور وہ مرزاقادیانی کے متحدیانہ الہامات اور پیش گوئیوں کی جانچ وپڑتال ہے۔ جن کو مرزاقادیانی نے خصوصیت سے اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کا معیار مقرر کیا ہے۔ چنانچہ مرزاقادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸) پر فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے صدق اور

کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔''

محمدی بیگم والی پیش گوئی

مطلب صاف ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی کل پیش گوئیاں پوری ہوئی ہیں تو مرزا قادیانی سچے اور اگر ایک پیش گوئی بھی ایسی نکل آئی کہ جو پوری نہ ہوئی ہو تو مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو خود بھی اقرار ہے۔ ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجاوے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

پس اس فیصلہ کی رو سے اگر مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی بھی جھوٹی ثابت کردی جاوے تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہوگا اور مزید کسی دلیل کی حاجت نہ ہوگی۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کی وہ پیش گوئی لیتے ہیں جس کو خود مرزا قادیانی نے اپنے خیال میں ''بہت ہی عظیم الشان پیش گوئی'' قرار دیا ہے۔ یعنی منکوحہ آسمانی محمدی بیگم کی اپنے نکاح میں آنے کی پیش گوئی۔ جس کے پورا ہونے پر اپنے تمام مشن کی صداقت موقوف رکھی ہے اور جس کے متعلق برابر پورے بیس سال تک الہامات ہوتے رہے ہیں اور جس کی تفہیم بارہا خداتعالیٰ کی طرف سے ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس پیش گوئی کے متعلق کچھ لکھیں۔ ناظرین کو اس پیش گوئی کے وجوہات واسباب سے خبردار کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس پیش گوئی کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی (پنجابی مسیح) کے رشتہ داروں میں ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ چونکہ محمدی بیگم کی قریبی رشتہ کی ہمشیرہ مرزا قادیانی کے لڑکے کے گھر میں تھی۔ اس لئے محمدی بیگم کبھی کبھی اپنی ہمشیرہ سے ملنے چلی آتی تھی۔ کسی وجہ سے مرزا قادیانی نے مجبور ہوکر محمدی بیگم کو اپنے عقد میں لینا چاہا۔ پیغام دیا لیکن پیغام کا جو جواب ہونا تھا وہ ظاہر ہے کہ میاں پچاس سال سے تمہاری عمر زیادہ ہے۔ جوان لڑکے تمہارے موجود ہیں۔ ایسی حالت میں کم عمر کنواری لڑکی کا تمہیں دینا خطرہ سے خالی نہیں۔ الغرض اس پیغام پر لڑکی والوں کی طرف سے انکار ہوا۔ بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔ اس لئے کہ ایک طرف دامن تقدس کو سنبھالنا۔ دوسری طرف تمناؤں کا تقاضا۔ مرزا قادیانی کچھ دن اسی ادھیڑ بن میں رہے تھے کہ لڑکی کے والد کو مرزا قادیانی سے ایک ضرورت پیش آئی اور ضرورت یہ کہ لڑکی کا باپ اپنی ہمشیرہ کی ایک جائیداد جس میں مرزا قادیانی کا بھی حصہ

تھا۔ اپنے لڑکے کے نام کرانا چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی بھی اس میں شریک تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی بغیر مرضی جائیداد مذکورہ لڑکے کے نام نہ ہوسکتی تھی۔ اس لئے لڑکی کا باپ مرزا قادیانی کی طرف متوجہ ہوا اور قدیمی رشتہ داری کی بناء پر مرزا قادیانی سے درخواست کی کہ مرزا قادیانی اس کے ساتھ اتنا سلوک کریں کہ جائیداد مذکورہ لڑکے کے نام کرادیں۔ اس سے بہتر موقع مرزا قادیانی کو اپنی دیرینہ خواہش اور دلی تمناؤں کے پورا کرنے کا اور کب مل سکتا تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے انتہائی ہوشیاری اور چالاکی سے جواب دیا جو (اشتہار ۱۰ ر جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷) میں درج ہے۔ یہ طویل اشتہار ہے جس میں اولاً مرزا قادیانی نے اپنے رشتہ داروں کی مخالفت کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفت محض محمدی بیگم کے پیغام دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ دوسرے اس اشتہار میں اپنے رشتہ داروں کی دینی استقامت اور اپنے دعوؤں کی تکذیب کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’یہ لوگ مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہوکر خداتعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر (محمدی بیگم) کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے (یہی جائداد کا معاملہ) ہماری طرف ملتجی ہوا۔‘‘ مطلب صاف ہے کسی تشریح یا حاشیہ کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی نے اس التجا کا جو جواب دیا وہ کیا ہے۔ سنئے: ’’ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ (احمد بیگ) کو دیا گیا۔‘‘

گویا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کے لئے استخارہ کی ضرورت ہے۔ نہیں نہیں سلوک کے لئے نہیں۔ بلکہ حرف مطلب ادا کرنے کے لئے۔ بہرحال مرزا قادیانی نے استخارہ کیا۔ لیکن اس استخارہ کا نتیجہ کیا نکلا۔ اس کو مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں سنئے۔ فرماتے ہیں: ’’پھر مکتوب الیہ (احمد بیگ) کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا۔ جس کو خداتعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کردیا۔‘‘ مسلمانو! مرزا قادیانی ہاں مسیح وقت کی چالاکی دیکھو کہ کس داؤ پیچ سے حرف مطلب ادا کرتے ہیں اور پیغام نکاح کے لئے کس زور کی تمہید باندھتے ہیں اور آسمانی نشان کی درخواست پیغام نکاح دے کر پوری کی جاتی ہے۔ یعنی مخالفین کہتے ہیں کہ کوئی آسمانی نشان دکھلاؤ تو مسیح وقت فرماتے ہیں کہ اپنی کم عمر کنواری لڑکی مجھے دے دو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہوگا۔ واہ رے روحانی مسیح تیرا سارا کارخانہ ہی روحانی ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت

(سلسلہ ٹریکٹ نمبر ۴)

انجمن سیف الاسلام دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم!

سابق ٹریکٹ میں آیت قرآنی ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ کے معانی اور مطالب پر کچھ روشنی ڈالی گئی تھی اور قرآن پاک کے سیاق وسباق اور لغت عرب سے ثابت کیا گیا تھا کہ آیت مذکورہ بالا میں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہی کے ہیں اور اس جگہ خاتم کے معنی مہر وغیرہ کے قطعاً نہیں ہیں اور اب خاتم النّبیین کے یہی معنی احادیث صحیحہ سے ثابت کئے جائیں گے۔

حدیث نمبر۱: ’’نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘ (مسلم شریف) اس حدیث میں غور کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل: یہ کہ نبی کریم ﷺ پیش گوئی فرماتے ہیں کہ میرے بعد میری امت میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے۔ دوسرے: یہ کہ وہ جھوٹے مدعیان نبوت اپنے آپ کو امتی کہہ کر نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ تیسرے: یہ کہ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ میرا خاتم النّبیین ہونا مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ چوتھے: یہ ثابت ہوا کہ لفظ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہی کے ہیں۔ اوّل اس لئے کہ جملہ ’’حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔‘‘ ان مدعیان نبوت کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں بیان ہوا ہے۔ اگر مہر کے معنی لئے جائیں تو ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے دلیل ہرگز نہیں ہوسکتا۔ دوسرے اس لئے کہ خاتم النّبیین کے بعد یہ جملہ ’’کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔‘‘ کا اضافہ کیا گیا جس سے صاف طور سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پانچویں اس حدیث نے لفظ خاتم

النّبیین کے معنی کی تفسیر کردی کہ خاتم النّبیین کے معنی یہی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ لفظ خاتم النّبیین کے بعد جملہ ''لا نبی بعدی'' ہے۔ جس میں لانفی جنس کا ہے اور لفظ نبی نکرہ ہے اور کوئی مخصص عقلی یا نقلی پایا نہیں جاتا۔ اس لئے ہر قسم کے نبی ہونے کی نفی ہوگی۔ پس جب کہ وحی خداوندی کی تفسیر صاحب وحی نے کردی اور یہ تفسیر محاورہ عرب کے بھی مطابق ہے اور ہر مسلمان کا ایمان بھی ہے کہ قرآن پاک کے معانی اور مطالب اور نکات ومعارف جس قدر نبی کریم ﷺ کو منجانب اللہ بتلائے اور سمجھائے گئے ہیں اور کسی کو نہیں بتلائے گئے تو اس کے بعد کوئی اور معنی بیان کرنا رسول اللہ ﷺ اور لغت عرب کو جھٹلانا ہے جو ایک مومن کی شان سے نہایت بعید ہے۔

<u>دوسری حدیث:</u> جس میں نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور حکومت ان کے نبی کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہوجاتا تھا تو اس کے بعد اس کی جگہ پر دوسرا نبی ہوتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ہاں! میرے خلیفہ ہوں گے (جو میری امت کی سیاست اور حکومت کا کام کریں گے) (بخاری شریف) اس حدیث میں عقیدہ ختم نبوت کو جس وضاحت سے بیان کیا گیا ہے وہ مسئلہ ختم نبوت کے لئے ایک فیصلہ کن چیز ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''بنی اسرائیل کی سیاست اور حکومت ان کے نبی کیا کرتے تھے۔'' ظاہر ہے کہ یہ کل انبیاء صاحب شریعت تو نہ ہوتے تھے۔ بلکہ صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت دونوں قسم کے ہوتے تھے بلکہ اکثر غیر صاحب شریعت ہوتے تھے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ ''جب کوئی نبی فوت ہوتا تھا تو اس کی جگہ دوسرا نبی ہوتا تھا'' سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس قدر کثرت کے ساتھ انبیاء غیر صاحب شریعت ہی ہوئے ہیں۔ یہ حالت تو بنی اسرائیل کی تھی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ بطور مقابلہ کے بیان فرماتے ہیں کہ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ خواہ نبی تشریعی ہو یا غیرتشریعی۔

اب یہاں پر سوال ہوتا تھا کہ جب بنی اسرائیل کی سیاست اور حکومت ان کے نبی کیا کرتے تھے تو امت محمدیہ کی سیاست اور حکومت کون کرے گا کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی تو ہوگا نہیں۔ اس کا جواب نبی کریم ﷺ نے یہ دیا کہ میرے بعد میرے جانشین اور خلفاء ہوں گے کہ جو امت محمدیہ کی سیاست اور حکومت کریں گے۔ اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا خواہ وہ کسی قسم کا ہوتو اس کا ذکر ایسے موقع پر نبی کریم ﷺ ضرور فرماتے۔ خلفاء کا تو آپ ذکر فرماتے ہیں۔ لیکن کسی کے نبی ہونے کا اشارہ تک بھی نہیں فرماتے۔ حالانکہ عہدۂ نبوت کا بیان مرتبہ خلافت کے بیان سے اہم اور ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی شخص کسی خلیفہ کے انکار کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق نہیں ہوتا۔ ہاں! نبی کے انکار سے ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر جب کہ آپ بنی اسرائیل میں لگاتار انبیاء کا ہونا بیان فرمارہے ہیں۔ امت محمدی کی اطلاع کے لئے کسی نہ کسی نبی کے ہونے کی ضرور خبر دیتے۔ لیکن آپ تو صاف فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا خلفاء ہوں گے اور اس حدیث کی تصدیق واقعات اور مشاہدہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آج تک جس قدر نبی کریم ﷺ کے جانشین اور خلفاء ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی نبی نہیں ہوا۔ ہاں! حدیث نمبر۱ کے مطابق جھوٹے نبی ہوئے ہیں جس سے اس حدیث کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس قدر صاف اور صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبی ماننا اپنی خواہشات نفسانی کا اتباع کرنا اور ’’وجعل الٰھہٗ ھوی‘‘ اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا کا مصداق بننا ہے۔

تیسری حدیث: ابن ماجہ میں دجال کے بیان میں ایک بڑی روایت ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ’’انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم‘‘ میں (نبی کریم ﷺ) آخری نبی ہوں اور تم (امت محمدیہ) آخری امت ہو۔ اس حدیث میں لفظ خاتم

یا اور کوئی ایسا لفظ ہیں کہ جس میں کسی قسم کی تاویل چل سکے۔ صاف طور سے آخر کا لفظ ہے جس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور امت محمدیہ آخری امت ہے اس امت کے بعد کوئی دوسری امت نہ ہوگی۔ ’’آخر الامم‘‘ فرماکر نبی کریم ﷺ نے تمام تحریفات کا دروازہ بند کردیا۔ کیونکہ اگر بعد نبی کریم ﷺ کے کوئی نیا نبی ہو خواہ وہ اپنی من گھڑت اصطلاح کے موافق خلق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے غیر صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہو۔ لیکن اس قدر تو ضرور ہوگا کہ اس کے ماننے والوں کو اس کی امت کہا جاوے گا۔ جیسا کہ بعض مدعیان نبوت کے ماننے والے اپنے آپ کو مدعی نبوت کی طرف ناقص طور پر منسوب کرتے ہوئے احمدی کہتے ہیں اور مسلمان ان کو غلمدی یا مرزائی یا قادیانی کہتے ہیں۔

بہرحال اگر لفظ آخرالانبیاء میں کوئی تحریف کی جائے گی تو لفظ آخرالامم میں بھی ضروری تحریف کرنا ہوگا۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ نہ تو حضور آخری نبی ہیں اور نہ امت محمدیہ آخری امت ہے۔ اب طالبین حق غور کریں کہ حدیث کے یہ معنی بیان کرنا حدیث کی تصدیق ہوگی یا تکذیب۔ نبی کریم ﷺ تو فرماویں کہ میں آخری نبی اور امت محمدی آخری امت ہے اور ایک شخص کھڑے ہوکر کہے کہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ نہ تو آخری نبی ہیں اور نہ امت محمدی آخری امت ہے تو ایسے شخص کو یہی کہا جاوے گا کہ وہ حقیقت میں نبی کریم ﷺ کو جھٹلاتا ہے۔ اگرچہ زبان سے فنافی الرسول اور ظل اور بروز بننے کا مدعی ہو۔

لفظ خاتم کے معنی

آیت قرآنی: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ میں خاتم النّبیین زیر بحث ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں اور مرزا قادیانی کی امت خاتم النّبیین کے معنی نبیوں پر مہر لگانے والا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے لفظ خاتم کے جو

معنی اپنے کلام میں اس قسم کے محاورہ میں لئے ہیں اس کو بیان کردیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی (تریاق القلوب ص۱۵۶، خزائن ج۱۵ص۴۷۹) پر فرماتے ہیں: ''یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

مرزا قادیانی کا مطلب صاف ہے کہ چونکہ میرے بعد میرے والدین کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے میں خاتم الاولاد ہوں تو خاتم الاولاد کے معنی یہ ہوئے کہ جس کے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہ ہو۔ پس اسی طرح معنی خاتم النّبیین کے ہیں۔ یعنی خاتم النّبیین وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ الله الله خیر سلاّ!

۲...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن پاک خاتم الکتب ہے۔ (ازالہ اوہام ص۱۳۷، خزائن ج۳ص۱۷۰) اس کا مطلب یہی ہے کہ قرآن پاک خداتعالیٰ کی طرف سے آخری کتاب ہے اس کے بعد خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب نہ ہوگی۔ پس اسی طرح خاتم النّبیین کے معنی کرو کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی نہ ہوگا۔ الحمدللہ! ہم نے مرزا قادیانی کے دوحوالوں سے ثابت کردیا کہ اس قسم کے محاورات میں خاتم کے معنی آخر کے ہیں نہ مہر کے...... مختصر بات ہو مضمون مطول ہووے۔

اقوال بزرگان

۱...... حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند (مناظرہ عجیبہ ص۱۰۳) پر تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا! امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے۔ اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کے کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے، اس کو کافر سمجھتا ہوں۔'' یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے وہ کافر ہے۔ پس جو شخص کسی کو نبی مانے وہ کون، خود سوچ لو۔

۲...... امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمدؒ فرماتے ہیں: ''در شان حضرت فاروق اعظمؓ فرمودہ است۔ علیہ وعلیٰ الہٖ الصلوٰۃ والسلام لو کان بعدی نبی لکان عمر یعنی لوازم وکمالاتیکہ در نبوت درکار است۔ ہمہ را عمر دارد اما چوں منصب نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است۔ بدولت منصب نبوت مشرف نگشت۔'' (مکتوبات ج۳ مکتوب۲۴) نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔ یعنی جو لوازم اور کمالات منصب نبوت کے لئے چاہیں وہ حضرت عمرؓ میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ عہدۂ نبوت نبی کریم ﷺ کی ذات قدسی صفات پر ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ عہدۂ نبوت پر نہ پہنچ سکے۔''

عبارت مذکورہ بالا سے پانچ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بات! یہ کہ حضرت عمرؓ میں تمام لوازم اور کمالات نبوت موجود تھے۔ دوسری بات! یہ کہ حضرت عمرؓ باوجود تمام کمالات نبوت رکھنے کے نبی نہ تھے۔ تیسری! یہ کہ حضرت عمرؓ کا عہدۂ نبوت پر نہ پہنچنا اس لئے تھا کہ منصب نبوت نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہو چکا ہے۔ چوتھی! یہ کہ کمالات نبوت اور چیز ہیں اور منصب نبوت اور چیز ہے۔ کمالات نبوت حاصل ہو جانے سے عہدۂ نبوت اور مقام نبوت کا ملنا ضروری نہیں۔ پانچویں! یہ کہ امت محمدیہ میں بعض ایسی جلیل القدر ہستیاں ہوں گی کہ جو اپنے اندر تمام کمالات نبوت رکھتی ہوں گی۔ لیکن کمالات نبوت رکھتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔

پس جو شخص کہ کمالات نبوت سے بالکل عاری ہو۔ جس کی دماغی حالت قابل رحم ہو۔ بات بات پر اپنے مخالفین کو کاٹ کھانے کے لئے دوڑتا ہو۔ جس کو گالیوں کی طلسم ہوشربا ازبر ہو۔ جو بات بات میں انبیاء علیہم السلام پر سوقیانہ اور گستاخانہ فقرے چست کرتا ہو۔ جس کی شوخ چشمی اور جسارت اس قدر بڑھ گئی ہو کہ اہل بیت نبوت اور صحابہ کرامؓ کی عزت وحرمت پر بھی ہاتھ صاف کر جائے۔ اس کا نبوت کا دعویٰ کرنا یا نبی ہونا کس طرح صحیح ہوگا۔ اس کا فیصلہ

ناظرین کے ذمہ ہے۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ پہلے حضرت مجدد صاحبؒ سرہندی کا فیصلہ پڑھو اور خدائی قدرت کا تماشا دیکھو۔

صداقت مرزا قادیانی: پہلے ٹریکٹ میں مرزا قادیانی کے پیغام نکاح کی تمہید تھی اب پیغام نکاح بھی مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں سنئے اور استخارہ کا نتیہ پیغام نکاح کی صورت میں دیکھئے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''اس خدائے قادر مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک ومروت (جائیداد وغیرہ دینا) اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب رحمت اور برکت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو (اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷،۱۵۸) میں درج ہیں۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا یہ پیغام الہامی پیغام ہے۔ اس نکاح کے لئے مرزا قادیانی کو خداتعالیٰ نے فرمایا ہے اور رضائے حق بھی ہے کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے ہو جائے۔ اگر احمد بیگ مرزا قادیانی کو اپنی لڑکی دے گا تو جائیداد دینے کے علاوہ مرزا قادیانی اس کے ساتھ اور بہت کچھ سلوک کریں گے اور اگر لڑکی نہ دے گا تو نہ جائیداد ہی ملے گی اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور سلوک کیا جائے گا۔ یہاں تک تو مرزا قادیانی احمد بیگ کو خوب طمع اور ترغیب دیتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی دھمکی کا پہلو بھی اختیار کرتے ہیں کہ اگر طمع اور لالچ سے احمد بیگ نہ مانے تو دھمکی سے ڈر کر مان جائے اور مرزا قادیانی کا، الہام کا الہام پورا ہو اور مطلب کا مطلب حاصل۔

چنانچہ فرماتے ہیں: ''لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ویسے ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

مرزا قادیانی زمانہ شناس تھے اور خوب جانتے تھے کہ عورتیں فطرتاً کمزور دل ہوتی ہیں۔ ذراسی دھمکی سن کر گھبرا جاتی ہیں۔ اسی غرض سے مرزا قادیانی نے اوّل سے آخر تک ساری مصیبتوں کا رخ محمدی بیگم ہی کی طرف رکھا ہے تاکہ وہ ان مصیبتوں سے گھبرا کر کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر دینے پر راضی نہ ہو۔ وہ مصیبتیں کیا ہیں سنئے: اگر احمد بیگ اپنی لڑکی کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ نہ کرے گا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ یعنی نکاح نہ کرنے کی وجہ سے پہلی مصیبت تو لڑکی پر یہ ہے کہ اس کا انجام نہایت ہی برا ہو۔ ہاں یہ بات ذرا غور طلب ہے کہ گناہ کرے احمد بیگ اور انجام برا ہو لڑکی کا۔ کرے کوئی بھرے کوئی۔ یہ عجیب بات ہے یعنی محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار تو کرنے سے انکار تو کرے احمد بیگ اور سزا دی جائے محمدی بیگم کو اور سزا بھی معمولی نہیں۔ بلکہ انجام برے ہونے کی۔ ظاہر ہے کہ جس کا انجام نہایت ہی برا ہو اس کے لئے تو آفت کا سامنا ہے۔

مرزا قادیانی کی یہ دھمکی اگرچہ زبردست دھمکی ہے۔ لیکن شاید وہ لڑکی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ انجام برا ہوگا تو ہو جائے۔ شروع میں تو عیش وعشرت سے بسر ہوگی۔ اس لئے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ جس سے بیاہی جائے گی وہ شخص نکاح کے دن سے لے کر اڑھائی سال تک مرے گا۔ یعنی دوسری مصیبت یہ ہے کہ وہ لڑکی بیوہ ہوگی۔ لیجئے! ابتداء اور انتہاء دونوں میں محمدی بیگم کے لئے مصیبت ہی مصیبت ہے۔ تیسری مصیبت محمدی بیگم پر یہ کہ روز نکاح سے تین سال تک محمدی بیگم کا باپ (احمد بیگ) مر جائے گا۔ یعنی یتیمی کی مصیبت۔ چوتھی مصیبت یہ ہوگی کہ گھر میں تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور گھر میں محمدی بیگم بھی داخل ہے۔ اس لئے وہ بھی اس مصیبت میں مبتلا ہوگی۔ پانچویں مصیبت یہ کہ درمیانی زمانہ میں بھی محمدی بیگم کے لئے رنج وغم کی باتیں پیش آئیں گی۔ گویا محمدی بیگم کا سارا زمانہ رنج وغم میں گزرے گا۔ کیونکہ شروع میں بیوہ ہوگی اور پھر یتیم ہوگی اور پھر تفرقہ تنگی وغیرہ میں مبتلا ہوگی اور درمیانی زمانہ بھی رنج وغم سے بسر کرے گی اور پھر انجام تو نہایت ہی برا ہوگا اور جس سے بیاہی جائے گی۔ اس کی فقط ایک ہی سزا ہوگی۔ یعنی نکاح کے دن سے اڑھائی سال تک مرنا۔

الغرض یہ سب کچھ ہوگا۔لیکن کب ہوگا۔اس وقت ہوگا جب کہ احمد بیگ محمدی بیگم کا کسی دوسرے شخص سے نکاح کردے۔مرزا احمد بیگ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے۔مرزا قادیانی کی الہامی حالت سے اچھی طرح واقف تھے۔انہوں نے مرزا قادیانی کی اس قدر زوردار الہامی پیش گوئی کی کوئی پرواہ نہ کی اور نہ محمدی بیگم ہی نے اس طرف کوئی توجہ کی اور سلطان محمد تو انتہائی جسارت اور بے باکی سے مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو خیال میں بھی نہ لایا اور احمد بیگ صاحب نے محمدی بیگم کا عقد سلطان محمد کے ساتھ کردیا اور یہ باطل شکن نکاح ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا اور مرزا قادیانی کی زوردار الہامی پیش گوئی کے پورا ہونے کا وقت شروع ہوگیا اور موافقین ومخالفین کی نظریں اس انتظار میں مصروف ہوگئیں کہ کب مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری ہو اور مرزا قادیانی اپنی صداقت کا ڈھنڈورا پیٹیں اور مرزائی صاحبان کو بغلیں بجانے کا موقع ہاتھ آئے اور مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی کے ولیمہ میں شرکت کا شرف حاصل کریں۔مگر اس سے پہلے کہ ہم اس پیش گوئی کا نتیجہ بیان کریں۔ناظرین کو مرزا قادیانی کے ان تمام الہامات کی سیر کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو اس پیش گوئی کے متعلق وقتاً فوقتاً مرزا قادیانی کو ہوتے رہے ہیں۔تاکہ موافق ومخالف صحیح طور سے اس بات کا اندازہ لگا سکے کہ مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی کے متعلق بیس سال تک جو الہامات ہوتے رہے ہیں۔وہ الہامات رحمانی ہیں یا القائے شیطانی۔نیز مرزا قادیانی کی وہ دلچسپ خط وکتابت کہ جو لڑکی کے اعزہ واقارب سے اس نکاح کے لئے کی ہے اس کو بھی درج کردیں۔جس کے بعد مرزا قادیانی کی الہامی حالت روز روشن کی طرح واضح ہوجائے۔اگرچہ بعض ان حضرات کو کہ جو مرزا قادیانی کے آسمانی نکاح کے ولیمہ کے حالات معلوم کرنے کے شائق ہیں۔کے اس قدر تاخیر ناگوار معلوم ہوگی مگر ہم مجبور ہیں۔کیونکہ حق وانصاف کا مقتضا یہ ہے ہم جب تک کہ مرزا قادیانی کے جملہ الہامات اور تحریریں ناظرین کے سامنے پیش نہ کردیں۔اس وقت تک اس پیش گوئی کی بناء پر مرزا قادیانی کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کا ہم کو حق نہیں پہنچتا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت

(سلسلہ ٹریکٹ نمبر ۵)

انجمن سیف الاسلام دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم!

ختم نبوت (سلسلہ کے لئے ٹریکٹ نمبر۴ ملاحظہ ہو)

حدیث نمبر۴: نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک نبوت اور رسالت منقطع ہوچکی ہے تو اب نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی ہوگا۔ (ترمذی)

یعنی نبوت اور رسالت دونوں منقطع ہوچکی ہیں تو اب نہ کسی کو میرے بعد مرتبہ رسالت ملے اور نہ عہدۂ نبوت۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ عقیدہ ختم نبوت کو جس پرزور طریق سے بیان فرمارہے ہیں وہ قابل غور ہے۔ کیونکہ آپ عہدۂ نبوت اور رسالت دونوں کی نفی فرماتے ہیں۔ جس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی ہوگا نہ غیر تشریعی بلکہ دعویٰ نبوت کرنے والا مطابق روایت نمبر۱ دجال ہوگا۔ اس حدیث میں کوئی تحریف یا تاویل قطعاً نہیں چل سکتی۔ کیونکہ حدیث میں لفظ انقطاع موجود ہے نہ کہ لفظ ختم۔ اس قدر تصریح اور تفصیل ہوتے ہوئے کسی نئے مدعی نبوت کی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹنا نبی کریم ﷺ کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے جو ایک مسلمان کی شان سے تو یقیناً بعید ہے۔

افسوس ان لوگوں پر ہے کہ جو اس قدر صاف اور صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے راہ حق سے بہکے جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ایسی صاف اور صریح روایات کا مطلب بجز اس اور کچھ ہوسکتا ہے تو پھر روزہ نماز اور جملہ عبادات کے متعلق اسی قسم کے لغو مطالب کیوں نہیں نکل سکتے۔ یقیناً نکل سکتے ہیں اور پہلے گمراہوں اور مدعیان نبوت نے اسی قسم کے لغو مطالب نکالے بھی ہیں۔

پس اگر جملہ مطالب اور معانی بے چون وچرا تسلیم کئے جانے لگیں تو نہ روزہ ہی رہے گا اور نہ نماز بلکہ جملہ عبادات وغیرہ کا صفایا ہوجائے گا اور پھر اسلام سے ہاتھ دھونے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔

حدیث نمبر۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اوراس کو خوب اچھا بنا کر آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر اس گھر میں ایک طرف ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے اور لوگ اس مکان کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور مکان کی خوب صورتی دیکھ کر عش عش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگادی گئی (کہ مکان بالکل کامل ہو جاتا) اور میں آخری نبی ہوں اور بعض روایات میں ہے کہ میں نے اس اینٹ کی جگہ کو بند کر دیا اور قصر نبوت کی تکمیل میرے ذریعہ سے کردی گئی اور ایک روایت میں ہے کہ میں (قصر نبوت کی تکمیل کے لئے بمنزلہ) اس اینٹ کے ہوں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، مسند امام احمد بن حنبل)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ جس پر دین وایمان کا مدار ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس مسئلہ کو مختلف طریق سے بیان فرمایا ہے تاکہ امت محمدی غلطی میں مبتلا نہ ہو اور کسی شخص کو اپنی من مانی باتیں منوانے کی جرأت پیدا نہ ہو سکے۔ اسی لئے عقیدہ ختم نبوت کو مذکورہ بالا روایت میں نبی کریم ﷺ بطور ایک مثال کے بیان فرماتے ہیں تاکہ ہر شخص نہایت آسانی کے ساتھ اس مسئلہ کو سمجھ کر اپنے دین وایمان کو غارت گران اسلام سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری مثال اور مجھے سے پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ ان کی مثال اس طرح سمجھو کہ جیسے کوئی شخص ایک مکان بناوے اوراس کو خوب اچھی طرح بنائے اوراس مکان کو اچھی طرح آراستہ کرے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی باقی نہ رہے۔ لیکن فقط ایک اینٹ کی جگہ باقی چھوڑ دے کہ اگر وہ اینٹ اس مکان میں لگادی جائے تو پھر کسی قسم کا کوئی نقص اور کمی باقی نہ رہے اور وہ محل نہایت کامل ہو جائے۔ لوگ اس مکان کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں اور مکان کی بناوٹ اور خوب صورتی دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ اس مکان میں جو ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ اگر یہاں پر ایک اینٹ لگادی جائے تو مکان نہایت کامل ہو جائے گا اور پھر کسی قسم کی کمی باقی نہ رہے گی تو میں نے اس اینٹ کی جگہ کو بند کر دیا اور میری وجہ سے قصر نبوت مکمل ہو گیا۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر عقیدہ ختم نبوت کی اور کیا تشریح اور تفصیل ہوسکتی ہے کہ نبوت کو ایک محل اور مکان کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے اور اس مکان کے کامل ہونے میں محض ایک اینٹ کی کمی بیان کی جاتی ہے اور پھر نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس اینٹ کی جگہ کو میں نے بند کر دیا اور میری وجہ سے قصر نبوت مکمل ہو چکا ہے تو اب اس میں کوئی کمی باقی نہ رہی۔ پس جب کہ قصر نبوت مکمل ہو چکا ہے تو اب کسی مدعی نبوت کا دعویٰ نبوت کرنا بجز اس کے اور کیا معنی رکھتا ہے کہ قصر نبوت کی تکمیل تک ابھی نہیں ہوئی اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ جو شخص قصر نبوت کو نبی کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے کامل نہ مانتا ہو۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے۔ اگرچہ ناواقف اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے فنا فی الرسول کا دلنواز راگ نئے نئے سروں سے کیوں نہ آلاپے۔ اس کے جھوٹا ہونے میں کسی کو کوئی تامل نہ ہوگا۔ ہاں! اس ارشاد نبوی سے ایک بات اور ثابت ہوئی۔ وہ یہ کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو عہدۂ نبوت نہ ملے گا اور انبیاء سابقین میں سے اگر کوئی زندہ ہو تو یہ ختم نبوت کے ہرگز خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نبی کو عہدۂ نبوت آپ سے پہلے دیا گیا ہے نہ آپ کے بعد۔ پس مسئلہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مسئلہ ختم نبوت پر اعتراض کرنا اپنی جہالت اور ناواقفیت کا ثبوت پیش کرنا ہے۔

<u>حدیث نمبر۶:</u> حضرت سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم کو مجھ سے وہ درجہ حاصل ہے کہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم) واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کو تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے اپنا قائم مقام بنانا چاہا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا آپ ﷺ مجھ کو بچوں اور عورتوں کے ساتھ چھوڑتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے لئے یہ خوشی کی بات نہیں کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی اور حفاظت کے لئے بنی اسرائیل کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ میں بھی تم کو اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاؤں۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ جملہ نبی کریم ﷺ نے اس

لئے ارشاد فرمایا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ اسی طرح شاید کہ نبی کریم ﷺ کے بعد بھی نبی ہوں کہ جو آپ ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام بنیں۔ اس واسطے نبی کریم ﷺ نے تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

یہاں تشریعی وغیر تشریعی کا فرق بھی کام نہ دے گا۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام اس فرق کے مطابق غیر تشریعی نبی تھے۔ پس جب کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعد حضرت ہارون علیہ السلام جیسے نبی ہونے کا انکار فرماتے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی تشریعی ہوگا اور نہ نبی غیر تشریعی۔ اگر کوئی نبی کسی قسم کا ہوتا آپ کہیں نہ کہیں ضرور اس کو بیان فرماتے۔

ختم نبوت کا ثبوت مرزا قادیانی کے اقوال سے

۱...... مرزا قادیانی اپنی کتاب (آسمانی فیصلہ ص۱۵، خزائن ج۴ص۳۳۵) میں تحریر فرماتے ہیں: ’’اے لوگو! دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النّبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔‘‘

مرزائی صاحبان غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی جس نبوت کے نئے سلسلے کے جاری کرنے والے کو دشمن قرآن بتلاتے ہیں۔ پس جو شخص وحی نبوت کے نئے سلسلہ کو جاری کرے گا وہ دشمن قرآن ہوگا۔ تم میں سے جو منطق جانتے ہوں ان کی آسانی کے لئے ہم یہاں صغریٰ وکبریٰ بنا کر نتیجہ بتلاتے ہیں۔ سنئے صغریٰ۔ مرزائی صاحبان وحی نبوت کے نئے سلسلہ کو جاری کرتے ہیں۔ کبری۔ جو شخص وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری کرے۔ وہ دشمن قرآن ہے۔ نتیجہ: مرزائی صاحبان دشمن قرآن ہیں۔ آہ تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔ مرزا قادیانی کو نبی بھی مانا دشمن قرآن بھی بنے۔ لیکن مرزائی صاحبان مجبور ہیں کیونکہ وہ مرزا قادیانی کے تابع ہیں اور جیسا رنگ مرزا قادیانی بدلیں گے ویسا ہی ان کو بدلنا ہوگا۔ اس لئے کہ عقل جو کہ ایک جوہر لطیف ہے اور جو کہ کسی انسان کی انسانیت کا مدار ہے۔ وہ شروع ہی میں مرزا قادیانی کے حوالہ کر چکے ہیں۔ اب اگر وہ بے چارے سوچیں تو کیا سوچیں اور سمجھیں تو کیا سمجھیں۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ!

۲...... مرزا قادیانی اپنی کتاب (ضمیمہ سراج منیر ص ح، خزائن ج۱۲ ص۹۵) کے آخر میں ناواقف مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ایک دام تزویر بچھاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی نعت میں ایک نظم لکھتے ہیں جس میں ایک شعر یہ بھی ہے:

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت رابرو شد اختتام

نبی کریم ﷺ تمام رسولوں اور ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ ہر ایک نبوت آپ پر ختم ہوچکی ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب ہر نبوت خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ ظلی ہو یا بروزی حقیقی ہو یا مجازی۔ مستقل ہو یا غیر مستقل سب کی سب نبی کریم ﷺ کی ذات قدسی صفات پر ختم ہوچکی ہے تو مرزا قادیانی کون سے نبی ہیں اور کس نبوت کے مدعی ہیں۔ کیا مرزائی صاحبان کے نزدیک نبوت کی کوئی اور قسم بھی ہے جو ان اقسام کے علاوہ ہو۔ ہاں! ایک نبوت باقی ہے۔ یعنی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی والی نبوت۔ پس مرزا قادیانی اسی نبوت کے مدعی ہیں۔

مرزائیوں پر ایک لاجواب اعتراض: عام طور سے اسلامی مناظرین اور عام مسلمان مرزائی صاحبان پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت مل سکتی ہے تو تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی سے پہلے اور کوئی نبی کیوں نہ ہوا۔ اس پر مرزائی صاحبان بغلیں جھانکتے ہیں اور بجز خاموشی کے اور کوئی جواب نہیں دیتے اور ان کو نہایت پشیمانی اور شرمندگی ہوتی ہے۔ مرزائی صاحبان سے یہ توقع اور امید رکھنا کہ وہ ہمارے شکرگزار ہوں گے۔ بالکل فضول ہے۔ لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ مرزائی صاحبان آخر ہمارے انسانی بھائی تو ہیں۔ اس لئے ہم ان کی ذلت اور رسوائی کا وہ دردناک منظر دیکھنا جو ان کو اس اعتراض کے جواب دینے کے وقت پیش آجاتا ہے قطعاً گوارا نہیں کرتے۔ پس اس غرض سے ہم اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ مرزائی مبلغین اپنی اپنی نوٹ بک میں درج کرلیں کہ بوقت ضرورت کام آوے اور وقت پر ذلت ورسوائی کا بھیانک منظر دیکھنا نہ نصیب ہو۔ آمین!

اعتراض کا جواب: واقعی مرزا قادیانی سے پہلے بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، صالح بن ظریف وغیرہ۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی نبی ہیں۔ اس لئے یہ اعتراض قطعاً لغو ہے۔ سبحان اللہ! کس قدر مختصر اور جامع مانع جواب ہے کہ مخالف کو دم مارنے کی بھی گنجائش نہیں۔ ہاں! تجربہ شرط ہے۔ دیکھیں مرزائی صاحبان اس جواب کو قبول فرماتے ہیں یا نہیں:

گر قبول افتد زہے عز و شرف

صداقت مرزا قادیانی

(سلسلہ کے لئے ٹریکٹ نمبر۴ ملاحظہ ہو)

منکوحہ آسمانی (محمدی بیگم) کی پیشین گوئی کی بابت مرزا قادیانی کا ایک الہام درج کیا جاچکا ہے۔ جو (اشتہار۱۰/جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷) سے منقول ہے۔ اب اس الہام کی الہامی تفصیل اور تشریح بھی مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں سنئے۔ مرزا قادیانی مذکورہ بالا اشتہار میں فرماتے ہیں۔

(۱) ’’پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خداتعالیٰ نے جو مقرر کر رکھا ہے وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ (۲) اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا۔ (۳) اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔‘‘ (منقول از اشتہار ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

منقولہ بالا عبارت مرزا قادیانی کی ہے۔ ہم نے ناظرین کی سہولت کے لئے ہر فقرہ پر نمبر لگا دیئے ہیں تاکہ ہر فقرہ کا مطلب نہایت واضح طور سے معلوم ہوسکے۔ فقرہ نمبر۱ سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس پیشین گوئی کی بابت مرزا قادیانی کا پہلا الہام اگرچہ تفصیلی تھا۔ لیکن مرزا قادیانی نے فقط اس تفصیل پر بس نہیں کی۔ بلکہ زیادہ تصریح اور

تفصیل کے لئے بار بار اپنے ملہم کی طرف توجہ کی۔ کیونکہ اس کی متعدد وجوہ ہوسکتی ہیں۔ مثلاً یا تو بار بار توجہ کرنے پر قلق واضطراب نے مجبور کیا اور یا اس لئے کہ منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی ہی مرزاقادیانی کے صادق اور کاذب ہونے کی کسوٹی تھی۔ اگر اس قدر عظیم الشان پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے یا کوئی شرط وغیرہ بیان سے رہ جائے تو مرزاقادیانی کی صداقت ہی معرض خطر میں پڑ جائے گی اور سارا مشن ہی درہم برہم ہو جائے گا۔

دوسری بات جو فقرہ نمبر۱ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے مرزاقادیانی کو الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ خداتعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ محمدی بیگم کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار مرزاقادیانی کے ہی نکاح میں لائے گا۔ یعنی مرزاقادیانی کے الہامی نکاح کے پورے ہونے میں موانع پیش آئیں گے۔ روک ٹوک کی جائے گی۔ لیکن خداتعالیٰ ذمہ دار بن گیا ہے کہ وہ ہر ایک مانع اور روک کو دور کرے گا اور محمدی بیگم مرزاقادیانی کے نکاح میں لائے گا اور نتیجہ یہی نکلے گا کہ محمدی بیگم مرزاقادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ حق وصداقت کے شیدائی اور سعید الفطرت روحیں بخوبی یقین کر لیں کہ اس قدر الہامی تفصیل اور تشریح کے بعد بھی اگر مرزاقادیانی کی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو یقیناً مرزاقادیانی کی صداقت مخدوش ہو جائے گی اور پھر ان کا اور ان کی امت کا وجود عالم اسلامی ہی کے لئے نہیں بلکہ عالم انسانی کے لئے نہایت پرخطر اور گمراہ کن ثابت ہوگا اور مطابق حدیث: ’’ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال ‘‘حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کوئی فتنہ دجال سے بڑھ کر نہیں ہے۔

مرزاقادیانی کا تو وجود اور ان کے مصنوعی معجزات وغیرہ محسن ایمان ہی ہوں گے نہ مطمئن صدق مرزاقادیانی بلکہ مطمئن کذب مرزاقادیانی ہو جائیں گے اور مرزاقادیانی کے جملہ دعاوی والہامات حد صداقت سے نکل کر اباطیل واکاذیب کا مجموعہ بن جائیں گے۔ کیونکہ مرزاقادیانی خود اقرار فرماچکے ہیں کہ: ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

پس جب کہ اس قدر عظیم الشان الہامی پیشین گوئی جس کی الہامی تشریح اور تفصیل بھی کردی گئی ہو۔ جھوٹی ہوجائے تو پھر مرزا قادیانی کی کوئی بات یا الہام قابل اعتبار نہ ہوگا اور بصورت پیشین گوئی پوری نہ ہونے کے چار صورتیں نکلیں گی۔ جن میں سے ایک صورت ضرور ماننا ہوگی۔ (۱) یہ کہ گو خداتعالیٰ نے مرزا قادیانی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ محمدی بیگم کو ان کے نکاح میں لائے گا۔ لیکن خدا کو اختیار تھا۔ اس لئے اس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ یہ صورت تو غالباً مرزائی صاحبان بھی پسند نہ کریں گے۔ کیونکہ کہ اس صورت میں خداتعالیٰ کا وعدہ خلاف ہونا لازم آتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ وعدہ خلافی عیب ہے اور خداتعالیٰ جملہ عیوب ونقائص سے مبرّا ومنزّہ ہے۔ نیز اس صورت کے ماننے کے بعد اس قول اور کفار ومنافقین کے قول ''ما وعدنا الله ورسوله الا غروراً'' خدا اور اس کے رسول نے ہم نے محض جھوٹا وعدہ کیا۔ میں کیا فرق رہے گا۔ اس لئے یہ صورت تو یقیناً نہیں ہوگی۔ (۲) صورت یہ ہے کہ یوں کہا جاوے کہ واقعی خداتعالیٰ نے مقرر تو یہی کر رکھا تھا کہ محمدی بیگم کو مرزا قادیانی کے نکاح میں لائے۔ لیکن اس نکاح کا ظہور ایک شرط کے ساتھ متعلق تھا کہ اگر وہ شرط پوری ہوجائے تو نکاح ہوجائے اور اگر شرط پوری نہ ہو تو نکاح بھی نہ ہو۔ یہ صورت بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جس شرط کے پورا ہونے کے ساتھ ظہور نکاح کا تعلق تھا وہ شرط یا تو نکاح کے لئے مانع ہوگی یا نہیں۔ اگر وہ شرط نکاح سے مانع ہے تو اس شرط کو ضرور پورا ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک مانع دور کرنے کا خداتعالیٰ نے ذمہ لے رکھا ہے اور اگر وہ شرط نکاح سے مانع نہیں تو نکاح ہونا چاہئے۔

بہرحال پہلا فقرہ الہام کا یہ تاویل ہرگز صحیح نہ ہونے دے گا۔ (۳) صورت یہ ہے کہ یوں کہا جاوے کہ شروع میں تو خداتعالیٰ نے یہی مقرر کیا تھا کہ وہ محمدی بیگم کو مرزا قادیانی کے نکاح میں لائے۔ لیکن بعد میں صورت حالات کچھ ایسی پیدا ہوگئی کہ جس کی وجہ سے مرزا قادیانی کو اس نعمت سے محروم کردیا تو اس صورت میں یہ خرابی پیدا ہوگی کہ خداتعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر حرف آئے گا اور لازم آئے گا کہ خداتعالیٰ عالم الغیب نہ ہو۔ کیونکہ بعد میں جو صورت حالات پیدا ہوئی ہے۔ ابتداء میں اس کو اس کا علم نہ تھا۔ العیاذ باللہ!

ظاہر ہے کہ کوئی شخص اتنی جرأت اور ہمت نہیں کرسکتا کہ وہ خداتعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا انکار کردے۔(۴) صورت یہ کہ یوں کہا جاوے کہ یہ رحمانی الہام نہ تھا بلکہ شیطانی القاء تھا اور مرزا قادیانی کی قوت متخیلہ کی بلند پردازی کا ایک دلچسپ نمونہ تھا۔ جس کو مرزا قادیانی رحمانی الہام سمجھ بیٹھے۔ اس صورت کے صحیح ہونے میں کسی منصف مزاج کو تو ہرگز تأمل نہ ہوگا۔ لیکن مرزائی ممبران ہرگز ہرگز اس کو تسلیم نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کے کرشن جی مہاجن پر الزام آئے گا اور وہ جھوٹے ہوجائیں گے اور سارا مرزائی مشن ہی درہم برہم ہوجائے گا۔

دوسرا جملہ یہ ہے کہ (اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا) اس کا مطلب یہ ہے چونکہ مرزا قادیانی کے رشتہ دار مرزا قادیانی کی الہامی حیثیت کے سخت مخالف تھے تو جب اس لڑکی (محمدی بیگم) کا مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح ہوجائے گا تو طوعاً وکرہاً ان کو بھی مرزا قادیانی کی الہامی حیثیت کا قائل ہونا پڑے گا اور اصل بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے رشتہ دار بددین اسی وجہ سے تھے کہ وہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے مانع تھے اور مرزا قادیانی کا یہ نکاح نہ ہونے دیتے تھے۔ پس جب کہ مرزا قادیانی کا یہ نکاح ہوجائے گا تو پھر بددینی سے نکل کر نہایت دیندار اور مسلمان ہوجائیں گے۔ تیسرا جملہ یہ ہے کہ (گمراہوں میں ہدایت پھیلادے گا) یعنی جو لوگ مرزا قادیانی کی تکذیب کرتے ہیں۔ جب محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آجائے گی تو اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے وہ لوگ ہدایت پاجائیں گے تو اگر مرزا قادیانی کا یہ نکاح نہ ہوا تو جو بے دین ہیں وہ بے دین رہیں گے اور نہ گمراہوں میں ہدایت پھیلے گی۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود ہی جھوٹے ثابت ہوں گے اور جب خود جھوٹے ہوئے تو ان کی ہدایت عین ضلالت ہوگی۔ الغرض نکاح نہ ہونے کی صورت میں یہ دونوں جملے بھی خالص جھوٹ ہوجائیں گے۔

اب تک ہم نے منکوحہ آسمانی کی بابت وہ الہام نقل کئے ہیں۔ ایک اصل الہام دوسرے اس الہام کی الہامی تفصیل اور تشریح اور یہ ہر دو الہام ملک کی عام زبان اردو میں ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی الہامی حیثیت ان کے نزدیک کوئی معمولی حیثیت نہ تھی۔ کیونکہ مرزا

قادیانی کو تو یہ دعویٰ ہے کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی ہوتی ہے اور روح القدس میری زبان پر بولتا ہے اور طرفہ تماشا یہ کہ مرزا قادیانی کے الہامات کسی خاص زبان کے پابند نہ تھے۔ بلکہ بعض ایسی زبان میں بھی الہامات ہوتے تھے۔ جس سے آپ قطعاً ناآشنا تھے۔ جب ہی تو قادیان کی قسمت جاگ اٹھی کہ ایسا باکمال انسان قادیان جیسی سرزمین میں پیدا ہوا کہ جس کی نظیر نہ زمانہ سابق میں پیش کی جاسکتی ہے اور نہ بظاہر آئندہ امید ہے۔ ہاں! انہیں کے اتباع میں اگر کوئی ایسا عجیب الخلقت انسان پیدا ہو جائے تو کوئی مستبعد نہیں۔

بہرحال مرزا قادیانی کا الہامی دریا جب بہتا تھا تو دریائے غازی خان کی طرح نہ بستی ہی دیکھتا تھا اور نہ ویرانہ بے تکا ہی چلتا تھا۔ منکوحہ آسمانی کے بابت مرزا قادیانی کا ایک الہام عربی زبان میں بھی ہے۔ جس کا ترجمہ خود مرزا قادیانی نے فرما کر ہم کو ترجمہ کرنے کی مشقت سے سبکدوش فرما دیا ہے۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کے عربی الہام کا انہیں کا بیان کردہ ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ سنئے: ’’یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خداتعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو (نکاح محمدی بیگم) روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی (محمدی بیگم) کو تمہارے طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو (مرزا قادیانی) میرے ساتھ میں (خدا) تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا۔ جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی اوّل میں گو احمق و نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر کار خداتعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔‘‘ (اشتہار مرزا مجریہ ۱۰ رجولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸، ۱۵۹)

مطلب صاف ہے کہ مرزا قادیانی کے رشتہ داروں نے مرزائی نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے مرحلے سے مرزا قادیانی کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کر رہے تھے۔ (اگرچہ پیغام نکاح سے پہلے مرزا قادیانی نے اپنے رشتہ داروں کی شکایت نہیں کی) تو اب خداتعالیٰ ان سب

لوگوں کو دفع کرے گا کہ جو مرزا قادیانی کے نکاح کو روک رہے ہیں اور محمدی بیگم کو مرزا قادیانی کے پاس لائے گا اور مرزا قادیانی کا مددگار ہوگا۔ محمدی بیگم کا نکاح خدا کی ان باتوں میں سے ہے۔ جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے تو جب کہ خدا تعالیٰ محمدی بیگم کو مرزا قادیانی کے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو یہ نکاح ضرور ہوگا اور خدا مرزا قادیانی کے ساتھ اور مرزا قادیانی خدا کے ساتھ ہیں تو پھر محمدی بیگم کی کیا طاقت کہ وہ مرزا قادیانی کے ساتھ نہ ہو۔ ہونا پڑے گا اور اس پیشین گوئی کے پورے ہونے پر مرزا قادیانی کو ایسا مقام ملے گا جس میں مرزا قادیانی کی خوب تعریف ہوگی:

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اور جو احمق اور نادان لوگ شروع میں مرزا قادیانی کو برا کہتے ہیں اور مرزا قادیانی کو کذاب وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ جب منکوحہ آسمانی کو مرزا قادیانی کے نکاح میں دیکھیں گے تو شرمندہ ہوجائیں گے اور جب اس پیشین گوئی کی سچائی کھلے گی تو چاروں طرف سے تعریف ہوگی، کس کی جو سچا ہوگا۔ یہاں تک مرزا قادیانی کے منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی کی بابت تین الہام نقل کئے جاچکے ہیں۔ دو اردو زبان میں اور ایک عربی الہام کا ترجمہ اور اپنا ترجمہ نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا ترجمہ اور ان میں سے کوئی ایسا الہام نہیں۔ جس میں یادش بخیر محمدی بیگم کا تذکرہ نہ ہو۔ ہر الہام میں محمدی بیگم کا ضرور ذکر ہے۔ اگرچہ مجبوری ہی سے کیوں نہ ہو۔ ان الہامات کے بعد اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ نکاح قطعی اور یقینی ہے۔ زمین ٹلے آسمان ٹل جائے۔ لیکن یہ نکاح نہ ٹلے گا۔ یہ تو مرزا قادیانی کے الہامی زور کا نمونہ تھا۔

اب مرزا قادیانی کا خوشامدانہ لہجہ بھی دیکھئے کہ کس طرح لڑکی کے اعزہ واقارب کو خوشامدی خطوط لکھتے ہیں اور اپنے الہام پر اطمینان نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ خود اپنی الہامی حیثیت سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ ڈھول کی آواز ہی آواز ہے اندر کچھ نہیں۔ چنانچہ پہلا خط مرزا قادیانی اپنے سمدھی کو لکھتے جو یہ ہے۔ (باقی آئندہ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ختم نبوت

(سلسلہ ٹریکٹ نمبر ۶)

انجمن سیف الاسلام دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم نبوت از روی احادیث

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم!

ختم نبوت (سلسلہ کے لئے ٹریکٹ نمبر۵ ملاحظہ ہو)

حدیث نمبر۷: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں دروازہ کا پردہ کھولا آپ کا سر مبارک بوجہ مرض کے بندھا ہوا تھا اور لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت میں سے کوئی جزء باقی نہ رہا۔ مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھے یا کوئی اس کے لئے دیکھے۔ باقی ہیں۔ (مسلم شریف، نسائی شریف)

یعنی نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ نبوت کا کوئی جزء اور کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ صرف عمدہ خوابیں باقی ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ نبوت کے اجزاء میں جن کا ہونا نبی کے لئے ضرور ہے۔ اب ان اجزاء میں سے کوئی جزء کسی کو نہ ملے گا صرف ان کا ایک جزء امت محمدیہ کے صالحین میں پایا جائے گا۔ یعنی امت محمدیہ کے نیک لوگ خواب دیکھیں گے اور وہ اچھے خواب ہوں گے ان کا ظہور ہوگا۔ اس صحیح ترین حدیث نے نبوت ظلی اور بروزی سبھی کا خاتمہ کر دیا۔ کیونکہ نبوت کا جو ایک جزء باقی ہے۔ اس کے ملنے سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور اگر فقط اچھے خواب دیکھنے ہی سے نبی ہوسکتے ہیں تب تو پھر ہزاروں ایسے مسلمان نکلیں گے کہ جو اچھی خواب دیکھتے ہیں۔ پھر کیا وہ سب کے سب نبی ہو جائیں گے۔

اس روایت نے تو ختم نبوت کا ایسے صاف طریق سے فیصلہ کر دیا ہے کہ کسی منصف مزاج کو ذرا بھی تأمل نہیں رہتا۔ بشرطیکہ ذرا کچھ سوچ سمجھ سے بھی کام لے اور تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے اتار کر دیکھے اور یہ فرمان نبی کریم ﷺ کا مرض وفات میں ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی نبی آپ کے بعد ہوتا یا کسی قسم کی کوئی نبوت آپ کے بعد باقی رہتی تو آپ ضرور اس کا بھی استثناء فرماتے۔ لیکن آپ تو یہی فرماتے ہیں کہ بس نبوت میں سے صرف سچی خوابیں باقی رہ گئی ہیں۔ آپ کا ایسے وقت پر یہ ارشاد فرمانا صاف اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ایک مرزائی دھوکہ: جس طرح دریا کے پانی کو پانی کہتے ہیں۔ اسی طرح پانی کے ایک قطرہ کو بھی پانی کہتے ہیں۔ پس نبوت کے ایک جزء کو بھی نبوت کہہ سکتے ہیں

اس کا جواب: آج کل جدید فلسفہ اور سائنس ترقی پر ہے۔ آئے دن کچھ نہ کچھ نئی تحقیق نکلتی رہتی ہے۔ اس لئے مرزائی صاحبان نے بھی غالباً مرزا قادیانی کی اتباع میں کوئی نیا فلسفہ ایجاد کیا ہے۔ جس کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کسی مرکب کا ایک جزء پایا جانے سے مرکب بھی پایا جاتا ہے۔ بہرحال ہمارے نزدیک یہ مرزائی فلسفہ وہی وقعت رکھتا ہے جو مرزا قادیانی کا علم کلام۔ جیسے وہ لغو ایسے ہی مرزائی فلسفہ قابل مضحکہ۔ سنئے پانی کے ایک قطرہ کو پانی اس لئے کہتے ہیں کہ پانی ہونے کے لئے جس قدر اجزاء کی ضرورت ہے۔ جس طرح وہ اجزاء ایک دریا کے پانی میں پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ کل اجزاء ایک قطرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ہاں! زیادہ پانی میں وہ اجزاء زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں اور ایک قطرہ میں تھوڑی مقدار میں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کل اجزاء پائے جاتے ہیں۔ پس اسی طرح نبوت کے جب تک تمام اجزاء نہ پائے جائیں، نبوت نہ پائی جائے گی اور زبان رسالت سے یہ فیصلہ ہو چکا کہ سوائے ایک جزء کے اور کوئی جز نبوت کا باقی نہ رہا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

۸...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت ہے۔ (کنز العمال ص۱۹۴)

اس ارشاد میں نبی کریم ﷺ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک نبوت دوسرے خلافت اور فرمایا کہ نبوت میرے لئے ہے اور خلافت تمہارے لئے ہے۔ پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں بجائے نبوت کے محض خلافت ہے اور نبوت کریم ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

۹...... حضرت عبداللہ ابن حارث سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں اگر خود حضرت موسیٰ علیہ السلام آجاویں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ کیونکہ انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں اور امتوں میں سے میرا حصہ صرف تم ہی ہو۔ (بیہقی) یہاں پر نبی کریم ﷺ نے صاف فرما دیا کہ نبیوں میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہوں اور امتوں میں سے میرا حصہ تم ہو تو اب اس کے بعد بھی کسی کا دعویٰ نبوت کرنا سراسر

رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا ہے۔ نعوذ باللہ منہ!

صداقت مرزا قادیانی

(سلسلہ کے لئے ٹریکٹ نمبر۵ ملاحظہ ہو)

مرزا صاحب کا خط آسمانی خسر کے نام:

’’مشفقی مکری اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قادیان میں جب واقعۂ ہائلہ محمود فرزند آن مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطاء فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔‘‘

مضمون خط بتلا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ خط عزا پرسی کے لئے ہے۔ لیکن افسوس کہ اس خط میں ہی مرزا قادیانی کا اصل مقصود یا دش بخیر محمدی بیگم ہی کے حصول کی سعی لاحاصل ہے۔ ماتم پرسی کا خط بھی محمدی بیگم کی طلب سے خالی نہیں اور کیوں ہو۔ بقول غالب مرحوم:

گو میں رہا رہین ستمہای روزگار لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

بہرحال عزا پرسی صرف مطلب ادا کرنے کا ایک حیلہ اور بہانہ ہے۔ اس لئے اس قدر تمہید کے بعد مرزا قادیانی اپنا مطلب بیان فرماتے ہیں۔

’’آپ کے (احمد بیگ) دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بالکل صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے دعائے خیر وبرکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خداتعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خداتعالیٰ

قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر[۷] اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس کا رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔

میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی[۸] اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی (ہرگز نہیں) اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع[۹] رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ[۱۰] بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین[۱۱] کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں[۱۲] مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا[۱۳] اس نے آسمان[۱۴] پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم[۱۵] لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔ والسلام! (خاکسار احقر عباداللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ / جولائی ۱۸۹۵ء بروز جمعہ)

(از کلمہ فضل رحمانی، احتساب قادیانیت ج۲۰ ص۲۷۶)

یہ خط مرزا قادیانی ہی کا ہے جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے عدالت میں حلفیہ بیان کے ذریعہ سے اقرار کیا ہے۔ اس خط سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱...... ماتم پرسی مطلب ادا کرنے کے لئے ایک تمہید ہے۔ اس لئے چند سطور کے علاوہ سارا خط محمدی بیگم ہی کے مطالبہ میں ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے کیونکہ ''تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے۔''

۲...... مرزا قادیانی کا دل احمد بیگ سے بالکل صاف ہے۔

۳...... مرزا احمد بیگ مسلمان ہیں۔

۴...... مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ بہرحال محمدی بیگم کا رشتہ مرزا قادیانی سے ہوگا۔

۵...... محمدی بیگم کے حصول کے لئے مرزا قادیانی کی عاجزی اور خوشامد۔

۶...... نکاح کر دینے کی صورت میں لڑکی والوں کو بشارت اور نہ کرنے کی صورت میں تہدید اور دھمکی۔

۷...... اس پیشین گوئی پر دس لاکھ سے زیادہ آدمی کا اطلاع پانا۔

۸...... مرزا قادیانی کی اس پیشین گوئی جھوٹی نکلنے سے پادریوں کا پلہ بھاری ہونا۔

۹...... مرزائیوں کا گڑ گڑا کے اس پیشین گوئی پوری ہونے کے لئے دعا کرنا۔

۱۰...... مرزا قادیانی کا اس پیشین گوئی پر اسی طرح ایمان لانا جس طرح ''**لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' پر ہے۔

۱۱...... محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ آسمان پر ٹھہر جانا۔

۱۲...... احمد بیگ صاحب سے اس پیشین گوئی پوری کرنے کے لئے اعانت وامداد کی درخواست۔

اس خط کے نقل کرنے کے بعد اگرچہ کسی اور چیز پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ لیکن ہم ناظرین کی پوری واقفیت کے لئے اور گمشدگان راہ حق کے جملہ شکوک واوہام زائل کرنے کی خاطر مرزا قادیانی کا ایک خط اور نقل کرتے ہیں جو کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم (منکوحہ آسمانی) کے لئے مرزا علی شیر بیگ صاحب کے نام لکھا ہے۔

مرزا قادیانی کا خط مرزا علی شیر بیگ صاحب کے نام:

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہٗ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ مگر میں للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پروانہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی[۱۶] کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میرے عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام[۱۷] کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پروانہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس[۱۸] کو خوار کیا جائے۔ روسیاہ کیا جاوے۔

اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا[۱۹] ہوں گا تو ضرور مجھے بچالے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ[۲۰] کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا[۲۱] میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سب ایک ہوگئے۔ یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔

مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا[۲۲] ہے۔ ہم

اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا[۲۳] مرتا رہ گیا، کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز[۲۴] ہوں، ذلیل ہوں، خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔

اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی (احمد بیگ) کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جب کہ آپ کی خود منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اس نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں[۲۵] دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے و میں بہ دل[۲۶] و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال[۲۷] ان کا مال ہوگا۔

لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے[۲۸] توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں خصرت ہوا ایسے ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم! (راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۶؍مئی ۱۸۹۱ء)

برادران اسلام! مضمون خط صاف ہے کسی تشریح کی حاجت نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے عقل صحیح اور فطرت سلیم عطاء فرمائی ہے۔ مضمون خط سمجھنے

کے بعد فوراً ہی مرزا قادیانی کی الہامی حیثیت سے بخوبی واقف ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی کی الحاح وزاری و عجز وانکساری قابل دید ہے۔ اپنی تمنا کا اگر خون ہوتا ہے تو اپنے لڑکے کا گھر بھی برباد کرتے ہیں۔ دوسروں کو پرانے اور قدیم رشتے ناطے توڑنے پر خدا کا خوف دلایا جاتا ہے اور اپنے آپ محض ایک لڑکی نہ ملنے پر سارے ناطے رشتے توڑتے ہیں اور خدا کا خوف نہیں کرتے۔ خدارا غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا معیار نبوت یہی ہے کہ ایک لڑکی کے لئے اس طرح پاپڑ بیلے جائیں اور پھر دعویٰ ہو کہ آسمان پر نکاح ہو چکا ہے۔ اگر الہامی نکاح ایسے ہی ہوتے ہیں تو دنیا میں عام طور سے اس قسم کے دباؤ سے بیسیوں نکاح ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اگر خدانخواستہ یہ نکاح ہو بھی جاتا تو اس نکاح کو الہامی نکاح کہنا کچھ مرزا قادیانی ہی کا کام تھا۔

بہرحال اس نکاح کے لئے مرزا قادیانی نے سارا الہامی زور لگایا، ساری دنیاوی کوشش ختم کردی، اپنی پہلی بیوی کو طلاق دی۔ کیونکہ اس نے مرزا قادیانی کا اس معاملہ میں ساتھ نہ دیا۔ الغرض جو کچھ کرنا تھا سب کچھ کیا۔ لیکن نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا اور دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی اور مرزا قادیانی کا اس قدر عظیم الشان نشان صداقت سراسر جھوٹ نکلا اور جس پیشین گوئی پورا ہونے پر اپنے مشن کی صداقت کا مدار رکھتا تھا۔ وہ بالکل غلط نکلی اور خود مرزا قادیانی نے اپنے قلم سے اپنی صداقت کا خاتمہ کر دیا اور اپنے اقرار سے ذلیل اور خوار ہوا۔

اب ہم مرزا قادیانی کی دو الہامی عبارت جو ٹریکٹ نمبر۴، ۵ میں درج کر چکے ہیں۔ دوبارہ پھر نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین کو نتیجہ سمجھنے میں آسانی اور سہولت رہے۔ مرزا قادیانی اپنے اشتہار مجریہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں:

لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا (۱) تو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ (۲) اور جس کسی شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک (۳) اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ (۴) اور ان کے گھر میں تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ (۵) اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔ پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا (۶) کہ خداتعالیٰ نے جو مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز

کے نکاح میں لاوے گا (۷)اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا(۸)اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔

ہم بتلا چکے ہیں کہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد کے ساتھ ۷راپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا اور اسی تاریخ سے ظہور پیش گوئی کی میعاد شروع ہوئی۔ اب ہم نمبروار بتلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کتنی باتیں سچ نکلیں اور پیشین گوئی پوری ہوئی یا نہیں۔ (۱) لڑکی کا انجام کوئی برا نہ ہوا۔ اب تک زندہ ہے اور عیش وعشرت سے زندگی بسر کر رہی ہے جوان اولاد موجود ہے۔ اس لئے پہلا نمبر جھوٹ۔ (۲) مرزا سلطان محمد صاحب کو مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق ۱۸۹۴ء کو مرنا تھا۔ لیکن بحمداللہ وہ اب تک زندہ اور خوش وخرم ہیں۔ اس لئے دوسرا نمبر بھی جھوٹ۔ (۳) اس دختر کا والد اتفاقیہ معیاد میں فوت ہوگیا۔ (۴) نہ ان کے گھر پر کوئی تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑی۔ یہ تیسرا جھوٹ۔ (۵) نہ درمیانی زمانہ میں محمدی بیگم کے لئے کوئی کراہت اور غم کا امر پیش آیا۔ یہ چوتھا جھوٹ۔ (۶) اور افسوس نہ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی اور مرزا قادیانی منکوحہ آسمانی سے محروم رہے اور انتظار ہی انتظار میں نہایت ناکام اور نامرادی کے ساتھ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے اور ساری تمنائیں خاک میں مل گئیں اور رہی سہی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ آہ:

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا   نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

اس لئے یہ پانچواں جھوٹ۔ (۷) نہ ان میں سے کوئی مرزا قادیانی پر ایمان لایا۔ اس لئے یہ چھٹا جھوٹ (۸) اور نہ ان گمراہوں میں مرزائی ہدایت پھیلی۔ یہ ساتواں جھوٹ۔

ایک مرزائی دھوکہ: احمدی صاحبان اس پر بہت زور دیا کرتے ہیں کہ چونکہ احمد بیگ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق مرگیا۔ اس لئے پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

اس کا ازالہ: یہ ہے کہ پیشین گوئی میں آٹھ جزء تھے۔ سات جزء تو جھوٹ نکلے اور ایک جزء پورا ہوا تو کیا ایک جزء کے پورے ہونے سے پیشین گوئی پوری ہو جائے گی؟ حالانکہ فوت الجزء فوت الکل ایک بدیہی مسئلہ ہے۔ پس جب ایک جزء نہ ہونے سے کل نہیں ہوسکتا تو جہاں پورے سات جزء نہ پائے جاویں۔ وہاں کل کس طرح پایا جائے گا۔ اس لئے یہ پیشین گوئی یقیناً جھوٹی ہوئی اور احمد بیگ کی موت پیشین گوئی کی بناء پر نہ ہوئی بلکہ اتفاقیہ طور سے ہوئی۔

الغرض یہاں تک مرزا قادیانی کے سات جھوٹ ہوئے۔ اب ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں کہ پورے سات جھوٹ ثابت ہونے کے بعد مرزا قادیانی سچے رہے یا جھوٹے اور جس پیشین گوئی کو اپنے صدق وکذب کا معیار بنایا تھا۔ وہ سچ نکلی یا جھوٹ۔ ہر منصف مزاج یقیناً یہی کہے گا کہ مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی اور مرزا قادیانی اپنے اقرار کے مطابق جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب ادھر ادھر کی تاویلیں کرنا محض بناوٹ ہے جو مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کو اور زیادہ واضح کرتا ہے۔

منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی جھوٹی ہونے پر ایک نہایت زبردست شہادت

منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی جب نہایت صاف طور سے جھوٹی نکلی اور کسی منصف مزاج کو اس پیشین گوئی کے جھوٹا ہونے میں تامل کی ذرا بھی گنجائش نہ رہی تو جناب مولوی محمد علی صاحب ایم.اے (جو کہ مرزائی جماعت کی ایک شاخ یعنی لاہوری پارٹی کے روح رواں اور نہایت زبردست کارکن اور اعلیٰ لیڈر ہیں) کو بھی مجبوراً اس پیشین گوئی پورا نہ ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔''

یعنی یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ پھنسے ہوؤں کو پھانسے رکھنے کی بھی کوشش کی۔ چنانچہ باوجود اس اقرار کے آپ فرماتے ہیں کہ: ''میں کہتا ہوں کہ ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہئے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے۔ ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیشین گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیشین گوئیوں کو چھوڑ دینا۔ جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہوں۔ یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیشین گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ۶ر جنوری ۱۹۲۹ء ص۵ کالم۳)

مولوی محمد علی صاحب کو اس کا تو اقرار ہے کہ منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ لیکن باوجود اس کے مرزا قادیانی کی صداقت پر اس لئے اصرار ہے کہ ایک پیشین گوئی جھوٹی ہونے سے مرزا قادیانی جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے

لئے مرزا قادیانی کی ساری پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے کی ضرورت ہے۔

ناظرین! دنیاوی عدالتوں کا عام دستور ہے کہ جب کسی شخص کا ایک جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے تو پھر آئندہ اس کی شہادت یا گواہی قابل اعتبار نہیں رہتی اور وہ جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ پس جب کہ کسی شخص کو دنیاوی معاملات میں ایک جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے جھوٹا قرار دیا جاتا ہے تو دینی معاملات میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ پھر یہاں کیوں جھوٹا نہ سمجھا جاوے۔ اس لئے مرزا قادیانی کو بجز جھوٹا ماننے کے اور کوئی چارہ نہیں ہوسکتا۔ دیگر یہ کہ چونکہ خاص اس پیشین گوئی کو مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے متعلق بتایا ہے۔ اس لئے ہم اپنے حصہ کی پیشین گوئی کو جانچنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔ علاوہ ازیں ہم مولوی محمد علی صاحب کے جواب میں خود ان کے امام اور مجدد مہدی مسیح کرشن گوپال جی وغیرہ وغیرہ ہی کو پیش کئے دیتے ہیں۔ ان کا اختیار ہے خواہ اپنی غلطی تسلیم کریں یا مرزا قادیانی کو جھوٹا سمجھیں۔ سنئے مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جاوے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

اب مولوی محمد علی صاحب فرماویں کہ مرزا قادیانی اس قول میں سچے ہیں یا جھوٹے۔ اگر سچے ہیں تو منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی جھوٹی نکلنے سے مرزا قادیانی جھوٹا ٹھہرا اور مولوی محمد علی کا قول غلط ہوا اور اگر مرزا قادیانی اس قول میں جھوٹے ہیں تو مرزا قادیانی کے دو جھوٹ ثابت ہوئے۔ ایک مذکورہ پیشین گوئی اور ایک چشمہ معرفت کی عبارت۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا قادیانی ان دو جھوٹ ثابت ہونے سے جھوٹے ہوئے یا نہیں۔ اگر جھوٹے ہوگئے تو خدا سے ڈرو اور توبہ کرو اور اگر دو جھوٹ سے بھی مرزا قادیانی جھوٹے نہ ہوئے تو مہربانی فرما کر ہمیں بتلایا جائے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے لئے کس قدر جھوٹوں کی اور ضرورت ہے۔ ایک درجن یا دو درجن۔ ان شاء اللہ! اسی قدر مرزا قادیانی کے جھوٹ پیش کر دیئے جائیں گے۔

سنئے اور غور سے سنئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی (پنجابی مسیح) کی جس قدر متحدیانہ پیشین گوئیاں ہیں۔ وہ سب کی سب جھوٹی نکلیں۔ جس کا ثبوت بارہا دیا جا چکا ہے اور ہم اب بھی ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ فقط

حاشیہ جات

۱ خط کا القاب صراحۃً مرزا احمد بیگ کا مسلمان ہونا بتلاتا ہے۔

۲ کیوں نہ ہوتا مطلب بھی ہے۔

۳ کیا پرائیویٹ سیکرٹری بھی نہ تھا۔

۴ یہ نکاح کیوں نہ ہوا۔

۵ اور میری دلی مراد پوری ہو جائے۔

۶ یہاں صاف طور سے احمد بیگ کو مرزا قادیانی نے مسلمان کہا ہے۔

۷ مرزائی صاحبان اس فقرہ کو بہ غور ملاحظہ فرمائیں۔

۸ نبوت اور ایک لڑکی کے لئے اس قدر عاجزی یہ ہے مرزائی نبوت کا ڈبل معیار:

اس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کہا ذلیل — میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

۹ حب میں تو ذلت اور رسوائی ہوئی۔

۱۰ مرزائیو! کس کا پلہ بھاری رہا۔

۱۱ مرزائیت۔

۱۲ ہزاروں مسلمان نہیں بلکہ کچھ مرزائی۔

۱۳ محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح۔

۱۴ مرزائیو آسمان پر سے الہام کرنے کا کیا مطلب ہے غور سے سوچو۔

۱۵ ایسے موقع پر نالائم لفظ کیوں ہوں گے۔

۱۶ سچ ہے لڑکی ہی کی وجہ سے تو آپ کو ان کے ساتھ عداوت ہے۔

۱۷ دین مرزائیت۔

۱۸ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی خواری اور ذلت روسیاہی کا مدار اس نکاح پر تھا کہ اگر یہ نکاح نہ ہوگا تو مرزا قادیانی خوار، روسیاہ اور ذلیل ہوں گے تو ہی نہ ہوا اور خود اپنے اقرار سے خوار ٹھہرے۔

۱۹ لیکن بچایا نہیں تو اب کس کی طرف سے ہوئے۔

۲۰ ضرورت ہوتی تو قادیان سے دو تین مشین گن منگا لیتے۔

۲۱ کیا مرزائی منہاج نبوت یہی ہے کیا الہامی نکاح کا اسی طرح پیغام دیتے ہیں۔

۲۲ توبہ توبہ ایسی بے ادبی اور ایک لڑکی کے لئے۔

۲۳ آہ! دشمن کے طنز اور دوست کے پند، آسمان کے جور کیا کیا نہیں سہے ہیں کسی بت کے واسطے۔

۲۴ محض ایک لڑکی کے لئے افسوس!

۲۵ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔

۲۶ مرزائیو کیا یہی فنافی الرسول کا مرتبہ ہے۔

۲۷ کیا وراثت اور نبوت دونوں جمع ہوجاتی ہیں۔(**نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث ما ترکنا صدقه**) ہم انبیاء کی جماعت ہیں نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارے مال کا وارث ہوتا ہے۔ جو چیزیں ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ الحدیث! اس پر مرزائی صاحبان غور کریں۔

۲۸ مرزائی شریعت میں لڑائی کرنا اور وہ بھی کسی لڑکی لینے کے لئے واجب ہے۔ مرزائیو! صحیح بتاؤ پرانا رشتہ کون توڑ رہا ہے مرزا قادیانی یا اور کوئی۔

۲۹ جزء کے نہ پائے جانے سے کل نہیں پایا جاتا۔

O ...... O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

فیصلہ آسمانی

درباب مسیح قادیانی

بدیہی صداقت کا اظہار اور ہزار روپیہ کا اشتہار

ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس فتنہ کے زمانہ میں مذہبی جھگڑے بہت کچھ ہورہے ہیں۔ ان میں بڑا جھگڑا مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی ذات سے ہوا۔ جس کی وجہ سے ایک گروہ جماعت اسلام سے علیحدہ علیحدہ ہوکر ''ھل من مناظرٍ'' کا آوازہ بلند کرنے لگا۔ ان کے جواب میں بعض اہل علموں نے رسالے لکھے اور خوب لکھے۔ مگر یہ رسالہ جس کا نام عنوان پر لکھا گیا ہے۔ بلحاظ شائستگی تحریر اور عمدگی دلائل کے سرچشمہ ہدایت اور قادیانی جھگڑے کے لئے ''آسمانی فیصلہ'' ہے۔ جماعت احمدیہ کے بعض نیک طبع حضرات نے اسے نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور بہت سے متردد حضرات کی اس رسالہ سے کامل تسلی ہوگئی اور یکسو ہوکر امر حق کے پابند ہوگئے۔ میری دلی خیرخواہی کی آرزو ہے کہ جماعت احمدیہ کے اور حضرات بھی ادھر متوجہ ہوں۔ مگر یہ مجھے امید نہیں کہ اس قدر میرے کہنے سے انہیں توجہ ہو۔ اس لئے میں نہایت استحکام اور پورے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس مختصر رسالہ میں حقانیت کو ایسے روشن طریقہ سے دکھایا ہے کہ کوئی طالب حق اس سے روگردانی نہیں کرسکتا۔ مگر طبیعتیں مختلف ہیں۔ بعض حضرات دیکھتے ہی نہیں۔ اس لئے ان سے بہ منت کہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ اسے ملاحظہ کریں اور اگر دیکھنے کے بعد بھی آپ کا انصاف یہ کہے کہ اس میں اظہار حق نہیں کیا گیا تو آپ مہذبانہ طور سے اس کا جواب دیں تو میں ایک ہزار روپیہ آپ کو پیش کروں گا۔ ان شرائط کے ساتھ:

پہلی شرط: رسالے کی اصل باتوں کا جواب ہو جن کی تشریح میں کروں گا۔

دوسری شرط: حکیم نورالدین صاحب خود جواب دیں یا کوئی دوسرا جواب دے۔ مگر حکیم صاحب اس پر لکھ دیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ صحیح ہے اور فیصلہ آسمانی کا پورا جواب ہے۔

تیسری شرط: حضرت مؤلف رسالہ فیصلہ آسمانی اسے دیکھ کر مختصر ریمارک کردیں۔

چوتھی شرط: طرفین سے تین یا پانچ حکم مقرر کئے جائیں۔ وہ ان تینوں تحریروں کو دیکھ کر فیصلہ کردیں کہ یہ جواب ٹھیک ہے۔

اس رسالہ میں اصل دو باتوں کا دکھانا ہے۔ ایک یہ کہ مرزا قادیانی اپنے نہایت مستحکم اور بار بار کے اقرار سے کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ایسے اقرار کے بعد ان کو سچا ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ''المرء یوخذ باقرارہٖ'' نہایت مشہور اور سچا مقولہ ہے۔ اس اقرار کی بنیاد ویسا ہی یقینی الہام ہے۔ جیسا کہ ان کے اصل دعویٰ کا الہام یعنی کہ میں مثیل مسیح یا مسیح موعود ہوں۔ ان کے بیان سے ان دونوں الہاموں میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس مقصد کا ذکر (فیصلہ آسمانی حضرت مونگیری ص۱۱-۱۴) میں ہے جس میں انہوں نے اپنے آپ کو کاذب اور بد سے بدتر کہا ہے۔ اب کیا وجہ ہے کہ جسے سچا ملہم مان چکے۔ اس کے ایک الہام پر تو ایمان ہے اور دوسرا الہام جو اسی مرتبہ کا ہے۔ اس پر کچھ توجہ نہیں ہے۔ اگر ملہم کی غلطی اور نافہمی کا خیال ہے تو دونوں الہام برابر ہیں۔ پھر ایک کو یقینی صحیح اور دوسرے کو یقینی غلط کہہ دینا بجز کمال نادانی بلکہ بے دینی کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس مقصد کے ضمن میں دو باتیں اور بیان کی ہیں:

۱...... پیشین گوئی کا سچا ہو جانا نبوت اور برگزیدہ خدا ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اگرچہ دس ہزار پیشین گوئی کسی کی سچی ہو جائیں۔ کیونکہ رمل جاننے والے، نجوم جاننے والے پیشین گوئیاں کیا کرتے ہیں اور مطابق ان کے کہنے کے اکثر ہو جاتا ہے۔ اس لئے صداقت کا معیار پیشین گوئی نہیں ہوسکتی۔ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا بڑا معیار پیشین گوئیوں کو قرار دیا ہے۔ اس بیان سے ان کے معیار صداقت کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہوتا ہے۔

۲...... اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کی ایک پیشین گوئی بھی غلط ہو جائے تو توریت کی رو سے وہ مدعی جھوٹا ہے۔ اس کا بیان (فیصلہ آسمانی ج۲ ص۱۷) میں ہے۔ مرزا قادیانی کی بہت پیشین گوئیاں اور خداوندی وعدے غلط ثابت ہوئے۔ خصوصاً وہ جسے انہوں نے نہایت ہی عظیم الشان قرار دیا تھا اور خدا کا سچا وعدہ کہا تھا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ توریت مرزا قادیانی کے کاذب ہونے پر شہادت دیتی ہے اور جس طرح پہلی بات میں ان کے اقرار سے ان کا کاذب ہونا ثابت ہوا تھا۔ ایسا ہی توریت اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہوا۔ مرزا پہلے حصہ میں متعدد آیات سے ثابت کیا ہے کہ خداتعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ خصوصاً اپنے

رسول سے اور جب مرزا قادیانی کے بیان سے خدا تعالیٰ کی خلاف وعدگی ثابت ہوئی تو آیت قرآنیہ سے ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی خدا کے رسول نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی سچائی کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ میں دعویٰ کر کے بیس برس سے زیادہ کامیاب اور فائز المرام رہا اور مفتری اور جھوٹا ملہم کامیاب نہیں ہوتا۔ بلکہ ذلت کی موت سے جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا غلط ہونا قران مجید سے، حدیث سے، گزشتہ واقعات اور حالات موجودہ سے ثابت کیا ہے۔ اور اس کے ضمن میں دو بھاری غلطیاں مرزا قادیانی کی ظاہر کی ہیں۔

۱...... یہ کہ بار بار انہوں نے دعویٰ کیا کہ توریت اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ مفتری اور جھوٹا ملہم[۱] جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان مقدس کتابوں میں اس کا ثبوت نہیں ہے بلکہ ان میں نہایت مصرح ہے کہ جھوٹوں کو بہت مہلت دی جاتی ہے اور نیکوں کو تکلیف دی گئی ہے اور انبیاء قتل کئے گئے ہیں۔ (فیصلہ آسمانی ج۲ص۵۶) ملاحظہ ہو۔ اس وقت مستری الہ بخش امرتسری کا اشتہار میرے سامنے ہے۔ انہوں نے مولوی ثناء اللہ کے مقابلہ میں قرآن مجید کی چار آیتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ جھوٹوں کو اور گمراہوں کو خدا کی طرف سے مہلت دی جاتی ہے۔ غرض کہ مرزا قادیانی کے ماننے والوں نے بھی مرزا قادیانی کے اس کذب پر تحریری شہادت دے دی ہے۔

۲...... یہ کہ قطع وتین کا ذکر مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ کی صداقت میں بہت زور سے پیش کیا ہے۔ اس بحث کا بھی اس رسالہ میں خاتمہ کر دیا ہے اور اس قدر غلطیاں مرزا قادیانی کی دکھائی ہیں کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ جس کے علم اور قرآن دانی کا اس قدر شہرہ ہو۔ وہ اس قدر ناواقف ثابت ہو (فیصلہ آسمانی ج۲ص۵۷-۶۶) ملاحظہ ہو۔ اب منصفوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان باتوں کے جواب کا کامل طور سے خیال رکھیں جو میں نے رسالہ کا اصل مقصد بیان کیا ہے۔ عرض کنندہ خیر خواہ مسلمانان: ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگوی

[۱] اس کا بیان (فیصلہ آسمانی ص۲۵ سے ۵۵) تک ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دروغ قادیانی

منتخب از نشان آسمانی

ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت احمدیہ اپنے کو جماعت حقہ لکھتی ہے اور لفظ قرآنی ''وآخرین منھم'' سے صحابی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ ان کے اقوال وافعال سب راست راست ہوں۔ دروغ کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ مگر مجھ کو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا ہے کہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ان کے قول وفعل حرکت وسکون سب میں جھوٹ ہی جھوٹ نظر آتا ہے۔ ایسے حضرات سے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ذات بابرکات پر بدنما داغ لگتا ہے۔ غیرقومیں جو ہمیشہ اسی تاک میں ہیں کہ آنحضرت ﷺ وصحابہؓ کی جہاں تک ممکن ہو منقصت کی جائے۔ کیا ان کے اخلاق پر ان برگزیدہ نفوس کو قیاس نہ کریں گے؟ پھر معلوم نہیں بظاہر حمایت اسلام کا دعویٰ کرنے والے کیا جواب دیں گے۔ ایک جھوٹ ہو تو کہا جائے۔ یہاں تو ازابتداء تا انتہاء جھوٹ ہی جھوٹ، بہتان ہی بہتان ہے۔

اے حضرات قادیانی جماعت! میں چاہتا ہوں کہ تم جس راہ سے اپنی جماعت کو ترقی دینا چاہتے ہو۔ سچ کو دبانا جانتے ہو۔ لیکن یاد رہے کہ یہ ناممکن ہے۔ تمہارے کذب پر پردہ نہیں پڑ سکتا ہے۔ حق ضرور آشکارا ہوتا رہے گا۔ کیا مرزاقادیانی کے صریح اقرار پر اگر داماد احمد بیگ کا میرے سامنے نہ مرا اور میں مرگیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اس پردہ پڑ گیا؟ کیا لوگ نہیں جانتے ہیں کہ داماد احمد بیگ اب تک زندہ موجود ہیں اور مرزاقادیانی تشریف لے گئے۔ معزز ناظرین! جس گروہ کا پیرومرشد مقتدیٰ ہی اپنے اقرار سے کاذب ہو۔ پھر ان کے مریدین کی کیا حالت ہوگی۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ جہاں تک کم ہو تعجب ہے۔

اس وقت میرے سامنے ''نشان آسمانی'' نام کا ایک اشتہار رکھا ہوا ہے۔ مجھ کو افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا کہ خدا جھوٹ نہ بلاوے۔ سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ نمبروار ملاحظہ ہو:

۱…… مشتہر صاحب شکایت فرماتے ہیں کہ کتاب فیصلہ آسمانی مجھ کو نہایت دقت سے قیمتاً ملی (ملخصاً) میں حیران ہوں کہ مشتہر کے اس بیان کو میں کیا کہوں۔ سفید جھوٹ، سیاہ جھوٹ

انوکھا جھوٹ، صریح جھوٹ۔ کہوں کیا کہوں؟ کیونکہ ان سب سے بالاتر ہے۔ اوّل تو خود مولوی حکیم محمد یعسوب صاحب تمہارے نام سے ایک رسالہ مفت ماسٹر محبوب کے لڑکے میاں شمسو کو محمد سعید صاحب مختار اور ماسٹر محبوب کے سامنے دے آئے ہیں تو اب یا تو امانت دار نے تم تک نہیں پہنچائی یا تم قصداً فریب دینے کے لئے ایسا جھوٹ لکھتے ہو۔ شمسو میاں نے تو ہرگز بددیانتی نہیں کی ہوگی۔ بظاہر نیک طالب علم معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سب تمہارا ہی فریب ہے۔ دوسرے منشی سراج الدین صاحب صندل پوری نے ایک رسالہ مفت محمد سعید مختار کو دیا ہے جو تم کو ضرور ملا ہے۔ یہ دو رسالے تم کو مفت ملے۔ ایک تمہارے نام کا اور ایک مختار صاحب کے نام کا لیکن جھوٹ لکھتے شرم بھی نہ آئی کہ نہایت دقت سے قیمتاً ملے۔

۲...... ایک سطر بعد شکایت ہے کہ: ''سلسلہ احمدیہ کے مخالفین کی عادت ہوگئی ہے کہ اپنے رسالہ واشتہار احمدیوں سے چھپاویں۔'' (ملخصاً) یہ سابق سے بھی انوکھا جھوٹ ہے۔ خلائق دیکھ رہی ہے کہ منظر عام پر اشتہار بلاتمیز احمدی غیر احمدی کس دریا دلی سے تقسیم کئے جارہے ہیں۔ ہر جگہ چسپاں ہورہے ہیں۔ ان کے جلسوں میں دیئے جارہے ہیں۔ مگر اس پر بھی کہتے ہو کہ اشتہار چھپائے جاتے ہیں۔ ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ مرد خدا ایسا اجلا جھوٹ؟

۳...... یہی حالت ہمارے رسالوں کی ہے۔ ان کے جلسوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بہت آرزو کر کے کہا جاتا ہے کہ اس کو غور سے پڑھ کر دیکھو، دھیان کرو۔ مگر اس پر بھی جھوٹی شکایت کہ رسالے چھپائے جاتے ہیں۔ پیارے ناظرین! ابھی آپ معلوم کر چکے ہیں کہ فیصلہ آسمانی ان کے گھر جا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ خلیفہ جی کو ایک رسالہ فیصلہ آسمانی کا اور دوسرے رسالے بھی رجسٹری کر کے بھیجے گئے اور خود مشتہر صاحب بھی چار رسالے آئینہ قادیانی کے اور ایک رسالہ اظہار حق کا حکیم محمد یعسوب صاحب کے مطب سے لے گئے ہیں۔ پھر بھی وہی جھوٹا رونا احمدی صاحب کچھ بھی تو شرم کرو۔

۴...... میں نے اپنے انعامی اشتہار میں انعام حاصل کرنے کی چار شرطیں لگائی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اصل باتوں کا جواب ہونا چاہئے۔ جس کی تشریح میں کروں گا۔ معمولی نوشت

خواندکا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ دوسرا جملہ صاف بتارہا ہے کہ جواب طلب باتیں اسی اشتہار میں ہیں۔ جس کو آگے چل کر بیان کیا ہوگا اور واقعی شرطوں کے بیان کرنے کے بعد جواب طلب امور ہی کا بیان ہے۔ مگر ہمارے مشتہر صاحب کا یا تو سوجھ نہیں یا شب کو خلاصہ طور سے معلوم نہ ہوا ہوگا یا نئی طرز کی جھوٹ کی مشاقی شروع کی ہوگی۔ غضب خدا کا ایسا جھوٹ نہیں دیکھا گیا۔ مصرعہ:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

سب باتیں اشتہار میں موجود ہیں۔ اس پر شکایت کہ اصل باتوں کی تشریح کیوں نہیں کی۔ کوئی شخص آفتاب کو دکھلا کر جھٹلائے کہ آفتاب کہاں ہے تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے۔ اندھا، مجنوں، سرسامی۔ کیوں حکیم جی کیا تجویز کیجئے گا:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مشتہر صاحب اب تو اصل باتوں کی تشریح معلوم ہوگئی۔ بسم اللہ جواب فیصلہ آسمانی لکھئے اور ہزار روپیہ کا توڑا انعام میں حاصل کیجئے۔

مشتہر صاحب کو میں جانتا ہوں کہ آپ لفظی وذاتی بحثوں میں مشاق ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہی بحثوں میں اشتہار بازی کر کے شوروغل مچا کر اصل باتوں پر پردہ ڈال دیا جائے۔ جس میں مرزا قادیانی کا راز سربستہ بھی نہ کھلنے پائے اور عوام سمجھ لیں کہ جواب ہوگیا۔ آپ خوب سمجھ لیں کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ یہ آپ کا فریب ہے جو ہرگز نہیں بکارآمد ہوسکتا۔ اسی فریب کی پیش بندی کے واسطے پہلی شرط لگائی گئی ہے۔

۵...... مشتہر نے حضرت مؤلف فیصلہ پر کنایۃً کذب اور افتراء کا بہتان باندھا ہے۔ اس کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ بالفرض فیصلہ آسمانی میں جھوٹی باتیں ہیں اور اس سے مرزا قادیانی کا جھوٹ نہیں ثابت ہوتا ہے تو پھر روپیوں سے اپنی جیبیں کیوں نہیں بھرتے؟ اسی کے واسطے تو ہزار روپیہ کا انعام ہے۔ جناب صرف زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔ جیسے آپ کا فتح روحانی ہے کہ ہارے بھی جاؤ۔ پھر بھی فتح ہی فتح ہے

اوراس پر بھی میں کہتا ہوں کہ کتاب فیصلہ آسمانی سے ایک جھوٹ بھی ثابت کردو تو میں زیادہ انعام دینے کے لئے تیار ہوں اور فیصلہ آسمانی نے تو مرزا قادیانی کے متعدد جھوٹ انہی کے اقراروں سے روز روشن کی طرح دکھا دیئے ہیں اور اگراس پر بھی تسلی نہیں ہوئی تو کچھ انعام مقرر کرو۔ میں اس سے زیادہ کذب بیانی ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جس قدر جھوٹ کتاب فیصلہ آسمانی میں موجود ہیں۔ ان کا جواب دو اور دوسری کذب بیانیوں کا ثبوت لو۔

۶...... مشتہر نے کنایۃً حضرت مؤلف رسالہ پر بدزبانی کا بھی الزام لگایا ہے۔ یہ بھی مثل سابق تحریروں کے صریح بہتان ہے۔ میں پوچھتا ہوں کس صفحہ، کس سطر میں غیر مہذب لفظ ہے۔ کیا جہاں پر مرزا قادیانی کا جھوٹ ثابت کیا گیا ہے۔ وہاں ان کو کاذب نہیں کہا جاتا۔ جہاں پر ان کی افتراء دکھائی گئی ہے۔ ان کو مفتری نہیں کہا جاتا، پھر کیا کہا جاتا مہدی موعود؟ صاحبو! ہمارے صرف کاذب کے لفظ پر تو احمدی حضرات اس قدر خفا ہوتے ہیں۔ مگر ان کے رسول مرزا قادیانی کے منہ بولے الفاظ: الو، خالی گدھا، چمار وغیرہ وغیرہ علماء کی شان میں اس کثرت سے ہیں جس کی لوگوں نے ڈکشنری بنائی ہے۔ آپ دیکھیں تو حیرت ہوگی۔

۷...... مشتہر نے ایک تمثیل میں حضرت مؤلف پر علمی تکبر کا الزام دھرا ہے۔ ناظرین مجھ کو ان کے جھوٹ بیان کرنے پر واہیات سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن معلوم نہیں ان حضرات نے کس گھاٹ کا پانی پیا ہے کہ جھوٹ بولتے جاتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے ہیں۔ میری طرف سے کوئی ان سے ذرا پوچھے تو سہی کہ جناب کس صفحہ میں حضرت مؤلف نے علمی تکبر کیا ہے۔ میں بھی دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ افسوس افسوس مجھ کو زیادہ افسوس اردو زبان پر ہے کہ اس زبان میں ان کے جھوٹ کے اوصاف بیان کرنے کے لئے کوئی لفظ بھی نہیں ملتا ہے۔ ہاں! میری حالت البتہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کے عالیشان تکبر پر نظر پڑتی ہے تو بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ ان کے ساتھ ایسے شان وشکوہ کا برتاؤ کروں۔ کیونکہ ’’التکبر مع المتکبرین عبادۃ‘‘ متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا عبادت ہے۔ مگر ان کے مریدوں کے متکبرانہ الفاظ کو دیکھتے نہیں اور دوسروں پر الزام دھرنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اگر تکبر عیب ہے تو پہلے

اپنے پیرومرشد کو کیوں نہیں سمجھاتے اوراپنی پوزیشن آپ کیوں نہیں صاف کرتے۔

۸...... مشتہر نے مجھ پر بھی کذب وفریب کی بہتان بندی کی ہے۔ میرے سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ جس شخص کی عادت فطرت کذب بیانی ہو۔ جس کی گھٹی میں جھوٹ دیا گیا ہو۔ جس کے رگ وریشہ میں دروغ گوئی کوٹ کوٹ کر بھردی گئی ہو۔ افتراء جس کا شیوہ ہو چال بازی، جس کا فخر ہو۔ وہ غیروں کو ان اخلاق ذمیمہ کے ساتھ انگشت نما کرے۔ سواء اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ اپنی دروغ بیانیوں میں ایک اضافہ منظور ہے۔ مشتہر صاحب مجھ پر اس بنا پر الزام دھرتے ہیں کہ میں نے جماعت احمدیہ کے بعض نیک طبع حضرات کے نام نہیں لکھے۔ جنہوں نے فیصلہ آسمانی کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ مجھ پر تو اس وجہ سے الزام ہے اور خود رقم طراز ہیں: ''اگر اس پر کچھ انعام مقرر کرو تو میں ایک غیر احمدی اعلیٰ تعلیم یافتہ قابل ولائق مسلمہ فریقین کا نام بھی معہ ثبوت پیش کرسکتا ہوں۔ جس نے رسالہ فیصلہ آسمانی اور اس کے لہجہ کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھا اور اس کے مؤلف پر بہ نسبت اس کے بدزبانی کے تاسف ظاہر کیا۔''

لیجئے صاحب! ایک ہی بات ہے۔ وہ ظاہر کرنے میں تو انعام مانگیں اور مجھ سے مفت ظاہر کرانا چاہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ افسوس ایسا ظاہر ظہور مکروفریب کرتے وقت شرم وحیا نے بھی ان کا دامن نہیں پکڑا، غیرت نے بھی ملامت نہیں کی۔ ناظرین! میں ان کے رگ وریشہ سے واقف ہوں۔ ان کی اس چالاکی کو خوب سمجھتا ہوں۔ ایسے احمدیوں کا نام جن کے نیک دل پر فیصلہ آسمانی نے اچھا اثر کیا ہے۔ اس وجہ سے چاہتے ہیں کہ کسی صورت سے ان کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کریں۔

مشتہر صاحب کو میں خوشخبری دیتا ہوں کہ ان شاءاللہ! وہ دن قریب ہے جب وہ حضرات خود ہی بالاعلان فیصلہ آسمانی کے حق میں فیصلہ دیں گے اور مرزا قادیانی کے صریح اقرار کذب کا اعتراف کریں گے۔

۹...... مشتہر نے حضرت مؤلف (مولانا محمد علی مونگیری) پر کھلا کھلا اتہام یہ بھی لگایا ہے کہ

ان کے نزدیک قرآن مجید میں معقولی حجت نہیں ہے۔ یعنی بلفظ دیگر نامعقول باتیں ہیں۔ معلوم نہیں اس قسم کے بہتان سے انہوں نے کیا فائدہ سمجھا ہے۔ شاید عوام کو دھوکا دینا مقصود ہو لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ عالم ہو یا جاہل۔ عاقل ہو یا نادان۔ ان کے اس کذب کو کیسے باور کرسکتا ہے۔ نادان سے نادان بھی اتنا ضرور سمجھتا ہے کہ ایک مسلمان ایسی گستاخی نہیں کرسکتا ہے کہ قرآن مجید کی باتوں کو نامعقول کہے۔

حضرات! حضرت مؤلف نے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں معقول طور سے یعنی منطقی طریقہ سے حجتیں نہیں پیش کی گئیں۔ اس عمدہ تحریر پر مشتہر صاحب نے یہ حاشیہ جڑا کہ معاذ اللہ! نامعقول باتیں ہیں۔ ہاں! مشتہر صاحب اگر یہ عذر پیش کریں کہ میں نے سمجھا ہی نہیں یا یہی مطلب سمجھا تھا تو یہ بات ان کے شان عظمت سے بعید نہیں۔ اب سمجھ لیں کہ معقول منقول اہل علم کی اصطلاح ہے۔ منطق فلفسہ وغیرہ کو علم معقول کہتے ہیں اور قرآن مجید حدیث وغیرہ کو منقول کہتے ہیں اور اسی کو ملحوظ رکھ کر حضرت مؤلف نے ارقام فرمایا ہے۔ جس شخص کی علمی استعداد کی یہ حالت ہو وہ علمی دلائل علمی باتوں کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے اس کا یہ بیان کہ رسالہ فیصلہ آسمانی میں کوئی نیا علمی مضمون نہیں ہے۔ اس کی نافہمی اور جہل مرکب کا نتیجہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مشتہر کی اسی بے مائیگی نے ہماری تیسری شرط کی آسان عبارت کو سمجھنے نہیں دیا۔ آپ سمجھتے تو خاک نہیں اور لگے خامہ فرسائی کرنے قسم قسم کے گول گول الفاظ ڈھالنے۔

میں نے اپنے انعامی اشتہار میں تیسری شرط لگائی ہے کہ آپ کے جواب پر حضرت مؤلف ریمارک فرماویں۔ جس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ وہ ریمارک بطور نوٹ یا یادداشت کے لکھا جائے گا اور تینوں پرچے ساتھ ساتھ حکم کے پاس جائیں گے۔ جن کو دیکھ کر وہ فیصلہ کرے گا۔ یہ یادداشت آپ کی تعریف میں تو ہوسکتی نہیں ہے۔ کیونکہ ہم کو آپ کے اچھے جواب کی تو امید ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس شرط سے میرا یہ مقصود ہے کہ مختصر اشتہار آسمانی میں آپ نے نونو جھوٹ اگلے ہیں۔ فیصلہ آسمانی کا جواب تو ایک طویل کتاب ہوگی۔ کہیں

دروغ بیانیوں کا انبار نہ ہو۔ غضب تو یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی نے ایسے مضمون کو نصوص قطعیہ سے ثابت بتایا ہے۔ جس کا نشان بھی قرآن مجید میں نہیں۔ اب اگر مجیب نے اپنے پیرومرشد کی تقلید کی اور غلط باتوں کو قرآن وحدیث کی طرف منسوب کردیا اور حکم مرزا قادیانی کی حالت سے اور ہماری مذہبی کتابوں سے ناآشنا ہوگا۔ بغیر معلوم کئے کیسے سچا فیصلہ کر سکے گا؟ اس لئے یہ شرط کی گئی ہے کہ حضرت مؤلف انہیں سب باتوں کو قلم بند کر کے اگر اس کی ضرورت ہوگی۔ حکم کے حوالہ فرماویں گے۔ جیسا کہ ابھی منشی قاسم علی نے مناظرہ لدھیانہ میں کیا تھا۔

اب میں اخیر میں یہ کہتا ہوں کہ مشتہر نے جو آیت: ''یمحو اللّٰہ'' کی پیش کی ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کی نبوت نہیں ثابت ہوسکتی ہے۔ بلکہ آپ کی اور آپ کے مرشد کی نہایت نافہمی سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ اس آیت شریفہ سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض وعدوں کو پورا نہیں کرتا ہے اور جھوٹا وعدہ کردیا کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اس معنی کے ثابت کرنے سے تو مرزا قادیانی کا جھوٹ بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ کیونکہ جب خدا ہی وعدہ خلاف، جھوٹا وعدہ کرنے والا ہوگا تو اس کا رسول بدرجہ اولیٰ جھوٹا ہوگا۔

مرزائیو! شرم کرو شرم۔

معزز ناظرین سے التماس یہ ہے کہ ان حضرات کے اخلاق کا نمونہ اور ان کے حالات کا فوٹو آپ قیاس کرلیں کہ باقی حالات ان کے کیا ہوں گے۔ اب میں مشتہر صاحب سے کہتا ہوں کہ لفظی ولایعنی بحث میں آپ وقت ضائع نہ کریں اور بہت جلد جواب کے لئے تیار ہوجائیں اور ریمارک کے لئے جوابی رسالہ میرے پاس رجسٹری کر کے بھیج دیں نہیں تو سمجھ لیا جائے گا کہ مکروفریب سے آپ اپنے عجز پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور مرزائی جماعت پر قیامت تک کے لئے بیرنگ بمائے گی۔ المشتہر: ابراہیم حسین خان رتن پوری دربھنگوی

○ ...... ○ ...... ○ ...... ○

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی مسیحیت کے قلعہ پر

اسلامی دلائل و براہین کی فیصلہ کن گولہ باری

ایک محقق اور راسخ العقیدہ مسلمان اور مرزا غلام احمد قادیانی

کے

درمیان حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر (خیالی) مکالمہ

ابو عبیدہ نظام الدین (بی۔اے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱...... ابوعبیدہ: مرزاجی! مجھے کچھ جناب سے دریافت کرنا ہے۔ اگر مزاج اقدس کے خلاف نہ ہو تو عرض کروں۔

مرزاجی: ماسٹر صاحب! بڑی خوشی سے پوچھئے۔ میں جوابات دینے کی کوشش کروں گا۔ لیکن آپ کی نسبت مشہور ہے کہ آپ کو میری اکثر کتابوں پر عبور حاصل ہے اور میرے تمام عقائد میری کتابوں میں موجود ہیں بلکہ ان کی تائید میں دلائل بھی درج ہیں۔

۲...... ابوعبیدہ: مرزاجی! مدت سے دل چاہتا تھا کہ جناب سے بالمشافہ گفتگو کروں۔ کیونکہ آپ کے مریدوں سے گفتگو کرنے میں ان کی بے جا ضد اور ہٹ کے علاوہ ان کی جہالت کے سبب مزہ نہیں آیا۔

مرزاجی: ماسٹر صاحب! میں نے اپنے مریدوں میں عام طور پر ایسے ہی لوگوں کو شامل کیا ہے۔ ان میں سے انگریزی خواں حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کی سطحی عقلوں کو میرے دلائل خوب اپیل کرتے ہیں۔

۳...... ابوعبیدہ: اچھا مرزاجی! پھر تو آج بھی آپ کو حسب دل خواہ شکار مل گیا۔ میں بھی پنجاب یونیورسٹی کا گریجویٹ ہوں۔ میں بھی آپ کی باتوں کو اچھی طرح سمجھوں گا۔ لیکن مجھ میں چند باتیں ایسی ہیں کہ دوران مکالمہ میں آپ ان کو ضرور سامنے رکھیں۔ (۱) مجھے واقعی آپ کی اکثر کتابوں پر عبور حاصل ہے۔ (۲) بحمداللہ! مسائل اور اصول اسلامیہ سے بھی واقف ہوں۔

اب میرا سوال سنئے۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ حیات مسیح اور نزول مسیح کے بارہ میں جناب کے خیالات اور عقائد کیا ہیں؟

مرزاجی: حیات اور نزول مسیح کے بارہ میں سچ کہوں تو میرے بہت مختلف اور متناقض خیالات اور عقائد ہیں۔ مگر آج کل جب کہ خدا نے مجھے مسیح موعود بنا دیا ہے۔ میرے عقائد حسب ذیل ہیں:

(۱) ''عیسائی مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۶۱، خزائن ج۳ ص۴۰۲)

(۲) ''حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک

زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جوڑی گئی ہے۔ اس سے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۷۰، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵)

(۳) ''حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ صریح کفر اور سخت کفر ہے۔''

(ملخصاً دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵)

(۴) ''قانون قدرت رفع جسمانی میں روک ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۱۸، خزائن ج۳ ص۴۳۴)

(۵) ''پرانا اور نیا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اس جسم خاکی کے ساتھ کرۂ زمہریر تک پہنچ سکے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

(۶) ''حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ ماننے سے خود حضرت عیسیٰ کی ہتک ہوتی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۲۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

(۷) الف: ''کسی نبی کی وفات ایسی صراحت سے قرآن میں مذکور نہیں۔ جیسے مسیح ابن مریم کی۔'' (ازالہ اوہام ص۷۰۰، خزائن ج۳ ص۴۷۷)

ب: ''قرآن کریم کی تیس آیات سے مسیح ابن مریم کا فوت ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۷۰۰، خزائن ج۳ ص۴۷۷)

ج:

مارتا ہے اس کو فرقان سربسر اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

(۸) ''میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی حیات جسمانی کا قرآن اور حدیث میں ایک ذرہ نشان نہیں ملتا۔ لیکن ان کی وفات پر کھلے نشان اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ موجود ہیں۔'' (تبلیغ رسالہ ج۲ ص۴۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۷)

(۹) ''وفات مسیح صلیبی عقیدہ کے لئے موت ہے۔'' (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۷)

(۱۰) ''حضرت عیسیٰ کا آسمان سے آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہونا ہے۔''

(۱۱) ''حیات عیسیٰ کا عقیدہ ختم نبوت کے منافی اور مخالف ہے۔ اس سے اجرائے نبوت لازم آتا ہے۔ جو بحکم قرآن کریم وحدیث مسدود ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۵۱، خزائن ج۳ ص۳۹۷)

۴...... ابوعبیدہ: مرزاجی! آپ تو تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ کہہ گئے اور واللہ اعلم!

اگر میں خاموش رہتا تو اور کیا کیا نکات بیان فرماتے۔ مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ان خیالات پر میں بھی کچھ عرض کرلوں۔ پھر آپ اور فرمایئے گا۔ کیا نمبروار عرض کروں یا اجماعاً تقریر کروں۔

مرزاجی: ماسٹر صاحب! میں بھی آپ کے دلائل سننے کا بہت شوقین ہوں۔ میرے مرید کہتے پھرتے ہیں کہ مبلغ اسلام ابوعبیدہ کو ہاٹی کچھ ایسے انوکھے طریقہ سے ہمیں گھیر لیتا ہے کہ عقل مبہوت ہوجاتی ہے اور حواس مختل ہوجاتے ہیں۔ ''نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن'' کا نقشہ چھا جاتا ہے اور میں بھی حیران ہوں کہ مجھے نبی، مسیح موعود، مجدد اور مہدی اور کیا کیا ماننے والے باوجود آپ کے انعامی اشتہاروں کے آپ کے چیلنج کو کیوں قبول نہیں کرتے۔ ''ایک پنتھ دو کاج'' کا سا معاملہ ہے۔ کیونکہ انعام حاصل کرنے کے علاوہ میری صداقت ظاہر ہو۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری جماعت کے لئے لاحول ثابت ہوئے ہیں۔ خیر آج میں بھی آپ کے عالمانہ دلائل کا زور اور طاقت دیکھتا ہوں۔ فرمایئے۔

۵...... ابوعبیدہ: الحمدللہ ثم الحمدللہ! کہ آپ کی جماعت کی اصل حقیقت اور دم خم آپ کی زبان سے معلوم ہوگیا۔ مرزاجی سچ کہوں تو علمائے اہل سنت والجماعت کی جوتیوں میں بیٹھنا بھی گستاخی سمجھتا ہوں۔ اگر آپ یا آپ کی جماعت ہمارے متبحر علماء مثل حضرات علماء دیوبند متع اللہ المسلمین بطول بقائہم کو دیکھ پائیں تو اپنی بے بضاعتی کا نہ صرف اقرار کرلیں بلکہ یقین ہے کہ اپنے خلاف اسلام عقائد باطلہ سے رجوع کرلیں۔ خیر سنئے اور غور کیجئے۔ دنیا چندروزہ ہے۔ پہلے نمبروار جوابات عرض کرتا ہوں۔ پھر ایک مجمل سا بیان دوں گا جوان شاء اللہ! نہایت جامع ہوگا۔ (ناظرین میرا جواب پڑھنے سے پہلے مرزاجی کی دلیل کو پڑھ لیا کریں۔ اس سے لطف دوبالا ہوجائے گا)

(۱) الف: مرزاجی! حیات عیسیٰ اور رفع جسمانی کا عقیدہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

ب: سینکڑوں احادیث نبویہ اس عقیدے کی علمبردار ہیں۔

ج: آپ کے مسلمہ مجددین امت جو اصلاح امت کے لئے ۱۳ صدیوں میں مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ وہ سب کے سب اس عقیدہ کو واجب قرار دیتے چلے گئے۔ کسی مجدد وقت سے آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی قول پیش نہیں کرسکتے۔ باوجود اس عقیدے کے خود رسول اللہ ﷺ نصاریٰ وقت سے بحث کرتے رہے۔ علماء مجددین امت

محمد یہ کا برابر ۱۳ اصد سال سے عیسائی علماء سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ محض آسمان پر زندہ موجود ہونا آج تک کسی عالم عیسائی نے بطور دلیل الوہیت مسیح پیش نہیں کیا۔ اگر کسی نے کیا ہو تو وہ جاہل مطلق ہوگا۔ ورنہ محض آسمان پر زندہ ہونا الوہیت کی دلیل نہیں۔ کیا لاکھوں کروڑوں فرشتے آسمان پر ہزار سال سے زندہ موجود نہیں ہیں؟ ان کی زندگی کے تو آپ بھی قائل ہیں۔ کیا آپ ان کو خدا مان لیں گے؟

د: عیسائی مذہب کی کسی کتاب میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ موجود ہونا ان کے مذہب کا ستون قرار نہیں دیا گیا ہے۔ ان کے مذہب کے رکن تثلیث اور کفارہ ہیں اور بس۔ ایسا خیال کرنا آپ کی غلط فہمی ہے۔

س: آپ کو یاد ہوگا کہ ۵۲ برس تک آپ خود بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام اور رفع جسمانی کے عقیدے پر بڑے جزم کے ساتھ قائم رہے۔ کیا آپ بھی ۵۲ برس تک عیسائیت کے ستون کے محافظ بنے رہے ہیں؟

(۲) الف: ہزارہا، کروڑہا فرشتے آسمان پر موجود ہیں۔ وہ زمین پر بھی اترتے ہیں۔ آناً فاناً کروڑہا میلوں کا فیصلہ بھی طے کر جاتے ہیں۔ عمریں بھی ان کی کروڑہا سال ہیں۔ ابھی تک مرے بھی نہیں۔ پس مرزاجی! آپ کے عقیدے کے مطابق اس میں بھی رسول کریم ﷺ کی ہتک اور کسر شان ہے؟

مرزاجی! عمر کا لمبا ہونا اگر بزرگی اور علوّ مرتبت کی دلیل ہے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ ہزارہا وہ انسان جن کی عمریں آپ سے لمبی ہیں۔ وہ آپ سے افضل ہیں؟

ب: پھر قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا ۹۵۰ سال تو صرف تبلیغ کرتے رہنا ہی مذکور ہے۔ واللہ اعلم! ان کی عمر کتنی ہوگی۔ کیا اس سے آپ حضرت نوح علیہ السلام کو رسول کریم ﷺ پر افضل قرار دیں گے؟

ج: امت محمدی کا اجماعی عقیدہ ہے کہ معراج نبوی جسمانی تھا۔ چنانچہ آپ نے خود بھی (ازالہ اوہام ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۷) پر لکھا ہے: ''آنحضرت کے رفع جسمی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا۔ پس رسول کریم ﷺ جب شب معراج میں عرش تک تشریف لے گئے تھے تو اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح کی فضیلت کی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔''

د: پھر مرزاجی! آسمان پر ہونا تو خود آپ نے ایک بہت بڑی ہتک اور بے ادبی لکھا ہے۔ کیونکہ اس طرح کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے اوپر ہوتے ہیں اور کبھی نیچے۔

(ازالہ اوہام ص ۴۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۷)

پس آپ کے عقیدہ کے مطابق بھی حضرت رسول کریم ﷺ ہی افضل ٹھہرے کہ گردش آسمان سے ان کی ہتک نہیں ہوتی۔ سمجھئے جناب!

(۳) الف: اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور صریح کفر ہے تو کیا فرماتے ہیں جناب میری نمبر۱ و۲ کے جواب میں۔

ب: دوسرے جناب نے باوجود مجددیت کا دعوے دار ہونے کے کیوں اس مشرکانہ عقیدے کو اپنا مذہبی عقیدہ قرار دیئے رکھا؟ دیکھئے آپ نے (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹ حصہ چہار، خزائن ج۱ ص۵۹۳) پر لکھا ہے: ''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ...... یہ عاجز مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی: ''ھو الذی ارسل رسوله الخ'' متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔'' پھر اسی کتاب کے (ص ۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱) پر لکھتے ہیں: ''یہ آیت: ''وان عدتّم عدنا'' اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر (جسمانی نزول) ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ دن بھی آنے والا ہے کہ جب خداتعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے۔ کج اور ناراستی کا نام ونشان تک نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو ایک تجلی قہر سے نیست ونابود کر دے گا۔''

دیکھئے یہ عقیدہ آپ نے براہین احمدیہ میں مجدد ہونے کے بعد لکھا اور مجددیت کے فرائض ادا کرتے ہوئے برابر ۱۲برس تک اس عقیدے پر قائم رہے۔ مگر آپ ۵۲ برس تک صریح کافر اور مشرک رہے۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص ۵۲ برس صریح کفر اور شرک کا علمبردار ہوکر مجدد، مہدی، مسیح موعود، نبی اور محدث سب کچھ بن سکتا ہے۔ ٹھیک بات ہے نا مرزاجی؟

ج: علاوہ ازیں مرزاجی! میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ کسی آدمی کو زندہ ماننے سے شرک کیسے لازم آ گیا؟ اس وقت دنیا میں کروڑ ہا انسان ہیں جو زندہ ہیں۔ ان کے زندہ ماننے سے انسان مشرک ہوجاتا ہے؟ سبحان اللہ! مرزاجی شرک تب لازم آتا ہے کہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی طرح ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہمارا عقیدہ ہے اور اس کی بنا قرآن اور حدیث پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت میں نازل ہوکر فوت ہوں گے۔ پھر شرک کہاں ہوا؟ ذرا شرک کی تعریف کر کے طوالت عمری کو شرک ثابت کریں تو لطف آ جائے۔

(۴) قانون قدرت رفع جسمانی میں مطلق روک نہیں ہے۔ پہلے قانون قدرت کی تعریف کیجئے۔ پھر ثابت کیجئے کہ رفع جسمانی اس کے خلاف ہے تو آپ کی مسیحیت کے ہم بھی قائل ہوں جائیں مگر:

ایں خیال است ومحال است وجنوں

(۵) الف: نئے اور پرانے فلسفہ کے نزدیک رفع جسمانی کا محال ہونا کوئی حجت نہیں۔ دیکھئے آپ نے خود (چشمہ معرفت ص۲۶۹، خزائن ج۲۳ ص۲۸۱) پر لکھا ہے: ’’میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں۔ پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دھریہ خیال کرتا ہوں۔‘‘ ......کافروں کے دلائل کو بھی آپ ماننے لگ گئے......؟

ب: آپ کو غلط فہمی ہورہی ہے۔ آپ نے غالباً فلسفہ کے دلائل پر غور نہیں کیا۔ فلسفیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی چیز کشش ثقل کے خلاف اوپر نہیں جاسکتی۔ لیکن باوجود اس کے وہ مانتے ہیں کہ بیلون اوپر جاتے ہیں۔ خود انہوں نے ایسی مشینیں ایجاد کرلی ہیں جو کشش ثقل کے خلاف اوپر کی طرف نہایت تیز رفتاری سے پرواز کرتی ہیں۔ انہیں چاند اور ستاروں کی سیروسیاحت کے خیال بھی پیدا ہورہے ہیں۔ آگ کی گرمی، برف کی سردی اور ہوا کی لطافت کے خلاف ان فلسفی انسانوں نے اپنی حفاظت کے سامان مہیا کر لئے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے مرزاجی آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ خالق کل حضرت رب العزت کشش ثقل کے خلاف اور طبقہ زمہریر میں سے اپنے بندہ کو کیسے اٹھا سکتا ہے۔ کیا اسی کا نام اسلام ہے؟ مرزا جی! جو خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ’’یانار کونی برداً وسلاماً الخ‘‘ یعنی اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا) کا حکم دے سکتا ہے۔ کیا وہ اپنے دوسرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین کی کشش ثقل اور زمہریر کی برودت کو ہٹا دینے پر قادر نہیں

ہے؟ مرزاجی اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے دوسروں کو دہریت کا طعن دیتے ہو۔ اے افسوس!

(۶) اجی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی میں ان کی کوئی بے ادبی نہیں۔ آپ کیوں فکرمند ہوگئے۔ ابھی نمبر۱ و۲ میں تو آپ کہہ رہے تھے کہ اس میں بڑی خصوصیت اور علوّ مرتبت پنہاں ہے۔ اب اسی چیز کو بے ادبی قرار دے رہے ہو۔ آپ نے فلاسفہ کی بات مان کر کہا تھا کہ آسمان متحرک ہے۔ اگر صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کے اوپر ہوتے ہیں تو شام کے وقت زمین کے نیچے۔ کبھی بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتے ہوں گے۔ مرزاجی فرشتے چین سے رہ سکتے ہیں تو اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی رہتے ہیں۔ دوسرے اب تو فلاسفہ نے آپ کا اشکال بھی حل کردیا ہے۔ وہ حرکت سماء کے قائل نہیں رہے۔ بلکہ حرکت زمین کے قائل ہوگئے ہیں۔ اب تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساکن ہیں۔ آپ اپنی فکر کیجئے۔ آپ خود اپنے ہی اعتراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ کبھی آسمان کے اوپر ہوتے ہیں کبھی زمین کے نیچے۔ وہ مرزاجی! مسیحیت کا دعویٰ اور اوپر نیچے کے مفہوم سے بھی ناواقف۔ اسی واسطے کہتے ہیں: ''نیم ملاّ خطرہ ایمان''

(۷) یہ دعویٰ کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں وفات مسیح بالتصریح مذکور ہے اس میں ''دو اور دو چار روٹیاں'' والا اصول کارفرما ہے۔ بالتصریح تو ایک طرف اگر اشارۃً بھی ذکر ہوتا تو آپ ۵۲سال تک کیوں اس کے خلاف حیات عیسوی کے قائل رہے۔ مجدد ہوکر قرآن کریم کی آیات کے خلاف حیات عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے جسمانی نزول من السماء کے عقیدے پر کیوں قائم رہے۔ آپ کے ان قرآنی دلائل کی قلعی ہم عنقریب دوسری صحبت میں کھولیں گے۔

(۸) وفات مسیح صلیبی عقیدہ کے لئے موت ہے کا دعویٰ بالکل جھوٹا اور دھوکہ ہے۔ مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہے۔ خود عیسائی مذہب کی بنیاد ہی کفارہ پر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح گنہگاروں کی خاطر مرگئے۔ موت کے وہ لوگ خود قائل ہیں۔ آپ میں (اے مرزاجی) اور عیسائیوں میں صرف اسی قدر اختلاف ہے کہ وہ صلیبی موت کے قائل ہیں اور جناب صلیبی موت سے بچا کر کشمیر میں مرنے کے قائل ہیں۔ جس طریقہ سے آپ وفات مسیح کو عقیدہ یعنی الوہیت مسیح کی تردید میں پیش کرتے ہیں۔ اسی طریقہ سے بلکہ اس سے زیادہ کامیاب طرز پر صلیبی موت پیش کی جاسکتی ہے۔ پھر اس طرح دھوکہ دینے سے آپ کی غرض کیا ہے؟ اپنی مسیحیت منوانا ہے نا؟

(۹) حضرت مسیح کا دوبارہ آنا دین اسلام کے رخصت ہونے کا باعث نہیں اور

’’دروغ گورا حافظہ نباشد‘‘ دیکھئے براہین احمدیہ میں آپ نے حضرت مسیح کی آمد ثانی کو تمام دنیا میں دین اسلام پھیلانے کا باعث ظاہر کیا ہے۔ ہائے خودغرضی تیرا ستیاناس۔ (ناظرین دیکھئے میرا جواب نمبر۵)

(۱۰) حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ختم نبوت کے مخالف ہے۔ یعنی رسول پاک ﷺ کے بعد ان کا دوبارہ آنا نبوت کو جاری کرنا ہے۔ کیوں مرزاجی! یہی آپ کا مطلب ہے نا؟ سبحان اللہ! مرزاجی آپ ہی نے (ازالہ اوہام ص۶۴۵، خزائن ج۳ ص۴۴۸) پر لکھا ہے: ’’خداتعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو بنی اسرائیل کے لئے نبیوں کا خاتم الانبیاء کر کے بھیجا۔‘‘ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام موجود نہ تھے۔ پھر آپ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الانبیاء کیسے ہوگئے۔ اسی طرح جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں رسول کریم خاتم الانبیاء ہیں۔

آپ نے (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹) پر لکھا ہے: ’’میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی۔ بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے ماں باپ کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔‘‘

مرزاجی! مؤدبانہ سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی بہن بھائی مر تو نہیں گئے تھے؟ کیا آپ کے ان بہن بھائیوں کا موجود ہونا جو آپ کی ماں کے پیٹ سے آپ کی نسبت پہلے باہر نکلے تھے۔ آپ کے خاتم الاولاد ہونے کے مخالف تو نہیں؟ یقیناً نہیں سوائے مرزائے قادیانی کے۔

غور سے سنئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رسول کریم ﷺ سے پہلے پیدا ہوئے اور پہلے ہی نبی ہوئے تھے۔ ان کا رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں یا بعد میں زندہ ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں؟ ہاں! اگر وہ آپ کے بعد نبی بنتے تو یہ بات ختم نبوت کے برخلاف تھی۔ اسی وجہ سے ہم لوگ آپ کو کافر سمجھتے ہیں کہ آپ نے رسول پاک ﷺ کے بعد ماں کے پیٹ سے پیدا ہوکر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اب سمجھئے ختم نبوت کی حقیقت۔ مفصل پھر کسی موقعہ پر ’’یار زندہ صحبت باقی‘‘

<u>مرزاجی:</u> ماسٹر صاحب! میری طبیعت دائم المریض سی ہے۔ دوران سر، مراق (مالیخولیا) اور ذیابیطس کا زور ہے۔ اب تو معافی کا خواستگار ہوں۔

۶…… <u>ابوعبیدہ:</u> مرزاجی! میں بہت دور سے آیا ہوں۔ میرے خلوص کا خیال کیجئے۔ صرف میرے جواب نمبر۳ کا جواب الجواب دے دیں اور بس۔

مرزاجی: اچھا ماسٹر صاحب! آپ تو بیل کو کنوئیں میں خصی کرنے کے اصول پر کام کرنا چاہتے ہیں۔ اچھا سنئے اور میری الہامی تقریر یاد رکھئے۔ ’’میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا، محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استیناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

۷...... ابوعبیدہ: مرزاجی! اس عبارت میں آپ نے مندرجہ ذیل دعوے کئے ہیں۔

(۱) براہین میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار آپ کا اپنا عقیدہ نہیں ہے۔ وہ محض رسمی عقیدہ تھا۔

(۲) یہ عقیدہ آپ نے سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ بنانے کے لئے درج کیا تھا۔

(۳) مخالفوں کے لئے براہین احمدیہ والا عقیدہ قابل استناد نہیں۔

جناب اس پر مجھے کچھ پوچھنا ہے۔

(۱) آپ نے براہین احمدیہ کے دلائل توڑنے پر دس ہزار روپے کا انعامی اشتہار دیا ہے۔ کیا ایسی ہی کتاب کے متعلق دیا ہے جو رسمی عقیدوں سے بھری پڑی ہے؟ کیا آپ کے اس اعلان سے آپ کی کتاب براہین احمدیہ کی حقیقت طشت از بام نہیں ہو جاتی؟

(۲) معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس وقت بھی دل سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل نہ تھے اور خود مسیح موعود بننے کا ارادہ مصمم کر رکھا تھا۔ جبھی تو اس عقیدہ (حیات مسیح) کے لکھنے کی وجہ بیان کر دی۔ یعنی یہ کہ آپ لوگوں سے کہیں گے کہ یہی بات میری سادگی اور عدم بناوٹ کی دلیل ہے۔ گویا بارہ سال پہلے آپ نے یہ تجویز مسیح موعود بننے کی ٹھان رکھی تھی اور یہ جو کہا کہ براہین احمدیہ والا عقیدہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ یہ بھی محض جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ سنئے میں آپ ہی کی اپنی تحریرات سے ثابت کرتا ہوں کہ وہ عقیدہ آپ کا اپنا قطعی عقیدہ تھا اور وہ رسمی نہ تھا اور یہ کہ وہ قابل حجت ہے۔ مناسب ہوگا کہ آپ ہی سے بذریعہ سوالات یہ امر ثابت کر دوں۔

۸...... ابوعبیدہ: جناب کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟ جناب مجدد کس سن میں ہوئے؟ یہ عقیدہ جناب نے کب تبدیل کیا اور کیوں تبدیل کیا؟

مرزاجی: ’’میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۴۶، خزائن ج۱۳ص۱۷۷، اخبار بدر قادیان) سنہ ھجری کے حساب سے ۱۲۵۷ھ میں پیدا ہوا تھا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۰، خزائن ج۱۷ص۲۶۰، مؤرخہ ۸؍اگست ۱۸۹۶ء)

(۲) الف: ’’میرے دعویٰ کی تاریخ، میرا نام بتلاتا ہے۔یعنی غلام احمد قادیانی، کے اعداد جو پورے ۱۳۰۰ بنتے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ص۱۸۹)

ب: ’’جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف فرمایا۔‘‘یعنی (۱۸۸۰ء میں) (تریاق القلوب ص۶۸، خزائن ج۱۵ص۲۸۳)

ج: ’’میں نے اپنا عقیدہ ازالہ اوہام اور فتح اسلام کی تالیف کے زمانہ میں تبدیل کیا تھا۔ دیکھو سب سے پہلے میں نے اپنی کتابوں میں وفات مسیح کا اعلان کیا ہے اور یہ زمانہ ۱۸۹۲ء کا ہے۔‘‘

د: ’’میں نے اپنا عقیدہ صرف الہام کی بناء پر تبدیل کیا تھا۔ مجھے الہام ہوا تھا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور مسیح موعود تو ہی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۶۱، خزائن ج۳ص۴۰۲)

۹...... <u>ابوعبیدہ:</u> بہت خوب! کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ مجدد اور ملہم من اللہ کی شان کیا ہوتی ہے؟ صاف صاف فرما دیجئے۔

<u>مرزاجی:</u> (۱) ہمارا تو قول یہ ہے کہ: ’’ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے دنیا میں آتے ہیں۔ وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھلانے کو آتے ہیں۔‘‘

(شہادت القرآن ص۴۴، ۴۵، خزائن ج۶ص۳۳۹، ۳۴۰)

(۲) ’’یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے۔ ہاں! گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔‘‘ (شہادت القرآن ص۴۸، خزائن ج۶ص۳۴۴)

(۳) ’’مجددوں کو فہم قرآن عطاء ہوتا ہے۔‘‘ (ایام الصلح ص۵۵، خزائن ج۱۴ص۲۸۸)

(۴) ’’مجدد مجملات کی تفصیل کرتا ہے اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۷۵، خزائن ج۷ص۲۹۰)

(۵) ’’مجدد خدا تعالیٰ کی تجلیات کا مظہر ہوتے ہیں۔‘‘

(سراج الدین عیسائی ص۱۵، خزائن ج۱۲ص۳۴۱)

(۶) ’’مجدد نائب رسول اور خلیفہ ہوتے ہیں۔ نبیوں اور رسولوں کی تمام نعمتوں کے وارث ہوتے ہیں۔‘‘ (فتح اسلام ص۹ حاشیہ، خزائن ج۳ص۷)

(۷) ’’حدیث کی رو سے مجدد علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ آتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۶، خزائن ج۳ص۷۹)

(۸) ''آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۵۴، خزائن ج۳ ص۱۷۸)

(۹) ''مجدد کا آنا قرآن کی اس آیت سے ثابت ہے: ''انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون'' (ایام الصلح ص۵۵، خزائن ج۱۴ ص۲۸۸)

(۱۰) ''ہمارے نبی نے امام الزمان کی ضرورت ہر صدی کے لئے قائم کی ہے۔'' (ضرورت الامام ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴۷۴)

۱۰...... ابوعبیدہ: مرزاجی! آپ بھی اسی مرتبہ کے آدمی ہیں یا کم وبیش۔

مرزاجی: (۱) ''مجھے اس بات کا علم دیا گیا ہے کہ میں مجدد وقت ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)

(۲) ''میں ملہم اور مامور من اللہ ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳)

(۳) ''میں مسیح موعود اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔'' (نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۷)

(۴) ''ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (اخبار قادیان مارچ ۱۹۰۸ء ص۲۴، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

(۵) ''مجھے محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۱، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۱)

۱۱...... ابوعبیدہ: مرزاجی! اب تو آپ خوب پھنسے۔ آپ نے ابھی دس نمبری بیان دیا ہے کہ مجدد دین کی غرض وغایت رسوم مروجہ کے خلاف حقیقی اسلام سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور خود بدولت کا دعویٰ مجدد سے گزر کر محدث اور نبی تک چلا گیا ہے۔ کیا آپ سے ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ محض رسمی طور پر شرک اور کفر کا عقیدہ ۵۲ برس تک قائم رکھا ہوگا اور سعدی مرحوم کی طرح یہ کہنے کا اعلان کر سکتے ہیں۔ ''بتقلید کافر شدم ۵۲ سال'' یہ تو آپ کا عذر لنگ معلوم ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کے عذر لنگ کی مزید تصدیق: مرزاجی! یہ آپ ہی کی وحی ہے نا؟ ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی'' یعنی آپ کی ہر بات خاص کر دین کے بارہ میں وحی ہوتی ہے۔

مرزاجی: جی ہاں! میری وحی ہے۔ دیکھو میری کتاب (اربعین نمبر۲ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۳۶۱)

۱۲...... ابوعبیدہ: مرزاجی! آپ تو مجدد، ملہم اور مامور سب ہی کچھ بننے کے مدعی ہیں۔ صرف ملہم کی شان بتادیجئے۔

مرزاجی: ''وہ بغیر بلائے نہیں بولتے۔ بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کوئی دلیری نہیں کرتے۔''

(ازالہ اوہام ص۱۹۸، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

۱۳...... ابوعبیدہ: مرزاجی! اب تو معاملہ صاف ہے۔ جب آپ کی ہر دینی بات وحی اللہ ہوتی ہے اور بغیر حکم خدا کے آپ کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور نہ ہی بغیر اس کے سمجھائے کے کچھ سمجھتے ہیں تو جو کچھ آپ نے براہین میں لکھا ہے۔ وہ بالکل منجانب اللہ اور وحی الٰہی کی بناء پر ہوگا۔ اگر وہ منجانب اللہ نہیں تو آپ کا دعویٰ مجددیت جھوٹا ثابت ہوتا ہے اور اگر حیات مسیح والا عقیدہ وحی الٰہی کی بناپر تھا تو آپ کی مسیحیت باطل ہوتی ہے۔ کون سی بات پسند ہے؟

مرزاجی: ماسٹر صاحب! واقعی آپ نے مجھے خوب گھیر لیا ہے ''یوخذ المرء باقرارہ'' یعنی آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔ کی مثل شاید میرے ہی لئے بنی تھی۔

۱۴...... ابوعبیدہ: مرزاجی! ذرا صبر کیجئے۔ ابھی تو ابتداء عشق ہے۔ کیا میں جناب سے براہین احمدیہ کی عظمت اور اہمیت کے متعلق سوال کرسکتا ہوں۔

مرزاجی: ماسٹر صاحب! کہاں تک لتاڑتے جاؤ گے۔ لو سنو:

(۱) ''اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً وباطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس (خدا) نے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص آخر، خزائن ج۱ ص۶۷۳)

(۲) ''اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہوجائے گا اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے پیچ میں نہیں آئیں گے۔''

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص۱۳۶، خزائن ج۱ ص۱۲۹)

۱۵...... ابوعبیدہ: پس مرزاجی جس کتاب کی تعریف آپ کے الفاظ میں ایسی ہو۔ کیا اس کتاب میں آپ کوئی ایسا عقیدہ (حیات مسیح) اپنی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ جو فی الواقع صریح شرک اور سخت کفر ہو۔ ہرگز نہیں۔ اچھا سچ فرمائیے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تالیف میں جناب کو علم قرآن حاصل تھا یا نہ؟

مرزاجی: ماسٹر صاحب! ’’قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ درحقیقت مجھ میں کوئی علمی اور عملی خوبی یا ذہانت اور دانشمندی کی لیاقت نہیں اور میں کچھ بھی نہیں۔‘‘ (ضمیمہ ازالہ اوہام حصہ دوم ص۱۶، خزائن ج۳ص۶۳۵)

ہاں! ’’براہین احمدیہ کے زمانہ میں لدنی طور پر مجھے علم قرآن عطاء کیا گیا تھا۔ خدا نے مجھے تفسیر قرآن سکھائی ہے جو حضرت علی نے تالیف کی تھی۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۴ حاشیہ درحاشیہ، خزائن ج۱ص۵۹۹)

’’نیز براہین میں ایک اور الہام درج ہے اور وہ یہ ہے ’’الرحمن علم القرآن‘‘ (اے مرزا) خدا وہ ہے۔ جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۵۱، خزائن ج۲۲ص۴۸۵)

۱۶...... ابوعبیدہ: مرزاجی! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی اور دوبارہ دنیا میں آنے کا عقیدہ تو آپ نے قرآن کریم کی دو آیات کی تفسیر کے طور پر بیان فرمایا تھا۔ پہلی آیات یہ ہے: ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ...... الخ!‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۴۹۸، خزائن ج۱ص۵۹۳)

اور دوسری یہ ہے: ’’وان عدتم عدنا...... الخ!‘‘ پھر یہ تفسیر آپ کی الہامی تھی۔ دیکھیں براہین میں یہ عقیدہ لکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ’’لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳)

یہاں آپ پر ظاہر کیا گیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ ظاہر کرنے والا کون ہے؟ قرآن کی تفسیر آپ بیان فرمارہے ہیں اور تفسیر لکھانے والے خدا ہی ہے۔ پس یہ بیان آپ کا الہامی ثابت ہوا۔

نتیجہ: مرزاجی یہ نکلا کہ قرآن شریف کی دو آیات کی تفسیر جو الہامی طور پر آپ نے

لکھی ہے۔ اس میں آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور جب خود کو مسیح موعود بننے کا شوق پیدا ہوا تو حضرت مسیح کے مارنے کے درپے ہوگئے۔ کیونکہ ان کی زندگی مانتے ہوئے یہ دعویٰ ناممکن تھا۔

مرزاجی: ماسٹر صاحب! کچھ بھی ہو۔ اب تو معاف کیجئے۔ اب طبیعت خراب ہورہی ہے۔ کیونکہ: (۱) ''مجھے دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق (مالیخولیا) اور کثرت بول۔''

(اخبار قادیان ۷/جون ۱۹۰۶ء، تذکرۃ الشہادتین ص۴۴، خزائن ج۲۰ ص۴۶)

''اور کثرت پیشاب کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱)

۱۷...... ابوعبیدہ: مرزاجی! تو معلوم ہوا کہ اس قدر اختلاف بیانیوں اور متضاد اور متناقض خیالات کو جو زبردست کھچڑی آپ کی کتابوں میں پک رہی۔ یہ مراق ہی کا نتیجہ ہے۔ اللہ نے چاہا تو آئندہ گرمی کی رخصتوں میں پھر حاضر خدمت ہوکر آپ کے مصنوعی دلائل قرآنی بھی سنوں گا۔ اب کیا اجازت ہے (مرخص ہونے کی)

مرزاجی: دل وجان سے (دل میں) استغفراللہ واقعی میری جماعت ابوعبیدہ کوہاٹی سے خوفزدہ ہونے میں حق بجانب ہے۔ اس شخص کے دلائل نے تو مجھے چھٹی کا دودھ یاد دلایا ہے۔

حق پر رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ بن تجھ کو گر ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ بن

مرزاجی کے مراق پر اس کی اپنی کتابوں سے مہر تصدیق

سوال اوّل: کیا مرزاجی کو مراق (مالیخولیا) کا مرض لاحق تھا؟

جواب: (۱) ہاں! مرزاغلام احمد قادیانی کو مالیخولیا مراقی تھا۔

ثبوت: الف: از مرزاجی: ''مجھے دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(اخبار قادیان ۷/جون ۱۹۰۶ء، تذکرۃ الشہادتین ص۴۴، خزائن ج۲۰ ص۴۶)

ب: حضرت مرزا صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ: ’’مجھ کو مراق ہے۔‘‘ (ریویو قادیانی ج۲۵ نمبر۸ ص۶، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

ج: ’’مراق کا مرض حضرت صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔ اس کا باعث دماغی محنت تھا۔ جس کا نتیجہ ضعف تھا جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔‘‘

(ریویو قادیانی ج۲۵ نمبر۸ ص۱۰، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

سوال دوم: مراق کیا ہوتا ہے؟

جواب: (۱) مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ (شرح اسباب ج۱ ص۷۴)

(۲) از مولوی نورالدین خلفیہ قادیانی نمبرا۔ مالخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالخولیا کی ایک شاخ ہے۔ (بیاض نورالدین جزءاوّل ص۲۱۱)

سوال سوم: کیا مراقی آدمی نبی ہوسکتا ہے؟

جواب: از ڈاکٹر شاہنواز صاحب احمدی۔ اگر کسی مدعی الہام کے متعلق یہ ثابت ہوجائے کہ اس کو ہسٹیریا مالیخولیا مرگی کا مرض ہے تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیتی ہے۔ (ریویو قادیانی ج۲۵ نمبر۸ ص۶،۷، بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء)

سوال چہارم: کیا مرزاجی کے خاندان میں کسی کو بھی مرض مراق لاحق ہے؟

جواب: از مرزاجی: میری بیوی (ام القادیانین) کو بھی مرض مراق کی بیماری ہے۔

(الحکم قادیان ج۵ نمبر۲۹ ص۱۴، مؤرخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء)

(۲) از ڈاکٹر شاہنواز صاحب احمدی: ’’حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔‘‘ (ریویو قادیانی ج۲۵ نمبر۸ ص۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

ناظرین! دیکھا آپ نے کہ ماں باپ اور بیٹا تینوں خود بذریعہ حال وقال اعلان کررہے ہیں کہ ہم مالیخولیا مراقی کا شکار ہیں۔ پھر آپ خود بتلائیے کہ ایسے مراقی لوگوں سے خیر کی کیا توقع ہوسکتی ہے اور وہ کس طرح خداوند تبارک وتعالیٰ کے نبی ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ خدا محفوظ رکھے، ہر بلا سے، خصوصاً آج کل کے انبیاء سے۔‘‘

انا خاتم النبیین لانبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حامداً ومصلیاً

کھلی چٹھی

از ابو عبیدہ ماسٹر نظام الدین بی۔اے کوہاٹی مبلغ اسلام

قادیانی سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی ملک دکن کے نام

سیٹھ جی کا ۲۱ ہزاری انعامی اعلان یا رادھو کا ۲۱ من تیل سے مشروط ناچ

مبلغ اسلام کا جوابی چیلنج ۵ ہزار روپے کا انعامی اعلان

اشتہار صرف یہ کہ قادیانی جماعت ثالث کے فیصلہ پر قبول حق کا عہد کرے

ابو عبیدہ نظام الدین (بی۔اے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیٹھ جی: جب ہم قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے علیٰ رؤس الاشہاد ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بجسد عنصری تشریف فرما ہیں تو پھر ہمیں نازل ہونے کے واسطے من السماء (آسمان سے) کے الفاظ کی مطلق ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ جو شخص آسمان پر بیٹھا ہے آخر جب وہ آئے گا تو یقیناً آسمان ہی سے نازل ہوگا۔اس واسطے یادرکھئے اور اپنی جان پر رحم کیجئے اور مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دیجئے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ چونکہ بخاری شریف میں من السماء کے لفظ موجود ہیں۔ اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ سنئے من السماء کی بحث یوں چلی تھی۔ مرزاجی اپنی علمی بے مائیگی اور قلت فہم کے سبب یونہی بطور تحکم مخالف کو مرعوب کرنے کے لئے بعض باتیں دعویٰ کے طور پر پیش کردیتے تھے۔اسی طرز پر علماء اسلام کے استدلال کو باطل کرنے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یوں کہہ دیا کرتے تھے کہ:

۱...... ’’صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں آیا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۰، خزائن ج۳ ص۱۳۲)

۲...... ’’صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا بھی کہیں ذکر نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۸۴، خزائن ج۳ ص۲۴۴)

۳...... ’’تمام حدیثیں پڑھ کر دیکھ لو کسی صحیح حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں پاؤ گے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۲۲۰، خزائن ج۲۳ ص۲۲۹)

دیکھئے! ان عبارتوں میں مرزا قادیانی من السماء کے الفاظ کا بخاری میں نہیں بلکہ صحیح حدیثوں میں ہونے کا انکار کررہے ہیں۔اس کے جواب میں ہم نے دعویٰ کیا کہ گو جب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن اور حدیث سے آسمان پر ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ ان کے نزول کے لئے من السماء کے الفاظ کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر بھی اس شفیق اور رحمت مجسم خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنی امت کو مرزا قادیانی کے دجل وفریب سے محفوظ رکھنے کے لئے حدیث میں ’’من السماء‘‘ کے الفاظ بھی فرما دیئے۔

سوال صرف صحیح حدیثوں میں من السماء کے الفاظ کے موجود ہونے نہ ہونے کا ہے۔ صرف بخاری شریف کی بحث نہ ہماری طرف سے ہے نہ مرزاجی کی طرف سے۔ کیونکہ صحیح حدیثیں ہزاروں کی تعداد میں دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن کا بخاری میں کہیں نام ونشان بھی نہیں۔ مگر قادیانی جماعت نہ صرف ان کے صحیح ہونے ہی کو مانتی ہے۔ بلکہ مرزاجی کی مسیحیت اور اس کی صداقت کا معیار ہی ایسی حدیثوں کو قرار دے رکھا ہے۔ مثلاً دیکھئے خود یہی حدیث مجدد والی ’’ان اللہ یبعث لہٰذہ الامۃ الخ‘‘ جو آپ نے اپنے ٹریکٹ میں درج کی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث نہیں؟ اسی طرح چاند اور سورج کے گرہن والی حدیث کا بخاری میں کہیں نام ونشان بھی نہیں۔ باوجود اس کے آپ انہیں حدیثوں کو بڑے زور سے مرزاجی کی صداقت میں پیش کرتے ہیں اور انصاف بھی یہی ہے کہ جب مرزاجی صرف صحیح حدیث میں من السماء کے الفاظ کا مطالبہ کر رہے ہیں تو آپ نے بخاری کی شرط کیوں لگا دی؟ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مرزاجی کا کذب تسلیم کر لیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے تمام صحیح حدیثوں میں من السماء کے الفاظ سے انکار کیا تھا۔ کیا حدیثیں صرف بخاری ہی میں محصور ہیں۔ پس اگر ہمت ہے تو مرزاجی کے دعویٰ ۲۱ ہزاری میں لکھا ہے ’’حالانکہ نہ قرآن شریف میں، نہ کسی صحیح حدیث میں آسمان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔‘‘ (ص۴ سطر۵) ’’کیا صحیح حدیثوں

کا مجموعہ صرف بخاری ہے۔‘‘ اگر ہاں کرو گے تو یاد رکھئے قادیانی مسیحیت کی عمارت دھم سے گر جائے گی اور اگر انکار کرو گے تو آپ کی شرط فضول ثابت ہوگی۔

صریح جھوٹ کو سچا ثابت کیجئے۔ ورنہ توبہ کیجئے۔ دیکھئے خود آپ نے بھی اپنے ٹریکٹ ’’سیٹھ جی‘‘ دوسرے انعام دس ہزاری کے متعلق بھی آپ نے جو شرائط حدیث سے بیان کی ہیں۔ بالخصوص یہ کہ:

۱...... مجدد پیش کردہ الہام کے ذریعہ سے مجددیت کا دعویٰ کرتا ہے۔

۲...... مجدد صرف ایک ہو اور ساری امت کے لئے ہو۔ سراسر باطل اور خلاف شرع ہیں۔ آپ نے ان شرائط کو حدیث کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ آپ کی علمی قابلیت کی دلیل ہے۔ یبعث سے بذریعہ الہام مجددیت کا دعویٰ کرے۔ اسی طرح ’’لھٰذہ الامۃ‘‘ سے ساری امت کے لئے ہوگا استنباط۔ سبحان اللہ!

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

کیا سوائے اپنی ذات کے آپ کسی مفسر، محدث یا مجدد سے ان شرائط کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ پھر میں نے اعلان کیا تھا کہ آپ کے مانے ہوئے مجددین سابقہ کے منہاج (طریقہ) پر میں چودھویں صدی کے مجددین کی مجددیت ثابت کروں گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم ان نئے طریقوں کو نہیں مانتے۔ سبحان اللہ! میں کہتا ہوں کہ ہم اسی طرز اور طریقہ سے مجددین صدی چہاردہم کی مجددیت ثابت کریں گے۔ جس طرز اور طریقہ سے گزشتہ مجددین کی مجددیت کو تمام لوگوں نے اور آپ کی جماعت نے قبول کر لیا ہے۔ جواب یکتا ہے کہ: ’’یہ نیا طریقہ ہے۔‘‘

سیٹھ جی! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا قادیانی ہونے سے عقل خامہ بھی جواب دے

گئی ہے؟ یہ پرانا طریقہ ہے یا نیا؟ وہاں آپ کی پیش کردہ شرائط بالکل نئی ہیں اورغرض ان سے آپ کا انعام کو ناممکن بتانا ہے اور بس۔ اس کی تو سہل تر صورت یہ تھی۔ ہم سے مطالبہ کرتے ہوئے یوں بھی کہہ دیتے کہ مجدد کو مراق بھی ہو، کثرت بول کا مریض بھی، ۱۸۴۰ء میں پیدا بھی ہوا ہو۔

تیسرے انعام دس ہزاری کے بارہ میں جب آپ کو کوئی شرط ایسی نہ ملی جو انعام کو ناممکن الحصول بنادے تو لکھ دیا کہ اس کے لئے پہلے انعاموں کا حاصل کرنا شرط ہے۔ حالانکہ ان کا باہمی براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ صرف فرار کی ایک تجویز کی ہے۔ ورنہ جب مولانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ یہ شرط نہیں تو دوسروں کے ساتھ بھی نہیں ہونی چاہئے۔ خود آپ نے اپنے ٹریکٹ میں تیسرے انعام دس ہزاری کے متعلق صرف یہ شرط لکھی ہے کہ قسم اٹھانے والے پر اتمام حجت ہو چکا ہو اور اس کا دعویٰ ہو کہ اس کو قادیانی لٹریچر پر عبور ہے۔ پس جب میرا دعویٰ ہے کہ مجھ پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور قادیانی لٹریچر پر مجھے نہ صرف عبور ہونے کا دعویٰ ہے بلکہ میں قادیانی مذہب کی کتابوں کا بڑے بڑے مبلغین سے زیادہ ماہر ہوں۔ خود سیٹھ صاحب کے ساتھ میں، مرزادانی میں مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔

پس آپ اب رادھو کے ناچ والی شرط لگا کر انعامی مقابلہ کو ناممکن کیوں بناتے ہیں۔ اگر اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے تو صاف صاف اقرار کیجئے۔ ورنہ یہ آئیں بائیں شائیں کیا کرتے ہیں۔

ہمارا جوابی چیلنج ۵۰۰۰ روپیہ انعام کا اعلان

۱...... ہم مرزاجی کا مراقی ہونا ان کی اپنی تحریرات سے ثابت کریں گے۔

۲...... ہم مرزاجی کے ۶۰۰ صریح جھوٹ اور افتراء پیش کریں گے۔

۳...... ہم مرزاجی کے اپنے پیش کردہ دس دلائل اور معیار صداقت پیش کر کے مرزاجی کا کذاب اور دجال ہونا ثابت کریں گے آپ تردید کریں۔

نمبر(۱) کا انعام ایک ہزارروپیہ۔

نمبر(۲) کا انعام تین ہزارروپیہ۔

نمبر(۳) کا انعام ایک ہزارروپیہ۔

ہماری طرف سے انعام دینے کے لئے صرف ایک ہی شرط ہے اور وہ یہ کہ صرف ۵۰۰۰ قادیانی ثالث کے فیصلہ پر مرزائیت کا جوا اپنی گردن سے اتار کر پھینک دینے کا حلفیہ اقرار لکھ دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی مشکل یا نامناسب شرط نہیں۔ کیونکہ اگر واقعی انہیں معلوم ہوجائے کہ مرزاجی مراقی (مریض مالیخولیا) تھے۔ انہوں نے کثرت سے جھوٹ بول کر خلق خدا کو دھوکہ دیا ہے اور یہ کہ وہ اپنے ہی معیاروں کی رو سے کذاب اور دجال ٹھہرتے ہیں تو پھر کیوں کوئی آدمی ان کے ساتھ لپٹا رہے گا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں نکلئے اور ہمارا انعام لینے کے لئے ہم سے آج ہی سلسلہ جنبانی شروع کردیجئے۔

O ...... O ...... O ...... O

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تکذیب قادیانی

از

نشان آسمانی

مولانا ابوالحسن درزبھنگوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً!

برادران اسلام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ رسالہ ’’فیصلہ آسمانی‘‘ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہایت مستحکم اور بار بار کے اقرار سے کاذب ثابت ہوتے ہیں۔اس کے جواب میں حضرات مرزائیاں نے جو کچھ کہا ہے۔اس کا حاصل غور کے بعد یہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی تو اپنے اقرار سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔مگر ان کا خدا بھی کسی وقت جھوٹ بولتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے۔اس کی تشریح ملاحظہ کی جائے۔

رسالہ مذکورہ میں مرزا قادیانی کے عظیم الشان نشان کو نقل کر کے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر کیا ہے۔اس نشان میں ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے کہ احمد بیگ کا داماد میری زندگی میں مرے گا اور اس کے سچے ہونے پر انہیں اس قدر وثوق ہے کہ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً حاشیہ ملخص) میں لکھتے ہیں کہ: ’’اگر یہ میرے سامنے نہ مرے اور میں اس کے سامنے مرجاؤں تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘ اس قسم کے کے تین قول نقل کئے گئے ہیں۔ان قولوں کو نقل کر کے یہ دکھایا ہے کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے کئی برس ہوگئے اور احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے۔اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب کاذب ہے۔یہ ایک لاجواب بات ہے کہ کسی کی مجال نہیں کہ اس اقرار کے بعد مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کر سکے۔

مگر افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ کی عقل سلب کر دی گئی ہے کہ وہ ایسی موٹی بات کا بھی اعتراف نہیں کرتے بلکہ اس کے جواب میں آیت: ’’**یمحو اللہ ما یشاء ویثبت**‘‘ کو پیش کرتے ہیں۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔یہاں اللہ نے خبر دی تھی کہ احمد بیگ کا داماد تیرے سامنے مرے گا۔ مگر اس نے اس تقدیر کو مٹا دیا اور اپنے قولوں کو جھوٹا کر دیا۔کیونکہ وہ مختار ہے۔اس کا تحقیقی جواب (تتمہ فیصلہ آسمانی) میں دیا گیا ہے۔اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ ایسا ہی ہے جیسے دنیا کے بعض رئیس جھوٹ بولا کرتے ہیں اور وعدہ خلافیاں کیا کرتے ہیں۔(**نعوذ باللہ، نعوذ باللہ**)

ذرا انجام آتھم کو دیکھو کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کو کیسا پختہ اور سچا وعدہ خداوندی لکھا ہے اور پھر اس کا ظہور نہ ہوا۔اللہ تعالیٰ نے وعدہ خلافی کی اپنے قول وقرار کو میٹ دیا۔کہئے

حضرات مرزائیہ آپ کے نزدیک اور آپ کے مرشد کے نزدیک آیت کے یہی معنی ہیں؟ مجدد وقت قرآن مجید کے بڑے ماہر، رسالت کے مدعی ایسے ہی معنی بیان کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کے کسی قول و فعل کا اعتبار نہ رہے۔ (معاذ اللہ منہا) بھلا یہ تو فرمایئے کہ اگر کوئی جھوٹا بے تکی پیشین گوئیاں بہت سی کرے اور جب کسی کا ظہور نہ ہو تو اس آیت کو پیش کردے۔ اس سے وہ کذب سے بری ہو جائے گا۔ اس کا جواب دیجئے۔ اس کے علاوہ ذرا مرزا قادیانی کے ان الہامات پر نظر کیجئے جن میں بے انتہاء قرب الٰہی مرزا قادیانی کا بیان کیا گیا ہے اور ان کو صدیق کا خطاب ملا ہے۔ پھر جسے خدا تعالیٰ ایسا تقرب عنایت کرے اور صدیق کا خطاب دے۔ پھر خود ہی اپنے قول و قرار کو میٹ کر تمام دنیا کے روبرو اسے جھوٹا ٹھہرائے۔

ذرا سوچ کے جواب دیجئے اور یہ بھی فرمایئے کہ جب خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے ایسے پختہ وعدہ پورے نہ کئے اور متعدد جھوٹ بولے (نعوذ باللہ) تو اس کے ان الہامات کے سچے ہونے کی کیا دلیل ہے جن سے ان کا مسیح ہونا اور مقرب الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے؟ جب آپ کے نزدیک وہ خدائے قدوس کسی وقت جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے تو ان الہامات کی یقینی صداقت کس طرح تسلیم کر لی جائے اور کیوں نہ کہا جائے کہ ان الہامات میں جو کچھ کہا گیا وہ غلط ہو یا یہ کہ پہلے وہ مرتبہ دیا گیا۔ پھر اسے میٹ دیا کیونکہ ’’یمحو اللہ ما یشاء‘‘ عام ہے۔ یعنی جس بات کو چاہے میٹ دے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے مرتبہ دیا پھر اسے میٹ دیا اور میٹ دینے کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی ہی کے متعدد اقراروں سے انہیں جھوٹا ثابت کر دیا۔ اگر موت کے وقت تک وہ مسیح اور مقرب الٰہی ہوتے تو ممکن نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام خلقت کے روبرو اس طرح ان کی بے حرمتی کرتا اور ان سے پختہ وعدے کر کے خلاف وعدگی کرتا۔

غرض کہ جو آیت جواب میں پیش کی تھی۔ اسی سے ان کا کذب ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرات مرزائیاں (اعجاز احمدی ص۷۹، خزائن ج۱۹ ص۱۹۱) کے اس شعر پر بھی نظر کریں:

واقسمت باللہ الذی جل شانہ سیکرمنی ربی وشانی یکبر

اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی شان بزرگ ہے کہ عنقریب خدا میرا مجھے بزرگی دے گا اور میری شان بلند کی جائے گی۔

کہئے جناب بزرگی دینے اور شان بلند کرنے کی یہی صورت تھی کہ پختہ وعدہ کر کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مقابلہ میں، مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں اور علانیہ تمام خلق کے

روبرو جھوٹے ٹھہرائے گئے اور ہر بد سے بدتر قرار پائے۔ یہ کیوں ہوا آپ یہی کہیں گے کہ: ’’یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت‘‘ اللہ جسے چاہتا ہے میٹتا ہے اور جو چاہتا ہے رکھتا ہے۔ پہلے اس نے بزرگی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اسے پورا نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف کیا۔ بھائیو دیکھ لو یہ مرزا قادیانی ہیں اور یہ ان کا خدا ہی جس کی صفت وہ اوران کے پیر اور مرشد آیت مذکورہ سے یہ بتارہے ہیں جس کا ذکر ابھی ہوا۔ اب آپ ہی فیصلہ کرلیں کہ مرزا قادیانی کیسے ہیں۔ اس تقریر کا حاصل یہ ہوا کہ جماعت احمدیہ نے اپنی پاسداری میں مرزا قادیانی کو صادق ٹھہرانے کے لئے خدا پر الزام لگنے کی کچھ پرواہ نہیں کی بلکہ اعلانیہ طور سے جھوٹا ٹھہرایا اور وعدہ خلافی کرنے کا اسے الزام دیا اور اپنے خیال کے بموجب اس کا ثبوت آیت قرآنی سے دے دیا۔

مگر افسوس یہ ہے کہ اس کے بعد بھی مرزا قادیانی الزام سے نہ بچے۔ اگر اس کی زیادہ تشریح آپ چاہتے ہیں تو ملاحظہ کیجئے۔ اگر مرزا قادیانی صرف اس قدر کہتے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مرے گا اور پھر وہ نہ مرتا اور مرزا قادیانی مرجاتے تو اس وقت جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا مان کر اپنے عقیدہ کے بموجب مرزا قادیانی کو سچا کہتے۔ مگر انہوں نے تو ایسا نہیں کہا۔ بلکہ اپنی طرف سے اور باتیں بھی کہیں جن کی وجہ سے وہ جھوٹ کے الزام سے نہیں بچ سکتے اور ایک طریقہ سے نہیں کئی طریقوں سے اس سخت عیب کا الزام ان پر ہے۔

۱...... مرزا قادیانی (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ) میں کہتے ہیں کہ: ’’نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔‘‘ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ تقدیر مبرم اسی کو کہتے ہیں کہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اور مرزا قادیانی کے بیان سے بھی یہ ثابت بات ظاہر ہے۔ جب وہ پیشین گوئی غلط نکلی تو مرزا قادیانی کا یہ کہنا غلط ہوا کہ یہ پیشین گوئی تقدیر مبرم ہے اور اس کہنے میں مرزا قادیانی جھوٹے ٹھہرے۔

۲...... مرزا قادیانی (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ) میں کہتے ہیں کہ: ’’اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘ مرزا قادیانی کا یہ قول نہایت سچا ثابت ہوا۔ مگر اسی قول نے آسمانی فیصلہ کردیا اور دکھادیا کہ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے ہیں۔ اس کا کوئی جواب ہوسکتا ہے۔ جماعت احمدیہ یہ تو فرمائیے کہ: ’’یمحو اللّٰہ ما یشاء‘‘ سے یہ اقرار بھی مٹ جائے گا۔ مگر یہ امر غیر ممکن ہے۔ الغرض یہ دوسرا طریقہ ہے ان کے صادقین میں نہ ہونے کا۔

۳...... ’’اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے بھی ایسا ہی پورا کرے گا۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص۳۱ حاشیہ) اس کلام کا نتیجہ بھی نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں جھوٹا ہوں اور جب دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی تو یہاں بھی مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے۔

۴...... اسی پیشین گوئی کے متعلق دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ ’’یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جزء پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) یہ مرزا قادیانی کا قول ہے۔ اب دنیا نے دیکھ لیا کہ اس پیشین گوئی کا دوسرا جزء پورا نہیں ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی مر گئے اور احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے نہایت پختہ اقرار سے بد سے بدتر ٹھہرے اس اقرار کی پختگی آئندہ قول سے معلوم ہوتی کسی آیت وحدیث سے یہ اقرار مٹ نہیں سکتا۔ یہ چوتھا طریق ہے مرزا قادیانی ثبوت کذب کا۔

۵...... ’’اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں، یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸ حاشیہ) مرزا قادیانی کا یہ کلام ہی جماعت احمدیہ کے مذکورہ بالا جواب سے اس کلام میں تین باتیں جھوٹی ہیں۔ (۱) یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کے مرجانے کے لئے خدا نے سچا وعدہ کیا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ اپنے مرشد کے قول کو غلط بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ اسے سچا وعدہ کہنا غلط ہے بلکہ وہ جھوٹا وعدہ تھا۔ اس لئے پورا نہیں ہوا۔ (۲) مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ یہ جملہ نہایت لطف کا ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی تو اپنی جماعت کو جھوٹا کہتے ہیں اور ان کے جواب کو غلط بتاتے ہیں۔ کیونکہ صاف کہہ رہے ہیں کہ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور جماعت احمدیہ ان کے قول کو غلط بتارہی ہے۔ کیونکہ کہہ رہی ہے کہ خدا کی باتیں ٹل جاتی ہیں۔ خدا وعدہ کر کے اس کے خلاف کرتا ہے اور آیت: ’’**یمحوا اللہ ما یشا**‘‘ اس کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ غرض کہ مرشد اپنے مریدوں کو جھوٹا کہتا ہے اور مریدین اپنے مرشد کو جھوٹا بتارہے ہیں۔ (۳) اس پورے کلام پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو وعدہ پورا نہ ہو وہ خدا کا وعدہ نہیں اور جس کی بات ٹل جائے وہ خدا نہیں ہے بلکہ وہ بات انسان کی ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ دونوں باتیں نہایت صحیح ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ اپنے جواب سے اس کو غلط بتارہی ہے۔ کیونکہ وہ صاف کہتی ہے کہ خدا کے وعدے جھوٹے بھی ہوتے ہیں اور اس کی پختہ باتیں بھی ٹل جاتی ہیں (نعوذ باللہ) بھائیو!

حضرات مرزائیوں کے یہ عقیدے ہیں اور مسیح وقت کا ان میں یہ اثر ہے۔

۶...... (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں اسی پیشین گوئی کی نسبت لکھتے ہیں:

(۱)''واین تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است (۲) وعنقریب وقت آں خواہد آمد (۳) پس قسم آں خدائیکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے ما مبعوث فرمود واو را بہترین مخلوقات گردانید کہ ایں حق است (۴) وعنقریب خواہی دید (۵) ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیاری گردانم (۶) ومن نگفتم الابعد ازاں کہ از رب خود خبر دادہ شدم۔''

راست باز حضرات ملاحظہ کریں کہ وہی احمد بیگ کا داماد منکوحہ آسمانی کا شوہر ہے کہ پہلے اس کی نسبت یہ کہا گیا کہ اڑھائی برس کے اندر مرجائے گا۔ جب وہ میعاد گزر گئی اور وہ زندہ رہا تو مرزا قادیانی نے نہایت زور وشور سے یہ غل مچایا کہ اس نے اور اس کے گروہ نے بہت کچھ گریہ وزاری کی۔ ان کے دل میں خوف ہوا اس لئے وہ میعاد ٹل گئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی تمثیل دی۔ حالانکہ وہ تمثیل بالکل غلط ہے۔ (اس کا ثبوت مجملاً فیصلہ آسمانی حصہ دوم میں اور مفصلاً تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ اوّل میں دیکھنا چاہئے) پھر بغیر میعاد مقرر کئے اس پر نہایت زور ہوا کہ: ''وہ میرے سامنے ضرور مرے گا۔ اگر وہ میرے سامنے نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔'' اسی کے متعلق دو عبارتیں تو پہلے نقل کی گئیں۔ تیسری عبارت یہ ہے جس میں سے چھ جملے میں نے نقل کئے ہیں۔ ان سے کس قدر وثوق اس پیشین گوئی کے پورے ہونے پر ظاہر ہوتا ہے۔ جب ایسا پختہ الہام جس کے سچے ہونے پر مرزا قادیانی اپنی صداقت کو منحصر بتاتے ہیں اور خدا کی قسم کھا کر اس کا حق ہونا بیان کرتے ہیں۔ وہ غلط ثابت ہوا اور وہ وعدہ الٰہی جھوٹا نکلا تو اس الہام کے سچے ہونے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ جس پر انہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ خدا کے لئے کچھ تو غور کرو۔ یہ تو کہہ رہے ہو کہ خدا کا یہ وعدہ غلط تھا۔ خدا کے سب وعدہ سچے نہیں ہوا کرتے اور آیت: ''**یمحو اللہ مایشاء**'' کو پیش کرتے ہو۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ جب کسی وقت خدا تعالیٰ جھوٹ بھی بول دیتا ہے تو اس الہام میں جھوٹ سے کون روکنے والا تھا۔ جس میں یہ کہا گیا کہ تو مسیح موعود ہے۔ اس کے علاوہ جب ''**یمحو اللہ ما یشاء**'' ایسا عام ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو تو کیا وجہ ہے کہ ان کی مسیحیت کے محو کرنے میں یہ آیت پیش نہ کی جائے۔ جو عبارت میں نے مرزا قادیانی کی ابھی نقل کی ہے وہ عبارت نہایت روشن دلیل ہے کہ مرزا قادیانی بالفرض اگر مسیح موعود کئے گئے تھے مگر پھر اللہ نے اس مقرر کردہ امر کو مٹا دیا۔ کیونکہ اس قول میں مرزا قادیانی صاف کہہ رہے ہیں کہ اس پیشین گوئی کے پورا

ہونے کو میں اپنی صداقت کا معیار کہتا ہوں۔ یعنی اگر اس پیشین گوئی کا ظہور ہو جائے تو مجھے سچا جانو اور اگر ظہور نہ ہو تو جھوٹا سمجھو۔ اب تو ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ اس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہوا۔ اس لئے مرزا قادیانی کے قول کے بموجب ظاہر ہو گیا کہ وہ جھوٹے تھے۔

اب اگر ان کے دونوں قولوں کو سچا سمجھا جائے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پہلے انہیں مسیح کیا تھا۔ مگر بمقتضائے: ''یمحو اللہ ما یشاء '' کے پھر اسے مٹا دیا اور مرنے سے پہلے یہ مرتبہ ان سے لے لیا اور خلقت کو گمراہی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کی زبان سے ان کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا تاکہ خلقت ان سے پرہیز کرے اور جو ان پر ایمان لے آئے ہیں وہ توبہ کریں۔ اس بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ حضرات مرزائی جھوٹی مسیح کو اپنا مرشد مان رہے ہیں۔

الحاصل جماعت احمدیہ کے اس جواب سے خدائے قدوس کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہوا اور مرزا قادیانی بھی جھوٹے ٹھہرے۔ کہئے حضرات اس کا کچھ جواب ہو سکتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آسمان و زمین ٹل جائیں۔ مگر کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے گا۔ اگر کسی کو ہمت ہو تو سامنے آئے۔ ہم اسے ایک سال کی مہلت دیتے ہیں۔ مگر میں وجدانی پیشین گوئی کرتا ہوں کہ مرزائی اس کا واقعی جواب نہیں دے سکتا۔ فیصلہ آسمانی کے مضامین یہ ہیں: (۱) پیشین گوئی کا سچا ہونا صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کی صداقت کی بڑی معیار غلط ہو گئی۔ (۲) مدعی نبوت کے کسی پیشین گوئی کا غلط ہو جانا اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ مرزا قادیانی کی بہت پیشین گوئیاں غلط ہوئیں۔ اس لئے وہ جھوٹے ثابت ہوئے۔ (۳) مرزا قادیانی کی صداقت کا عظیم الشان نشان بالکل غلط ثابت ہوا۔ (۴) مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں بڑے زور اور کامل وثوق سے یہ کہا ہے کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے تو میں جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ہوں۔ اب مرزا قادیانی مر گیا اور وہ نہیں مرا۔ اس سے مرزا قادیانی اپنے مستحکم اقرار سے جھوٹے ٹھہرے۔ کوئی آیت و حدیث ایسی نہیں ہو سکتی جو ان کے اس صریح اقرار کو میٹ دے۔ (۵) جھوٹی پیشین گوئی کرنے کا افتراء جناب رسول اللہ ﷺ پر مرزا قادیانی نے کیا۔ (ص۱۹) (۶) مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ مفتری کو بیس برس یا زیادہ کی مہلت نہیں دی جاتی۔ اس کا غلط ہونا واقعات گزشتہ اور حالات موجودہ سے نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔ (۷) مرزا قادیانی کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مفتری دست بدست سزا پاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے امن میں نہیں چھوڑتا۔ اس دعویٰ کا ثبوت قرآن شریف سے ہرگز نہیں ہو سکتا

بلکہ متعدد آیات سے ثابت ہے کہ جھوٹوں کو بہت مہلت دی جاتی ہے اوراب تو اسے مرزائیوں نے بھی مان لیا کہ جھوٹوں کومہلت دی جاتی ہے۔

غرض کہ پہلے رسول خدا پر افتراء ثابت ہوا تھا پھر خدا پر صریح افتراء ثابت ہوا۔یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نہیں فرمائی۔اس کی نسبت مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں کہ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ سے ثابت ہے۔(۸) قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ سمجھنا کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد ہلاک کیا جاتا ہےاورسچا مدعی فائز المرام ہوتا ہے محض غلط ہے۔

انصاف پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ ان باتوں کا جواب خلیفۃ المسیح یا ان کا کوئی پیرو دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔کیا مرزا قادیانی کی جو پیشین گوئیاں جھوٹی ہوگئیں انہیں سچا کردیں گےاور جو وہ اپنے پختہ اقرار سے کاذب ٹھہرے ہیں تو کیا ان متعدد اقراروں کو یا ان کتابوں کو جن میں وہ اقرار ہیں دنیا سے ناپید کردیں گے۔مرزا قادیانی نے جو خدا پراوراس کے رسول پر افتراء کیا ہے تو کیا کسی آیت وحدیث کا اپنی طرف سے اضافہ کر کے ان کے افتراء پر پردہ ڈالیں گے۔جب یہ سب باتیں غیرممکن ہیں تو فیصلہ آسمانی کا جواب بھی غیرممکن ہےاور یوں کہنے کواور اپنا دل خوش کرنے کو مسیلمہ کذاب نے بھی قرآن شریف کا جواب لکھا تھا۔مگر مرزا قادیانی کے اوران کے منتسبین کی اتنی بھی ہمت نہیں ہوئی۔ بہت کتابیں ان کے رد میں لکھی گئیں۔مگر اکثر کا جواب نہیں دیا گیا۔جلسہ مونگیر کے بعد رسالہ اظہارحق میں چند کتابوں کے نام لکھے گئے ہیں۔مولوی عبدالماجد صاحب...... کے رسالہ کا جواب مولانا انواراللہ صاحب حیدرآبادی نے دیا تھا۔مگر مولوی صاحب کی جرأت نہ ہوئی کہ اس کا جواب دیتے اور یہ کہہ دینا کہ یہ پرانی باتیں ہیں۔کوئی نیا اعتراض نہیں ہے۔محض اپنے معتقد جہلاء کوخوش کرنا ہے۔

اے جناب اعتراض پرانا ہے یا نیا۔یہ بتائیے کہ اس کا جواب دیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر جواب دیا گیا ہےاور پھر اس کا جواب اس طرف سے نہیں ہوا تواس جواب کو پیش کیجئے اور بتائیے کہ کس نے دیا ہےاور کون سی کتاب میں وہ جواب ہے اوراگر جواب نہیں دیا گیا تو یہ کہنا کہ یہ پرانا اعتراض ہے۔آپ کی کمزوری کوظاہر کرتا ہے کہ باوجود عرصہ گزرجانے کے بھی جواب نہ ہوسکا۔ان باتوں کا جواب دیجئے اور جھوٹی باتوں اور زبان درازی کا نام نشان آسمانی رکھ کر مشتہر کرنا ایمان دار کا کام نہیں ہے۔فقط!

المشتہر: خادم مسلمانان محمد ابوالحسن عفی عنہ دربھنگوی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائی مناظرہ
کا
بدیہی فیصلہ

مولانا ابوالحسن دربھنگوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل حق کو بشارت

یہ عاجز خیر خواہی کی نظر سے اطلاع دیتا ہے کہ جماعت احمدیہ مرزائیہ کی طرف سے جب سے ثنائی چکر شائع ہوا ہے۔ مونگیر کی بابرکت جماعت کی طرف سے اس جماعت کے سمجھانے کے لئے بہت کوشش ہوئی اور ہو رہی ہے۔ ہادی مطلق اس کا عمدہ نتیجہ دکھادے۔ آمین! حسب ذیل تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر اس وقت تک نہ یہ صدا آتی ہے کہ جماعت احمدیہ نے حق کو قبول کر لیا۔ جس کا سخت انتظار ہے نہ ان تحریروں کا کچھ جواب ملا ہے کہ حق بات کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ مشتہرہ تحریریں یہ ہیں:

نمبر شمار	کتاب	کیفیت
۱	دعاء مرزا	یہ ثنائی چکر کا محققانہ جواب ہے۔
۲	مسیح قادیانی کا فیصلہ	اس میں مرزا قادیانی کے اقوال سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔
۳	مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ	اس میں بھی انہیں کے اقوال سے ان کی حالت دکھائی ہے۔ یہ دونوں مختصر تحریریں قابل دید ہیں۔
۴	اظہار حق	اس میں مناظرہ مونگیر کی حالت لکھی ہے اور جماعت احمدیہ سے لاجواب سوالات ہیں۔
۵	آئینہ قادیانی	اس میں مرزا قادیانی کے بعض عقائد لکھ کر ان کی حالت دکھائی ہے۔
٦	فیصلہ آسمانی حصہ اوّل ودوم	یہ عجیب وغریب حق نما رسالہ زیر مطبع ہے کوئی انصاف پسند اسے دیکھ کر مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں کہہ سکتا۔
۷	بدیہی فیصلہ	یہی مختصر تحریر ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

جو حضرات گروہ حقہ اہل سنت وجماعت اور جماعت احمدیہ مرزائیت میں فیصلہ چاہتے ہیں وہ برائے خدا ان تحریروں کو غور سے ملاحظہ کریں پھر ان کی انصاف پسند طبیعت خود فیصلہ کر لے گی۔

آپ کا خیر خواہ محمد ابوالحسن دربھنگوی

مرزائی مناظرہ کا بدیہی فیصلہ

مجھے معلوم ہوا کہ مونگیر میں مولانا عبدالوہاب صاب فاضل بہاری اور مولوی عبدالماجد مرزائی سے حقانیت مذہب پر مناظرہ ہونے والا تھا اور سب سے اوّل نمبر بحث کا (جس پر مناظرہ کا دارومدار ہے) وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔ حضرات مرزائی قرآن وحدیث سے اس دعویٰ کو ثابت کریں گے۔ میں نے ان کی کتابیں اور الہامات غور سے دیکھے ہیں۔ اس لئے میں مسلمانوں کو پورا یقین دلاتا ہوں کہ اس دعویٰ کا اثبات مولوی عبدالماجد قادیانی تو کیا اگر مرزا قادیانی بھی قبر سے اٹھ کر آئیں اور دنیا میں پھر نزول کریں تو بھی اس کو ثابت نہ کرسکیں گے۔ زندگی میں وہ اس مسئلہ میں کبھی گفتگو نہ کر سکے۔ اب ان کے حوارین کیا کریں گے۔ میں نہایت زور سے کہتا ہوں کہ آسمان وزمین ٹل جائیں مگر مرزا قادیانی کا مسیح ہونا قرآن وحدیث سے یا کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں ہوسکتا اور ان کے کاذب ہونے کے بیّن دلائل موجود ہیں۔ اس وقت ایک دلیل پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

حضرت مسیح موعود نبی ہوں گے اور نبی کے لئے سب سے پہلے یہ ضرورت ہے کہ سچا اور نہایت صادق القول ہو اور مرزا قادیانی ہرگز ایسے نہیں ہیں بلکہ ان کا جھوٹا ہونا انہیں کے اقوال اور الہامات سے اظہر من الشّمس ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے دفتر چاہئے اور ہمارے علماء اہل سنت اس کی تفصیل لکھ بھی چکے ہیں۔ رسالہ الہامات مرزا اور اعلان الحق وغیرہ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ میں اس وقت ان کے صرف دو الہام بیان کرتا ہوں جن کو انہوں نے اپنے رسائل شہادت القرآن وغیرہ میں اپنی سچائی کا عظیم الشان نشان قرار دیا ہے۔ ایک الہام یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کا شوہر میرے روبرو مرے گا۔

ان دونوں الہاموں پر مرزا قادیانی کو ایسا وثوق ہے کہ ان کے سچے ہونے کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیا ہے یعنی اگر میں سچا ہوں تو یہ پیشین گوئیوں پوری ہوں گی اور اگر میں

جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئیوں جھوٹی ہوں گی۔ دوسری پیشین گوئی کی نسبت اپنے رسالہ (انجام آتھم ص۳۱ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۳۱) میں بھی صاف لکھتے ہیں کہ: ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔''

اور پہلی پیشین گوئی کی نسبت (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں لکھتے ہیں کہ: ''یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ یہ بھی اسی میں ہے کہ یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔'' اس لڑکی کے والد کو مرزا قادیانی نے خط لکھا اس میں مرزا صاحب قسم کھا کر لکھتے کہ: ''وہ لڑکی میرے نکاح میں آئے گی۔'' پھر اس الہام پر یقین دلانے کے لئے اسی خط میں لکھتے ہیں: ''یہ عاجز جیسے ''لاالہٰ الااللہ محمدرسول اللہ'' پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خداوند تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوتے ہیں، ایمان لایا ہے۔'' اس لکھنے سے مرزا قادیانی کی غرض تو یہ ہے کہ اس لڑکی کا میرے نکاح میں آنا جو متواتر الہاموں سے معلوم ہوا ہے۔ ایسا ہی یقینی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا برحق ہونا۔

اب یہاں مسلمانوں کو نہایت غور کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اپنے الہامات پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری بتلاتے ہیں جیسا کہ خدا کے ایک ہونے اور اس کے رسول کے برحق ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان الہامات میں مذکورہ الہام بھی داخل ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں پر فرض ہے کہ جس طرح اللہ کو ایک اور اس کے رسول کو برحق سمجھیں۔ اسی طرح اس پر ایمان لاویں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی اور اس کا شوہر مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے گا۔ اس عقیدہ کی حالت سے واقف ہوکر اس پر نظر کریں کہ دونوں پیشین گوئیاں ایسی نکلیں کہ ان کے جھوٹے ہونے میں کسی کو شبہ نہ رہا جن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے روشنی دی ہے۔ وہ دیکھ چکے ہیں اور جو سن سکتے تھے انہوں نے سن کر یقین کرلیا کہ نہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی اور نہ اس کا شوہر مرا۔ بلکہ مرزا

قادیانی تین برس ہوئے کہ دنیا سے تشریف لے گئے اور وہ اب تک زندہ موجود ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ایمان میں یقینی جھوٹ بھی داخل تھا۔ اس کے علاوہ جب مرزا قادیانی کے الہامات جھوٹے ثابت ہوئے تو اس جھوٹ کو خدا کی طرف منسوب کرنا تو کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہی کہنا ہوگا کہ مرزا قادیانی جھوٹے ہیں اور جھوٹا شخص کسی طرح نبی یا مسیح موعود نہیں ہوسکتا تو اب یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کی نبوت یا ان کا مسیح موعود ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ بعینہٖ یہ کہنا ہے کہ قرآن وحدیث سے جھوٹے نبی کا ہونا ثابت ہے۔ (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ)

ان ساری باتوں سے بڑھ کر مرزا قادیانی کا اپنے حق میں ایک اور صاف فیصلہ ہے جو (البدر مؤرخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ جدید ج۱ ص۴۹۸) میں شائع ہوا تھا اور وہ حسب ذیل ہے کہ (جب میں نے دعوت شروع کی تھی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشان کے نہیں گزرتا۔ مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت (ﷺ) کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود ومہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں)

اب مسلمان دیکھ لیں کہ اس چرب زبانی پر مرزا قادیانی نے عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ کر بجائے تثلیث کے توحید کے ستون کو کہاں نصب فرمایا۔ کتنے عیسائی، آریہ اور بدھ کو مسلمان بنایا۔ عیسائیت کے زور میں کیا کمی آئی مسلمانوں کو خوب معلوم ہے کہ رات ودن عیسائیت کتنے زوروں کے ساتھ دنیا میں پھیل رہی ہے۔ مشن سکولوں میں جا کر دیکھنا چاہئے۔

آریوں کا الگ زور بڑھ رہا ہے۔ دہریت نے الگ شور مچا رکھا ہے (شرم ہے ایسی مہدویت پر) اگر مرزا قادیانی زندہ ہوتے تو مرزائی اس پیشین گوئی کی صداقت کی رسی کو ڈھیل دے سکتے تھے۔ مگر یہاں تو ملک الموت نے مرزا قادیانی سے دنیا کو خالی کر کے فیصلہ ناطق کر دیا اور اپنی کوششوں کی جزا لینے کے لئے مالک کے پاس پہنچا دیا۔ اب اس پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے میں مسلمان کو تردد ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس تحریر کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا غیرممکن امر ہے۔ جب خود ان کے اقرار سے یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئی کہ وہ جھوٹے ہیں اور اپنے اقرار کے بموجب بد سے بدیعنی نہایت برے ٹھہرے تو معلوم ہوگیا کہ جس طرح مسیلمہ کذاب وغیرہ نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا ایسے ہی مرزا قادیانی نے بھی جھوٹا دعویٰ کیا۔

اس عاجز نے یہ تحریر مناظرہ مونگیر سے پہلے آرہ چھپنے کو بھیجی۔ مگر افسوس کہ اس نے وقت پر چھاپ کر نہ دی اور ماہ شوال میں واپس کی۔

اب برادران اسلام کی خیرخواہی دل کو مضطر کرتی تھی کہ اس مختصر تحریر کو مشتہر کروں تاکہ میرے بھائی مرزا قادیانی کی حالت ملاحظہ کر کے ان کی مسیحیت کا فیصلہ کریں۔ بعض لوگ مرزا قادیانی کی تحریر پسند کر کے ان کی سچائی کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ بھائیو! تحریر اور دلفریب تقریر حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ مسیلمہ کذاب کی تحریر بھی عمدہ ہوتی تھی۔ اس وقت یورپ دہریوں کی تحریریں بہت خوبی کی ہوتی ہیں۔ مگر سچائی اور حقانیت سے مبرّا ہیں کہ آپ انصاف سے میری اس مختصر تحریر کو ملاحظہ کریں گے تو ان کی تمام دام فریب تحریروں کو نظر سے گرا لیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق دے۔ آمین!

عبدالاحد عفاعنہ دربھنگوی

O ...... O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حیات و ممات مسیح علیہ السلام

پنڈت پرشوتم دیوست دھاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلائے عام

بحث ومباحثہ شر وفساد کا مترادف ہے اور یہ میرے مسلک کے بھی خلاف ہے۔ مگر جماعت احمدیہ کے مختلف سوالات نے مجھے کتاب ہذا کی تصنیف کے لئے مجبور کیا۔

میں کیا اور میری تحریر کیا۔ میں تو خدا کا ایک عاجز وناچیز بندہ ہوں اور یہ نوشتہ ایک نشان بزرگ خدائے جل وعلا کی قدرت کاملہ کا ہے کہ وہ اپنا کام جس انسان سے چاہے لے سکتا ہے اور منشائے الٰہی کے اتباع کے لئے انسان کو کسی درس گاہ ودارالعلوم میں تعلیم وتربیت کی ضرورت نہیں۔ اس عاجز بندے نے اگر یہ کتاب اپنے نفس کی خواہش سے لکھی ہے تو مخالفین اس کتاب کے جواب لکھنے میں کامیاب ہوں گے اور اگر اس کا ہر ایک لفظ محض رضائے الٰہی کی نیت سے ضبط تحریر میں آیا ہے تو یہ یقین کر لیجئے کہ کوئی انسانی قوت اس کی مخالفت میں سرفراز نہیں ہوسکتی بلکہ وہ اس الٰہی آواز کے روبرو سرنگوں اور ذلیل وخوار ہوگی۔

الراقم: خدائے بزرگ کا ناچیز بندہ پنڈت پرشوتم دیو۔ ست دھاری (مامور من اللہ) ازاٹاوہ

دعوت الی الحق

خدائے بزرگ کے آستانۂ عالی پر سرنیاز جھکاتے ہوئے بعاجزی دعا ہے کہ خدا تمام انسانوں کو حق پسند دل عطاء فرمائے تاکہ وہ راہ راست اختیار کریں جو تقرب الٰہی کا باعث ہے۔ آمین!

حیات وممات مسیح علیہ السلام

مرزاغلام احمد قادیانی کے جملہ دعاوی کا سنگ بنیاد ممات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ہے اور اگر اس کی اصلیت اور واقعیت کا پورا پورا انکشاف کر دیا جائے تو پھر یہ قصر ایک لمحہ کے لئے بھی قائم نہیں رہتا اور چونکہ یہ مسئلہ مرزا قادیانی کی پارٹی میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے میں بتائید خدائے عزّ وجل اسی کی تحقیقات پر قلم اٹھاتا ہوں اور چونکہ میں تمام انسانی ایجاد واختراع کو بیخ وبن سے اکھیڑ دینے کے لئے مامور من اللہ ہوں۔ اس لئے خاص مذہب

کو جو ابتدائے آفرینش سے دنیا کا مذہب حقیقی رہا ہے۔ جمیع انسانوں کے روبرو پیش کر کے ایسے راستہ کی رہنمائی کرتا ہوں جس میں بجز معرفت الٰہی کی حقیقی محبت والفت کے اور کسی قسم کی آلودگی نہیں ہے۔

پیروان مرزا قادیانی ممات مسیح کی تائید میں عموماً امور ذیل پیش کرتے ہیں:

۱...... مسیح کی حیات پر یقین کرنا قانون فطرت کے خلاف ہے۔ بلکہ مسیح صلیب پر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ قبر میں دفن کیا گیا۔ مسیح کے شاگرد اس کو سے قبر سے اکھیڑ لائے اور اکثروں نے اس واقعہ کے بعد اس کو دیکھا اور مسیح نے اپنے ہاتھوں کے زخم بھی دکھائے اور جب وہ تندرست ہوگیا، ترک سکونت کر کے کشمیر کے علاقہ میں چلا آیا۔ جہاں اپنی بقیہ زندگی بسر کی اور آخراسی علاقہ میں قضا کر گیا۔

۲...... قرآن مجید سے مسیح کی موت ثابت کی جاتی ہے اور اس مسئلہ میں کمال غلوّ کے ساتھ لفظی بحث کی جاتی ہے۔

۳...... مسیح کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا خلاف قانون قدرت کے ہے۔

الغرض حیات مسیح میں اس قسم کے شکوک پیش کئے جاتے ہیں اور جو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ قرآن مجید کے یہ الفاظ جو بنی اسرائیل کے لئے ارشاد ہوئے تھے، صادق آتے ہیں: ''وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الاتباع الظن ''یعنی پیروان مرزا قادیانی مسیح کے متعلق طرح طرح کی باتیں نکالتے ہیں اور دراصل اس کا سبب یہ ہے کہ وہ شک میں پڑے ہیں اور اصلیت سے محض اس لئے بے خبر ہیں کہ اپنی ایجاد واختراع پر عمل کرتے ہیں۔

قانون فطرت

منکرین حیات مسیح نے اپنا ایک ذہنی قانون فطرت بھی بنایا ہے۔ صبح سے شام تک جو کچھ واقعات وحالات ان کی نظر سے گزرتے ہیں۔ ان سب کا تطابق اپنے مفروضہ قانون فطرت سے کرتے ہیں اور چونکہ ایسے تمام اشخاص کا قانون فطرت محدود ہوتا ہے۔ اس لئے جو واقعہ اس کے خلاف ہو نہایت دلیری سے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

تمام ایسے اصحاب سے جو مسیح علیہ السلام کی حیات طولانی کو قانون فطرت کے خلاف اوران کی ممات کو سنت الٰہی کے مطابق کہتے ہیں۔ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کن کن باتوں کو قانون فطرت کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں اور کن کو نہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک آپ کا مفروضہ قانون فطرت اپنی نزاکت میں معشوقان بے وفا کے عہد و پیمان سے بھی گوئے سبقت لے گیا ہے اور آپ یہ یقین فرمائیے کہ ہمارے دلائل وبراہین کے روبرو جو بالکل قرآن مجید پر مبنی ہوں گے آپ کا قانون فطرت تار عنکبوت سے بھی زیادہ بے ثبات ثابت ہوگا۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر آپ قانون فطرت کے ایسے ہی شیدا ہیں اور قانون فطرت صرف اسی قدر ہے جس کا احاطہ آپ کی ناقص عقل نے کرلیا ہے تو بس یہ سمجھ لیجئے کہ آپ آج نہیں تو کل ضرور منکرین خدا کی صف میں داخل ہو جائیں گے۔ اس لئے دین حقیقی کے اصول وتعلیمات کو پڑھئے جس میں ہر بات فطرت اور سنت الٰہی کے مطابق ہے۔

میں تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کرتا ہوں کہ آپ ہر امر کو جو دنیا میں ابتدائے کائنات سے لے کر اس وقت تک واقع ہوا ہے۔ قانون فطرت کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہے وہ انسانی ایجاد واختراع ہے۔ اب براہ کرم مجھے بتا چلئے کہ امور ذیل کیا ٹھیک اسی قانون قدرت کے مطابق ہیں۔ جس کا مشاہدہ آپ اپنی آنکھوں سے روز مرّہ ملاحظہ فرماتے ہیں: ''اذ قالت الملٰئکة یٰمریم ان اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسٰی ابن مریم وجیهاً فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ویکلم الناس فی المهد وکهلاً ومن الصالحین قالت رب انّٰی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشرٌ. قال کذالک اللہ یخلق ما یشآء اذا قضٰی امراً فانما یقول له کن فیکون انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن اللہ (آل عمران:۴۴تا۴۹)''

جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ابن مریم مرتبہ والا دنیا وآخرت میں اور مقربین خدا میں سے ہوگا اور باتیں کرے گا انسانوں سے جب وہ گہوارہ میں ہوگا اور جب پوری عمر کو پہنچے گا۔ صالحین میں سے ہوگا (مریم نے فرشتوں کے جواب میں کہا) اے رب میرے لڑکا کس طرح ہوگا (کیونکہ) مجھ کو تو کسی مرد نے

ہاتھ تک نہیں لگایا(پھر فرشتوں نے) کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جب چاہتا ہے(اور) جب حکم کرتا ہے کسی کام کا تو کہتا ہے کہ ہو، پس وہ ہو جایا کرتا ہے(حضرت مسیح نے بنی اسرائیل سے کہا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کا نشان لے کر آیا ہوں اور بنا دیتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے صورت جانور کی۔ پس پھونکتا ہوں اس میں اور وہ اڑنے لگتا ہے اللہ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں مادرزاد نابینا اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے۔

’’یایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبثّ منهما رجالاً کثیراً (النساء:۱)‘‘ اے مردمان بترسید ازاں پروردگار خویش کہ بیافرید شمارا از یک کس وآفرید ازاں یک کس زن اورا۔ ومنتشر ساخت ازیں دوکس مردمان بسیار وزنان بے شمار۔

میں نے تمام ایسے باتوں کو ترک کر دیا ہے جن کی تاویل کی جاسکتی ہے۔ اس لئے نہایت معمولی مضامین کو قرآن مجید سے لے کر تحریر کر دیا ہے۔ مگر اب یہ فرمائیے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کس قانون فطرت کے مطابق تھی اور اس نفس واحد سے کس طرح اس کی زوجہ بھی پیدا ہوگئی۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ صرف ذکور یا اناث سے بغیر جوڑے کے توالد وتناسل ہو۔ اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام سے مسیح کا پیدا ہونا بھی پیروان مرزا قادیانی کے قانون فطرت کے خلاف ہے۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہرگز ہرگز آدم وحوا اور مسیح کی پیدائش کو اپنے قانون قدرت کے مطابق ثابت نہیں کر سکتے اور جب مسلمہ طور پر یہ باتیں خلاف قانون فطرت ہیں اور آپ ان پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر مسیح علیہ السلام کا زندہ رہنا اور آسمان پر ان کا رفع مع الجسد ہونا بھی خلاف سنت الٰہی نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں قانون فطرت

قرآن شریف کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون قدرت کی دو اقسام ہیں۔ ایک قانون قدرت وہ ہے جو روزمرّہ وقوع میں آتا ہے اور ایک وہ ہے جس کا ظہور مرضی الٰہی پر مبنی ہے جو خاص خاص موقعوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ مگر نادان اس مؤخرالذکر قانون سے محض اس لئے انکار کر دیا کرتے ہیں کہ وہ خالق قانون کو بھی قانون کا ماتحت سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک دنیا میں جو کبھی کبھی عام قانون فطرت کے خلاف بعض باتیں ہوتی ہوئی نظر آتی

ہیں۔ وہ اصل میں زبردست نشانات خدائے بزرگ کی قدرت کاملہ کے ہیں اور جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں کوئی قوت ایسی بھی ہے جو قانون فطرت پر غالب ہے اور جو وقتاً فوقتاً انسانوں کو متنبہ کرتی ہے کہ تم ہرگز یہ نہ سمجھ لینا کہ دنیا میں ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور برابر ہوتا رہے گا اور یہ محض اس لئے کہ مشیت پروردگار کے علم میں اچھی طرح تھا کہ دنیا اور اہل دنیا پر ایک زمانہ آئے گا جب انسان ہر چیز کے اسباب وعلل کو دریافت کر کے وجود خداوندی کا انکار کرے گا اور یہ کہے گا کہ دنیا مادّہ سے عالم وجود میں آئی ہے اور جو کچھ اس میں ہوتا ہے یہ سب مادّہ اور حرکت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے خدائے بزرگ وتعالیٰ عجیب المخلوقات چیزیں پیدا کر کے اپنی ہستی کے یقین کو اہل دنیا کے لئے تازہ کرتا رہتا ہے۔

مثلاً اس وقت بھی الہ آباد اسٹیشن پر اکثروں نے ایک محتاج کو دیکھا ہوگا اور میں نے بھی چار سال تک دیکھا ہے جس کی عمر تقریباً چوبیس پچیس سال کی ہے اور جس کے بازو اور کلائیاں قطعاً نہیں ہیں اور ہاتھ کا پنجہ شانوں میں جڑا ہوا ہے۔ آخر یہ کون سے قانون فطرت کے مطابق پیدائش ہے۔ مادہ جس سے انسان وجود میں آیا بازو اور کلائی بناتے وقت کہاں غائب ہوگیا۔ ہر شخص کو بخار آتا ہے۔ مگر تندرست ہونے کے بعد قوت حافظہ پر کوئی اثر بخار کا نہیں رہتا۔ برخلاف اس کے شیخ اکبر علی صاحب ساکن محلّہ کٹرہ بارہ بنکی علیل ہوئے اور تندرست ہونے کے بعد ان کو یہ معلوم ہوا کہ جس قدر انہوں نے پڑھا لکھا تھا سب نسیاً منسیاً ہوگیا اور اب وہ اپنے خطوط تک جو انہوں نے ایام علالت سے قبل تحریر کئے تھے، پڑھنے کے ناقابل ہیں۔ البتہ بچپن میں جو نماز کی سورہ یاد کی تھیں وہ اب بھی یاد ہیں۔ شیخ صاحب ہنوز زندہ ہیں اور ہر شخص مذکورہ بالا پتہ سے اس کی تصدیق کرسکتا ہے۔

۱۸۹۷ء میں سورج گرہن کے موقعہ پر اکثر ہیئت دان اصحاب آفتاب کے دیکھتے ہی اپنی نگاہ کھو بیٹھے۔

حقیقتاً اس قسم کے اکثر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ واقعات روزمرّہ نہیں ہوتے۔ شاذ ونادر وقوع میں آتے ہیں۔ پیدائش مسیح علیہ السلام کے متعلق جو آیات قرآنی اوپر نقل کی گئی ہیں۔ ان سے واضح ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جب فرشتہ نے ایک بچہ کی بشارت دی تو انہوں نے مروّجہ قانون فطرت کے مطابق جو وہ ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھیں اعتراض کیا اور کہا کہ بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ایسی عورت بچہ جنے جس کو کسی مرد نے

ہاتھ بھی نہ لگایا ہو تو فرشتوں نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ جب دیا کہ جب خدا چاہتا ہے۔ اسی طرح پیدا کر دیا کرتا ہے اور اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حقیقتاً قانون فطرت کے دو اقسام ہیں۔ ایک مروجہ اور ایک موقت الشیوع اور جناب مسیح کے پیدائش جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اسی قانون موقت الشیوع کے تحت میں تھی اور اگر بغیر باپ کے عمل میں نہ آئی ہوتی بلکہ مثل عام انسانوں کے ہوئی ہوتی تو کلام مجید میں اس کو ایک نشانی نہ بتایا گیا ہوتا کیونکہ دنیا میں ہمیشہ سے اکثر غیر منکوحہ مستورات کے اولاد نہیں ہوا کرتی ہے۔ یقیناً جناب مسیح کی پیدائش خاص طور پر مافوق الفطرت تھی۔ اسی لئے اس کو دنیا اور اہل دنیا کے لئے نشانی قرار دیا گیا ہے۔

جناب مسیح اور واقعہ صلیب

جناب مرزا قادیانی اور ان کے معتقدین کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام صلیب پر دیئے گئے اور جب ان پر غشی طاری ہوئی اور بنی اسرائیل نے یہ سمجھ لیا کہ اب اس میں حیات کے کوئی آثار نہیں رہے تو قبر میں دفن کر دیا۔ مسیح کے شاگرد اس کو کھود لے گئے اور علاج کیا۔ جب وہ تندرست ہو گیا تو کشمیر کے مضافات میں بھاگ آیا۔ یعنی انجیل مقدس میں مسیح کے واقعہ صلیب کی جناب مرزا قادیانی اور ان کی پارٹی تائید کرتی ہے۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس واقعہ کے متعلق کیا تحریر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسٰى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه[1] ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً. وان من اهل الكتاب الّا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً (النساء:۱۵۷تا۱۵۹)“

[1] صلیب کے معنی پیروان مرزا قادیانی سولی پر چڑھا کر مارنا اور مصلوب کے معنی سولی پر چڑھایا جا کر مارا ہوا تحریر کرتے ہیں۔ وہ عربی لغات کے بالکل خلاف ہیں۔ اس مسئلہ پر مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۵۶-۹۷ طبع دوم) میں نہایت قابلانہ بحث کی ہے۔ (دیکھو کتاب مذکور)

بنی اسرائیل کا یہ قول کہ ہم نے مارا مسیح ابن مریم کو جو رسول تھا اللہ کا، سو نہ مارا اور نہ صلیب پر دیا لیکن ویسی ہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں طرح طرح کی باتیں اخذ کرتے ہیں۔ وہ محض اپنے قیاس کا اتباع کرتے ہیں اور اس کو مارا نہیں بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا اور اہل کتاب میں سے اس پر ایمان لائیں گے۔ اس کی موت کے قبل اور قیامت کے دن ہوگا ان کا گواہ۔

مذکورہ بالا آیات میں دو الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ یعنی ''ما قتلوہ. ماصلبوہ'' (نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر دیا) یعنی واقعہ صلیب کا قرآن مجید میں قطعی انکار ہے۔ اب اگر پیروان مرزا قادیانی واقعہ صلیب کی تائید میں انجیل کو پیش کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ محرف کتاب سے قرآن مجید کی تردید کرتے ہیں جو مسلمان ایسی کتاب سے جس کی صداقت یقیناً مشتبہ ہے کلام مجید کی تردید کرے۔ وہ کبھی مسلمان نہیں کہلایا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ اس کا جواب یہ دیا جائے کہ مسیح اگر صلیب پر قضا کر گیا ہوتا تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ اس کو صلیب پر دیا گیا۔ مگر چونکہ مسیح کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ مسیح کو صلیب دی گئی اور اسی لئے قرآن میں ''ما صلبوہ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس جواب کو کوئی مرزائی صحیح کہہ سکے۔ لیکن جس کے سر میں ذرا بھی دماغ اور دماغ میں کچھ بھی عقل ہوگی۔ وہ کبھی اس کو شافی جواب نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ زید کو اگر زہر دیا جائے اور اس پر تمام آثار زہر کے نمودار ہوں۔ مگر علاج سے اس کی موت واقع نہ ہو تو کوئی صحیح الدماغ ہرگز یہ نہ کہے گا کہ زید کو زہر نہیں دیا گیا۔ اسی طرح ''ماصلبوہ'' کی ایسی تاویل کرنا محض پیروان مرزا قادیانی کا ہی کام ہے۔

حیات مسیح قرآن سے ثابت ہے

کلام مجید سے جناب مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا اسی طرح ثابت ہے جس طرح دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ چنانچہ واقعہ صلیب میں ہم نے جو آیات قرآنی نقل کی ہیں۔ اس کا دوسرا جزیہ ہے:

''بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً. وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً (النساء:۱۵۸، ۱۵۹)'' بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہے زبردست حکمت والا اور اہل کتاب

میں سے اس پر ایمان لائیں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان کا گواہ۔
قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات کے مطلب کو ہم مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں: ’’نہ مسیح صلیب پر دیا گیا اور نہ وہ قتل ہوا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اہل کتاب میں سے مسیح کی موت سے قبل مسیح پر ایمان لائیں گے۔‘‘

کیا ان الفاظ کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس شخص کا ذکر ہے جو مر چکا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ مسیح مر چکا ہے۔ مگر براہ کرم! ہم کو یہ بتائیے کہ آیت مذکورہ میں کس کی موت سے قبل اور کون ایمان لائیں گے؟ اگر یہ الفاظ مسیح کے لئے نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ کے لئے ہیں تو حقیقتاً مسیح قضا کر گئے۔ مگر ایسا کہنا بالکل اسی کے مطابق ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ لندن پنجاب کا مشہور شہر ہے۔ ’’لیؤمنن‘‘ کا وہی صیغہ ہے جو ’’لیفعلن‘‘ کا ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے (البتہ ایمان لائیں گے زمانہ آئندہ میں) جناب مرزا قادیانی اور ان کی پارٹی کے قول کے مطابق اگر مسیح علیہ السلام کی موت واقع ہوئی ہوتی تو قرآن شریف میں حسب ذیل فقرات میں سے کوئی ایک فقرہ ضرور ہوتا: ’’اہل کتاب میں سے مسیح پر ایمان لائے، اس کی موت سے پہلے۔‘‘

یا فقرہ مذکور اس طرح پر ہوتا: ’’اہل کتاب میں سے مسیح پر ایمان لائیں گے اس کی موت کے بعد۔‘‘

جب یقیناً آیات کلام مجید کے یہ معنی نہیں ہیں اور نہ کوئی فقرہ کلام مجید میں اس مضمون کا ہے تو پھر کیوں نہ یہ کہا جائے کہ آیات مذکورہ سے صریح طور پر ثابت ہے کہ اہل کتاب میں سے مسیح کی موت سے قبل مسیح پر ایمان لائیں گے اور جب کلام مجید میں ایسی روشن دلیل حیات مسیح کی موجود ہے تو پھر جناب مرزا قادیانی اور ان کے پیروان توفیٰ اور فلما توفیتنی کی جو کچھ تعبیر کرتے ہیں۔ کیوں نہ اس کو تاویل کہا جائے اور کیوں نہ وہی معنی صحیح سمجھے جائیں جو عام طور پر مسلمان عالم بیان کرتے ہیں۔ الغرض آیات مذکورہ کسی مزید توضیح وتشریح کی محتاج نہیں اور یہ امر بطور خود نہایت بیّن اور روشن دلیل اس بات کی ہے کہ قرآن مجید کے نازل ہونے کے وقت مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا پایا جاتا ہے اور قرآن کے نزول کے بعد مسیح کا وفات پانا پیروان مرزا قادیانی بھی نہیں کہتے۔ پس ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔

جناب مسیح کا کریکٹر

جناب مرزا قادیانی اوران کے پیروان نے جناب مسیح علیہ السلام کا جو کریکٹر دنیا کے روبرو پیش کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو خدا کی اعانت وحفاظت پر کچھ بھی بھروسہ نہ تھا بلکہ وہ نہایت ہی بزدل انسان تھا اوراس کی یہ طبیعت جناب مرزا قادیانی سے نہایت ملتی ہوئی تھی جس پر ہم آئندہ روشنی ڈالیں گے۔ یہاں ہم کو صرف یہ بتانا ہے کہ پیروان مرزا قادیانی اورخود مرزا قادیانی نے جناب مسیح کے متعلق جو یہ تحریر کیا ہے کہ وہ جب صلیبی زخموں سے اچھا ہوگیا تو کشمیر میں بنی اسرائیل کے خوف سے بھاگ آیا۔ کیونکہ اس مرتبہ اگر وہ اس کو پا جاتے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑتے۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا خاصان خدا کا یہی شیوہ ہونا چاہئے؟ کیا کبھی کوئی ماموّر من اللہ جس قوم اور ملک میں بھیجا گیا ہے اس نے جان کے خوف سے اس قوم وملک کی ہدایت سے جس میں وہ مبعوث ہوا۔ کیا کبھی منہ موڑا ہے؟

ہمارے نزدیک خوف وہراس کمزوری ایمان کی دلیل ہے۔ کلام مجید میں خاصان خدا کی ایمانی قوت کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے: ’’ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون‘‘

پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ جناب مسیح پیغمبر ورسول خدا ہوتے ہوئے جس کام کے لئے جس قوم وملک میں پیدا ہوئے۔ اس سے منہ موڑ کر محض جان کے خوف سے مرغزار کشمیر کی سیر میں مبتلا ہوجاتے اور کبھی تابہ زیست واپسی کا قصد نہ فرماتے۔ معمولی انسان جب کسی بات کا عہد کر لیتے ہیں تو دم آخیر تک اس کو نباہ دیتے ہیں۔ حافظ نے کیا خوب کہا ہے:

دست ازطلب ندارم تا کارمن برآید — یا جان رسد بہ جاناں یا جان زتن برآید

سلطان علاؤالدین خلجی رن تھمبور کا قلعہ فتح کرتا ہے۔ نابالغ راجہ مقید اوراس کی فوج کا جنرل محمد علی زخمی ہوکر کشاں کشاں دربار میں لائے جاتے ہیں۔ علاؤالدین عفو تقصیر کا وعدہ کرتے ہوئے جنرل مذکور سے کہتا ہے کہ اگر میں تمہاری جان بخشی اور علاج میں تگ ودو کروں تو محمد علی تم میرے ساتھ کس طرح پیش آؤ گے۔ ہزاروں آفریں اس مرد جری پر کہ ایک طرف سلطانی خوشنودی اور مرتبہ عالی کی امید تھی اور دوسری طرف راجہ کا پاس نمک تھا۔ جس کے ساتھ بجز یقین ہلاکت کے اور کچھ نہ تھا۔ مگر بہادر محمد علی جب زخموں سے چور ہورہا تھا

تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر بولا کہ اے بادشاہ! یہ میری شمشیر ہوگی اور تیری گردن اور پھر ایک مردانہ کوشش نابالغ راجہ کو تخت پر بٹھانے کی کروں گا۔ آخر علاؤ الدین نے محمد علی کو اس گستاخی پر ہاتھی کے پاؤں سے کچلوا دیا۔

یہ ان لوگوں کی شجاعت و ہمت کا واقعہ ہے جو دنیا کے بندے تھے اور خاصان خدا کی صف میں نہ تھے اور خدا ان سے کوئی وعدہ بھی نہ تھا۔ اب انصاف فرمائیے کہ وہ مسیح جس کا کریکٹر آپ نے پیش کیا ہے۔ کیا اس کا مستحق ہو سکتا ہے کہ اس کی صفات کسی آسمانی نوشتہ میں تحریر ہوں۔ پس ثابت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا کہ وہ جان کے خوف سے کشمیر بھاگ آئے تھے۔ محض افترا اور بہتان ہے اور نہ دراصل رفع کے معنی کلام مجید میں کشمیر بھاگ آنے کے ہیں۔

کلام مجید میں جیسا اوپر مذکور ہوا۔ جناب مسیح علیہ السلام کے قتل کی نفی کے ساتھ ہی رفع کا ذکر ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ جس وقت صلیب وقتل کی تیاری تھی، اسی وقت رفع ہوا۔ اگر رفع کے معنی جان لے کر بھاگنے کے ہیں۔ تب تو بالکل صحیح ہے کہ مسیح کشمیر چلے آئے۔ ورنہ یہ ناممکنات سے ہے کہ صلیب سے پہلے کا تو ذکر کلام مجید میں ہو اور پھر اس کے بعد وہ ساٹھ پینسٹھ سال اور اپنی زندگی غریب الوطنی میں گزاریں۔ مگر ان ایام کا کلام مجید میں اشارتاً وکنایتاً کچھ بھی تذکرہ نہ ہو۔ برخلاف اس کے کلام مجید میں ہم یہ پاتے ہیں کہ جناب مسیح علیہ السلام کے رفع کے بعد کے واقع کو ان الفاظ میں لکھا گیا ہے: ''اہل کتاب میں سے مسیح پر ایمان لائیں گے، مسیح کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان کا گواہ۔''

جناب مسیح کا رفع آسمانی

یہ مسلمہ ہے کہ رفع کے معنی نہ تو کشمیر بھاگ جانے کے ہیں اور نہ رفع کے معنی مرنے کے ہیں اور نہ رفع کے معنی صرف اس قربت خداوندی کے ہیں جو بعد مرگ مقدس ارواح کو ہوا کرتی ہے اور اگر رفع مؤخر الذکر معنی ہی فرض کئے جائیں تو پھر آیت ذیل کے کیا معنی ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق کلام مجید میں ہے:

''واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقاً نبیا ورفعنٰه مکاناً علیاً (مریم:۵۶،۵۷)'' ''ویاد کن در کتاب ادریس را ہر آئینہ وے بود راست

کردار پیغامبرے برداشتم اورا بمکان بلند۔

ایک شاگرد رشید جناب مرزا قادیانی (تشحیذ الاذہان بابت ماہ جولائی ۱۹۱۹ء ص۱۲) پر ’’رفع اللہ الیہ‘‘ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ’’رفع کا صلہ جب الیٰ آتا ہے تو اس لفظ کے معنی ازروئے لغت مقرب بنانے کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صراح میں اس کی تصریح ہے۔‘‘ شاگرد مذکور نے فی الواقع صحیح لکھا ہے۔ مگر حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع کا جس آیت میں ذکر ہے۔ اس میں رفع کا صلہ الیٰ ندارد ہے۔ اب شاگرد رشید کو چاہئے کہ اس لغت کو جس کی سند وہ پیش کرتے ہیں۔ پھر ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ رفع کے معنی برداشتن کے تحریر ہیں یا نہیں؟

اب بہت ممکن ہے کہ آیت متعلقہ حضرت ادریس کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ حضرت ادریس نے جب وفات پائی تو اللہ نے ان کی روح کو مکان بلند میں اٹھا لیا مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ کلام مجید میں روح کی حقیقت کے سوال پر صرف یہ جواب دیا گیا ہے۔ ’’قل الروح من امر ربی‘‘ یعنی روح خدا کا حکم ہے اور چونکہ قرآن مجید نے روح کا کوئی جسم نہیں بتایا۔ اس لئے وہ عرض وطول سے مبرّا ہے اور اگر روح کو جسم تسلیم کیا جائے۔ جیسا کہ جناب مرزا قادیانی کا عقیدہ تھا تو اس کا تجزیہ ہوسکتا ہے۔ یعنی اس کے اجزاء جن سے وہ مرکب ہے، علیحدہ کئے جاسکتے ہیں اور نیز ہر جسم والی شئے مادی ہوتی ہے۔ لیکن روح کو کوئی صحیح الدماغ انسان مادی تسلیم نہیں کرسکتا اور پھر ایسی حالت میں جب کہ قرآن مجید میں روح کو محض حکم الٰہی ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے مادی ہونے کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا اور ایسی چیز کی نسبت جو محض حکم ہی حکم ہو۔ کون کہہ سکتا ہے کہ (برداشتیم اورا بمکان بلند) اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ روح بطور خود ایسی شئے نہیں ہے جو کہیں لے جاکر رکھی جاسکے اور اس کا قرب وبعد ہو تو پیروان مرزا قادیانی کے تاویل کردہ معنی بالکل غلط ہیں اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ روح کا رفع نہیں ہوسکتا تو جسم کا رفع ممکن ہے۔ کیونکہ مکان کی ضرورت مادی چیزوں کو ہوتی ہے اور اسی لئے (برداشتیم اورا بمکان بلند) کہنا بالکل صحیح اور قرین عقل ہے اور جب خدا نے حضرت ادریس کو مکان بلند میں رکھا تو مسیح علیہ السلام کا جانا بھی خلاف سنت الٰہی کے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب مسیح نہ تو قتل ہوا اور نہ صلیب پر دیا گیا اور نہ اس کو ابھی تک موت آئی اور نہ وہ کشمیر بھاگا تو پھر مسیح کا بھی رفع بالیقین ہوا۔ اس موقع پر مضمون مذکور کی تشریح وتوضیح کے لئے ضرورت ہے کہ روح پر اور زیادہ شرح وبسط سے تحریر کیا جائے اور یہ بھی دکھایا جائے کہ حضرت مرزا قادیانی اور ان کے

پیروان نے جب روح کو بھی نہیں پہچانا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائی ہیں تو معرفت الٰہی کا علم اور اس کی تحصیل امر محال معلوم ہوتا ہے۔

روح کی حقیقت

روح کی حقیقت پر ہم اپنی کتاب براہین دین حقیقی میں نہایت مفصّل طور پر لکھ چکے ہیں۔ مگر ہم یہاں یہ دکھاتے ہیں کہ جناب مرزا قادیانی نے خلاف تعلیم قرآن مجید روح کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا ایک مضمون روح پر (تشحیذ الاذہان بابت ماہ جولائی ۱۹۱۹ء ص۳۱) پر منشی جلال الدین صاحب نے شائع کیا ہے۔ مضمون مذکور کا بہت بڑا حصہ دیگر مصنّفین کی تصانیف کا اقتباس ہے۔ ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ اور انسانی کتب سے افادہ حاصل اور ان کو سند میں پیش کیا جائے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایک نبی کا یہ فعل کہاں تک درست ہوسکتا ہے؟ ہمارے نزدیک اس وقت تک کسی نبی اور رسول نے ایسا نہیں کیا کہ دیگر انسانوں کی تصانیف کے اقتباس ان کے مصنّفین ہی کی زبان میں اپنے کلام کی تائید میں پیش کئے ہوں۔ نبی ورسول کا منبع علم ذات باری تعالیٰ ہوتی ہے اور مامور من اللہ دنیا کو تعلیم کرنے کے بھیجا جاتا ہے اور وہ زبان سے وہی کہتا ہے۔ جس کی بشارت منجانب اللہ اس کو ہوتی ہے۔ مگر یہ ان انبیاء ورسل کا فعل ہے جو چشمۂ علم الٰہی سے سیراب ہوتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا شخص جس کی بنیاد دوسری کتابوں کی تحقیقات پر منحصر ہو۔ بجز اس کے اور کیا کرسکتا ہے کہ کچھ ادھر ادھر سے جمع کر کے ادعائے باطل کرے؟

مرزا قادیانی کی دیگر تصانیف سے روح کا جو کچھ علم ہوا ہے اس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے: ’’روح نطفہ کا روشن اور نورانی جوہر ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نطفہ کی ایک ایسی جزء ہے جیسا کہ جسم، جسم کی جزو ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہر سے آتا ہے یا زمین پر گر کر نطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے بلکہ وہ نطفہ میں ایسا مخفی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے۔‘‘

افسوس ہے کہ جو شخص مدعی نبوت اور مؤید من اللہ ہو اس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ پتھر مخزن آتش نہیں ہے بلکہ دراصل آگ ہمیشہ اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک چیز دوسری چیز سے مس کرتی ہے۔ مگر حضرت کا اس سے یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ روح جسم سے پیدا ہوتی

ہے۔ اب یہ بتایا جائے کہ مادّہ سے غیر مادّی چیز کیونکر پیدا ہوسکتی ہے؟ ہاں! صرف اس قدر ضرور ہوتا ہے کہ ایسی چیزیں جس مادّہ سے نکلتی ہیں یا تو اس سے لطیف ہوتی ہیں یا ان کا قیام اس شکل وصورت کی بقاء پر موقوف ہوتا ہے۔ مثلاً چراغ اور روشنی، گو چراغ جو مادّی اشیاء سے مرکب ہے۔ روشنی اس سے لطیف ہے۔ مگر اس کو مجرد عن المادّہ نہیں کہہ سکتے اور پھر روشنی کی بقاء چراغ کے جلنے پر منحصر ہے اور اگر اس حالت کو مرزا قادیانی کے ارشاد کے مطابق روح سے موسوم کیا جائے تو اس کا خاتمہ حیات کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت حیوانات اور نباتات میں بھی ہوتی ہے۔ یعنی انسان کی طرح ان میں بھی احساس وطلب غذا کی خواہش ہے۔ اکثر حیوانات صفات انسانی سے قریب تر ہیں تو گویا وہ بھی روح دار ہیں اور چونکہ جانوروں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھنے کی فہم نہیں ہے۔ لہٰذا ان کا گناہ ہرگز گناہ نہیں اور جب وہ گناہ گار نہیں تو ہر جانور بعد مرنے کے تقرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے جناب مرزا قادیانی نے جو کچھ روح کی تعریف فرمائی وہ خلاف عقل ہے۔

روح کی مذکورہ بالا تعریف کرنے کے بعد جناب مرزا قادیانی نے پھر ایک دوسری قسم کی روح بالفاظ ذیل بیان کی ہے: ''انسان کے جسمانی اعمال واقوال اور تمام طبعی افعال جب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ظاہر ہونے شروع ہوں تو ان سے بھی یہی الٰہی فلسفہ متعلق ہے۔ یعنی ان مخلصانہ اعمال میں بھی ابتداء ہی سے ایک روح مخفی ہوتی ہے۔ جیسا کہ نطفہ میں مخفی تھی اور جیسے جیسے ان اعمال کا قالب تیار ہوتا ہے اور روح چمکتی جاتی ہے۔ جب اعمال کا پورا قالب تیار ہو جاتا ہے تو اس قالب میں وہ روح چمک اٹھتی ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ کیونکہ دنیوی زندگی فنا کے بعد وہ قالب تیار ہوتا ہے۔''

اور غالباً اسی قالب کا بقول مرزا قادیانی رفع آسمانی ہوا ہوگا جس کے متعلق مرزا قادیانی کے ایک شاگرد رشید پرچہ محوّلہ بالا میں تحریر فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ حضرت مسیح کو پہلے وفات دی پھر اس کا رفع اپنے حضور میں کرلیا۔''

لیکن جب مرزا قادیانی کے روحی قالب کا عدم ثابت کر دیا جائے تو رفع کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ اب بگوش دل سنئے کہ اعمال واقوال مادّی نہیں ہیں اور جو شئے مادّی نہ ہو اس کا قالب کیسا اور جب قالب ہی نہ رہا تو پھر روح کی نفی لازم آتی ہے۔ پھر بعد مرگ تقرب یعنی رفع کیسا؟

ہمارے نزدیک مرزا قادیانی یا ان کے پیروان ہی کی عقل واعمال واقوال کا قالب تیار کرسکتی ہے۔ کوئی ذی شعور اور صاحب عقل انسان دنیا میں ہرگز یہ تسلیم نہ کرے گا کہ غیر مادّی شئے کا قالب بن سکتا ہے اور اس قالب میں مرغ روح مقید کیا جاسکتا ہے۔ اگر حقیقتاً قرآن شریف کے مطابق روح کی یہی تعریف ہوتی جو مرزا قادیانی نے بیان کی ہے تو ناممکن تھا کہ کلام مجید میں اس کی توضیح وتشریح نہ کی جاتی اور ہرگز ''قل الروح من امر ربی'' پر کفایت نہ کی جاتی بلکہ روح کو حکم خداوندی بتانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ بطور خود مادّی نہیں ہے اور جو چیز مجرد عن المادّہ ہے وہ مخلوق نہیں ہے اور یہ صفت صرف خدائے عزّ وجل کی ہے۔

کیا مرزا قادیانی مثیل مسیح تھے؟

مرزا قادیانی سے جہاں تک ممکن تھا جناب مسیح علیہ السلام کے کریکٹر کو نہایت پست حالت میں بیان کیا ہے اور جس میں یہ مصلحت تھی کہ مرزا قادیانی خود کو بآسانی مثیل مسیح ثابت کرسکیں۔ مگر چاند اور سورج پر خاک ڈالنے سے پڑنہیں سکتی۔ مسیح علیہ السلام کے اوصاف حمیدہ شمس النہار کی طرح روشن ہیں۔ قرآن مجید جو مرزا قادیانی اور ان کی پارٹی کا باعتبار تاویل تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔ اس کے حالات سے پر ہے۔ چنانچہ جناب مسیح کو خدا نے نبوت کے جو نشانات عطاء فرمائے۔ قرآن مجید میں ان کا تذکرہ بالفاظ ذیل ہے:

''انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن اللہ وابری الاکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ (آل عمران:۴۹)''

مسیح نے کہا کہ میں تمہارے رب کا نشان لے کر آیا ہوں اور بنادیتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند جانور پس پھونکتا ہوں اس مٹی کے جانور میں روح وہ اڑنے لگتا ہے ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں مادرزاد نابینا کو اور کوڑھی کو اور زندہ کردیتا ہوں مردے ساتھ حکم اللہ کے۔

مثیل، امالہ ہے مثال کا یعنی اہل عرب کی اصطلاح میں فتحہ کو کسرہ کے ساتھ اس طرح تبدیل کرنے کو کہتے ہیں کہ الف کی صورت یائے مجہول کے مانند ہوجائے اور لغات میں شبیہ ونظیر وتصویر ومانند کے معنی ہیں۔

ہر نوع میں خدا نے کوئی نہ کوئی صفت خاص عطاء فرمائی ہے اور جب وہی خاص صفت کسی دوسری نوع میں بھی شاذ ونادر ہوتی ہے تو اس مؤخرالذکر کو اوّل الذکر کا مثیل ومانند کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً گلاب کے پھول میں گلابی رنگ اور خوشبو صفات خاص ہیں۔ ان دونوں صفات میں سے اگر کوئی ایک صفت کسی دیگر نوع کے پھول میں پائی جائے تو اس کو گلاب کا مثیل یعنی مانند کہہ سکتے ہیں۔ نوع نباتات وحیوانات میں جو ایک ہی آب وہوا میں پرورش پاتے ہیں۔ نوع مذکور کے ہر افراد میں جملہ صفات وخواص مشترک ہوتے ہیں۔ مگر انسان اس اعتبار سے جملہ انواع سے علیحدہ ہے۔ زید اگر غبی ہوتا ہے تو خالد ذہین اور بکر کے عادات واطوار حامد سے بالکل جداگانہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ سب انسان ہیں اور ہر ایک پر لفظ انسان کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ مگر زید کو باعتبار ذہانت خالد کا مثیل نہیں کہہ سکتے اور اسی طرح بکر کو حامد کا نظیر ومانند کہنا صحیح نہ ہوگا۔ کسی نوع کی صفت عام اسی نوع کے کسی فرد کے لئے وجہ مثال نہیں ہوسکتی۔ مگر ہاں! جب یہ صفت کسی دوسری نوع میں معدوم یا کم وبیش ہوتے ہوئے نمودار یا متغیر ہوتی ہے تو ایسی نوع کو اس دوسری نوع کا بعض صورتوں میں مثیل قرار دے سکتے ہیں یا جب کسی نوع میں کوئی ایسی صفت نمودار ہوتی ہے جو عام طور پر اس نوع میں نہیں پائی جاتی تو جو افراد اس نوع کے ایسی صفت رکھتے ہیں وہ افراد باہم ایک دوسرے کے لئے مثیل ہوسکتے ہیں۔

پیغمبران مذاہب کی بھی یہی کیفیت ہے ایک نبی کو دوسرے نبی کا اور ایک رسول کو دوسرے رسول کا مثیل اس وقت کہیں گے۔ جب ایک نبی کے نشانات خاص دوسرے میں پائے جائیں۔ اﷲتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ید بیضا اور جناب مسیح کو دم عیسیٰ کے نشانات خاص عطاء کئے جو ان ہی کا حصہ تھے اور اگرچہ صفت عام ان سب کی نبوت تھی۔ مگر صفت خاص کے اعتبار سے (یعنی جو نشانات ان کو فرداً فرداً عطاء کئے) ایک کو دوسرے کا مثیل کوئی صحیح الدماغ اس وقت تک نہیں کہہ سکتا۔ تاوقتیکہ صفت خاص ان دونوں افراد میں کم وبیش مشترک نہ ہو۔ پس ہم کو چاہئے کہ مرزاقادیانی اگر خود کو مثیل مسیح کہتے ہیں تو ان کا توازن جناب مسیح سے کریں اور اگر صفات خاص مرزاقادیانی میں بھی موجود ہوں تو یہ کہنا بالکل بجا ودرست ہوگا کہ مرزاقادیانی مثیل مسیح تھے اور اگر مرزاقادیانی کی ذات اس سے عاری ہو تو یہ کہنا درست ہوگا:

بر عکس نہند نام زنگی کافور

جناب مسیح علیہ السلام جو نشانات اپنی نبوت کی تصدیق میں بنی اسرائیل کے لئے لائے تھے وہ یہ ہیں کہ مسیح مٹی سے طیور کی صورت آفرینی کرتا تھا اور پھونک مارتے ہی وہ پرند ہوا میں اڑ جاتے تھے۔ مادرزاد نابینا اور کوڑھی مسیح کے دست حق پرست سے شفا پاتے اور مردہ اجسام میں حیات کے آثار بحکم خدا پیدا ہو جاتے تھے۔

کیا یہ باتیں مسیح سے مخصوص نہ تھیں اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نشانات مافوق الفطرت نہ تھے یا بالکل (نعوذ باللہ) لغو تھے تو قرآن مجید کی یہ صریح توہین وتردید ہے اور جو شخص خدا کے نشانات کی تکذیب کرے۔ اسلامی شریعت کے مطابق وہ مسلمان کہلائے جانے کا مستحق نہیں۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید کی تردید میں انجیل سے یہ دکھانا کہ مسیح نے نشانات مذکورہ سے انکار کیا۔ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قرآن میں جس مسیح ابن مریم کا ذکر ہے۔ اس کے پاس کوئی نشان نہ تھا اور ایک محرف کتاب سے جس کی تصدیق مشتبہ ہو غیر محرف کتاب کی تردید نہیں ہوسکتی ہے۔

الغرض جو شخص مدعی نبوت ہو اور وہ کسی نبی کا مثیل بنا چاہتا ہو تو اس وقت تک مثیل نہیں کہا جاسکتا جب تک صفت خاص نبی مذکور کی نہ رکھتا ہو۔ انبیاء کی صفت عام جو انبیاء کی نوع میں مشترک ہوتی ہے۔ وہ وجہ مثال انبیاء کے لئے نہیں ہوا کرتی۔ مثلاً ایک قاطر میں اگر سمند ہونے کی علامات ہوں تو اس کو مثیل سمند کہہ سکتے ہیں۔ مگر مثیل عربی النسل وہ اس وقت ہوسکتا ہے جب یہ مؤخر الذکر صفات بھی اس میں ہوں۔

مرزا قادیانی انسان تھے۔ اگر ان میں صفات نبوت ہوں تو ان کو نبی کہہ سکتے ہیں اور جب صفات مسیح علیہ السلام کا ان میں ظہور ہو تب مثیل مسیح ہوسکتے ہیں۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی کے دم میں یہ صفت نہ تھی کہ اس کے پھونکنے سے مٹی کے بنائے ہوئے طیور اڑنے لگیں، مادرزاد نابینا، کوڑھی اور مبروص تندرست ہو جائیں یا مردے جی اٹھیں تو ہرگز وہ مثیل مسیح نہ تھے۔

ممکن ہے کہ اس پر یہ کہا جائے کہ اگرچہ مرزا قادیانی مثیل مسیح نہ تھے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ نبی بھی نہ تھے۔ مگر ہم مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کی بھی تحقیقات کرتے ہیں۔ سب سے پیشتر ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ نبوت کس کو کہتے ہیں اور نبوت کا عہدۂ جلیلہ ریاضت وعبادت پر منحصر ہے یا نہیں؟

ہمارے نزدیک اسلامی تعلیم کے مطابق انبیاء کا مبعوث ہونا محض مرضی الٰہی پر منحصر ہے اورضرورت زمانہ کے اعتبار سے دنیا میں خدا اپنے خاص بندوں کو بھیجتا رہا اوران کے ذریعہ اس مذہب کی جو ابتدائے آفرینش سے چلا آتا رہا ہے۔ تجدید وتصدیق کرتا رہا۔ جملہ انبیاء ایک ہی مذہب کی دنیا والوں کو دعوت دیتے رہے اور جو لوگ مذہب مذکور کا اتباع کرتے وہ خدا کے مطیع اور صالح بندے کہلائے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوتا ہے کہ اطاعت وعبادت کا نتیجہ نبوت ہو۔ ورنہ ایک زمانے اور ایک ہی وقت میں ہزاروں اور لاکھوں نبی ہوسکتے ہیں۔

انبیاء کی ضرورت اوران کی آمد

انبیاء اور ہادیان دین ہمیشہ اس وقت آئے جب دنیا فسق وفجور، ضلالت وگمراہی سے بھر گئی اور انسانوں نے اپنی دینی ایجاد واختراع سے کلام ربانی اوراس کی شریعت کے اصل مقصد کو ردوبدل کر کے فراموش کردیا۔ شریعت موسوی اور توریت میں جب تغیر وتبدل ہوا تو جناب مسیح ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور جب دنیا والوں نے تعلیمات مسیح کو فراموش کردیا تو حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے جن کی تعلیم وشریعت تمام دنیا میں جاری وساری ہے۔ محمد ﷺ دنیا میں اس وقت مبعوث ہوئے جب بنی اسرائیل اور عیسائیوں سے مذہب کی اسپرٹ ختم ہوچکی تھی اور دنیا میں اس وقت تلاش کیا جاتا تو ایک شخص بھی صالح وموحد دستیاب نہ ہوتا اور وحدانیت پرستی دنیا سے مفقود ہوچکی تھی اور شریعت کو ناقابل عمل سمجھ کر دنیا نے ترک کردیا تھا اور کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی تھی کہ جہاں سے وحدہٗ لاشریک کی آواز بلند ہوتی۔ حتیٰ کہ بیت اللہ کو بھی صنم خانہ بنادیا تھا۔

چنانچہ محمد ﷺ کی بعثت ہوئی جن کی حیات ہی میں تمام عرب دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا اور چودھویں صدی کے سرے پر تو جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسلام ہفت کشور میں پہنچ چکا تھا۔ عبداللہ کوئیلم یورپ میں اور الگزینڈر رسل ویب امریکہ میں اشاعت اسلام کررہے تھے۔ روس، چین اور افریقہ میں نہایت سرعت سے اسلام پھیلا۔ جزیرہ نما ملیے، جاوا، لکادیب، مالدیپ، ساٹرا، بورنیو وغیرہ وغیرہ مقامات میں تقریباً کل آبادی مسلمان ہوچکی تھی۔ اسلامی سلطنتوں پر بھی وہ زوال نہ تھا جو مرزا قادیانی کے قضا کرنے

کے بعد ہی آیا اور دجال بھی کعبۃ اللہ کی چاردیواری کے نزدیک نہ پہنچا تھا۔ نہ شریعت محمدی اورقرآن مجید میں بھی کوئی تحریف ہوئی تھی۔

الغرض یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ۱۹۱۲ء سے قبل تک اسلام اور دنیائے اسلام بعد کے سنین کے بہ نسبت نہایت بہتر حالت میں تھے اور بلاشبہ دنیا میں ہر مذہب وملت نہایت محفوظ حالت میں تھا اور ہر جگہ امن وامان تھا۔ اب انصاف فرمایئے کہ پرامن زمانہ اور مذکوہ بالا واقعات کی موجودگی میں کیا کسی نبی کی آمد سنت الٰہی کے مطابق ہوسکتی ہے؟

دجال کے لفظ پر ناظرین کتاب متعجب ہوں گے۔ مگران کے تعجب کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے مسیحی پادریوں کا نام دجال تجویز کیا تھا اوران کی سواری کا گدھا ریل گاڑی کو بتاتے تھے اور یہ وہ وقت تھا جب حجاز ریلوے کا اجراء عرب میں ہورہا تھا۔ مرزا قادیانی نے حجاز ریلوے کی تعبیر یہ کی تھی کہ مہدی کی آمد کے لئے بربنائے حدیث یہ ضروری ہے کہ دجال کعبۃ اللہ تک پہنچ جائے۔ لہٰذا ریل کا بیت اللہ تک پہنچنا بمنزلہ دجال کے پہنچنے کے ہے اور چونکہ یہی وقت آمد مہدی ومسیح کا ہے۔ لہٰذا وہ موعود شخص میں ہوں۔

اگر مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی ہی دجال کے لئے جائیں تو دجال اس وقت ہرگز کعبہ میں نہ پہنچا تھا اور اگر مرزا قادیانی مامورمن اللہ ہوتے تو ضروران کو کشفی حالت میں یہ معلوم ہوتا کہ ان کی قضاء کرنے کے بعد ایک وقت آئے گا۔ جب مسیحی پادری کعبہ کی دیوار کے نیچے کھڑے ہوکر تثلیث کا وعظ کریں گے۔ کیونکہ مقدس سرزمین پر تثلیث کا علم بعد مرزا قادیانی پہنچا۔ بیت المقدس کی فتح کا نام اہل یورپ نے مذہب عیسوی کی فتح کے ساتھ موسوم کیا اور تمام دنیا میں بیک وقت امن وامان مفقود ہوئے اور جنگ عظیم برپا ہوئی۔ مگر یہ سب واقعات ہوتے ہیں مرزا قادیانی کی عدم موجودگی میں۔

ہمیشہ سے یہ سنت الٰہی ہے کہ ہادی اور مامور کے آنے کے بعد زمانہ میں امن وامان علم وفضل کو ترقی ہوتی ہے۔ چنانچہ پیغمبر آخرالزمان محمد ﷺ کے بعد جہل کی تاریکی غائب ہوگئی اور دنیا میں علم وفضل کی ابتداء ہوئی اور زمانہ ترقی کرنے لگا۔ مگر مرزا قادیانی کی آمد کے چند سال ہی کے بعد امن وامان مفقود ہوجاتا ہے اور بیت اللہ تک تثلیث کے سایہ میں آجاتے ہیں۔ اے کاش کہ مرزا قادیانی حیات ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کی آمد سے کسر

صلیب ہوئی یا غلبۂ صلیب۔ اب یہ امر بھی غور طلب ہے کہ دین اسلام کو مرزا قادیانی کی بدولت کیا تقویت پہنچی؟

مرزا قادیانی نے ایک جدید فرقہ کی بنیاد ڈالی اور اسلام کے جسم سے خون لے لے کر اپنے عقائد کی آب یاری کی اور جو اسلام کے لئے وجہ اختلاف وافتراق ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی کی جماعت میں جو داخل ہوئے اور جنہوں نے ان کو نبی تسلیم کیا وہ سب مسلمانوں ہی کی جماعت سے علیحدہ ہو کر آئے ہیں۔ مرزا قادیانی اگر دیگر مذاہب کے افراد کو اپنے حلقہ میں شامل کرتے تو البتہ اسلام کی کامیابی کہہ سکتے تھے۔ مگر ہم نے اس وقت تک یہ نہیں سنا کہ کس قدر عیسائی، ہندو، آریہ، چینی، سکھ، چوہڑے اور چمار وغیرہ مرزا قادیانی کے دست حق پرست پر ایمان لائے۔ اگر لاکھوں کی تعداد کو صحیح مانا جائے تو وہ سب محمدی ہی ہوں گے جواب اپنے آپ کو احمدی تحریر کرتے ہیں۔

الغرض مرزا قادیانی نے دین اسلام میں ایک رخنہ پیدا کیا جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ نبی دنیا میں کس لئے آتے ہیں؟ کیا خدا انسانوں میں تفرقہ اندازی کی غرض سے انبیاء کو مبعوث کرتا ہے۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو مرزا قادیانی کی آمد بالکل بجا ودرست ہے اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو براہ کرم ہم کو یہ بتایا جائے کہ شریعت محمدیہ اور احکام خداوندی میں مسلمانوں نے کیا کیا تغیر وتبدل کیا تھا اور مرزا قادیانی نے احکام شریعت کی کیا کیا اصلاح کی اور وہ اصلاح بھی ایسی ہونی چاہئے جو ایک نبی کے شایان شان ہو۔ ورنہ مصلح ہر دور میں آئے۔ پس ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز نہ مثل مسیح تھے اور نہ نبی تھے۔ بلکہ مرزا قادیانی کی ذات ستودہ صفات میں وہ اوصاف بھی نہ تھے جو عام طور پر گروہ صوفیا میں ہوا کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے جب نبوت ہی کا دعویٰ کر دیا تو اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے بھی بزرگی میں گوئے سبقت لے گئے۔ مگر انسان کا زبان وقلم آزاد ہیں۔ وہ نبوت کیا خدا ہونے کا بھی مدعی ہوسکتا ہے۔ لیکن جب ایسا شخص دارالامتحان میں لایا جاتا ہے تو کذب وصداقت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ حضرت نفیسہؒ، حضرت امام حسنؓ کی پڑپوتی کو قاہرہ میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا ہمسایہ ایک غیر مسلم تھا۔ جس کی دختر اپنے ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگئی تھی اور

وہ اس قابل نہ رہی تھی کہ کروٹ بھی بدل سکے۔ رات دن بستر پر لیٹی رہتی۔ جب اس دختر کے اقربا علاج سے مایوس ہوگئے تو وہ بی. بی نفیسہ کے پاس ان کے اوصاف اور بزرگی کا حال سن کر آئے اور دختر مذکور کے حق میں دعا کرنے کی التجاء کی جس پر وہ بعد منت بسیار کے راضی ہوگئیں۔ اس کے گھر تشریف لے جا کر دعا کی اور ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ دختر مذکور صحیح وسالم ہوگئی اور فوراً چلنے پھرنے لگی۔ (ملاحظہ ہو کتاب (گولڈزیہر ج دوم ص۳۰۲و۳۸۴) جس کا مضمون پریچنگ آف اسلام میں بھی نقل کیا گیا ہے دیکھو (ص۳۳۵) کتاب مذکور اور یہ ہر دو کتابیں عیسائی مصنّفین کی تصانیف ہیں)

یہ واقعہ نہایت معمولی ہے۔ مگر حیف کہ مرزا گو مثیل مسیح ہونے کے مدعی تھے۔ مگر ان سے کوئی ایسا واقعہ سرزد نہیں ہوا۔ واقعی محسن الملک نے ایک موقع پر خوب کہا تھا کہ: ''آں مسیح مردہ را زندہ می کرد وایں مسیح زندہ را میکشد'' اشاعت اسلام میں بھی مرزا قادیانی سے بہتر کار نمایاں کرنے والے تاریخ اسلام میں گزرے ہیں۔ جنہوں نے ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ حاجی محمد نے پنجاب میں بیس ہزار ہندوؤں کو مسلمان کیا اور بنگلور میں ایک مولوی نے پانچ سال کے اندر ایک ہزار مسلمان ایک ہی شہر میں کئے۔ دیکھو (پریچنگ آف اسلام ص۲۳۲)

سلطان صلاح الدین بادشاہ تھا مگر اس کے اخلاق وعادات دیکھ کر بکثرت رعایا مسلمان ہوگئی اور نہ صرف یہ ہوا بلکہ سینٹ البان اور اکثر نائٹ یعنی امیر زادے اسلام میں داخل ہوئے۔ سولہویں صدی عیسوی کا واقعہ ہے کہ جزیرہ نما میلے میں جہاں کا ایک ہندو فرمان روا تھا۔ شیخ عبداللہ پہنچا۔ راجہ دائم الخمر تھا۔ مگر شیخ کے وعظ کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً اپنے سبو ومینا توڑ ڈالے اور نہ صرف خود مسلمان ہوا بلکہ اس کا خاندان اور جملہ رعایا مسلمان ہوگئی۔ میلے کی جملہ اسلامی آبادی شیخ ہی کی بدولت اسلام لائی۔ (پریچنگ آف اسلام ص۲۸۷و۳۰۱)

الغرض یہ کریکٹر عام مسلمانوں کا تھا اور یہی سبب تھا کہ تیرہ سو برس کے اندر دنیا میں مسلمانوں کی تعداد تیس کروڑ ہوگئی۔ اب اگر دریافت کیا جائے کہ مرزا قادیانی نے ہندوستان میں کتنے ہندو خاندان یا عیسائی مسلمان کئے تو شاید بمشکل ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔

قادیان معمولی قصبہ ہے۔ ہندو آبادی مرزا قادیانی کی بعثت سے اب تک بدستور موجود ہے اور دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئی۔ بس اسی سے مرزا قادیانی کی نبوت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور ''چراغ کے نیچے اندھیرے'' والی بات اس موقع پر پوری پوری صادق آتی ہے اور مرزا قادیانی کے روحی فیضان کا بھی حال کھل جاتا ہے کہ وہ ایک مختصری سی آبادی کو دائرہ اسلام میں داخل نہ کر سکے۔

واقعات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی محض ایک معمولی انسان تھے اور جب ان کو معلوم ہوا کہ معیشت کی کسی بہتر لائن میں کام نہیں کر سکتے اور مختاری کے امتحان میں ناکامیابی سے مایوس ہوگئے تو بالآخر انہوں نے اپنا پروپیگنڈہ پھیلایا۔

سطور بالا میں اس مسلمانوں کا تذکرہ ہوا جو اسلام کے خادم تھے اور جو اپنا مرتبہ محمد ﷺ کی خاک پا کے بھی مقابل نہ سمجھتے تھے اور ان خادمان اسلام کے مقابل میں مرزا قادیانی کی روحانی قوت ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ پھر مرزا قادیانی یہ ارشاد کہ میں مثیل محمد ہوں اسلام اور ہادئ اسلام کا تمسخر ہے۔

مرزا قادیانی نے جب یہ ملاحظہ کرلیا کہ ہندوستان سے تقریباً عربی مذاق رخصت ہو چکا ہے تو جناب نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ میرے عربی کلام کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ ہم اس وقت ان غلطیوں سے قطع نظر کرتے ہیں جو پنجاب کے بعض فاضل واکابر علماء نے موصوف کے قصائد میں گرفت کی ہیں۔ مگر اس دعویٰ کے متعلق اس قدر ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ عرب میں بیٹھ کر اگر کیا ہوتا تو نہایت ہی موزوں ومناسب ہوتا۔ مگر جناب کو اپنی جان کا خوف اس درجہ دامن گیر تھا کہ خدا کے اس الہام کا بھی ان کو اطمینان نہیں ہوا کہ وہ ان کی جان کا محافظ ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی ایمانی قوت اور الہام کی حقیقت۔

انبیاء جس ملک میں مبعوث ہوئے اسی ملک کی زبان میں ان کو الہام ہوا۔ مناسب تو یہ تھا کہ ہندوستان کی جملہ زبانوں میں مرزا قادیانی کو الہام ہوا کرتا تو ایک روشن نشانی ان کی نبوت کی ہوتی یا کم ازکم اردو زبان ہی میں ہوتا جو اس وقت ہندوستان کے ہر شہر میں کم وبیش سمجھی جاتی ہے۔ اس وقت یہ دعویٰ کیا جاسکتا تھا کہ میری فصاحت وبلاغت کا جواب نہیں۔ نیز اردو زبان کی بھی قابلیت مرزا قادیانی کی ظاہر ہے۔ چند سطور جو اسی کتاب میں نقل کی گئی ہیں۔ وہ حضرت کی الہامی زبان کا ایک نمونہ ہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دافع اوہام

یعنی

سرمۂ چشم قادیانی

پنڈت پرشوتم دیوست دھاری

پانچ سوروپیہ نقد انعام

انعام شرط کی حد تک پہنچتا ہے جو ہمارے اور اہل علم کے مسلک کے خلاف ہے۔ مگر چونکہ یہ سنت مرزا قادیانی کی ہے اور ان کی پارٹی میں نہایت اہمیت رکھنے والی ہے۔اس لئے ہم نے بھی مبلغ پانچ سوروپیہ کا انعام محض اس وجہ سے مقرر کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی کی امت کو اس کا جواب لکھنے کی ترغیب وتشویق ہو اور جس کے شرائط حسب ذیل ہیں:

۱...... تمام اعتراضات کے جوابات اصول عقلی اور دلائل فلسفہ اور سائنس پر ہوں۔

۲...... اعتراضات نمبر۵ لغایت۴۰ کے جوابات صرف مرزا قادیانی ہی کی تصانیف سے مطلوب ہیں۔ کسی غیر مصنف ومؤلف کی کوئی عبارت قابل مسموع اور لائق پذیرائی نہ ہوگی۔

۳...... جب تک ایک بورڈ مبصرین کا یہ فیصلہ نہ کردے کہ جواب کافی وشافی ہے۔کوئی انعام نہ دیا جائے گا اور نہ یہ سمجھا جائے گا کہ کتاب ہذا کا جواب لکھا گیا۔

۴...... کتاب ہذا کی اشاعت کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر جواب مطبوعہ آ جانا چاہئے اور تاریخ اشاعت اس روز سے سمجھی جائے گی۔ جب کتاب سیکرٹری صاحب جماعت قادیانی اٹاوہ کے پاس پہنچ جائے۔

۵...... بورڈ مبصرین میں دوعیسائی، دو آریہ، دوسناتن دھرمی، دوشیعہ، دوقادیانی، دوسنی یعنی حنفی اور دواہل حدیث ہوں گے اور انتخاب یہ تعداد نصف نصف فریقین کریں گے۔ ہر مبصر کے لئے لازمی ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھتا اور راسخ العقیدہ ہو، اس بورڈ مبصرین میں ایک ثالث مقبولہ فریقین ہوگا جو نہ مسلمان ہوگا اور نہ ہندو۔

۶...... فیصلہ کثرت رائے کے اعتبار سے ثالث کرے گا۔

۷...... بورڈ مبصرین کے انتخاب میں قادیانیوں کے ساتھ اس قدر مزید رعایت ہوگی کہ وہ دونوں قادیانی اپنی مرضی سے منتخب کریں۔

راقم: پنڈت پرشوتم دیوست دھاری، ایشوراستھاپت (مامور من اللہ) اٹاوہ

دیباچہ

غالبًا ناظرین کرام مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت سے واقف ہوں گے۔ حضرت ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوئے۔ شروع میں ایک ادنیٰ درجہ کی ملازمت سرکاری قبول کی۔ مگر (اس عہدہ کو اپنے لئے ناموزوں سمجھ کر) مستعفی ہوگئے اور یہ تصور کر کے کہ قانون پیشہ لوگ روپیہ زیادہ کماتے ہیں۔ مختاری کے امتحان کی شرکت کا شوق پیدا ہوا۔ قسمت نے یاوری نہ کی اور پے در پے ناکامیوں سے جب مایوس ہوگئے تو مناظر بننے کا شوق دامن گیر ہوا تاکہ شہرت کے ساتھ کچھ دولت کا بھی سہارا ہو جائے۔ چونکہ شہرت پسند انسان ہمیشہ اپنے سے بڑے انسانوں کے کاموں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی نے ان ہی کے مقابلہ پر اپنی بساط مباحثہ بچھادی اور جب مسلمانوں میں کچھ دلعزیزی دیکھی تو پیر پرستی کا خیال پیدا ہوا اور اپنی ہر تصنیف میں ایک ایک نیا رنگ بدلنے لگے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے وقتاً فوقتاً جو دعاوی کئے وہ یہ ہیں: امام زمان، مجدد الوقت، مسیح موعود، مہدی معہود، نوح، آدم، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم، احمد مرسل، بروزی محمد، ابن اللہ، ابواللہ، محدث اور نبی وغیرہ وغیرہ!

چونکہ ہر جدید شئے لذیذی ہوتی ہے اور موجودہ دور نے لوگوں کو مذہبی تعلیم سے ناواقف کر دیا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی اسلام کو اپنی خودساختہ مشین میں ڈھال کر اپنے ہم مذہبوں کو پھانسنے لگے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ فعل آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات سے عاجز ہونے کا نتیجہ تھا۔ مگر انہوں نے اپنے خودساختہ عقائد کی مشین میں اسلام کے اصول کو اس طرح ڈھال کر پیش کیا۔ جس کو ازسرتاپا مجموعۂ معائب بنادیا۔

مرزا قادیانی ایک طرف تو مسلمانوں کے لئے مجدد و نبی تھے۔ دوسری طرف عیسائیوں کے لئے مسیح۔ مگر سب سے عجیب اور پرلطف یہ بات تھی کہ ہندوؤں کے لئے کرشن اوتار ہونے کے بھی مدعی ہوگئے۔ مگر ہندو یعنی سناتن ویدک دھرمی جو اس بانسری والے سریمان یوگی راج سری کرشن مہاراج کی تعلیمات پر فریفتہ تھے اور اس کی بانسری کی آواز کو کرم اوپاسنا گیان اور دگیان یعنی معرفت الٰہی کی صدا سمجھتے اور خیال کرتے ہیں کہ مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی کے پہلے شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

بشنو از نے چوں حکایت میکند و ز جدائی ہا شکایت میکند

وہ بھلا کب مرزا قادیانی کی ابلہ فریبیوں میں آنے والے تھے۔ مگر پھر بھی مرزا قادیانی کے زبان وقلم سے کوئی مذہب محفوظ نہیں رہا اور جب اس زبان درازی پر بھی بجز مسلمانوں کے ان کے دام تزویر میں کوئی اور نہیں پھنسا تو انہوں نے تمام دنیا کو اپنی طرف مخاطب کرنے کے لئے خدا ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا۔ جیسا کہ اس رسالہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور اگر مرزا قادیانی کی زندگی کچھ اور وفا کرتی اور ان کے ذہن میں خدا سے بھی زیادہ کوئی اور بزرگ ہستی ہوتی تو شاید وہ اس کے بھی مدعی بن جاتے۔

مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہرگز ہرگز اپنے ان باطل ارادوں میں کامیاب نہ ہوں گے بلکہ ان کی تمام تدابیر اور کوششوں کے مقابلہ میں آج یہ کتاب پیش کی جاتی ہے جس کا اظہار حیات وممات مسیح کے ذریعہ جو محض قرآن مجید پر مبنی تھی کیا گیا اور اس کا کوئی جواب اس وقت تک قادیانی جماعت سے نہیں ہوا بلکہ اس کتاب کا یہ اثر ہوا کہ خاص قادیان میں ایک جماعت مرزائیوں کی پیدا ہوگئی۔ جس نے مرزا قادیانی کی نبوت کا قطعی انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ مرزا قادیانی نے حضرت باب اور بہاء اللہ کے عقائد سے افادہ حاصل کیا تھا اور حضرت باب وبہاء اللہ اصل ہیں اور مرزا قادیانی ظل۔ کتاب ہذا مرزا قادیانی کے مشن پر ایک ضرب کاری اور عقائد قادیان کا قطعی استیصال کرنے والی ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہرگز اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا اور اسی میں مبلغ پانچ سو کا ایک اشتہار بھی دے دیا گیا ہے۔ جس کے جملہ شرائط اس کے مطالعہ سے معلوم ہوں گے۔

اب اخیر میں بدرگاہ رب العزت میری بعاجزی یہ دعا ہے کہ:

اے میرے خالق! تو انسانوں کے تمرد اور خطاء کاری پر لحاظ نہ فرما بے شک نفس انسان حقیقی راستہ سے بھٹکانے والا ہے۔ مگر تیری بخشش عام اور لطف تمام راہ ہدایت ونجات دکھا سکتے ہیں۔ ہاں! اے میرے سرد شکتی مان ایشور ہم سب پر اپنا فضل وکرم فرما اور اپنی وہ حقیقی محبت والفت جو تیرے تقرب کا ذریعہ ہو، عطاء فرما۔ آمین! استو۔

راقم: خدائے بزرگ کا عاجز بندہ پنڈت پرشوتم دیوست دھاری، ازاٹاوہ

مؤرخہ ۱۳۱/مارچ ۱۹۲۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دافع اوہام یعنی سرمہ چشم قادیانی

(حصہ اوّل)

’’مبارک ہیں وہ جو حقانیت وصداقت کو تلاش کر کے جب راہ حقیقی پا جاتے ہیں تو اس کو بلا پس وپیش اختیار کر لیتے ہیں اور بڑے نامبارک ہیں وہ جنہوں نے اپنے گوش ہوش اور چشم بصیرت کو سخن حق اور مظاہرات قدرت کی طرف سے بند کر لیا ہے۔ اے خدائے جل وعلا تو انسان کی فرعونیت پر بھی ان کی خبر گیری اور ان سے محبت کرتا ہے۔ بے شک تو سرچشمۂ وفاق والفت ہے۔ ہاں! اے میرے معبود جمیع انسانوں کو وہ راستہ دکھا جو تیری رضا وقربت کا باعث ہو۔ ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں گمراہ نہ ہونے دے بلکہ ان کے دماغوں کو بطفیل اپنے الطاف عام کے صلاحیت وقبولیت کا مادہ عطاء فرما تاکہ وہ تجھ کو پہچانیں۔‘‘

۱...... اٹاوہ کی جماعت مرزائیہ کے پاس میں نے چند سوالات بھیجے تھے جو آگرہ اخبار مؤرخہ ۲۸/ دسمبر ۱۹۲۲ء اور اخبار القاسم امرتسر میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ٹریکٹ موسومہ حیات وممات مسیح علیہ السلام بھی شائع کر دیا۔ مناسب تو یہ تھا کہ پہلے میرے سوالات کا جواب دیا جاتا۔ پھر ٹریکٹ کی تردید کی جاتی اور اس پیشین گوئی کو جو اس میں تحریر ہے غلط ثابت کر دیا جاتا: ’’اس عاجز نے اگر یہ کتاب اپنے نفس کی خواہش سے لکھی ہے تو مخالفین اس کے لکھنے میں کامیاب ہوں گے اور اگر اس کا ہر لفظ محض رضائے الٰہی کی نیت سے ضبط تحریر میں آیا ہے تو یقین فرمایئے کہ انسانی قوت اس کی مخالفت میں سرفراز نہیں ہوسکتی۔ بلکہ وہ اس الٰہی آواز کے روبرو سرنگوں اور ذلیل وخوار ہوگی۔‘‘

چنانچہ پیشین گوئی مذکور نہایت جلد اور واضح وروشن طور پر پوری ہوئی۔ اٹاوہ میں ہر شخص نے اپنی آنکھ سے اس پیشین گوئی کی صداقت کو دیکھ لیا۔ مرزائی جماعت نے جو گندے الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کئے تھے اس کے جواب میں میں نے اپنی زبان کو آلودہ نہیں کیا۔ بلکہ خود مسلمانوں ہی کی ایک جماعت اٹھی اور اس نے مرزائیوں کی فرعونیت کے لئے

عصائے موسوی کا کام کیا اور اس کی نوبت اشتہار بازی تک پہنچی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پوست کندہ حالات اس طرح خود ان ہی کی کتب سے طشت از بام کئے گئے کہ جس کا ہر مذہب وملت کے افراد نے مضحکہ اڑایا۔

اس عاجز کو بحث ومباحثہ کے لئے اس وقت طلب کیا جاتا، جب میری طرف سے کسی امر میں پہلوتہی ہوتی۔ خدائے قدوس نے میرے قلب پر ذریعہ الہام پیشتر ہی منکشف کر دیا تھا کہ جماعت مرزائیہ کی جانب سے مخالفت کا آغاز ہوگا اور خدا مجھ کو فتح مند کرے گا۔ چنانچہ رسالہ حیات وممات مسیح علیہ السلام اسی الہام کے مطابق ضبط تحریر میں آیا تھا۔ مرزائی فرقہ کو مناسب یہ تھا کہ وہ سب سے پیشتر میرے تین سوالات کا جواب دیتی۔ پھر رسالہ مذکور کی تردید کرتی۔ اس کے بعد اگر مجھے کوئی چیلنج دیتی تو حق بجانب ہوسکتا تھا۔ ورنہ یہ تمام باتیں دراصل معذوری ومجبوری کی دلیل ہیں۔ مگر اس پر بھی اتمام حجت کے لئے دافع اوہام کا وہ حصہ جو جماعت مرزائیہ کے لئے مخصوص ہے۔ قبل از وقت شائع کرتا ہوں تاکہ مرزائی جماعت اپنے عقائد کی حقیقت وبطالت سے واقف ہوکر صراط مستقیم اختیار کرے اور میں درگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ جمیع انسانوں کو اپنی خالص محبت ومعرفت عطاء فرمائے۔

اس موقع پر یہ ظاہر کردینا بھی نہایت ضروری ہے کہ جو چیلنج مجھ کو دیا گیا ہے اس کے آخیر میں یہ الفاظ ہیں: ''اگر پنڈت صاحب موصوف قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ سے حضرت مسیح کا زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر اسی طرح آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا عقیدہ ثابت کردیں گے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ احمدیت (مرزائیت) سے دست کش ہوجاؤں گا۔''

مذکورہ بالا سطور سے نہایت اچھی طرح پر ثابت ہے کہ رسالہ حیات وممات مسیح کا گہرا اثر سیکرٹری جماعت مرزائیہ کے دل ودماغ پر ہوا ہے اور ان کے ذہن نشین ہوگیا ہے کہ نہ مرزا قادیانی نبی تھے اور نہ مجدد۔ مرزائیت سے گویا دست کش ہونے میں صرف حیات وممات مسیح کا مسئلہ مانع ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ:

۲...... شرح محمدی میں وراثت کا سلسلہ مورث کی موت سے شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کا مسیح کی موت پر حجت کرنا دوعلتوں سے خالی نہیں۔ (الف) یا تو آپ نبوت کو موروثی تصور

فرماتے ہیں تاکہ مسیح کے مرنے کے بعد یہ یقین کیا جاسکے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جناب مسیح علیہ السلام کے عصبہ یا ذوی الفروض یا ذوی الارحام کی حیثیت سے نبوت میں وارث ہوئے اور اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں تو (ب) آپ کسی اور مسئلہ میں بجز ممات مسیح کے مباحثہ کرنے سے عاجز ومجبور ہیں۔ اب پھر میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراتا ہوں کہ آپ نے شاید حیات وممات مسیح کے یہ فقرات بغور وتأمل ملاحظہ نہیں فرمائے۔

''ہم نے کتاب حیات وممات مسیح میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ محض بر بنائے قرآن مجید ہے۔ اپنی (ہندو) تعلیمات پر ہم نے ایک حرف بھی نہیں لکھا۔''

گویا کتاب مذکور کی تصنیف میں اپنے عقائد کو میں نے کوئی دخل نہیں دیا ہے۔ میں نے تو جو کچھ لکھا ہے بحیثیت ایک ثالث کے۔ اگر آپ نے اصول عقلی اور فلسفیانہ مباحث پر غور کیا ہوتا تو آپ ہرگز مکرر مطالبہ حیات مسیح کا نہ فرماتے۔ بلکہ اس قسم کی استدعا آپ مسلمانوں سے ہی بار بار فرمائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک:

۳...... ممات مسیح کا مسئلہ داخل ایمان نہیں۔ (الف) مرزا قادیانی سے پیشتر اکثروں کی یہ رائے رہی ہے۔ (ب) یہودیوں (ج) ہندوؤں (د) فلسفیوں کا عقیدہ بھی مثل مرزا قادیانی ہی کے ہے۔ گویا مرزا قادیانی نے ایک پرانے عقیدے اور اہل عقیدہ کا اتباع کیا تھا۔ (ہ) مگر باوجود اس کے نہ ہندو، نہ عیسائی اور نہ یہودی کوئی مرزا قادیانی کی نبوت ومجددیت میں ایمان رکھتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی نبوت ومجددیت ممات مسیح پر منحصر نہیں ہے۔

۴...... یہ امر واقعہ ہے کہ جماعت مرزائی جیسا ہم حیات وممات مسیح میں بھی لکھ چکے ہیں اپنی تمام طاقت مسیح علیہ السلام کے مردہ ثابت کردینے میں صرف کردیتی ہے مرزا قادیانی کی نبوت اور ان کے اسلام پر پردہ پڑا رہے اور اس کی زیادہ چھان بین نہ کی جائے۔ مگر ہم نے مسئلہ مذکور کی خود قرآن مجید سے اصلیت وواقعیت نہایت مکمل اور جامع طور پر ثابت کردی ہے اور اگر آپ کو اس میں شک ہے تو ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ہمارے عقائد کے مطابق یعنی بدلائل عقلی وخلاف نیچر پیدائش آدم وحوّا ومعجزات مسیح حسب بیان قرآن ثابت کیجئے اور روح کی ایسی تعریف کیجئے کہ وہ حیات سے ممیّز ہو اور کوئی مستقل شئے ثابت ہوتی ہو

تاکہ اس کا رفع ممکن ہو اور یاد رکھئے کہ آپ ہرگز اس میں کامیاب نہ ہوں گے اور اگر غیر متعلق پبلک آپ کے حق میں فیصلہ صادر کردے تو پھر ہم بھی آپ سے مستحکم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ جو جو اعتراضات ہماری کتاب پر کریں گے۔ ہم ان کو قرآن سے بدلائل قاطع وبراہین ساطع ثابت کردیں گے۔

مامور من اللہ کی ضرورت اور آمد

مرزاقادیانی کو بھی یہ امر اپنی کتاب (آئینہ کمالات ص۵۲،۵۳، خزائن ج۵ ص۵۲،۵۳) میں تسلیم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں: ''کیا ابھی اس آخری مصیبت کا وہ وقت نہیں آیا جو اسلام کے لئے دنیا کے آخری دنوں میں مقدر تھا۔ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے۔ (ہاں! آگے ملاحظہ فرمائیے) کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور زمانہ بھی آنے والا ہے جو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے ان موجودہ فتنوں سے کچھ زیادہ فتنے رکھتا ہوگا۔ سو بھائیو! تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور خوب سوچ لو کہ وقت آگیا اور بیرونی اور اندرونی فتنے انتہاء کو پہنچ گئے۔ اگر تم ان تمام فتنوں کو ایک پلّہ میزان میں رکھو اور دوسرے پلّہ کے لئے تمام حدیثوں اور سارے قرآن کریم میں تلاش کرو تو ان کے برابر کیا ان کا ہزارم حصہ بھی وہ فتنے قرآن وحدیث کی رو سے ثابت نہ ہوں گی۔ پس وہ کون سا فساد کا زمانہ اور کسی بڑے دجال کا وقت ہے جو اس زمانہ کے بعد آئے گا۔''...... ''ان کے مکروں نے عام طور پر دلوں پر سخت اثر ڈالا ہے اور ان کے طبعی اور فلسفہ نے ایسی شوخی اور بے باکی کا تخم پھیلا دیا ہے گویا ہر شخص نے اس کے فلسفہ دانوں میں سے انا الرب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔''

۵...... گویا مرزاقادیانی کو تسلیم ہے کہ چودھویں صدی کا سب سے بڑا فتنہ موجودہ فلسفہ سائنس ہے۔ مگر مرزاقادیانی نے اس کا استیصال کیا فرمایا اور دنیا کو گمراہی سے بچانے کے لئے فلسفہ وسائنس کے رد میں کون سی کتب تحریر فرمائیں؟

۶...... تمام دنیا کے عقیدہ کے لحاظ سے جو انسان منجانب اللہ! آتے ہیں وہ ضرورت زمانہ کے مطابق مبعوث ہوکر اپنے وقت کی تمام ایسی بدعتوں کا جو انسانی ایمان کو متزلزل کرنے والی ہوں۔ استیصال قطعی کردیتے ہیں۔ چنانچہ ہر زمانہ میں جو مامور آیا اس نے اپنا یہی پروگرام شروع کیا اور اس کو درجہ تکمیل پر پہنچادیا۔ مگر مرزاقادیانی کی ذات اس صفت

سے بالکل عاری ہے۔ انہوں نے ڈارون، ہیکل اور سرایڈورڈ کلاڈ کے ملحدانہ فلسفہ کے رد میں کوئی کتاب تحریر نہیں فرمائی۔

۷...... اسی دوران میں اٹاوہ کی قادیانی جماعت نے یہ معلوم کر کے کہ ایک ہندو نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے، تحریری مباحثہ کی مجھ سے بنیاد ڈالی۔ یہ موقع میرے واسطے نہایت بہتر تھا کہ میں جماعت مذکور سے یہ دریافت کروں کہ واقعی مرزا قادیانی ضرورت زمانہ کے اعتبار سے مامور تھے۔ اس لئے میں نے چند سوالات بھی اسی سلسلہ میں روانہ کئے جو یہاں کچھ اضافہ کے ساتھ تحریر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ سوالات ذیل کے ساتھ خاص ہدایت یہ بھی کی گئی تھی کہ جوابات محض مرزا قادیانی ہی کی تصانیف سے مطلوب ہیں۔ کیونکہ یہاں محض ان ہی کی ذات سے بحث ہے:

(۱) ابطال مادّہ بدلائل عقلی جو ہر ایک صاحب علم وفہم کے نزدیک بلا خیال مذہب وملت قابل قبول ہوں (۲) اثبات وجود باری تعالیٰ (الف) وہ کیا ہے (ب) وہ کیسا ہے۔ (۳) عرش وفرش پر اس کا وجود یکساں ہے یا کوئی فرق رکھتا ہے (۴) صور نوعیہ کا آغاز کس طرح ہوا (الف) لاتعداد نوعین اور جنسیں کیونکر پیدا ہوگئیں۔ (۵) تشریح روح وحیات (الف) روح حیوانی وانسانی کی تفریق کلی (ب) حیات روح کا آغاز کیونکر ہوتا ہے۔ (۶) زندگی وموت کی کامل تشریح (الف) مرنے کے بعد روح کا جسم سے کوئی تعلق رہتا ہے یا نہیں؟ (۷) آیا مجرد عن المادہ بھی کوئی ہستی ہے۔ (۸) روح مجرد عن المادہ نہیں ہے تو اس کا قیام بعد الموت کیسا ہے (الف) اور اگر روح مجرد عن المادہ اور خدا بھی مجرد عن المادہ ہے تو پھر دونوں میں فرق وامتیاز کیا رہا۔ (۹) انسان کے جسم کے ذرات کوئی عیب وصواب خود نہیں کرتے بلکہ جملہ افعال حیات کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں اور حیات بعد الموت قائم نہیں رہتی تو پھر عذاب وثواب کیسا؟ (۱۰) آدم وحوا کس قانون فطرت کے مطابق پیدا ہوئے اور اس قانون فطرت میں تبدیلی کی وجہ اور (۱۱) کیا دنیا میں بدلائل عقلی کسی امر خلاف فطرت کا وقوع ممکن ہے؟

۷...... سوالات متذکرہ بالا ایک کسوٹی ہیں جس پر مرزا قادیانی کو کس کر دیکھ لو کہ اگر ان کی تصانیف میں موجودہ دہریت والحاد کا جس کا مختصر خاکا سوال نمبر ۷ میں کھینچا گیا ہے۔ مل جائے تو واقعی وہ بیسویں صدی کے مصلح ہونے کے لائق تھے اور اگر ان کی تمام تصانیف جیسا

آ گے آتا ہے مضحکہ خیز ہوں اور الحاد کی طرف لے جانے والی ہوں تو خدا کے واسطے حق وراہ نجات کی تلاش کرو۔

۹...... مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میں جس وقت آیا ہوں وہ بدتر زمانہ ہے اور اسلام کے لئے آخری زمانہ باعتبار اپنے فتنہ وفساد کے ہے اور یہ تمام باتیں انتہاء کو پہنچ چکی ہیں (دیکھو سوال نمبر۶) اور یہ امر واقعہ ہے کہ دنیا میں مصلح اس وقت آتے ہیں جب فتنہ وفساد وغیرہ جملہ معائب حدکمال کو پہنچ چکتے ہیں۔ یعنی پھر زمانہ ایسے مصلح کے بعد سے ترقی کرنے لگتا ہے اور دنیا میں صلح وتوسیع وفلاح کا دور شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس معیار پر بھی ہم مرزا قادیانی کو آزماتے ہیں۔

۱۰...... آئینہ کمالات میں جس کا حوالہ ہم اوپر دے چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کو یہ تسلیم ہے کہ ان کی بعثت اس وقت ہوئی ہے جب ایمان کو متزلزل کرنے والی تمام باتیں اپنی حدکمال تک پہنچ چکی ہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا زبردست دلیل اس بات کی ہے کہ ہرگز مکالمہ الٰہیہ کا شرف ان کو حاصل نہ تھا۔ ورنہ ایسے قریبی واقعات جوان کی موت سے صرف چھ سال کے بعد ہی واقع ہوئے۔ وہ بےخبر رہ کر تمام فتنہ وفساد اور مکروں کو حدکمال پر نہ پہنچا ہوا کہتے۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا قادیانی کا زمانہ بدتر تھا یا نہایت بدتر زمانہ کا آغاز ان کی موت کے بعد ہوتا ہے:

(الف) آثار حیات کا کیمیائی ترکیبوں سے پیدا کئے جانے کا امکان ہوگیا۔ جیسا کہ اخبار ڈیلی میل لندن نے ماہ جون ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں تحریر کیا تھا کہ: ’’بارہ آدمی ایسے زندہ ہوئے ہیں جو مر چکے تھے۔ ایک ڈاکٹر نے مردہ آدمیوں کو کس طرح زندہ کیا؟ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ مردہ کو ایک کرسی پر بٹھا کر ایک سوئی سے اس کے دل کے اندر ٹیکے کے طریق سے دوائی لگائی جاتی ہے تو وہ شخص فوراً زندہ ہوجاتا ہے اور چندروز میں اپنے کاروبار میں مصروف ہوجاتا ہے۔ مردہ انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی یہ دوائی اپنا اثر دکھاتی ہے۔‘‘

(ب) یورپ کے اکثر اخبارات میں آج کل یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ ایک شخص ایک گولے میں بیٹھ کر کشش زمین کے باہر نکل گیا اور وہ یقیناً کسی سیارے پر پہنچ گیا اور اس طرح سے رفع آسمانی مع الجسد کا امکان محال نہیں رہا۔

۱۱...... اس دس سال کے اندر جو کچھ فتنہ وفسادات برپا ہوئے۔ زمانہ کی آنکھ نے اس سے

پیشتر نہیں دیکھے۔ اگر یہ غلط ہے تو جنگ عظیم جیسی (عالم گیر جنگ جس میں تمام دنیا بلا واسطہ یا بالواسطہ شریک ہوئی) کوئی دوسری مثال پیش کرو اور پھر جنگ مذکور میں جو کچھ طرح طرح کی بدعات اور مکروفریب اور ہولناک ایجادات سے کام لیا گیا وہ بھی بے مثل اور یادگار زمانہ ہیں۔

مرزا قادیانی کا کریکٹر اور عقائد

۱۲...... مرزا قادیانی کی زبان درازی سے کوئی مصلح محفوظ نہیں رہا۔ خود وہ سوسائٹی جس میں انہوں نے پرورش پائی جس سے علم سیکھا اور جس کے علوم وفنون پر مرزا قادیانی کا گزارہ تھا۔ اس تک کو مرزا قادیانی نے ردیف وار گالیاں سنائی ہیں تو پھر یہ عاجز اگر امام جماعت مرزائیہ اٹاوہ کا شکوہ کرتا ہے تو بے جا ہے۔ قادیانیوں میں دراصل یہ سنت ہوگئی ہے اور اپنے مسیح کے اتباع کے لئے وہ مجبور ہیں۔

۱۳...... مرزا قادیانی چونکہ اپنے خیال سے ملہم تھے۔ لہٰذا موصوف کے الہامی الفاظ جن کا تذکرہ نمبر۱۲ میں کیا ہے۔ یہاں لکھنے سے ناظرین کو مرزا قادیانی کے منبع الہام کا پتہ چل جائے گا۔ چنانچہ الفاظ مذکور حسب ذیل ہیں:

(الف) اے بدذات مولویان، ابولہب ، اندھے، اوّل الکافرین، اوباش (ب) بدچلن، باطنی جذام (ت) تمام دنیا سے بدتر (ث) ثعلب (لومڑی) (ج) جھونٹھ کی نجاست کھائی، جھوٹ کا گوہ کھایا (چ) چوہڑے، چمار (ح) حمار (گدھا) (خ) خنزیر (سور سے زیادہ پلید) خالی گدھے (د) دیانت ایمانداری سے اور راستی سے خالی (ڈ) ڈوموں کی طرح مسخرے (ذ) ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردیں گے (ر) روسیاہ، روباہ باز (ز) زندیق (س) سفلے، ملا بے بطر، سیاہ دل (ش) شرارت وخباثت، شیطانی کارروائی والے، شریر، مکار، شیخ نجدی (شیطان) (ض) ضررهم اکثرهم من ابلیس اللعین (انکا ضرر شیطان ملعون کے ضرر سے بھی زیادہ ہے) (ط) طالع منحوس (غ) غدار سرشت (ک) کتے، گد، گدھے اور پلید، گندہ ذہنی، گندے خیال والے، گندی روحو (ل) لعنت کی موت (م) مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے، مرے ہوئے کیڑے، مگس طینت، مولویوں کی بک بک، مردار خوار مولویو (ن) نجاست نہ کھاؤ، نجاست سے بھرے ہوئے، ناک کٹ جائے گی، نمک حرام، ناپاک نفس (و) وحشیانہ

عقائد والے (ہ) ہندوزادو (ی) یہودی سرشت، یہودی صفت، یک چشم مولوی۔ (منقول از اخبار شحنہ ہند میرٹھ مؤرخہ ۸ستمبر ۱۹۰۹ء) مرزا قادیانی کی ان تمام باتوں کے جواب میں صرف اس قدر کہنا کافی ہے:

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز

۱۴...... ہادی و مصلح کبھی زمانہ کے ساتھ ساتھ رنگ نہیں پلٹا کرتے کیونکہ وہ بحر معرفت الٰہی سے سیراب ہوتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کی لائف میں استقلال کا کہیں پتہ بھی نہیں ملتا۔ ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کبھی کسی گزشتہ امر واقعہ کو پہلے ایک طرح سے بیان کیا ہو اور پھر اس واقعہ کی تردید کرتے ہوئے۔ بالکل اس کے برعکس بیان کیا ہو۔ چنانچہ ابتداء میں مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ تھا کہ جناب مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ دوبارہ نازل ہوں گے۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳) مگر یہ وہ وقت تھا جب سرسید اور مولوی چراغ علی مرحوم اسلامی عقائد کو موجودہ فلسفہ اور سائنس کی روشنی میں ثابت کررہے تھے تو ان تحریرات کو دیکھ کر مرزا کے عقائد نے بھی پلٹا کھایا اور پھر مسیح کے مصلوب ہونے اور طبعی موت سے مرنے کے قائل ہوگئے۔ چنانچہ آنریبل مولوی خواجہ غلام الثقلین بی۔اے۔ ایل۔ایل۔ای نے اپنی کتاب (آئینہ قادیان حصہ اوّل ص۵۴) پر تحریر فرمایا ہے کہ: ’’اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ جن مسائل پر مرزا قادیانی نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی ہے۔ وہ سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی صاحبان کی تصانیف سے ماخوذ ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں جب کہ حیدرآباد دکن میں مولوی صاحب موصوف کی بعض قلمی غیر مطبوعہ تصانیف کے چھپوانے کا اہتمام کیا گیا تو مولوی صاحب مرحوم کے مسودات میں مرزا قادیانی کے چند خطوط برآمد ہوئے جن سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کی تالیف میں مولوی صاحب موصوف سے مدد لی تھی۔ قادیانی مشن کی تاریخ میں یہ ایک جدید انکشاف ہے۔ ایک نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ ادھر ادھر سے مدد لے کر ایک کتاب بنائے اور روپیہ کمانے کی غرض سے اس کو الہامی کتاب کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کرے۔‘‘

۱۵...... مرزا قادیانی نے روح کی حقیقت پر کہیں روشنی نہیں ڈالی ہے۔ محض مسلمان محققین کے لئے پس خوردہ سے افادہ حاصل کر کے لکھا۔ مناسب تو یہ تھا کہ بربنائے مکالمہ الٰہیہ کوئی

مزید تشریح وتوضیح کرتے تاکہ دور حاضرہ کی دہریت والحاد کے یہ ذہن نشین ہو جاتا کہ حقیقتاً مجرد عن المادہ کی بھی کوئی ہستی ہے۔ ہم مرزا قادیانی کے علم الروح کے متعلق کافی بحث کتاب حیات وممات مسیح میں لکھ چکے ہیں۔

۱۶...... مرزا قادیانی مسیح ابن مریم کی مشابہت کا تذکرہ اور اوپر نیچے کی محبت ظاہر کرتے ہوئے کتاب (توضیح المرام ص۲۱، خزائن ج۳ ص۶۱،۶۲) پر رقم طراز ہیں: ’’پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو در حقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے اور ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے، جس کا نام روح القدس ہے۔‘‘

چونکہ مرزا قادیانی آریوں کے مقابل فرشتوں کا وجود بدلائل عقلی ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک لایعنی اور بے معنی لغو عقیدہ اپنے محدود علم وعقل کی بناء پر قائم کیا ہے اور یہ پرانے عقیدے سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ اب اس پر فلسفیانہ اعتراضات ملاحظہ ہوں:

(الف) ماڈی اشیاء پر نر اور مادہ کا اطلاق ہوسکتا ہے اور چونکہ خدا ماڈی نہیں۔ لہٰذا اس کی محبت نر نہیں ہوسکتی۔ (ب) انسان چونکہ مادی ہے۔ لہٰذا اس کی محبت بھی خدا جیسی محبت نہیں ہوسکتی۔ یعنی یہ دونوں محبتیں غیر جنسیں ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ انسان فانی ہے۔ اس لئے اس کی محبت بھی فانی ہے اور خدا غیر فانی ہے اس کی محبت بھی غیر فانی ہے۔

۱۷...... مگر مرزا قادیانی پھر بھی (توضیح المرام ص۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲) پر فرماتے ہیں: ’’خدا کی محبت سے بھری ہوئی روح، اس انسانی روح کو جو بہ ارادۂ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے (یعنی حاملہ ہوگئی ہے۔ کیونکہ اردو زبان میں بھر جانے کے معنی حاملہ ہو جانے کے ہیں اور اسی رعایت سے فرماتے ہیں کہ) ایک نیا تولد بخشتی ہے۔ اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی (حاملہ) روح خدا کی روح سے جو نافخ المحبت ہے۔ استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے۔‘‘

افسوس مرزا قادیانی کو باوجود نبی ہونے کے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ دو غیر جنسوں

میں توالد وتناسل کا سلسلہ نہیں قائم ہوتا۔ پھر توالد وتناسل کیسا؟ اور اگر یہ مانا جائے کہ ضرور روح القدس کا توالد ہونا ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ (الف) خدا کی روح اور انسان کی روح ایک ہی جنس سے ہیں۔ (ب) ایسی دو جنسوں سے جو شئے پیدا ہوگی۔ اس میں صفات مشترک ہوں گے اور جب صفات خداوندی دیگر اشیاء میں بھی ہوں تو پھر توحید فی الذات اور توحید فی الصفات نمایاں ہوتی ہے اور متعدد خدا تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مسلمانوں کی تو خدا کی نسبت دعویٰ ہے۔ لیس کمثلہٖ شئی مگر مرزا قادیانی اعلانیہ پاک تثلیث کی تعلیم دیتے ہیں۔ کیا یہ تثلیث کی تائید نہیں ہے؟

اب اگر یہ جواب دیا جائے کہ یہ تمام باتیں استعارے کے طور پر ہیں۔ ورنہ دراصل ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو پھر اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ جو کچھ مرزا قادیانی نے فرمایا فی الواقع کچھ بھی نہیں۔ اس جواب سے روح القدس کا وجود نادرد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مرزائی عیسائیوں کی تثلیث پر بھی اعتراض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ہر ایک عیسائی یہی کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی پیدائش خدا سے بطور استعارے کے تھی اور خدا مسیح کا روحانی باپ ہے اور مسیح خدا کا روحانی فرزند ہے۔ مگر قرآن مجید میں اس استعارے کو بھی توحید کے خلاف بتایا گیا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ تعلیم تثلیث کی مؤید ہے اور بربنائے قرآن مرزا قادیانی ہرگز مسلمان نہ تھے اور بربنائے شرع محمدی وہ نہ مجدد کہے سکتے ہیں اور نہ مصلح و نبی۔

۱۸…… مرزا قادیانی کے حالات زندگی پر اگر غائر نظر ڈالی جائے تو اس پر یہ شعر صادق آتا ہے:

حوصلے بڑھ بڑھ کے آخر آفت جان ہوگئے
کچھ دنوں ارمان رہے پھر دل میں پیکاں ہوگئے

شروع میں مرزا قادیانی ایک مناظر کی حیثیت سے اسٹیج پر نظر آتے ہیں۔ پھر مجدد وامام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آگے چل کر کہتے ہیں کہ میں مسیح ومہدی ہوں۔ پھر نبوت کا بھی اعلان فرماتے ہیں۔ ساتھ ہی کرشن بننے کے بھی مدعی ہوتے ہیں اور جب ان تمام باتوں سے بھی تسکین نہیں ہوتی تو ابن اللہ یعنی اللہ کے بیٹے بلکہ خود خدا ہونے کا بھی الہام ہوتا ہے اور پھر یہاں تک مبالغہ سے کام لیا کہ خدا کے اب بھی بن گئے۔ افسوس:

بریں عقل ودانش بباید گریست

کیا یہ تمام باتیں کسی ذی فہم انسان کے دماغ کا نتیجہ ہیں۔ ان لغویات پر فلسفیانہ اعتراض کرنا فلسفہ کی توہین ہے۔ ہاں! صرف یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ایسے مشرکانہ دعاوی کسی خدا کے رسول ونبی نے نہیں کئے۔ ورنہ قرآن سے ثابت کیا جائے۔[ا]

۱۹...... مرزاقادیانی (توضیح المرام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۷۶) پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ''جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اس کو حاصل ہو جائے اور خداتعالیٰ کی روح اس میں سکونت اختیار کر لے تو تم (اے فرشتو) اس کامل کے آگے سجدہ میں گرا کرو۔''

خدا کی روح کا نام سنتے ہی فوراً خدا کے مجسم ہونے کی طرف ذہن مائل ہوتا ہے۔ کیونکہ غیر جسمانی شئے جو مجسم نہ ہو اس کی روح کیسی۔ (الف) روح ہمیشہ جسم سے پیدا ہوتی ہے۔

ا (آئینہ کمالات ص۵۶۴-۵۶۶، خزائن ج۵ ص۵۶۴، ۵۶۵) میں مرزاقادیانی فرماتے ہیں کہ: ''میں نے رات کو سوتے میں آپ کو ہوبہو خدا دیکھا اور میں نے یقین کیا کہ واقعی میں وہی ہوں۔ پھر میں نے زمین وآسمان بنائے۔''

اسی طرح (ریویو ج دوم ص۲۵۳) میں مرزاقادیانی کو الہام ہوتا ہے: ''انت منی بمنزلة اولادی'' (تذکرہ ص۳۹۹) یعنی اے مرزا! تو میری اولاد کے مانند ہے۔ اسی طرح: ''انت منی وانا منک'' (تذکرہ ص۵۵۶) یعنی میں تجھ سے ہوں اے مرزا اور تو مجھ سے ہے۔ پھر (اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳) میں الہام ہے کہ: ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی'' یعنی اے مرزا تو مجھے میری توحید اور تفرید کے بجائے ہے۔ اسی طرح مرزاقادیانی کا خدا ہونے کا دعویٰ ''یحمدک اللّٰہ من عرشہ ویمشی الیک'' (تذکرہ ص۵۲۴) خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلتا ہے۔ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) خدا سے برتر وافضل ہونے کا دعویٰ ''یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی'' اے مرزا تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہ ہوگا۔ (اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳) ''کان اللّٰہ نزل من السماء'' مرزاقادیانی کی یہ پیشین گوئی اپنے ایک لڑکے کے واسطے تھی۔ یعنی بیٹا کیا پیدا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوگا۔ اس لحاظ سے مرزاقادیانی خدا کے باپ ہوئے۔ یہ تمام باتیں شریعت کے خلاف ہیں۔ اس پر یہ دعویٰ کہ میں قرآنی شریعت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ مگر جب قرآن خدا کو واحد بتاتا ہے اور مرزاقادیانی تین بلکہ اس کے باپ بیٹے جورو وغیرہ سب بتاتے ہیں تو یہ تنسیخ شریعت اور کفر ہے۔ (پرشوتم)

(ب) جیسا خدا جوہر، عرض وطول، رنگ وبو وغیرہ سب سے بری ہے تو اس میں روح کا ہونا کیسا اور روح کا اطلاق مخلوق پر ہوتا ہے اور چونکہ خدا مخلوق نہیں۔ اس کی روح بھی کہنا غلط ہے۔ (د) خدا کی روح کے انسان میں سکونت کرنے کے الفاظ پر غور کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت خدا کی روح بھی کوئی شئے ہے۔ جب تو وہ انسان میں سکونت کرتی ہے (ہ) ہمیشہ کسی شئے کے لئے جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا خدا مجسم ہے۔

۲۰...... چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے خدا کو مجسم دیکھا ملاحظہ ہو (تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ص۱۹۷) جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے احکام قضاوقدر اپنے دست مبارک سے لکھے اور خدا کے اس پر سرخ روشنائی سے دستخط بھی لئے اور اللہ پاک کے قلم سے سرخ روشنائی کا ٹپک کر مرزا قادیانی کے کپڑوں پر گرنا وغیرہ دلیل ہیں خدا کے مجسم ہونے کی۔ چونکہ مرزا قادیانی نے خدا کو بچشم دیکھا تھا۔ لہٰذا اس کا ایک فوٹو بھی اپنے معتقدین کے لئے پیش کیا ہے۔

۲۱...... مرزا قادیانی نے جو ثبوت اپنی نبوت کا پیش کیا ہے۔ اس کے دیکھنے سے ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی کا ماٗخذ علم ذات باری تعالیٰ تھا بلکہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ ان کی تحقیقات اور ان کا علم نہایت محدود دائرہ میں تھا۔ وہ جب کوئی مثال پیش کرتے ہیں تو وہ بدنما کہ وہ اپنی اصلی حالت سے بھی زیادہ بدصورت ہو جاتی ہے۔ مگر حیرت وتعجب ہے ان انسانوں پر جو ایسی مضحکہ خیز باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ایسے محدود القابلیت کو اپنا نبی اور خود کو اس کی امت میں ہونا باعث فخر یقین کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے خدا کا فوٹو بھی (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰) پر بالفاظ ذیل کھینچا ہے: ’’قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض وطول رکھتا ہے اور تیندوئے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔‘‘

مرزا قادیانی کے خدا کا لاانتہاء عرض وطول ہے اور اس کے لاتعداد دست وپا ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جس خدا کا حلیہ بیان فرمارہے ہیں وہ ضرور مجسم ہے۔ کیونکہ (الف) ہر مجسم چیز ہی عرض وطول رکھتی ہے، (ب) مجسم چیز ہی کے ہاتھ پیر

ہوسکتے ہیں۔ مسلمان جو سری کرشن جی کے براٹ روپ پر ہنستے اور ہندوؤں کی باطل پرستی پر افسوس کرتے ہیں۔ چودھویں صدی کے نبی کی حالت پر ماتم کریں اور دیکھیں کہ خدائے قدوس کا یہ وہ فوٹو ہے جو چشم دید ہے۔ جس کے غلط ہونے کا کوئی احتمال بھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا یہ جواب دیا جائے کہ یہ سب استعارے ہیں اور واقعیت واصلیت کچھ بھی نہیں رکھتے تو پھر ہندوؤں کی بت پرستی بھی ایک استعارہ ہے۔ وہ ہرگز پتھر کے ریزوں کو اپنا معبود وایشور نہیں سمجھتے۔ محض ایک استعارے کے طور پر انہوں نے یہ بالکل اسی طرح جیسے مرزا قادیانی نے اپنے قلب پر ایک فوٹو خدا کا کھینچا تھا۔ اپنے مندروں کو مرقع بنالیا ہے نیز یہ سب اگر استعارے بھی ہیں تو تمام کتب بجز شاعرانہ استعارات کے مجموعہ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر یہ تمام استعارے مذہب اسلام کی رو سے کفر میں داخل ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ہر فرقہ مرزا قادیانی کی ان باتوں کو داخل کفر سمجھتا ہے۔

۲۱...... نیز علم کشش کے متعلق بھی وہ نادرالخیال سے کام لیا ہے کہ اگر سرایزک نیوٹن حیات ہوتا تو مرزا قادیانی کی امت میں ضرور شامل ہوجاتا۔ افسوس دعویٰ نبوت ومجددیت کرتے ہوئے ایک ایسے مسئلے سے بھی خبر نہیں جو داخل بدیہات ہے۔

اب اگر ان تمام باتوں کو شاعرانہ استعارات یعنی بالکل لغو ہی سمجھا جائے تو پھر خدا کے اعضا کی مزید توضیح وتشریح کیسی چنانچہ (توضیح المرام ص۷۸، خزائن ج۳ ص۹۰) میں آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں: ''وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں حرکت پیدا ہوجانا، ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو ان ہی اعضاء کے ذریعہ ظہور میں لائے گا نہ کہ کسی اور طرح۔''

گویا مرزا قادیانی کے نزدیک جس قدر چیزیں کائنات عالم کی حواس خمسہ میں آتی ہیں۔ وہ سب خدا کے ہاتھ پاؤں ہیں اور ان میں طرح طرح کی حرکتوں کا پیدا ہونا مرزا قادیانی کے خدا کی حرکت پر منحصر ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس پر فلسفیانہ اعتراضات یہ وارد ہوسکتے ہیں:

(الف) دنیا کا ایک ذرہ بھی ساکن بالذات نہیں بلکہ متحرک بالذات ہے

(ب) مادّہ میں حرکت ازلی ہے۔ حرکت متصلہ وحرکت منفصلہ جن میں کبھی کوئی انقطاع نہیں (ج) ان ہی دونوں حرکتوں سے حیات ومرگ یعنی پیدا اور فنا ہونے کا سلسلہ جاری ہے (د) اور ہمیشہ مادّہ کا اثر ہوتا ہے۔ (ہ) خدا غیر مادی ہے۔ اس لئے کسی مادی حرکت کا بھی اثر اس پر نہیں ہوتا۔

۲۳...... مذکورہ بالا امثال واعتراضات سے واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا خدا ضرور مادی ہے اور وہ ہرگز مجرد عن المادہ نہیں۔ جب تو اس کے حرکت کرنے سے کائنات عالم کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ پھر (توضیح المرام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۸۹) پر مرزا قادیانی کی مزید توضیح وتشریح ملاحظہ فرمائیے: ’’بعض ایسی چیزیں ہیں کہ گویا اس کے ہاتھ ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ گویا اس کے پیر ہیں اور بعض اس کے سانس کی طرح ہیں۔ غرض یہ مجموعۂ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام کے واقع ہے۔‘‘

یعنی اس تمام مجموعہ عالم کا نام خدا ہے۔ گویا ہندو فلاسفی میں برمہانڈ کا مسئلہ بالکل صحیح ہے اور جس کی صحت کی بنا پر مرزا قادیانی کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مادّہ اور روح ازلی ہیں۔ لہٰذا برمہانڈ کو ایشور سروپ ماننا قرآن کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ دوعلتوں سے خالی نہیں۔ (الف) اگر برمہانڈ یعنی کائنات خدا یا بقول مرزا قادیانی اندام خدا کو خدا کہا جائے تو مرزا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں۔ یعنی قرآن میں بتایا گیا ہے کہ: ’’**قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد**‘‘ یعنی خدا بے مثال وبے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ ہر چیز اسی برمہانڈ سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر بروئے قرآن برمہانڈ خدا نہیں اور چونکہ خدا بے مثال ہونے کی وجہ سے فرد ہے۔ لہٰذا اس کی مثال برمہانڈ یعنی کائنات عالم سے بھی نہیں دے سکتے۔ لہٰذا بموجب قرآن مرزا قادیانی کی پیش کردہ مثال ناقص ہے اور قرآن کی روشنی میں یا ایسا کلام داخل کرنا کفر ہے اور اس کا کہنے والا چونکہ ’’**لیس کمثلہ شیٔ**‘‘ کی تکفیر کرتا ہے۔ لہٰذا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (ب) یا ان باتوں کا انکار کیا جائے تو پھر مرزا قادیانی کے الہام سے قطعی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ توضیح المرام الہامی کتاب ہے۔

۲۴...... پھر آگے چل کر (ص۴۷، خزائن ج۳ ص۸۹) پر کائنات عالم اور خدا کے تعلق کو ان

الفاظ میں ثابت فرماتے ہیں: ’’اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائے عزوجل کے ساتھ اس کی تمام مخلوقات اور جمیع عالموں کا جو علاقہ ہے۔ وہ اس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضاء روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرف روح جھکتی ہے اسی طرف وہ جھک جاتے ہیں۔ یہی نسبت خداتعالیٰ اور اس کی مخلوقات میں پائی جاتی ہے۔‘‘

سنئے: مرزاقادیانی روح جسم کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ مگر آپ کا یہی عقیدہ تھا کہ جسم کی وجہ سے روح عالم وجود میں آتی ہے۔ یعنی روح کا نتیجہ جسم نہیں ہے بلکہ جسم کا نتیجہ روح ہے۔

(الف) اگر روح کا نتیجہ جسم کو قرار دیا جائے تو تناسخ لازم آتا ہے۔ یعنی ہندو فلاسفی کے مطابق روح بغیر جسم کے نہیں رہتی۔

(ب) اگر یہ کہا جائے کہ جسم کا نتیجہ روح ہے تو مرزاقادیانی کے عقائد کے مطابق خدا کی روح بھی کائنات عالم سے پیدا ہوئی ہے اور خدا بجائے خالق کے مخلوق ثابت ہوگا۔ مرزاقادیانی کا عقیدہ روح کے متعلق حسب ذیل ہے: ’’روح نطفہ کا روشن اور نورانی جوہر ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نطفہ کی ایک ایسی جزو ہے جیسا کہ جسم جسم کی جزو ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہر سے آتا ہے یا زمین پر گر کر نطفہ میں ایسا مخفی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے۔‘‘

ہم نے اپنے رسالہ حیات وممات مسیح میں اس پر کافی تبصرہ کیا ہے۔ مگر یہاں موقع ومحل کے اعتبار سے اس قدر اور اضافہ کرتے ہیں کہ نطفہ جسم انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا مرزاقادیانی کے قول کے مطابق روح کا وجود پیدائش نطفہ پر منحصر ہے اور نطفہ بھی جسم رکھتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جسم کا نتیجہ روح ہے اور اسی طرح تمام کائنات عالم کی روح یعنی خدا کا وجود بھی اسی سے نکلا ہوا ٹھیک نطفہ اور روح کی مثال کے مطابق ثابت ہوگا۔ ہیہات افسوس! یہ خیالات ہیں بیسویں صدی کے مجدد اور نبی کے جس کو یہ بھی نہیں خبر کہ وہ جس تحریر کو الہام سے موسوم کر رہا ہے۔ وہ تعلیم قرآنی کا استیصال کرتی ہے۔

۲۵...... خدا کے مجسم ہونے کی نسبت پھر مرزاقادیانی زیادہ زوردار الفاظ میں فرماتے ہیں

کہ جس کی نسبت ہرگز کسی استعارے کا گمان نہیں ہوسکتا: ’’یہ عالم خود بخود واقع نہیں ہے(کیوں؟) بلکہ ہروقت اس روح اعظم سے یہ قوت پاتا ہے۔ جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کے طفیل سے ہی ہوتی ہیں۔‘‘

مگر سوال نمبر۲۴ میں جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان سے مرزا قادیانی کی کاسہ لیسی وزنی نہیں ہے بلکہ وہ بدستور قائم رہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ارشاد بالکل بدیہات کے خلاف ہے۔ قیام جسم اور اس کی صحت سے روح کا بھی قیام جسم میں ہے۔ ایک شخص کی شریان اگر کاٹ دی جائے یا جسم کا خون نکال دیا جائے تو ہلاکت واقع ہوجاتی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ قیام روح جسمانی کیفیت پر منحصر ہے۔ پس بقول مرزا قادیانی ثابت ہوا کہ خدا کا وجود محض بقائے عالم کی وجہ سے ہے۔

۲۶...... مرزا قادیانی (توضیح المرام ص۵۷، خزائن ج۳ ص۸۰) میں تحریر کرتے ہیں: ’’بہت سے ایسے فرقہ ہیں کہ وہ اس بات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنی روح انسان بھی کوئی مستقل اور قائم بالذات چیز ہے جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکتی ہے۔‘‘

(الف) اوّل تو مرزا قادیانی نے نفس اور روح کو ایک ہی چیز تحریر فرمایا ہے جو بالکل غلط ہے۔ حالانکہ نفس کے یہ اقسام ہیں: (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوّامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ اس کے علاوہ ایک چوتھی قسم بھی ہے۔ مگر ہم اس موقع پر اس سے کوئی بحث نہ کریں گے۔ یہاں ہم کو صرف یہ دکھانا ہے کہ مرزا قادیانی کی نظر سے غیاث اللغات گزر گیا تھا۔ اس میں دیکھ لیا تھا کہ نفس اور روح میں کوئی فرق وامتیاز نہیں ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی نے بھی ایسا ہی لکھ دیا۔ ہمارے نزدیک نفس کا بہترین ترجمہ ضمیر اور خاطر ہوسکتا تھا اور جس کا تعلق علم فرنیالوجی کے مطابق دماغ سے ہے۔ گناہ کرنے کی خواہش اور اس کے ارتکاب پر ملامت کرنا ضمیر کا کام ہے اور جب انسان اپنے دماغ کو خیالات فاسد سے پاک کرلیتا ہے تو اس کو اطمینان خاطر ہوجاتا ہے اور اس اطمینان کی بھی ہزاروں قسمیں ہیں۔ مگر سب پر فضیلت اس اطمینان خاطر کو ہے جو اتصال وتقرب میں ہوتا ہے۔ مگر یہ جو کچھ بھی ہم نے تحریر کیا ہے برسبیل تذکرہ تھا۔ ورنہ ہم کو اس موقع پر صرف یہ دکھانا ہے کہ روح اور نفس جداگانہ چیزیں ہیں۔ نفس اس جسم عنصری کے ساتھ رہتا ہے جس کی نفی کے بعد نفس کا بھی وجود نہیں رہتا۔ ہاں! اس کی ہر

حرکت سے روح متأثر ہوتی ہے۔ نفس کے قیام کا عقیدہ رکھنے والے مرزا قادیانی ہی جیسے دل ودماغ کے انسان ہو سکتے ہیں اور مرزا قادیانی کے نزدیک نفس یعنی روح ایک ہی چیز ہے۔ اس لئے جب نفس فانی ہے تو اس کا قیام کیسا؟

۲۷...... مرزا قادیانی نے نفس یعنی روح ایک مستقل وجود بدلائل عقلی الفاظ ذیل میں (توضیح المرام ص۵۹، خزائن ج۳ ص۸۱) پر ثابت کیا ہے: ’’ایک اندھا بھی دھوپ کا احساس کر کے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے۔ نفس انسان میں سب کے سب یکجائی طور پر موجود ہیں تو نفس کے مستقل اور قائم بالذات وجود میں تمہیں کیا کلام باقی ہے۔‘‘

ہاں! مرزا قادیانی ملاحظہ فرمایئے کہ مستقل قیام نفس میں کیوں قیل وقال ہے:

(الف) سورج کی دھوپ کی مثال خود ناقص ہے اس کا مستقل قیام نہیں ہے بلکہ ایک کرۂ آتشی راکھ کا ڈھیر ہو جائے گا۔

(ب) اگر نفس یعنی روح کی بھی یہی مثال ہے تو جسم عنصری کی فنا کے بعد اس کی بھی ثابت ہوتی ہے۔

۲۸...... (توضیح المرام ص۶۵، خزائن ج۳ ص۸۴) پر مرزا قادیانی رقم طراز ہیں: ’’انسان کا نفس بھی درحقیقت اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ ناقۃ اللہ (یعنی خدا کی اونٹنی) کا کام دیوے۔ اس کے فنافی اللہ ہونے کی حالت میں خداتعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر سوار ہو۔ جیسے کوئی اونٹ پر سوار ہوتا ہے۔‘‘

مرزا قادیانی کا خدا چونکہ مجسم ہے۔ جیسا تحریر بالا سے ثابت ہے، اس لئے مرزا قادیانی نے اسی طرح جیسے انسان سوار ہوتا ہے۔ خدا کو بھی اونٹ پر سواری لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ افسوس:

او نیز خود گم است کرا رہبری کند

۲۹...... اس موقع پر یہ لکھنا غالباً خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزا قادیانی کو مجسم خدا ثابت کرنے کا فکر کیونکر پیدا ہوا اور ان کے اس الہام کا سرچشمہ کیا تھا؟

مرزا قادیانی نے یہ ضرورت محسوس کی کہ عیسائیوں کے لئے میں مسیح اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہوں۔ ہندوؤں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنا چاہئے۔ اس لئے پہلے خدا کو مجسم

ثابت کرنے کی بنیاد ڈالی گئی اور سریمد بھاگوت گیتا جس کے مصنف سری کرشن جی مہراج ہیں۔ منگا کر مطالعہ کیا، اس میں یہ پڑھا:

’’میں نے سری کرشن جی سے التجاء کی کہ اے بھگوان! (خداوند) آپ نے ازراہ مہربانی پوشیدہ رازوں کا مجھ پر انکشاف فرمایا جس سے میری لاعلمی دور ہوئی۔ میں نے خلقت کی پیدائش کی کماحقہٗ کیفیت سنی۔ مگر مجھے آپ کا بھگوانی سروپ (خدائی شکل) دیکھنے کی خواہش ہے۔ اگر آپ مجھے اس لائق سمجھتے ہوں تو مجھے مہربانی فرما کر اس کے بھی درشن کرادیجئے۔

سری کرشن جی نے ارشاد فرمایا کہ اے ارجن میری لاتعداد اشکال بیان سے باہر ہیں۔ سینکڑوں اور ہزاروں روپ ہیں جو تو دیکھنا چاہتا ہے آج میرے جسم میں دیکھ لے۔ سری کرشن جی نے جو اشکال ارجن کو دکھائیں وہ یہ ہیں۔ یعنی لاتعداد منہ، آنکھیں، ہاتھ، پاؤں وغیرہ اور تمام دنیا کی مادی چیزوں کا مجموعہ بھی اپنے جسم میں دکھایا۔‘‘

(دیکھو سریمد بھاگوت گیتا گیارہویں ادھیا اوّل لغایت ہفتم اشلوک)

اب اس کا مقابلہ مرزا قادیانی کے خدا سے کرو تو معلوم ہوجائے گا کہ یہی سری کرشن جی مہاراج ہیں۔ جب مرزا قادیانی نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر لازمی ٹھہرا کہ وہ سری کرشن جی مہاراج کا بھی دعویٰ کردیں۔ ہماری تحقیقات میں اس وقت تک نہیں آیا کہ مرزا قادیانی کے اس دعویٰ سے ان کو کسی ہندو نے کرشن اوتار تسلیم کیا ہو اور یہ ان کی ناکامیابی اور بطالت کے لئے کافی ہے۔

۳۰...... اب ہم مرزا قادیانی کی جماعت کو یہ دکھاتے ہیں کہ ہندو موحد جن کی تذلیل وتوہین میں مرزا قادیانی کی زبان وقف تھی۔ خدا کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں اور پھر اس کا مقابلہ مرزا قادیانی کے لاتعداد منہ، ہاتھ اور پیر والے خدا سے کرو اور دیکھو کہ مرزا قادیانی کو یوگ ابھیاس یعنی معرفت کی ہوا بھی نہ لگی تھی۔ انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ انسان کیونکر تقرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے۔ اگر وہ یوگ ابھیاس کے عامل ہوتے تو ہرگز ایسی فاش غلطیاں نہ کرتے۔ ایک ہندو عارف کے خیالات ملاحظہ ہوں: ’’بغیر پیروں کے چلتا اور بغیر ہاتھوں کے طرح طرح کے کام کرتا۔ منہ نہیں مگر سب سے لذت آشنا گیان کے جمیع علوم وفنون کا متکلم ہے۔‘‘

مرزا قادیانی اور فرشتوں کا وجود

۳۱...... مرزا قادیانی نے فرشتوں کے وجود پر بھی طبع آزمائی فرمائی ہے۔ لہٰذا اپنی الہامی قوت سے دریافت فرما کر (توضیح المرام ص۴۰، خزائن ج۳ ص۷۱) پر تحریر کرتے ہیں: ’’یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں۔ جن کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں۔ ان کے نفوس نورانیہ میں بھی انواع واقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اثر ڈالتے ہیں اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں۔‘‘

مسلمان اہل لغات نے روح کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ یعنی روح حیوانی وروح انسانی جس میں کافی بحث ہم نے اپنی کتاب براہین دین حقیقی میں کی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے ایک تیسری روح اور بھی نفوس کواکب کے نام سے بتائی ہے۔ لہٰذا اس پر بھی کچھ لکھنا مناسب ہے۔

(۱) روح صرف انسان کا حصہ ہے جو اسی کے لئے مخصوص ہے۔ ورنہ علاوہ انسان کے آپ جس جس کو ذی روح قرار دیں گے۔ سب کے صفات روحانی مشترک ہونا چاہئیں۔ اصل میں کائنات کا ہر ذرہ آثار حیات رکھتا ہے اور اشیائے مادی کا متشکل ہونا اور سلسلۂ حیات وممات اسی کا نتیجہ ہے۔ (۲) سیارے اور کواکب یعنی کل اجرام سماویہ چونکہ مادہ کا جز ہیں۔ اس لئے وہ بھی آثار حیات سے خالی نہیں۔ اب اس حیات کے مختلف مدارج ہیں۔ کہیں یہ بشکل نمو ظاہر ہوتی ہے۔ کہیں نمو کے ساتھ نباتات میں سے بعض میں احساس وطلب غذا کی خواہش بھی پیدا کر دیتی ہے اور کہیں قوت ارادی اور عقل ودانش، علم وفضل کے اکتساب کرنے والے افراد پیدا کرتی ہے۔ مگر یہ حیات جب اتصال ذرات سے کوئی جسم اختیار کرتی ہے تو اس کے وہ خواص جو اس جسم کے لئے مخصوص ہیں۔ اسی وقت تک قائم رہتے ہیں۔ جب تک وہ جسم پھر انفصال ذرات سے فنا نہیں ہو جاتا۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح سے اجسام واجرام مادی ہیں۔ حیات (جن کو مرزا قادیانی اپنی کم علمی سے روح کے نام سے موسوم فرماتے ہیں) مجرد عن المادہ نہیں ہے اور اس لئے مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ سیاروں

اور کواکب کی یہ حیات کامل بندوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ بالکل لغو عقیدہ ہے۔ آفتاب کی روشنی سب پر اثر کرتی ہے۔ اسی طرح سیاروں اور چاند کی روشنی سب مادی اشیاء تک پہنچتی ہے۔ جس طرح دھوپ کوئی شکل جدید نہیں اختیار کرسکتی۔ اسی طرح کواکب کی روشنی بھی۔

۳۲...... مرزا قادیانی پھر آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں: ''جبرئیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے...... یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے۔ بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہوجاتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۷۰، خزائن ج۳ ص۸۷)

مرزا قادیانی کے نزدیک یہی غایت اتصال وتقرب الٰہی ہے۔ انسان اور خدا کے درمیان گویا مراسلت کا ذریعہ کواکب کی ارواح ہیں اور سب سے زیادہ حیرت میں ڈالنے والی یہ بات ہے کہ (الف) جس دل کو معارف الٰہیہ کا مسکن ہونا چاہئے تھا۔ مرزا قادیانی نے اس کو تصویر خانہ بنادیا ہے۔ جب انسان کا دل بت خانہ بن جائے تو وہ کیسا موحد؟

(ب) ہندو محض اس لئے بت پرست ہیں کہ وہ اپنے خیال کو جمانے کے لئے ایک تصویر نظر کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آنکھ بند کر کے وہ جس خیال میں مصروف ہیں آنکھ کھلنے پر بھی وہ اسی کے درشن کریں۔ کوئی ہندو ہرگز یہ نہیں کہتا کہ وہ اس طریق سے اپنے قلب پر کسی بت کی تصویر کھینچتا ہے جو مسلمانی کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک اگر دل صنم خانہ یعنی فرشتوں کی تصویروں کا مرقع بن جائے تو انسان خدا کے خاص بندوں میں شامل ہوجاتا ہے۔ یعنی وہ نبی ورسول کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے جو انسان اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو اور پھر وہ ہندوؤں کے طریق عبادت کی توہین کرے۔ یہ خیالات مرزا قادیانی کے بیسویں صدی میں ہیں اور گویا انہوں نے اپنے خیال سے فرشتوں کا وجود بدلائل عقلی ثابت کیا ہے:

بریں عقل ودانش بباید گریست

۳۳...... مرزا قادیانی مسلمان ہونے کے مدعی تھے اور ان کے فرائض میں تھا کہ وہ ان تمام انبیاء پر جو دین موسوی وعیسوی میں آئے ایمان بالقلب رکھیں۔ پس کیا کوئی مرزا قادیانی کا امتی یہ ثابت کرسکتا ہے کہ کسی موسائی یا عیسائی یا محمدی نبی ورسول نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو مرزا قادیانی نے انبیاء کی سنت ترک کر کے قرآن کے خلاف کیوں دعویٰ الوہیت کیا۔

اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا نہایت ضروری ہے کہ ایران میں ایک شخص بہاء اللہ نامی گزرا ہے۔ جس کا شروع میں دعویٰ نبوت کا تھا۔ مگر آخر میں اس نے بھی مرزا قادیانی کی طرح دعویٰ الوہیت کیا تھا۔ فرضی انبیاء کی صف میں صرف یہی دو اشخاص آخیر زمانہ میں ایسے گزرے ہیں جن کے دعویٰ میں مماثلت تھی اور جو کچھ عرصہ تک ایک دوسرے کے ہمعصر بھی رہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کو زیادہ مناسب مثیل بہاء اللہ کہنا ہے۔ کیونکہ مثیل مسیح کی کوئی بات بھی تو مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ مسیح ابن مریم حسب روایات عیسائی واسلامی ایک زن ناکتخدا سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی کی والدہ کا عقد ہوا اور موجودہ قانون فطرت کے مطابق پیدا ہوئے۔ مسیح ابن مریم کا عقد نہیں ہوا۔ مگر مرزا قادیانی محمدی بیگم سے عقد کرنے کے لئے اس درجہ وارفتہ ہوئے ہیں کہ: ''بجائے محمدی بیگم کو راضی کرنے کے جس سے مطلب برآری ہوسکتی تھی جس لڑکے سے اس کا عقد ہوا تھا، اس کو موت کی دھمکی دی جو آج تک پوری نہ ہوئی۔ نیز مرزا قادیانی نے اپنی پہلی بیوی کو اگر مرزا قادیانی کے نکاح میں کوشش نہ کرے، طلاق کی دھمکی دی اور ساتھ ہی اپنے بیٹے کی زوجہ پر تشدد کیا کہ اس نکاح میں کوشش کرے اور اگر بہو اپنے خسر (مرزا قادیانی) کے نکاح میں کامیاب نہ ہو تو اس کو اپنے بیٹے سے طلاق کی دھمکی دی اور اگر بیٹا زوجہ کو طلاق نہ دے تو بیٹے کو عاق اور محروم الارث کرنے کی دھمکی دی۔''

مگر مسیح علیہ السلام کی لائف میں کوئی واقعہ ایسا پیش نہیں آیا۔ اس کے علاوہ مسیح علیہ السلام کے اعجاز مسیحی کے مسلمان وعیسائی دونوں معترف ہیں۔ مگر مرزا سے مثل مسیح کوئی معجزہ سرزد نہیں ہوا۔ بقول عیسائیوں کے مسیح صلیب پر دیا گیا۔ مگر مرزا قادیانی اس سے محروم رہے۔ مرزا قادیانی مسیح سے مشابہت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی کو مثیل مسیح کہنا غلط ہے۔

۳۴...... جب مرزا قادیانی نے یہ دیکھا کہ خدا نے ان سے وعدہ خلافی کی اور محمدی بیگم کے دل میں اس قدر رحم بھی نہ ڈالا کہ وہ مرزا قادیانی کو قبول کر لیتی اور خود اعزا و اقارب نے بھی اس میں کچھ کوشش نہ کی تو پھر مجبور ہو کر (مؤرخہ ۲؍مئی ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۲۱) کو لدھیانہ سے ایک اشتہار جاری کیا اور جس کی رو سے انہوں نے پہلی بیوی کو طلاق دی اور دونوں بیٹوں کو عاق اور محروم الارث کر دیا۔

(الف) کیا کسی نبی یا رشی کی لائف کا کوئی ایسا واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ وہ عقد ثانی میں ایسا وارفتہ ہوا ہو کہ محض عقد کی خاطر بیوی کو طلاق دے اور لڑکوں کو عاق ومحروم الارث کرے۔

۳۵...... اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے دولت کمانے کا ایک ذریعہ اپنی نبوت کو قرار دیا تھا۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً طرح طرح سے مرزا قادیانی اپنے مریدوں سے ٹیکس وصول کیا کرتے اور نہایت بے دردی سے اس روپیہ کا اسراف کرتے تھے۔ اس پر مریدوں نے ایک شکایتی درخواست بھی اپنے پیر جی کی خدمت میں روانہ کی تھی جس پر یہ جواب ملا کہ میں کوئی بنیا نہیں ہوں جو حساب کتاب رکھوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا حساب صاف نہ تھا۔ ورنہ وہ اپنے مریدوں سے اس قدر چراغ پا نہ ہوتے:

آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

۳۶...... رسالہ تائید الاسلام بابت مارچ ۱۹۲۴ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے: ''مرزا قادیانی ایک تھرڈ کلاس شاعر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے ہر ایک دعویٰ کو شاعرانہ لفاظی استعارہ مجاز وتشبیہ وغیرہ سے مبالغہ کا رنگ دے کر ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ انہوں نے کشتی نوح میں اپنا ابن مریم ہونا لکھا ہے اور کہ مرزا قادیانی کو استعارہ کے طور پر حمل ہوا اور دردزہ ہوا اور نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ جو عیسیٰ تھا اور میں مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

مرزا قادیانی کو یہ بھی الہام ہوا تھا: ''یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة'' اے مریم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو۔ (حقیقت الوحی ص۷۶، خزائن ج۲۲ ص۷۹) جس کے مطابق مرزا صاحب مریم بھی تھے۔''

اس پر ہمارے اعتراضات ملاحظہ فرمائیے:

(الف) مرد میں صفات ذکور واناث یکجا نہیں ہوتے (ب) مرد کو حمل نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ قانون فطرت کے خلاف ہے (ج) مرزا قادیانی خود مسیح تھے تو خود ہی مریم کیونکر ہو سکتے ہیں (د) کیا کسی مرد کا عورت یا کسی عورت کا مرد ہو جانا خلاف فطرت نہیں (ہ) ایک شخص کا کبھی مسیح اپنے آپ کو کہنا اور کبھی مریم، کیا جھوٹ کی حد تک نہیں پہنچتا ہے (و) کیا

انگریزی عدالتوں ایسے دو متضاد بیانات سے مظہر پر قانونی کارروائی نہیں کی جاتی ہے
(ز) کیا اخلاقاً ایسا شخص صادق کہا جاسکتا ہے؟

مرزا قادیانی کے الہام کی حقیقت

۳۷...... مسلمانوں کے عقائد سے الہام ووحی صرف انبیاء اور پیغمبروں کا حصہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے انسانوں کی ہستی تمام انسانوں سے مقدس وافضل ہوتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے دست مبارک نے اس پر بھی ایسا سخت حملہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے قلوب دونیم ہوگئے ہیں۔ اب ملاحظہ فرمایئے: ’’جبرئیلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی عورت فاسقہ جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری ہی میں گزری ہے۔ کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسرو آشنا بر کا مصداق ہوتی ہے۔ (یعنی جب کہ شراب کے نشہ میں مست یار کی بغل میں ہوتی ہے) تو بھی کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۸۴،۸۵، خزائن ج۳ ص۹۵)

جس الہام کی یہ ابتدا ہو، اس کی انتہاء یہی قیاس کرنا چاہئے۔ مرزا قادیانی کے الہامات جو چوٹی کے ہیں وہ سب غلط ثابت ہوئے مثلاً: ’’(۱) محمدی بیگم کا عقد (۲) اس کے شوہر کا قضا کرنا اور بیوہ ہوکر مرزا قادیانی کے عقد میں جانا وغیرہ (۳) عبداللہ آتھم کی موت کی پیشین گوئی (۴) مرزا قادیانی کا یہ اعلان کہ اگر میں جھوٹا ہوں گا تو ابوالوفاء مولوی ثناء اللہ میری حیات میں فوت ہوجائے گا (۵) ورنہ وہ ہیضہ وطاعون وغیرہ میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوں گے۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء میں ایسا ہی ہوا (۶) اسی طرح مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت کی پیشین گوئی کی، وہ بھی جھوٹ ہوئی۔‘‘

الغرض اگر کوئی پیشین گوئی یا خواب جیسا خود مرزا قادیانی کو بھی سطور بالا میں تسلیم ہے، سچا نہ ہو تو محل تعجب نہیں۔ بلکہ جبریلی نور کی تشریح نے مرزا قادیانی کی نبوت کا پایۂ اغراض پست کردیا کہ بغیر دیگر دلائل کے مرزا قادیانی کی نبوت محض پیشین گوئی اور خوابوں کی بناء پر ثابت نہیں ہوسکتی۔

چونکہ مرزا قادیانی کی جماعت میں الہام کی ابتداء اس عبارت سے ہوئی جس کو ہم نے بحوالہ توضیح المرام تحریر کیا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ایک فاسقہ اور فاجرہ عورت بھی نبوت ومجددیت کے مرتبہ پر (اگرچہ وہ ابتدائی حالت میں کیوں نہ ہو) ہوتی ہے۔ اس کی خوابیں بھی سچی ہوجایا کرتی ہیں تو پھر مرزا قادیانی کے خوابوں یعنی الہامات کی کچھ وقعت وعظمت باقی نہیں رہتی اور یہی سبب تھا کہ جماعت قادیانی اٹاوہ کی طرف سے بار بار یہ سوال کیا جاتا ہے کہ شیطانی الہام تو تم کو نہیں ہوتا۔

چونکہ مرزا قادیانی کے عقیدہ میں کنجریاں اور بدکار عورتیں تک الہام سے محروم نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ سوال مرزا قادیانی ہی سے کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ الہام الٰہی، وساوس شیطانی سے بالکل پاک وصاف ہوتا ہے اور جو قادیانی ہمارے اس عقیدے سے متفق نہیں ہیں۔ وہ گویا ارادۂ الٰہی پر شیطان کے ارادہ کو غالب سمجھتے ہیں۔ جب شیطان خدا کے خاص بندوں تک الہام پہنچا سکتا ہے تو پھر خود آپ ہی کے اس عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی کے تمام الہامات کو اسی کے ذیل میں کیوں نہ سمجھا جائے۔

۳۸...... مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں اور الہام ایسے الفاظ میں قصداً تحریر کئے جاتے تھے کہ ان کی تاویل نہایت آسانی کے ساتھ جس طرف مناسب سمجھا جائے کردی جائے۔ ایسے ہی ہم نے مرزا قادیانی کی دیگر باتوں کی بھی جانچ کی کہ آیا واقعی ان کا علم ان کے عادات واخلاق ان کے صفات مامورین کے مطابق تھے یا نہیں؟ چنانچہ ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کس طبیعت واخلاق وعادات واطوار اور علم وفضل کے انسان تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے کارپرداز جو تھے یہ سب کچھ ان ہی کے دم کا دوردورہ تھا۔ ورنہ مرزا قادیانی کی قابلیت محققین سے پوشیدہ نہیں ہے۔

۳۹...... اب مرزا قادیانی کا فلسفہ ملاحظہ کرنے کے بعد ان کے علوم ہیئت کی واقفیت کتاب (توضیح المرام ص۵۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۷۷، ۷۸) پر ملاحظہ فرمائیے: ''سورج بحکمت الٰہی سات سوتیس تعینات میں اپنے تئیں متشکل کر کے دنیا پر مختلف مختلف قسموں کی تاثیرات ڈالتا ہے اور ہر ایک شکل کی وجہ سے ایک خاص نام اس کو حاصل ہے اور یکشنبہ دوشنبہ وغیرہ درحقیقت باعتبار خاص خاص تعینات ولوازم وتاثیرات کے سورج ہی کے نام ہیں۔ جب یہ

لوازم خاصہ بولنے کے وقت ذہن میں ملحوظ رکھے جائیں اور صرف مجرد اور اطلاقی حالت میں نام لیا جائے تو اس وقت سورج کہیں گے لیکن جب اسی سورج کے خاص خاص لوازم اور تاثیرات اور مقامات ذہن میں ملحوظ رکھ کر بولیں گے تو اس کو کبھی دن کہیں گے اور کبھی رات کبھی اس کا نام اتوار کہیں گے اور کبھی پیر اور کبھی بھادوں اور کاتک وغیرہ غرض یہ سب سورج ہی کے نام ہیں۔''

سورج کی یہ تعریف وتشریح جو مرزا قادیانی نے فرمائی ہے، کسی علم ہیئت کی مسند کتاب میں تحریر نہیں ہے۔ اس لئے ضرور یہ عبارت الہام سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا ہم کو یہ جانچنا پڑا الہام مذکور تحقیقات قدیمہ وجدیدہ کے مطابق ہے یا نہیں۔

(الف) تحقیقات قدیمہ کے اعتبار سے سورج سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور سنسکرت زبان میں ۵۴ شبد یعنی الفاظ سورج کے واسطے استعمال ہوئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) سور (۲) سوریہ (۳) آریمن (۴) آدت (۵) دوادشات من (۶) دواکر (۷) بھاسکر (۸) آہسکر (۹) بردھن (۱۰) پربھاکر (۱۱) وبھاکر (۱۲) بھاسوت (۱۳) دوست (۱۴) سپتاش (۱۵) ہروش (۱۶) اوشن رشمی (۱۷) ویکرتن (۱۸) ارک (۱۹) مارتنڈ (۲۰) مہر (۲۱) ارن (۲۲) پوشن (۲۳) دیومنی (۲۴) ترنی (۲۵) متر (۲۶) چتربھانو (۲۷) دروچن (۲۸) دیہابسد (۲۹) گرپتی (۳۰) توشامپتی (۳۱) آہرپتی (۳۲) بھانو (۳۳) ہنس (۳۴) شہسرانسو (۳۵) پتن (۳۶) سوتری (۳۷) روی (۳۸) پدماکش (۳۹) تیج ساراہانسی (۴۰) چھایاناتھ (۴۱) تمس رہن (۴۲) کرم شاکن (۴۳) جگنت چکشو (۴۴) لوک بندھو (۴۵) ترے اینتو (۴۶) پردیوتن (۴۷) دن منی (۴۸) کھدیوت (۴۹) لوک باندھو (۵۰) ان (۵۱) بھاگ (۵۲) دہام ندھ (۵۳) انش مالی (۵۴) اب جنی پتی۔

یہ سب نام سورج کے باعتبار لغت سنسکرت کے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا علم چونکہ ناقص تھا اور طبیعت جدت پسند تھی۔ اس لئے اس قدر چوبہ تو امرکوش مشہور سنسکرت کے لغت سے اڑایا کہ سورج کے نام باعتبار اس کی تاثیرات کے ہیں۔ مگر چونکہ دل سے ایک بات پیدا کی اور تراشی تھی۔ اس لئے اس کے مختلف نام سنسکرت سے مستعار نہیں لئے۔ ورنہ مرزا

قادیانی کا سرقہ کھل جاتا۔ اس لئے اس قدر اضافہ اپنی طبیعت سے کردیا کہ شنبہ یکشنبہ وغیرہ اور کنوار، کاتک، اگھن، پوس وغیرہ سب سورج ہی کے نام ہیں۔ اوّل الذکر تو دنوں کے اور مؤخرالذکر ہندی مہینوں کے نام ہیں۔ جس کو ایک طفل مکتب بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اپنے الہام سے ان ناموں کو سورج کے نام ظاہر فرماتے ہیں۔

(ب) گویا مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق سورج کے مختلف مقامات ہیں اور وہ ہر روز اپنی روشنی ایک نئی شکل سے زمین پر بلحاظ اپنے مقام کے ڈالتا ہے۔ یہ بیان مرزا قادیانی کا بالکل صحیح ہوتا اگر زمین پر موسموں کا تبادلہ سورج کی گردش کی وجہ سے ہوتا۔ افسوس ہے اس بیسویں صدی کے نبی پر جس کو اس قدر بھی علم نہیں جتنا ایک ساتویں درجہ کے لڑکے کو ہوتا ہے۔

(ج) مرزا قادیانی کی ایسی لغوبات کو ان کے معتقد ضرور الہام کہہ سکتے ہیں۔ مگر علم ہیئت اور گردش ارضی کے ماہر یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی کا الہام ایسے محدود العلم کی طرف سے جو معمولی امور بدیہات سے بھی واقف نہ تھا۔

(د) موسموں کا تبادلہ زمین کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سورج کی کرنوں میں فرق بھی زمین کی گردش کا نتیجہ ہے اور اسی لحاظ سے ہندی مہینوں کے نام بھی ہیں۔ یعنی موسم کے اعتبار سے ہر مہینہ کا نام مقرر کیا گیا ہے۔ الغرض تحقیقات جدید اور قدیمہ کے لحاظ سے مرزا قادیانی کا الہام بالکل غلط ہے۔

۴۰...... مرزا قادیانی کے عربی الہامات پر نظر کی جائے تو اکثر ان میں کلام مجید کی آیات یا احادیث کی عبارات ہوتی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: ’’ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد. انا زینا السماء الدنیا بمصابیح. وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ. انا اعطیناک الکوثر (قرآن مجید)‘‘ وغیرہ۔

’’کیف انتم اذنزل فیکم ابن مریم (حدیث صحیح بخاری)‘‘

(الف) موجودہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ انسان کے دماغی خیالات ہی خواب میں اس کے سامنے آتے ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی کے درس میں قرآن وحدیث رہا کرتے تھے۔ اس لئے اسی کی آیات شب کو خواب میں دکھائی اور سنائی دیا کرتی تھیں اور چونکہ بحالت خواب دماغ کا فعل صحیح نہیں ہوتا۔ اس لئے اکثر مرزا قادیانی آیات کلام مجید

میں تحریف بھی کر دیا کرتے تھے۔ یعنی اپنے مفید مطلب الفاظ کا اس میں اضافہ کر دیتے تھے۔ (ب) ایسے الہامات پر یہ بھی اعتراض ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کا بھی علم قرآن ہی تک محدود تھا اور وہ خود بھی جدید کلام سے معذور تھا (ج) اور سب پر یہ اعتراض اور بھی ہے کہ اس کو مرزا قادیانی کے سرقہ سے کیوں نہ موسوم کیا جائے۔ الغرض یہ کیفیت اور حقیقت مرزا قادیانی کے الہامات کی ہے۔

قابل توجہ

یہ رسالہ صرف جماعت قادیانی اٹاوہ ہی کے لئے قابل توجہ نہیں ہے بلکہ ہر ضلع وقصبہ کے ان افراد کی چشمان بصیرت کھولنے کے لئے جو عقائد قادیانی کی ضلالت میں مذہب کا حقیقی راستہ کھو بیٹھے ہیں۔ مشعل ہدایت تازیانہ عبرت ہے۔ وہ بغور خود پڑھیں اور سب ملکر اپنی پوری قوت صرف کر دیں۔ مگر خوب ذہن نشین رکھیں کہ ہرگز ہرگز ان کی بطالت وگمراہی، حقانیت وصداقت پر غالب نہیں آسکتی۔

جماعت قادیانی لکھنؤ نے بھی کبھی سائل بن کر اور کبھی ہندو عقائد کی آڑ لے کر عرصہ تک ہم سے خط وکتابت جاری رکھی۔ آخر ہمارے دلائل حقانی سے پشیمانی اٹھانی پڑی اور ہمیشہ کے لئے خاموشی اختیار کر لی۔ اب مکرر ہم اس کے دیدۂ حقیقت کو نورانی کے لئے یہ سرمہ چشم قادیانی پیش کر کے امیدوار جواب ہیں۔

اسی طرح اس موقع پر حضرت ابوالبرکات دہلوی (قادیانی) کا بھی یہ ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ جنہوں نے اس کا تذکرہ اپنی تالیف موسومہ کاذبوں کے انجام میں نہایت دل آزار اور ہتک آمیز فقروں میں کیا۔ وہ نہیں کہ ان کے لب لال شکر خارا کی تلخ کلامی کا جواب پتھر سے دے کر ان کے شیشۂ دل کو شکستہ کروں۔ اگر محض اپنے روحانی پیشوا کا اتباع کرتا ہے تو وہ قابل معافی ودرگزر ہے۔ حضرت مرزا آنجہانی نے خود ایسا ہی کریکٹر پیش کیا ہے۔ وہ خود بھی ان ہی باتوں کے عامل تھے۔

حضرت ابوالبرکات سلمہٗ نے بھی اس عاجز سے خط وکتابت کی تھی اور میں نے جو سب سے آخیر میں نے جواباً موصوف کو لکھا تھا۔ اس کے مضمون سے ان حضرات کے علم وفضل اور عقیدہ کی دگرگونی پر کافی روشنی ہے اور وہ خط یہ ہے:

حضرت ابوالبرکات سلمہٗ۔ دعا۔ خط مرسلہ آپ کا پہنچا، اشتہارات میں حضرت کا القاب گرامی، حضرت، علامۃ الدھر، تحریر ہے۔ ان الفاظ کو دیکھا اور پھر یہ شعر آپ کا تحریر کردہ پڑھا:

حواس نباشد کمند ہوا کھول دے کھڑکی لگن دے ہوا

علامۃ الدھر آپ کو کس معنی میں کہوں باعتبار قابلیت تو یہ حال ہے کہ جہاں یائے وحدت ہونا چاہئے۔ وہاں نیچے کسرہ ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ اس غلطی کو آپ کے محرر کی جانب بھی محمول نہیں کیا جاسکتا۔ خود معترف ہیں کہ وہ عید کی تعطیل میں رخصت پر ہے۔ صداقت کے اعتبار سے یہ کیفیت ہے (اخبار الفضل مؤرخہ ۱۱/اپریل ۱۹۲۴ء ص۱۱ کالم۳) میں ''کذابوں کا انجام اس طرح تحریر فرماتے ہیں: ''ہمارے مخالفین جب قطعی لاجواب ہوجاتے ہیں تو پھر وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ حضرت رسول کریم کی پیشین گوئی ہے کہ میرے بعد تیس کذاب ہوں گے اور ان میں سے ایک مرزا قادیانی ہیں۔ اس کے جواب میں ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ کامیابی کاذب کو نہیں ہوتی تو وہ کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کو کس قدر کامیابی ہوئی؟ اس اعتراض کے جواب کے واسطے گیارہ سال سے مصالحہ تیار کر رہا تھا۔ اب خدا کے فضل سے سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد مخالفین کو دس ہزار روپیہ کا چیلنج دیا ہے۔ جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ احمدیوں کا نامراد ہونے والے آپ کے نام پیش کر کے دھوکہ نہ دے سکیں۔''

آپ جماعت احمدیہ کی جماعت میں کتاب تحریر کر کے دس ہزار کا انعام دیتے ہیں اور پھر خط میں مجھے لکھا ہے کہ:

آپ نے یہ غلط اندازہ کیا کہ میں قادیانی ہوں بلکہ کذابوں کے انجام میں مرزا قادیانی کا نام بھی درج ہے۔ مرزا قادیانی کو مثل دوسرے مدعیان کے کاذب بھی یقین کرتے ہیں۔ اب فرمایئے کہ میں آپ کے بارہ میں کیا باور کروں؟ قابلیت کی یہ کیفیت اور صداقت کا یہ حال؟ جب حضرت کی یہ سیمابی حالت ہے خود فیصلہ فرمائیں کہ آپ سے مجھ کو کیا امید رکھنا چاہئے اور آپ کہاں تک میری تحریرات کی صداقت سے کام لیں گے۔ اس کے بعد خط میں چند اہم وضروری سوالات تھے۔ جن کے جواب سے موصوف آج تک عاجز ہیں۔

راقم: پنڈت پرشوتم دیوست دھاری ازاٹاوہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

بم کا گولہ

قادیانی کذاب کے گیارہ سفید جھوٹ

مولانا محمد داؤد پسروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جسے نصیب ہو روز سیاہ تیرا سا وہ شخص شب نہ کہے روز کو تو کیونکر ہو

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

برادران اسلام! مخفی نہ رہے کہ اس وقت اسلام کس غربت میں ہے۔ ایک جانب تو مخالفین اسلام اس کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ دوسری جانب مسلمانوں کی خواب غفلت باعث زوال بن رہی ہے۔ مزید برآں بعض بے دین، مفسد، ناعاقبت اندیش متنفّس فرقہ اسلامی میں خواہ مخواہ گھس کر بھیس بدل کر مانع ترقی ثابت ہورہے ہیں۔ نام نہاد مسیح مرزاغلام احمد قادیانی نے جس کی موادفطرت کی ہواؤں اور جہالت کے بخارات سے عوام کے اعتقاد متعفّن اور گندے ہورہے ہیں اور جو مانع ترقی ہستی مسلم ثابت ہوا ہے۔ ایک عرصہ سے علماء واحباب تالیفات مرزا سے مجھے مطلع فرماتے رہے۔ مگر قلت فرصت ونزاکت دہر مانع رہی۔ آخر جب نوبت اس حد تک پہنچی کہ ہر محفل اور ہر مجلس میں اظہار عقیدہ مرزائیہ وتکذیب وتذلیل مرسلاں وتجہیل وتکفیر علماء کرام ہونے لگی تو اس اثناء میں میں نے اپنا فرض اوّلین سمجھ کر اس میدان میں قدم بڑھایا۔ مرزا کی چند ایک تالیفات بھی نظر سے گزریں گو بوجہ عدیم الفرصتی کے میں اس قابل نہ تھا کہ اس کی کتب کا مطالعہ کر کے عوام کو اس کے دام تزویر سے بچا سکوں۔ مگر تکذیب وتحقیر وتجہیل سلف وتکفیر مشائخ زمان کے سماع کی برداشت مجھ سے نہ ہوسکی۔ نیز اضمحلال عقیدہ حقہ گوارا نہ کرسکا۔ لہٰذا اللہ عزوجل کی مدد سے ایسا رسالہ لکھا کہ اگر فرقہ باطلہ مرزائیہ پورا پورا زور لگائے تو بھی اس کا جواب ہرگز نہ دے سکے۔

رسالہ ہذا میں قادیانی نام نہاد مسیح کے گیارہ ایسے سفید جھوٹ درج کئے گئے ہیں کہ مقلدین مرزا تاقیامت ثابت نہیں کرسکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

جھوٹ نمبر۱: (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) میں لکھتا ہے: ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتویٰ دینے چاہیں گے اور اس کی سخت توہین کی جاوے گی۔ اس کا دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘ قرآن شریف دنیا میں موجود ہے کوئی جدید عیسائی یا مرزائی بتلادے کہ یہ کس آیت کا ترجمہ یا کس حدیث کے الفاظ ہیں۔ خدا پر افتراء باندھا، رسول اللہ ﷺ پر قصداً جھوٹ بولا۔ مگر واہ رے عقیدے تیرے قربان پھر بھی قمر الانبیاء ہی رہے اور عیسیٰ سے ہر شان میں افضل۔ اے چودہویں صدی! تیری قسمت تیرا قمر الانبیاء ایسا ہے تو تیرے کذاب ودجال کیسے ہوں گے۔ کیا یہی روشنی دوسروں کو پہنچائی جاتی ہے کہ انہی باتوں کی طرف دنیا کو مدعو کیا جاتا ہے؟ اگر مرد میدان ہو تو آؤ ان باتوں کو سچا کر کے دکھلاؤ۔ ورنہ میں کہوں گا:

مے پلا کر ساقیان سامری فن آب میں
کرتے ہیں جادو سے اپنی آگ روشن آب میں

جھوٹ نمبر۲: (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں لکھتے ہیں کہ: ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ ’’ھذا خلیفة اللہ المھدی‘‘ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصحّ الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘

اجی مرزا قادیانی! سوچا اور خوب سوچا یہ حدیث اس پایہ اور مرتبہ کی ہے جس پایہ اور مرتبہ کے آپ مجدد، رسول اور محدث ہیں۔

اللہ رے دلیری کہ بخاری جیسی مشہور کتاب پھر مرزا قادیانی کو ادنیٰ بات پر وحی کی بارش اور پھر جناب کی وحی دخل شیطانی سے محفوظ۔ روح القدس ہر وقت آپ کے ساتھ، الہام جناب کا قطعی۔ مگر اس قدر جھوٹ سے نہ وحی نے روکا نہ روح القدس نے۔ مان سچ ہے حقیقت کبھی مخفی نہیں رہ سکتی:

لو لبس الحمار ثیاب خز لقال الناس یالک من حمار

گدھا اگر ریشم کے کپڑے پہن لے تو لوگ گدھا ہی کہیں گے آدمی نہیں بن سکتا، نبوت بند ہوگئی۔ اب اگر کوئی دعویٰ نبوت کرے تو کیا لوگ اس کو ’’لا نبی بعدی‘‘ کا اصول چھوڑ کر نبی کہیں گے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ ’’یکون فی امتی ثلٰثون دجالون کذابون‘‘ میں شامل کریں لیں گے۔

جھوٹ نمبر۳: (اخبار البدر مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج۷ ص۲۴۷) میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔‘‘ اجی خوب! کیسی بے تکی چھوڑی کیوں نہیں مرسل من اللہ جو ہوئے۔ میرے بھائیو! جو شخص ایسے علانیہ جھوٹ بولے جو تھوڑی سی تحقیق سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ اس کے اس قول کو کہ مجھے یہ وحی والہام ہوا ہے کون عقل باور کرسکتی ہے۔

جھوٹ نمبر۴: (چشمہ معرفت ص۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷) پر لکھتا ہے کہ: ’’ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی نے میرے حق میں پیشین گوئی کی ہے کہ میں ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک مرجاؤں گا۔ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی میری زندگی میں مرجائے گا۔‘‘ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی ہی میں مرزا قادیانی اس جہان سے خفا ہوکر اپنی پیش گوئی پوری کرنے کی تحریک کے لئے اصالتاً آسمانی عدالت کی جانب کوچ کرگئے۔ مگر کچھ خبر نہیں کہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور کیسی گزر رہی ہے:

کہئے یاران عدم کیا گزری کچھ تو لب گور سے فرمایئے گا

جھوٹ نمبر۵: (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ص۴۰۶) میں اپنی مدح میں ایک پیش گوئی بے تکی چھوڑی ہے کہ اور اسے حدیث رسول اللہ ﷺ ٹھہرایا ہے لکھتے ہیں ''واضح ہو کہ حدیث نبویہ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا؟''

میرے بھائیو! مرزا نے جہلاء کے بہکانے کے لئے آنحضرت ﷺ پر افتراء کیا ہے کتب احادیث دنیا میں موجود ہے دنیا سے اٹھ نہیں گئیں۔ اگر ہم غلط کہتے ہیں تو لاؤ مرد بنو اور میدان میں نکلو اور کسی معتبر کتاب سے اس روایت کو ثابت کرو۔ مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بطلان پرست فرقہ مرزائیہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا۔ افسوس تو یہ ہے کہ مرزا کا اللہ ہمیشہ جھوٹ بتلاتا رہا۔ ہائے محمدی بیگم کا وعدہ بھی کیا تو جھوٹ، ہائے مولوی ثناء اللہ وڈاکٹر عبدالحکیم خان ومیاں سلطان محمد کے مارنے کا وعدہ بھی کیا تو بھی جھوٹ، افسوس اللہ ہمیشہ ٹھٹھا ہی کرتا رہا اور کوئی وعدہ بھی سچا نہ کیا۔

جھوٹ نمبر۶: (نشان آسمانی ص۱۶، خزائن ج۴ص۳۷۸) میں لکھتے ہیں: ''جاننا چاہئے اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارے میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔'' مرزا نے دعویٰ تو عظیم الشان کیا تمام عمر رسائل لکھنے میں گزار دی۔ مگر کسی رسالہ میں ان اشاروں کا اجمالی ذکر بھی دیکھا نہیں گیا۔ اگر کوئی دکھا سکے تو لائیے۔ مگر یہ بات قطعاً اور یقیناً جھوٹی ہے کہ چودہویں صدی کے مجدد کے لئے مخصوص اشارے کسی حدیث میں ہیں۔ مرزائیو! خدارا اب بھی جاگو اور بطلان پرستی ترک کرو ورنہ کہوں گا کہ:

دام تزویر بنا رکھا ہے قرآن کریم کار افسانہ حدیثوں سے کیا کرتے ہیں

جھوٹ نمبر۷: (۱۲؍اگست ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات جدید ج۲ ص۷۱۳) مرزا قادیانی نے اشتہار دیا تھا جس کی سرخی یہ تھی۔ ’’عام مریدوں کے لئے ہدایت‘‘ اس میں لکھا ہے کہ: ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘ جی صاحب ہاں! یہ جو افتراء آنحضرت ﷺ پر باندھا اس کی خود مرزا کو یہ ضرورت پیش آئی کہ قادیان میں جب طاعون آیا تو مرزا باہر بھاگا۔ اس لئے اس بھاگنے کو آنحضرت ﷺ کا حکم ظاہر کرنا چاہا۔ اے مقلدین مرزا! اگر کچھ غیرت ہے تو کسی حدیث کی کتاب سے کوئی معتبر روایت اس مضمون کی دکھلاؤ۔

جھوٹ نمبر۸: (عصائے موسیٰ ص۷) دیکھئے: منشی محمد رمضان کے نکاح والا الہام اور منشی نبی بخش ملازم ریلوے کے ہاں! فرزند نرینہ پیدا ہونے کا الہام دونوں کے دونوں جھوٹ ہوئے۔ نکاح والا تو سرے سے جھوٹ ہی ثابت ہوا اور فرزند نرینہ والے میں بجائے لڑکے، لڑکی پیدا ہوئی:

گر ہمیں مکتب ست و ایں ملاں کار طفلاں تمام خواہد شد

لطیفہ: ہاں! مرزا قادیانی کے الہاموں کے متعلق ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ چند گنڈہ تعویذ والے ملاؤں کی نقل مشہور ہے کہ جب کسی حمل کی نسبت ان جھوٹے ملاؤں سے بطور تفال پوچھا گیا تو انہوں نے جھٹ فال دیکھ کر بنظر ابلہ فریبی ایک تعویذ لکھ دیا اور بڑی تاکید سے کہہ دیا کہ خبردار اس تعویذ کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ اسی کے مطابق ولادت ہوگی۔ بعد وضع حمل کے اس تعویذ کو میرے پاس لانا اس تعویذ میں یہ ذومعنی جملہ لکھا جاتا ہے: ’’بیٹا نہ بیٹی‘‘ اگر لڑکا پیدا ہوا تو کہہ دیا کہ ہم نے تو فال سے لکھ دیا ہے کہ بیٹا...... نہ بیٹی۔ اگر لڑکی ہوئی تو کہہ دیا بیٹا نہ...... بیٹی اور اگر اسقاط وغیرہ ہوگیا تو بے تکلف کہہ دیا بیٹا نہ بیٹی۔ یعنی کچھ بھی

نہیں۔ ملاں جی کی ہر طرح جیت تھی۔ خوب پچتے رہے۔ مگر کن میں؟ گنواروں میں۔ غرض مرزا کے الہاموں اور بشارتوں کا یہ کرشمہ تھا۔

جھوٹ نمبر۹: (شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶ ملخص) پر لکھتے ہیں کہ: ''مرزا احمد بیگ کا داماد میاں سلطان محمد ۱۸۹۴ء تک مر جائے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں آئے گی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں لکھتے ہیں کہ: ''اگر پیش گوئی کی دوسری جز و پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔''

اے بطلان پرست مرزائیو! کیا احمد بیگ کا داماد مرزا کی زندگی میں مرگیا؟ کیا محمدی بیگم نکاح میں آئی؟ افسوس صد افسوس! کہ مرزا قادیانی خود اس کے سامنے ذلت کی موت مرگیا۔ وہ تو تمام عمر مرزا کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا۔ اس کا بال تک بھی بیکا نہ ہوا:

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

جھوٹ نمبر۱۰: (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴ ملخص) پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی نے لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرجائے گا۔'' یہ مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ ہے۔ ان دونوں حضرات نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اگر اے مدعیان خلافت واقعی مرزا امام زمان، مرسل من اللہ ہے میں تو کہتا ہوں کہ مرسل تو چھوڑ سچا انسان ہی ثابت کر دکھلاؤ۔ کیا یہی قمر الانبیاء ہے؟ اسی کی نبوت پر زمین اور آسمان نے گواہی دی اور اسی کے لئے ''وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین'' فرمایا۔

جھوٹ نمبر۱۱: (اخبار بدر مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۹ ص۹۹) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب

ہلاک ہوئے۔'' نعوذ باللہ! کیسا جھوٹ سوائے صوفی عبدالحق صاحب کے مرزا قادیانی نے کسی کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا۔ صوفی صاحب کے سامنے مرزا قادیانی ہلاک ہوگیا۔ اس کی موت کے بعد وہ تو کئی سال تک زندہ رہے:

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

مرزائیو آمین!! اور مرزا کرشن اوتار کی جے بم بم بم بھولا۔ گروجی کا بھانڈا کھولا!!

باوجود ان واقعات صریحہ کے خدا جانے مرزائیوں کی آنکھوں پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے کہ ہزار عینک لگائیں کحل الجواہر استعمال کریں۔ بینائی کافور ہوگئی اور ہٹ ڈھٹائی پر اڑے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے ''**لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اٰذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل**'' ہمارے مہربانوں کے دلوں میں ذرا خوف خدا باقی نہیں رہا۔ ہیہات! صد ہیہات!!

حیاؤ شرم وندامت اگر کہیں بکتیں
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

میرے مرزائی دوستو! خدارا اب غور بھی کرو۔ سوچو کہ کس ضلالت کے گڑھے میں پڑے ہو۔ کیوں جان بوجھ کر اپنی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہو۔ یاد رکھو کہ موت سر پر ہے:

بیٹھی ہے موت تاک لگائے کمین میں
لے جائے گی کھینچ کر آخر زمین میں

اپنے گرو کرشن جی کے واقعات کو پیش نظر کرلو کہ تمام عمر محمدی بیگم پر مرتے رہے اور اس کے حصول کے لئے ناجائز کوششیں کرتے رہے۔ مگر افسوس کہ یہ آرزو بھی پوری نہ ہوئی اور کف افسوس ملتے ہوئے۔ اس دنیا سے سدھارے۔ پھر کس بات پہ اتنی ہٹ دھرمی۔ بس:

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار
اب مان نہ مان تو ہے مختار

الداعی الی الخیر: بندہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری

○ …… ○ …… ○ …… ○

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مختصر سوانح

و

عقائد باطلہ و فاسدہ

مرزا قادیانی

مولانا محمد داؤد پسروری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادران اسلام! آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا یا سنا ہوگا کہ مرزا غلام احمد صوبہ پنجاب کے قصبہ قادیان کا رہنے والا پڑھا لکھا شخص تھا۔ پہلے کچہری میں نوکر تھا۔ مختاری کا امتحان دیا اس میں فیل ہوگیا۔ غصہ میں آ کر نوکری چھوڑ دی۔ مزاج میں تکبر اپنے علم کا تھا۔ اسی وجہ سے نوکری چھوڑ دی۔ اس وقت امرتسر میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ایک بزرگ تھے۔ ان کے پاس جا کر یہ درخواست کی کہ یہ تسخیر کا کوئی عمل یا وظیفہ بتایئے تاکہ مسلمانوں کو میری طرف توجہ ہو۔ معلوم نہیں کہ ان بزرگ نے کیا جواب دیا۔ مگر مرزا قادیانی نے کمانے کی دوسری فکر سوچی۔ اتفاق سے اس وقت پادریوں نے ہر جگہ زور کیا تھا اور اسلام پر اعتراضات کرتے تھے۔ اس میں مرزا قادیانی کو مسلمانوں کے متوجہ کرنے کا موقعہ ملا اور ایک کتاب لکھنا شروع کی اور اسلام کی حقانیت پر ایک دلیل لکھی اور اسے ایک نہایت موٹے اشتہار کے ساتھ مشتہر کیا۔ اس کا حاصل یہ تھا کہ ہم حقانیت اسلام پر اسی طرح کی تین سو دلیلیں لکھیں گے۔ اس کی قیمت پیشگی دو تاکہ ہم اسے چھپوا کر مشتہر کریں۔

چونکہ اس وقت مسلمان پادریوں کی شورش سے پریشان ہوگئے تھے۔ اس لئے اس اشتہار نے ان پر بہت اثر کیا اور مرزا قادیانی کو روپیہ بھیجنا شروع کیا۔ ان کے بعض پرانے احباب نے لکھا ہے کہ دس ہزار روپیہ اس ذریعہ سے انہیں ملے۔ اسی اثناء میں ایک پادری سے ان کی چھیڑ چھاڑ ہوگئی اور انہوں نے اپنی طبعی شہرت پسندی کی وجہ سے اس سے خوب اشتہار بازی اور دعویٰ کئے اور اس سے مناظرہ کیا اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی پادری اسلام کے مقابلہ میں کبھی سرسبز نہیں ہوا۔ وہ پادری بھی ناکام رہا اور مسلمانوں میں اس کی وقعت ہوئی۔ اس وجہ سے مرزا قادیانی کا دماغ بہت بگڑ گیا اور دعویٰ کیا کہ میں اس وقت کا امام ہوں، مجدد ہوں۔ اس کو کچھ لوگ مان گئے۔ پھر اس نے ترقی کی اور مسیح موعود، مہدی مسعود اور بروزی نبی ہونے کے دعوے کئے اور کرشن اور رام چندر کے اوتار کا مدعی بنا۔

جب علماء کاملین نے دیکھا کہ ان کے دعوؤں سے بہت مسلمان گمراہ ہوگئے اور ہورہے ہیں۔ اس لئے ان کی تردید میں متعدد رسالے لکھے۔ خصوصاً فیصلہ آسمانی، صحیفہ

انوار یہ، ہدیہ عثمانیہ والہامات مرزا جو مختلف مقامات سے شائع ہوئے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ سب رسالے آپ کے پیش نظر نہ ہوں گے اور ہمارے بھائیوں کو اس قدر توجہ بھی نہیں ہے کہ اس چودھویں صدی کے فتنہ عظیم کی طرف توجہ کر کے ان کتابوں کے ذخیرہ کو ملاحظہ کریں۔ اس لئے میں مرزا کی حالت کا نمونہ ان کتابوں سے انتخاب کر کے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ہر ایک طالب حق آسانی سے حق وباطل کا فیصلہ کر سکے اور یقینی طور سے معلوم کر لے کہ یہ شخص اپنے آپ کو حامی اسلام بتا کر درپردہ اسلام کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اس کا اختلاف دوسرے کلمہ گوؤں کی طرح نہیں ہے۔ وہ درپردہ مخالف اسلام بلکہ عام مذہب کا مخالف اور ایک قسم کا دہریہ ہے اور اس کے دعوے اور عقائد باطلہ دیکھ کر آپ خود ہی اس کا فیصلہ کر لیں گے اور بے اختیار میرے قول کی تصدیق فرماتے ہوئے یہ کہنے کو تیار ہو جائیں گے کہ یہ شخص کافر ومرتد ہے۔

مگر عجب نہیں کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ حمایت اسلام اور وہ تحریریں آپ نے دیکھی ہوں جو بالکل ہمارے اسلام کے مطابق ہیں۔ جنہیں مرزائی ناواقفوں کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر اس کا آپ یقین کر لیں کہ وہ باتیں ایسی ہی ہیں۔ جیسے وہ عمدہ دانے جسے شکاری جانور کے پھانسنے کے لئے ڈالتا ہے اور جس کی وجہ سے شکار اس کے دام میں آتے ہیں۔ اگر وہ شکاری پہلے دانہ نہ ڈالے تو شکار کا دام میں آنا دشوار ہوتا ہے۔ اس طرح قادیانی حضرات نے مسلمانوں کے دام میں لانے کے لئے عجیب عجیب طرح سے تخم پاشی کی ہے اور خوب باتیں بنائی ہیں اور اکثر رسالوں میں وہی باتیں لکھی ہیں جو اسلام کے بالکل مطابق ہیں۔ مگر جب مسلمانوں کے ایک گروہ نے اپنی ناواقفی سے انہیں بزرگ اور امام مان لیا تو پھر انہوں نے اسلام کے خلاف دعوے کئے ہیں۔ جن سے ان کی اصلی حالت معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ میرے بعد میری امت میں جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔ مگر علماء حقانی کی جماعت غالب رہے گی۔

اس لئے ہمارے علماء نے ان کی حالت معلوم کر کے ان کے کذب کو اظہر من الشّمس کر کے اپنے رسالوں اور کتابوں میں دکھایا ہے۔ البتہ ہمارے بھائیوں کو ان کے دیکھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ وہ رسالے کچھ بڑے ہیں اور اس

نازک وقت میں مسلمانوں کو دینی امور کی طرف توجہ نہیں۔ مذہبی باتوں کو فضول جھگڑا خیال کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارے بزرگ صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہ نے دین اسلام کی اشاعت میں کیسی جان توڑ کوششیں کی ہیں اور جان ومال کو صرف کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اب ہمارے بھائیوں سے اس کی حفاظت بھی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے میں خیرخواہانہ کہتا ہوں کہ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ غور سے ملاحظہ کریں اور ناواقف مسلمانوں کو اس رسالہ کے مضمون سے اطلاع دیں اور اسے خوب مشتہر کریں اور جہاں جہاں مسلمان ہوں۔ وہاں اس کو پہنچاویں اور عوام بے پڑھوں کو اچھی طرح سمجھائیں کہ جو مرزا کا نام لے اور اسے اچھا بتائے اس سے پرہیز کریں اور خوب سمجھ لیں کہ یہ خود جہنمی ہے اور ہمیں بھی جہنم کا راستہ بتاتا ہے اور ہمارا ایمان لینا چاہتا ہے۔ یہ وہی مرزا غلام احمد ہے جس نے دنیا کے سارے مسلمانوں کو کافر جہنمی قرار دیا ہے اور اپنے عہد میں اپنے کلام سے دنیا کو اسلام سے گویا خالی کردیا ہے۔

مرزا کے عقائد باطلہ ودعاوی ناقصہ

۱...... دعویٰ نبوت: ’’میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷ ملخص)

۲...... دعویٰ نبوت بروزی: ’’میرا منکر کافر ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷ حاشیہ)

۳...... مسیح موعود ہونے کا دعویٰ: ’’مسیح موعود جن کے آنے کی خبر قرآن میں آئی ہے میں ہوں۔ (ازالہ اوہام ص۶۸۲، خزائن ج۳ ص۴۶۸)

۴...... مرزا کا مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہونا: ’’میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔‘‘ (معیار الاخیار ص۱۱)

۵...... مرزا کا تمام نبیوں سے افضل ہونا: ’’ان قدمی ہٰذہٖ علٰی منارۃ ختم علیہ کل رفعۃ‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۷۰)

۶...... مرزا کا ابن اللہ ہونا: دیکھو الہام ’’انت منی بمنزلۃ ولدی‘‘ یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جابجا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

(ب)''انت من مآء ناوھم من فشل ''یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ خشکی سے۔ (اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

۷...... خدا کا حلول: مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''خدا میرے وجود میں داخل ہوگیا۔ میرے اعضاء اس کے اعضاء، میری آنکھیں اس کی آنکھیں، میرے کان اس کے کان، میری زبان اس کی زبان بن گئی۔ الوہیت مجھ میں موجزن ہے...... الخ!''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج۵ ص۵۶۴،۵۶۵)

۸...... خود مرزا کا خدا ہونا: ''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔'' (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) اصل عبارت درعربی ''رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو فخلقت السموٰت والارض''

۹...... مرزا کا خدا کی بیوی ہونا: مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۱۰...... مرزا کا خالق زمین آسمان ہونا: اصل عبارت مرزا بطور اختصار ''سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان ودنیا کو پیدا کیا۔'' (کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵)

۱۱...... مرزا کا خالق خدا ہونا: دیکھو الہام ''انت منی وانا منک ''یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ یعنی میں تیرا خالق ہوں اور تو میرا خالق ہے۔ نعوذ باللہ!

۱۲...... خدا کا انسان پر سوار ہونا: مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر یعنی انسان پر سوار ہوا جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۶۵، خزائن ج۳ ص۸۴)

۱۳...... خدا کی تاریں وعرض وطول: اصل عبارت مرزا ''اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔ عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس کی تاریں بھی ہیں۔'' (توضیح المرام ص۸۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

۱۴...... مرزا کا راجہ کرشن کا اوتار ہونا: مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’میں راجہ کرشن کا اوتار بھی ہوں جو اہل ہنود کا راجہ تھا اور حقیقت روحانی کی رو سے میں وہی ہوں۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، خزائن ج۲۰ ص۲۲۹، مؤرخہ یکم رنومبر۱۹۰۴ء)

مرزا کے یسوع مسیح کی نسبت باطل عقائد

۱۵...... اصل عبارت: ’’یسوع مسیح کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار تھیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۱۶...... ’’یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۱۷...... ’’یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

یہ ہیں مرزا کے عقائد باطلہ وفاسدہ ودعاوی ناقصہ جو کہ اس کی نبوت مسیحیت اور مہدویت کے معیار صداقت ہیں۔ پس مذکورہ بالا عقائد بالخصوص ان فتاویٰ کو جو کہ اس کے اور اس کے مریدوں کے کفر اور ایسے ہر قسم کا قطع تعلق کرنے کے بارہ میں طبع ہوچکی ہیں مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ وہ ایسے شخص کے مقلدوں کے ساتھ قطع تعلق اختیار کرے اور بالخصوص مناکحت اور کفن دفن سے ضرور اجتناب کرے۔

احقر العباد: محمد داؤد (پسروری)
سیکرٹری انجمن اصلاح المسلمین امرتسر

○ ...... ○ ...... ○ ...... ○

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی
کا
فیصلہ

مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو مناظرہ ۲؍جون ۱۹۱۱ء کو ما بین اہل سنت وقادیانیوں کے ہونے والا ہے، کیا اچھا ہو کہ اس کا فیصلہ مناظرہ سے پہلے حکم مسلّم فریقین کے ہاتھوں سے طے شدہ فریقین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی قادیانی صاحب نہ مانیں گے تو مدعی سست گواہ چست کا مضمون ہوگا۔ ہم کو امید ہے کہ ہمارے محترم عزیز اور حق پسند قادیانی اصحاب ان سطور کو منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرما کر مرزا قادیانی کے ارشاد کو تسلیم فرمائیں گے۔

پہلا نمبر زیر بحث وہ مہتم بالشان مسئلہ ہے جس کے طے ہونے پر تمام بحث کا خاتمہ ہے اور وہ یہ ہے:

مرزا قادیانی مسیح موعود ومہدی آخرالزمان ہیں، قرآن وحدیث سے ان کی مسیحیت ومہدویت ثابت کرنا چاہئے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی خود ہی فیصلہ فرما چکے ہیں اور سچے اور جھوٹے کا معیار بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ چند پیشین گوئیاں جن کے پورے ہونے یا نہ ہونے کو مرزا قادیانی نے اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیا تھا۔ ذیل میں بیان کی جاتی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی پوری نہ ہوئی تو مرزا قادیانی کے فرمانے کے مطابق مرزا قادیانی نہ مسیح موعود ہیں، نہ مہدی آخرالزمان بلکہ مرزا قادیانی نے جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں، ہم تو اس کو لکھتے ہوئے بھی شرماتے اور خلاف تہذیب سمجھتے ہیں۔ فریقین خود الہامات کی عبارت پڑھ کر سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کون ہیں۔ مجبوراً اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہیں۔

الہام اوّل وہ ہے جو مرزا قادیانی نے ۵؍جون ۱۸۹۳ء کو عیسائیوں کے مباحثہ کے ختم ہونے پر اپنے مدمقابل مسٹر آتھم کی نسبت بمقام امرتسر کہا تھا، اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں۔ ’’آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے

جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ دیا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلّت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشین گوئی ظہور میں آوے گی، بعض اندھے سوجھاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔‘‘

(جنگ مقدس ص ۱۸۸،۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۱،۲۹۲)

پھر اس جنگ مقدس میں الہام مذکور کی تشریح فرماتے ہیں ’’میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ، کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔‘‘ (جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲،۲۹۳)

برادران اسلام! خدا کے لئے غور فرماؤ، ایمان سے کون سے چیز پیاری ہے؟ مسلمان کسی کو برا اسی وجہ سے مانتا ہے کہ اس کی وجہ سے ایمان ملے، ایمان قوی ہو اور جب

ایمان ہی نہیں تو پھر کیا رہ گیا۔ اس عبارت میں کون سی بات دقیق ہے۔ اینچ پینچ کی ہے۔ جس کا مطلب خود مرزا قادیانی بھی نہ سمجھے۔ اس کا تو صاف یہ مطلب ہے کہ مسٹر آتھم اگر پندرہ ماہ کے اندر حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یعنی مسلمان نہ ہو جائے تو مر کر جہنم میں گرایا جائے گا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا اور وہ پندرہ ماہ کے بعد تک زندہ رہا۔

اب فرمایئے کہ مرزا قادیانی اپنے ہی فیصلہ سے مسیح موعود ہوئے یا مہدی آخرالزمان یا ان القاب کے مستحق ہیں جن کو مرزا قادیانی نے پیش گوئی کے پوری نہ ہونے کی صورت میں تحریر فرمایا ہے۔ پھر اب ناحق مرزا قادیانی کو ''مان نہ مان میں تیرا مہمان'' مسیح موعود مہدی آخرالزمان بتانا مدعی سست گواہ چست کا مضمون نہیں تو اور کیا ہے۔ اے عزیزو! اے مرزائیو! اللہ تعالیٰ تم پر اور ہم پر رحم فرمائے۔ خدا کے لئے غور فرماؤ۔ ہٹ مت کرو۔ اس میں آپ ہی کا نقصان ہے۔ ذرا اپنی پیاری جانوں پر رحم فرماؤ، نظر کرم کرو۔ اگر ایسے ایسے صاف اور صریح الفاظ کے بھی معنی ہیر پھیر کر الٹ پلٹ کر دیئے جائیں تو پھر دنیا میں کون کس کو جھوٹا کہہ سکتا ہے۔ ذرا انصاف کو راہ دو اور اپنے دلوں میں غور فرماؤ۔

کیا مرزا قادیانی نے نہیں فرمایا کہ: ''بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، کیا کرامات الصادقین کے آخری صفحہ (خزائن ج۷ ص۱۶۳) پر نہیں فرمایا کہ: ''مجھے میرے رب نے اس کے مرنے کی بشارت دی۔'' اس کی عربی عبارت ہے۔ کیا (تریاق القلوب ص۱۱، خزائن ج۱۵ ص۱۴۸) پر نہیں لکھا: ''آتھم کی موت کی نسبت جو پیشین گوئی کی گئی تھی جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کی معیاد میں حق کی طرف رجوع کر لیں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔'' کیا رسالہ (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶) پر نہیں لکھا کہ: ''پیشین گوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پندرہ مہینے میں نہیں مرے گا۔''

ان صاف تحریروں کے بعد بھی ہاویہ کے معنی خوف اور گھبراہٹ اور پریشان خواب

دیکھنے اور ڈر کے مارے سفر کرنے کے لئے جائیں تو یہ کون سا تدین ہے۔ جب مسٹر آتھم پندرہ مہینے کے اندر نہ مرا اور دنیا میں غل ہوا کہ پیشین گوئی غلط ہوئی تو مرزا قادیانی نے یہ فرمایا کہ اصل الہام میں موت کا لفظ نہیں تھا۔ یہ میری تشریح تھی۔ حالانکہ عبارات مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ الہام ہی میں موت کا لفظ ہے۔ پھر یہ عذر کہ ہاویہ سے مراد خوف وگھبراہٹ ہے۔ کس قدر غلط بات ہے؟ پھر طرفہ یہ کہ مخالف اس کو قبول نہیں کرتا کہ مجھ کو خوف یا گھبراہٹ پیشین گوئی کے حقانیت کی وجہ سے ہوئی تھی بلکہ نہ کچھ خوف تھا، نہ ہراس۔ یہ بھی محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کیا خدا کو اس کی بھی خبر نہ تھی۔ معاذ اللہ! ایسی پیشین گوئی ہر شخص اور ہر وقت کرسکتا ہے اور مسیح موعود بن سکتا ہے۔ فریق کے لفظ سے عام مراد لینا اور ڈاکٹر کلارک کے دوست کے مرنے کو ہاویہ بنانا یہ کون سا ہاویہ ہے؟ دنیا میں کون سا شخص ہے جس کا کوئی دوست قریب، بعید کا رشتہ دار نہیں مرتا۔ پھر تعجب یہ ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں مرزا قادیانی نے مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں اقرار کرلیا کہ: ''فریق سے مراد صرف آتھم تھا۔'' ڈاکٹر کلارک وغیرہ کو اس پیشین گوئی سے کوئی تعلق نہیں۔ دیکھو روئیداد مقدمہ مرزا اور ڈاکٹر کلارک ۱۲،۱۳و۲۰ ر اگست ۱۸۹۷ء (کتاب البریہ ص۱۷۳، خزائن ج۱۳ ص۲۰۶)

پھر قیامت ہے کہ اس صاف اقرار کے بعد ڈاکٹر کلارک کا جب دوست پادری رایٹ مرا تو اس کو فریق مناظرہ کا ہاویہ بتادیا، اس واسطے کہ ڈاکٹر کلارک کو اس کے مرنے کا رنج ہوا۔ فریق مخالف تو صرف آتھم تھا وہ تو ہاویہ میں نہ گرا۔ گرا وہ جو فریق ہی نہیں۔ آخر کسی طرح پیشین گوئی بھی پوری ہو۔ کیا یہ عذر کوئی منصف ہوکر قبول کرسکتا ہے۔ انصاف، انصاف!

پھر رجوع حق کی طرف کے کیا یہ معنی ہیں کہ آتھم اپنے دل میں ڈرے کہ میں اس مدت میں کہیں مرگیا تو مرزا قادیانی کی پیشین گوئی صحیح ہوجائیں گی۔ موت ایک ضروری امر ہے جس کا وقت آدمی کو معلوم نہیں۔ پھر وہ بھی بوڑھا آدمی اگر ایسا خیال کرے تو یہ رجوع حق کی

طرف کیسے ہوسکتا ہے۔اس کو پیشین گوئی کا مصداق بنانا تو ایسا ہے کہ کوئی یوں کہہ دے کہ پندرہ ماہ تک مرزا قادیانی عیسائی ہوگئے تھے، اس وجہ سے نہیں مرے ورنہ مرزا قادیانی ضرور مرتے اور پیشین گوئی نے بحق آتھم فیصلہ کیا۔ کیونکہ پیشین گوئی کے الفاظ ہر دو فریق کو شامل ہیں۔ آیا انہیں باتوں پر مدار مسیحت ومہدویت ہے۔ اگر ہے تو بسم اللہ! جب مرزا قادیانی کے الہامات ایسے چیستان اور پہیلیاں ہیں کہ باوجود صاف صاف الفاظ ہونے کے بھی ان استعارات اور مجازات پر محمول ہوتے ہیں جن کو وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے تو ایسے مسیح موعود کی کوئی بات بھی قابل پذیرائی نہیں ہوگی۔ گو اس کا مطلب وہ خود ہی کیوں بیان نہ فرمائیں۔ حالانکہ مسیح موعود اور مہدی آخرالزمان وہ نہیں ہیں جن کو اپنے کلام کی نہ خود خبر ہو نہ دوسروں کو۔

اب بھلا ایسے مہدی اور مسیح سے کیا نفع جس کا وجود اور عدم دونوں برابر بلکہ اور باعث فتنہ اور فساد۔ اہل انصاف خود غور فرمالیں کہ مرزا قادیانی کا فیصلہ کس فریق کے حق میں ہوا۔ کیا مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت ثابت ہوئی یا اس کے خلاف علیٰ ہذا القیاس اور بھی چند پیشین گوئیاں ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی نے اپنی سچائی اور جھوٹ کا معیار قرار دیا تھا۔ مگر خدا کے فضل سے ایک بھی پوری نہ ہوئی۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کے معتقد کیوں خواہی نخواہی مرزا قادیانی کو سچا ہی بتاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کا رسالہ (شہادت القرآن ص۸۰، ۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۵، ۳۷۶) ’’پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں۔ جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشین گوئی کی، جس کی معیاد ۵؍جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشین گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے، جس کی معیار آج کی تاریخ سے جو

۲۱ر ستمبر۱۸۹۳ء ہے، قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ رہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاوامات دونوں خداتعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خداتعالیٰ اس کی خاطر سے کسی اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے، پیشین گوئیاں کچھ معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہٗ کے اختیار میں ہے۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشین گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشین گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیشین گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ بہت بڑی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں: (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کی معیاد کے اندر فوت ہو۔ (۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے، اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔ (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔ (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔''

یہ تینوں پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ سوائے تاویل کے اور وہ بھی رکیک بے محل، آسمان کو زمین، زمین کو آسمان کہنے کے سوا جن کا حاصل نہیں اور کچھ نہ بن پڑا۔ پھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور محمد بخش صاحب ومولوی ابوالحسن صاحب اور مولوی ثناءاللہ

صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے متعلق ایسی بڑھ چڑھ کر پیشین گوئیاں کیں، جن کو اپنے صادق اور کاذب اور اللہ کی جانب یا شیطان کی طرف سے ہونے کا معیار قرار دیا۔ مگر ایسی غلط ہوئیں کہ کچھ بھی جواب نہ دے سکے۔ پھر اب اس فیصلہ کے مقابلہ میں جو خود مرزا قادیانی نے ہی کر دیا ہے، کسی دوسرے فیصلہ کی کیا حاجت ہے اور جب یہ مسئلہ طے ہوگیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود اور مہدی آخرالزمان نہیں تو اور مسائل جو اس پر متفرع تھے وہ خود بخود طے ہوگئے۔ اب چاہئے کہ برادران احمدیہ صدق دل سے توبہ کریں۔ ورنہ اگر یہی تاویل ہے اور کسی لفظ کے کوئی معنی بھی متعلق نہیں تو پھر فرمائیں کہ قرآن شریف یا احادیث نبوی یا ان کو بھی جانے دو، مرزا قادیانی ہی کے کلام پر کیونکر عمل ہوسکتا ہے۔ جس کا جو جی چاہے وہ ہی معنی بتا دیا کرے گا تو شریعت نہ ہوئی، لڑکوں کا کھیل ہوگیا۔ جب چاہا بنا دیا، جب چاہا بگاڑ دیا۔ خدا سے خوف چاہئے اور انصاف! واللہ تعالیٰ ھو ولیّ التوفیق ! ان تمام پیشین گوئیوں کے اصل الفاظ افادۃ الافہام اور الہامات مرزا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی متعدد تصانیف میں مفصل مذکور ہیں۔ بخوف تطویل ذکر نہیں کیا، کتب مذکورہ کو ملاحظہ فرمایا جائے تو اور بھی مسائل کی پوری تحقیق ہو جائے گی۔ واضح ہو کہ مرزا قادیانی نے بعض پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے کی صورت میں اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں، جیسا مجھے سمجھا گیا۔ مگر پھر بھی دعا قبول نہ ہوئی۔ مسلمان سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کا فیصلہ ان کے حق میں کیا ہوا۔ پس اس پر صاد ہے۔ واللہ المستعان وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین!

المشتہر: بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری

۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ء، مطابق ۲۲ر مئی ۱۹۱۱ء

O ...... O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نور الحسن قادیانی کی کھلی چٹھی کا جواب

مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسمہ تعالیٰ ...... حامداً مصلیاً ومسلماً

جب مر چکے تو آئے ہیں رونے مزار پر پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

جناب ایف.اے نور الحسن بعد ما ہوالمسنون! آپ کی کھلی چٹھی جب پہنچی کہ ہم چلنے کا ارادہ کر چکے اور جمال پور کے جلسہ میں شریک ہونے کا آج وعدہ پورا کرنا ہے۔ مگر افسوس آپ نے خود وہ بھی نہ بھیجی۔ آپ کی کھلی چٹھی دیکھ کر بے ساختہ کہنے کو جی چاہتا ہے: ’’عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست‘‘ گو یہ ضرور ہے کہ یہ وقت گزرنے کے بعد مرزائیوں کو سوجھی اور جب وقت نکل گیا، تب ایک غریب نوجوان بچے کو آگے ڈال دیا:

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ ایسے وقت میں چٹھی شائع کرو کہ انہیں خبر بھی نہ ہو اور ہمیں مرزائیوں کی سسکتی، دم توڑتی ہوئی حالت میں کچھ آس ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے نام چٹھی ہے اس کے پاس نہ بھیجی اور تاریخ درج بھی ندارد ہے تاکہ کہنے کو گنجائش رہے کہ فلاں وقت سے اشتہار شائع ہے، مگر جواب نہیں دیا۔

اے عزیز! آپ ابھی صاحبزادہ ہیں، احمدی جماعت نے آپ کی خوردسالی پر بھی رحم نہ کیا جو آپ کو مقابلہ میں ڈالا۔ کیا آپ کی جماعت میں آپ ہی اعلیٰ وافضل وقابل ہیں۔ ایک ہفتہ سے زائد گزر گیا کہ، برابر قادیانیوں پر ہر طرف سے غم واندوہ کی گھٹا مرزا قادیانی کی وحی سے زیادہ بارش کی طرح برس رہی ہے۔ مگر کسی کو ہوش نہ ہوئے۔ اب یہ تدبیر سوچی۔ مگر بگوش ہوش سنتے کہ یوم یکشنبہ ۹ر اپریل ۱۹۱۶ء کو آٹھ بجے دن کے بعد آپ کی چٹھی بندہ کو ایک مسلمان کے ہاتھ سے اتفاقاً مل گئی۔ چونکہ اس وقت اتنا وقت نہ تھا کہ جواب طبع کرا کر بھیجتا۔ اس وجہ سے اسی وقت اس کا جواب نو بجے تک لکھ کر آپ کی خدمت میں بھیجنے کا قصد کیا۔ ممکن ہے کہ کسی ذریعہ سے آپ کو اس کی اطلاع ہوگئی ہو۔ تب ساڑھے گیارہ بجے آپ کا آدمی بھی اشتہار لے کر آیا۔ بندہ نے وہ مضمون رسید لے کر اسی کے ہاتھ آپ کے پاس بھیج دیا۔ اب آپ کے منشاء کے موافق یہ جواب طبع ہو کر خدمت میں پہنچے گا۔

قادیانیوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ جیسے پروفیسر عبدالماجد قادیانی نے اپنی کھلی چٹھی میں یہ لکھ دیا کہ سوائے حضرت مولانا محمد علی صاحب دامت برکاتہم (مونگیری) کے اور کسی کی

طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ اس بنا پر ایک نوعمر لڑکے نورالحسن کی طرف سے اعلان مناظرہ کیا جائے تاکہ کوئی قابل التفات نہ سمجھ کر جواب ہی نہ دے یا کم سے کم وہی جواب دے کہ ہم مولوی عبدالماجد قادیانی کے سواء کسی سے بات نہ کریں گے۔

جان پدر! یہ جواب نہیں بلکہ جواب یہ ہے کہ ہم طرح سے موجود ہیں۔ ہم کو احقاق حق منظور رہے۔ ہم بفضلہ تعالیٰ مسلمان سچے نبی خاتم الانبیاء ﷺ کے پیرو ہیں۔ کسی جھوٹے نبی کی وجہ سے ایمان کو برباد نہیں کیا کہ مقابلہ میں آنے سے دم نکلے اور ہمیشہ اپنے معتقدین کو دھوکے ہی میں رکھیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جلسہ مناظرہ میں اوّل آپ کی قابلیت کا موازنہ کرلیا جائے گا کہ آپ ان مسائل کو جن میں گفتگو ہوگی سمجھ سکتے ہیں یا نہیں۔ پھر آپ ہوں یا کوئی قادیانی ہو۔ ہم اس سے مناظرہ اور فیصلہ کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کی خوردسالی پر بے ساختہ یہ شعر پڑھنے کو دل چاہتا ہے:

دلبر من خورد سال ناز نہ داند ہنوز دست چپ از دست راست باز نہ داند ہنوز

آپ پر کیا بلکہ افسوس آپ کے بڑوں کی فہم فراست پر ہے۔ پروفیسر صاحب نے بھی اس ذلت کو نہ سمجھا جو اس کھلی چٹھی کے بعد ہوگی اور گو نام آپ کا ہے۔ مگر کیا کوئی ناواقف ہے کہ حقیقتاً پردہ میں پروفیسر صاحب (عبدالماجد قادیانی) نغمہ سرائی فرمارہے ہیں۔ جس کا راز بھی کھل جائے گا۔ آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ہمارے امام علیہ السلام پر تمسخر بھی کرتے ہیں، اس کا الزام تو مجھ پر نہیں بلکہ امام صاحب ہی سے دریافت فرمائیے کہ ایسے مسخرے پن کی باتیں کیوں کیں، جس پر دنیا تمسخر کرتی ہے۔ بلکہ اگر کوئی مرزاقادیانی سے تمسخر بھی کرلے تو مرزاقادیانی کی خوش قسمتی ہے۔ ورنہ وہ تو اس قابل بھی نہیں۔

رہی یہ بات کہ میں نے جو مرزاقادیانی پر الزامات لگائے ہیں، ان کا جواب مجھے آپ مجمع میں مرزاقادیانی ہی کی کتابوں سے کسی ذمہ دار شخص کی کوٹھی یا مکان پر جہاں ہر قسم کا امن وشائستگی کی ذمہ داری ہوگی اور شہر کے مسلمان ہندو تعلیم یافتہ شریک مجلس ہوں گے، دیں گے۔ یہ بات تو وہ ہے جس کو دل تڑپتا ہے اور اسی دن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو مرزاقادیانی کی طرح جھوٹی تڑنگ تو مجھے لینی نہیں آتی۔ آپ کی اس کوشش وسعی کی خوشی میں پانچ روپیہ اس ادا پر میں بھی نثار کروں گا۔ مگر یہ تو فرمائیے:

حضرت ناصح جو آئیں دیدۂ دل فراش راہ پہلے کوئی یہ تو سمجھائے کہ فرمائیں گے کیا

جان پدر! میں نے وہی الزامات مرزا قادیانی پر لگائے تھے جو فیصلہ آسمانی حصہ ۱،۲،۳ وتتمہ اور صحیفہ رحمانیہ کے نمبروں اور حقیقت المسیح ومعیار المسیح، مسیح کاذب وغیرہ ۳۲رسالوں میں (جو حضرت مولانا محمد علی صاحب دامت برکاتہم اوران کے خدام کی طرف سے شائع ہوئے ہیں) درج ہیں، جن میں سے صرف ایک حصہ پر بعض قادیانیوں نے برائے نام کچھ لکھا ہے اور آپ کے پروفیسر (عبدالماجد قادیانی) نے القاء نفسانی لکھ کر سب نے متعدد جواب پاکر دم سادھ لیا ہے اور اگر کوئی اور کتاب بھی آپ کی جانب سے قریباً من القادیان میں محفوظ رکھی ہو تو اس کو بھی جلسہ ہی میں پیش فرمایئے۔ کیونکہ ہم کو معلوم نہیں کہ سوائے ایک حصہ فیصلہ کے اور بھی کسی رسالہ کا ہمارے رسائل میں سے جواب لکھا گیا ہے۔ اسی درخواست پر جو آپ کھلی چٹھی میں فرماتے ہیں۔ مولانا مفتی عبداللطیف صاحب نے پروفیسر عبدالماجد قادیانی کو اعلان حقانی دیا تھا کہ کسی پنچ اور حکم کے سامنے جلسہ عام یا خاص میں پروفیسر (عبدالماجد قادیانی) گفتگو فرمالیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ۳۲رسائل مرزا قادیانی کے مرید معتقد کے نہیں۔ ان میں مرزا قادیانی کی تعریض نہیں۔ ان میں مرزا قادیانی ہی کے اقوال سے مرزا قادیانی کو مفتری کذاب، دجال جھوٹا ثابت کیا گیا ہے۔ انہیں الزامات کو پروفیسر صاحب نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے دفع کرنا چاہا تھا اور اسی کو آپ بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے ہی جلسہ کی درخواست جس کی آپ کرتے ہیں۔ جناب مفتی صاحب نے فرمائی تھی، جس پر پروفیسر صاحب نے اپنے کسی شاگرد کو پیش کرنے کو کہا تھا۔ جناب مفتی صاحب نے اس شرط کو بھی قبول فرما کر صحیفہ رحمانیہ میں اشتہار دیا کہ منظور ہے۔ بسم اللہ! حکم تحریر فرما کر مطلع فرمایئے۔ مگر پروفیسر صاحب نہ معلوم کون سے درجہ کی تعلیم میں مشغول تھے جو آج تک جواب نہ دیا۔ پھر مولوی حکیم محمد یعسوب صاحب نے جو جناب مفتی صاحب کے شاگرد ہیں۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۰ میں اعلان دیا، اس کو بھی زمانہ ہوگیا۔

صاحبزادہ صاحب! آپ کیا کریں گے جب پروفیسر صاحب ہی عاجز ہیں۔ کیا آپ ہی وہ لائق شاگرد ہیں جس پر پروفیسر صاحب کو ناز تھا۔ مگر یاد رہے:

کیا تیزیاں دکھائے گا اے نشتر جنون مدت سے ایک زخم جگر بھی چھلا نہیں

مونگیر کا مناظرہ یاد ہے؟ کیا ابھی سے بھول گئے؟ پھر بھی مناظرہ فرمایئے گا۔ بہت اچھا جو رسائل میں الزامات ہیں جن کو میں نے بیان کیا ہے۔ ان رسائل کے جواب لکھ کر آپ شائع فرمایئے۔ پھر بوکالت نامہ پروفیسر صاحب بشرائط مذکورہ اور ایک حکم مقرر کر کے

جلسہ فرمائیے۔ اس میں اس کی جانچ ہو جائے گی کہ وہ الزامات اٹھ گئے یا نہیں۔ اوّل ان رسائل کا جو مرزائی مذہب کے چبانے کے لئے ۳۲ دانت ہیں، جواب مرزا قادیانی ہی کی کتابوں سے دے کر طبع کرا دیجئے۔ پھر جلسہ منعقد فرمائیے۔ ورنہ اس سے پہلے ہوس خام ہے۔ اگر آپ کے اندر کیا آپ کے کسی قادیانی میں دم ہوتا تو آج تک کیا تھا، دسیوں جواب شائع ہو جاتے، گھر کا مطبع، کاتب۔ پھر دیر کیا تھی، بسم اللہ! میں بھی سخت بے چین ہوں۔ جلد ہمت فرما کر جواب تحریر فرمائیے:

ہاں جذب شوق ہاں تیرے قربان جاؤں میں | دل کی طرح اسے بھی جو بے تاب پاؤں میں

کیا ابھی تک آپ کو معلوم نہیں کہ چار برس سے جو رسائل طبع ہوتے ہیں، وہ رجسٹری اور بعض معتبر آدمیوں کے ذریعہ سے پروفیسر عبدالماجد قادیانی کے پاس حضرت مولانا نے بھیجے ہیں۔ کیا یہ چیلنج نہیں ہے۔ کیا مرزا قادیانی پر خاص بھاگلپور میں الزام لگائے جائیں تو احمدی جماعت کو جوش آئے اور تمام دنیا میں ۳۲ رسائل کا اعلان ہوا اور دنیا بھر مرزا قادیانی کو جھوٹا، کذاب، مفتری، کافر وغیرہ وغیرہ مرزا قادیانی ہی کے اقوال سے جانے۔ اس کا دفعیہ احمدی جماعت کے ذمہ فرض نہیں؟

صاحبزادے! کہو اس کھلی چٹھی سے مرزا قادیانی اور ان کے معتقدین کا سوائے کذب اور جھوٹ کے کیا ثابت ہوا۔ بس اب مستعد ہو کر رسائل کا جواب دیجئے اور خواب کے متعلق جواب طبع ہو بھی چکا ہے اور وہ چھپنے والے بھی ہیں۔ علاوہ ازیں خواب میں گفتگو ہی کیا۔ نہ نبی کا خواب، نہ پیغمبر کا، نہ اس کی تعبیر الہام سے ثابت، نہ اس پر کسی کو ایمان لانے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ ہاں مرزا قادیانی کے الہامات قطعیہ جن پر دنیا کو اسلام لانے کے لئے دعوت ہے۔ ان کی خبر لیجئے کہ وہ بھی مرزا قادیانی کو مفتری، کذاب، دجال، کافر، مرتد وغیرہ وغیرہ مرزا قادیانی ہی کے اقرار سے ثابت کرتے ہیں۔ یہ باتیں گفتگو کے قابل ہیں، جن سے مرزائی جان چراتے ہیں اور ہمارے عقائد تو وہی ہیں جو مسلمانوں کے عقائد ہیں، جن سے آپ خوب واقف ہیں۔ پہلے آپ اپنے الزامات کو دور کر لیں۔ پھر کسی کی خبر لیجئے: ’’تجھ کو کسی کی کیا پڑی، اپنی نبیڑ تو‘‘ ہم سے بہت لوگ گفتگو کر چکے ہیں اور اب آپ کی باری آئی ہے۔ آپ تو کیا آپ کے بڑے بڑے بھی ان مسائل کو سمجھ نہیں سکتے۔ جتنے مسائل میں آپ گفتگو کریں گے، ہم مستعد ہیں۔ مگر پہلے ان ۳۲ رسائل کا جواب دے لیجئے۔ تعجب ہے کہ ہم سے تو اپنی کھلی چٹھی کا جواب بھی چھپا ہوا چاہتے ہیں اور

اس قدر وقت بھی نہیں دیتے جس میں جواب طبع ہو سکے اور ہمارے رسائل جو چار سال سے طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا جواب باتوں ہی باتوں میں اڑانا چاہتے ہیں:

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

سوائے رسائل کے جواب طبع کرنے کے اور کوئی جواب قابل التفات بھی نہیں ہو سکتا۔

اگر واقعی تصفیہ منظور ہے تو فقط یہی صورت ہے کہ پہلے رسائل کا جواب دو پھر جلسہ میں مناظرہ کرو۔ ورنہ پھر بجز قادیانیوں کی جھوٹی تسلی کے اور کوئی نفع نہیں اور جو آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ پر حرام ہے کہ بغیر اس مجلس کے قائم کئے ہوئے، بھاگلپور سے تشریف لے جائیں۔ کیا احمدیہ جماعت ایسی مسخ ہوگئی کہ اسے حرام حلال کا بھی فرق معلوم نہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ پر جو قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ اس میں تو کوئی آیت ایسی نہیں جس میں اس کی حرمت ثابت ہو۔ البتہ مرزا قادیانی جھوٹے نبی کی جھوٹی کتاب جس کی شان ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' ہی نازل ہوا ہو تو۔ مگر واضح رہے کہ اس کی پابندی آپ ہی حضرات پر ہے۔ مسلمان لوگ اس شرّ کی آواز کو سنتے ہی نہیں اور آپ ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ جس کو چاہئے حرام حلال فرماویں، تو ابھی تو آپ صاحبزادہ ہی ہیں۔ جب ابھی سے دعویٰ نبوت ہے تو آئندہ کیا دعویٰ کرو گے اور اگر ویسے ہی لکھ دیا تو میں بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کے پیشواؤں پر کھانا پینا، سونا، بات کرنا حرام ہے۔ جب تک تمام رسائل کا آپ یا وہ جواب لکھ کر یا لکھوا کر طبع کرا کر جلسہ قائم کر کے حق وباطل کی تمیز نہ کرا دیں۔ آپ کے ملاحظہ کے لئے دوسری شہادت آسمانی کی تمہید اور مرزا محمود کی آمد آمد اور آسمانی نشان کے متعلق چند سوالات بھیجے جاتے ہیں۔ دیکھئے یہ کیسے زبردست چیلنج ہیں، اس کا جواب بے دیئے، اگر آپ کھانا پینا اپنے بڑوں پر حرام کرتے ہیں تو ایک بات بھی: ''سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جاست'' آپ نے پروفیسر صاحب کی چال کو نہ سمجھا۔ مگر اب تو سمجھو اور مناظرہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان جھوٹی کھلی چٹھیوں سے بجز آپ کے جھوٹ ظاہر ہونے کے کچھ نہ ہوگا۔ جن رسائل کا جواب آپ کے ذمہ ہے ان کی تفصیل کے لئے رسالہ حفاظت ایمان ملاحظہ ہو۔ مگر ہم آپ سے یقینی طور سے کہتے ہیں کہ یہاں سے قادیان تک کسی مرزائی کی طاقت نہیں کہ ان کا جواب لکھ سکے اور جو کوئی ہرزہ سرائی کرے گا وہ نہایت ذلیل ہوگا۔ ''واللہ المستعان وعلیہ التکلان''! مطبع رحمانیہ مونگیر!

بندہ محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری

مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۱۶ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دیندار بے نقاب

جناب زاہد صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’فاران‘‘ جب سے نکلنا شروع ہوا ہے، اپنی طرز کا یہ پہلا مضمون ہے جو ’’فاران‘‘ میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ مضمون فصاحت وادب کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نہیں لکھا گیا اور نہ اس نقطۂ نگاہ سے ہم نے اسے جانچا ہے۔ صاحب تحریر کو نہ مضمون نگاری کا شوق اور مشق ہے اور نہ وہ شہرت کا داعیہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ موصوف ایک خاموش دینی خدمت گزار ہیں اور اپنے ہر نیک کام کا اجراا پنے اللہ سے چاہتے ہیں۔

یہ مضمون خاصہ طویل ہے۔ مگر جب تک صراحت نہ کی جائے گی، بات پوری طرح کھلے گی نہیں۔ سنئے:

حیدرآباد دکن میں ایک صاحب کا نام ’’صدیق حسن‘‘ تھا۔ جو اپنے نام کے ساتھ ’’چن بسویشور‘‘ لکھتے تھے۔ عام طور پر ان کا نام اور لقب اس طرح لکھا جاتا تھا: ’’صدیق دیندار چن بسویشور‘‘ بلدہ حیدرآباد میں ان کی خانقاہ کا نام ’’خانقاہ سرور عالم‘‘ تھا۔ ان کے مرید اور متبع گیروا رنگ کا نیچا کرتہ اور اس پر صدری پہنتے تھے۔ سر پر کلاہ اور کلاہ پر ہرے رنگ کا صافہ باندھتے تھے۔ لانبے بال! پاکستان میں بھی ان لوگوں کی یہی وضع اور حلیہ ہے۔ کراچی ان کا مرکز ہے اور پاکستان کے شہروں میں اپنے مسلک کی تبلیغ کے لئے دورے کرتے رہتے ہیں۔ ہاں! تو میں نے صدیق دین دار صاحب کے بارے میں یہ سنا کہ یہ صاحب ہندوؤں کے فرقہ لنگایت میں تبلیغ کرتے ہیں اور بعض لنگایتوں کو مسلمان بھی بنا لیا ہے۔ یہ خبر میرے لئے ہر اعتبار سے دل خوش کن تھی۔

صاحب مذکور کی خانقاہ میں سیرت النبی ﷺ کے جلسے بھی ہوا کرتے تھے۔ دو تین بار مجھے بھی بلایا گیا۔ میں نے نظمیں پڑھیں۔ ایک بار نواب نثار یار جنگ[1] بہادر مرحوم سے اس

[1] حیدرآباد دکن میں اوّل تعلقدار (کلکٹر) تھے، بڑے خوددار اور سیر چشم، نماز روزے کے انتہائی پابند، داغ دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ مزاج تخلص کرتے تھے۔ ان کا مجموعہ کلام (کیفیات مزاج) شائع ہو چکا ہے۔ دکن میں سب سے زیادہ انہی سے میرے مراسم تھے۔ ایسے وضع دار اور ہمدرد دوست ہر کسی کو کہاں میسر آتے ہیں۔ دکن کی بربادی کے بعد ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے اور چار سال ہوئے کہ اسی خاک کا پیوند ہو کر رہ گئے۔ (اللھم اغفرہ وانزل علیہ امطار الرحمۃ)!

خانقاہ کا ذکر آیا تو بولے ’’اس شخص صدیق دیندار چن بسویشور کی میں نے بہت مالی مدد کی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ شخص غیر مسلموں کو دین حق کی راہ دکھا رہا ہے۔ مگر جب سے یہ معلوم ہوا کہ ایک عدالت میں صدیق دیندار نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اس دن سے مجھے اس سے شدید نفرت ہوگئی۔‘‘ میں نے چن بسویشور صاحب کے بارے میں اور زیادہ ٹوہ نہیں کی۔ نواب صاحب کو میں ہر اعتبار سے ثقہ راوی سمجھتا تھا۔ حیدرآباد دکن کے دو چار آدمیوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ میں ۱۹۴۴ء میں حیدرآباد دکن چھوڑ کر دلّی چلا آیا۔ پھر تقسیم ہند کا واقعہ پیش آ گیا اور ۱۹۴۷ء کے آخر میں دوسرے مصیبت زدوں کی طرح میں بھی پاکستان آ گیا۔

ہاں! یہ کہنا تو بھول گیا کہ یہ صدیق دیندار صاحب ’’مثیل یوسف‘‘ ہونے کا بھی دعویٰ کرتے تھے۔ حالانکہ وہ ذرا بھی خوبصورت نہیں تھے اور آنکھوں میں آشوب کی سی کیفیت تھی۔ جس سے حلیہ کچھ بگڑا ہوا ہی نظر آتا تھا۔ یہاں کراچی میں اس جماعت کے کچھ لوگ کبھی کبھار دکھائی دیئے اور ان میں سے ایک صاحب دفتر ’’فاران‘‘ میں تشریف لائے اور دبے لفظوں میں اپنے مسلک کا اظہار فرما بھی دیا۔ میں نے ان صاحب کو بری طرح جھاڑا۔ اس دن کے بعد پھر ادھر کا رخ نہیں کیا۔ اس واقعہ کو بھی تقریباً سات سال ہونے کو آئے۔

یہاں ڈیڑھ سال ہوا کہ ایک صاحب کی زبانی اطلاع ملی کہ دیندار جماعت کے لوگوں نے صدیق دیندار صاحب کا عرس کیا ہے۔ ایک دو جلسوں میں ان لوگوں کے اشتہارات بھی نظر سے گزرے۔ یاد پڑتا ہے کہ انگریزی زبان میں بھی کوئی چھوٹا سا پمفلٹ انہوں نے چھپوا کر تقسیم کیا تھا۔ غالباً اس موقع پر جب کراچی میں بہت سے ملکوں کے نمائندوں کی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔

چند مہینے ہوئے کہ اس جماعت کی طرف سے ایک کتاب دفتر ’’فاران‘‘ میں تبصرہ کے لئے وصول ہوئی تھی۔ مجھے نواب نثار یار جنگ بہادر مرحوم کی وہ بات یاد تھی کہ ’’صدیق دیندار نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ ’’میں مرزا غلام احمد قادیانی کو حق پر سمجھتا ہوں‘‘ میں نے دیندار جماعت کے ناظم سے خط وکتابت کی۔ وہاں سے جواب ملا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے۔ اس کے بعد ’’فاران‘‘ میں اس کتاب پر تبصرہ شائع ہوا اور ہم نے اس تبصرے میں قادیانیت کا ذکر نہیں چھیڑا اور اس باب میں احتیاط کو ملحوظ رکھا۔

اسی سال ربیع الاوّل میں مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے میرے نام سیرۃ النبی کے جلسہ کا دعوت نامہ آیا اور ان لوگوں نے بڑے اصرار کے ساتھ مجھے بلایا۔ سیرت النبی کا مبارک جلسہ بلانے والوں کا پرخلوص اصرار، پھر آزاد کشمیر دیکھنے کا مجھے شوق بھی تھا۔ اس شوق میں یہ حسرت بھی شریک تھی کہ مظفرآباد جانا ہوگیا تو وہاں سے مشہد بالاکوٹ کیا دور ہے؟ وہاں بھی ہو آؤں گا۔ بات طے پاگئی۔ کراچی سے چل کر راولپنڈی پہنچا اور وہاں سے بس کے ذریعہ مظفرآباد، راستہ بھر مناظر ہی مناظر فلم کے پردوں کی طرح نگاہ سے گزرتے رہے۔

مظفرآباد کی سیرت کمیٹی نے گورنمنٹ کالج میں مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام کیا تھا۔ صبح کو معلوم ہوا کہ سعید بن وحید صاحب بھی اس جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے کراچی سے آئے ہیں۔ کھانے کے وقت ان سے ملاقات ہوئی تو پتہ چلا یہ تو صدیق دیندار صاحب کے چیلے ہیں۔ ان کے ساتھ اسی مخصوص لباس میں اس مضمون کے لکھنے والے (زاہد صدیقی) بھی تھے، جن کا نام اس وقت تک معلوم نہ تھا۔ شب میں سیرت کا جلسہ ہوا۔ مظفرآباد کی آبادی کے تناسب سے یہ بہت بڑا مجمع تھا۔ نشستوں کا انتظام بھی معقول تھا۔ میں نے نعتیہ نظمیں پڑھیں۔ دو تین مولوی صاحب نے تقریریں کیں۔ ان کے بعد سعید صاحب نے خاصی دلچسپ تقریر کی۔ جس میں کوئی چیز کسی کو نہیں کھٹکی۔ سعید بن وحید اور زاہد صدیقی دونوں صاحبان نماز ہمارے ساتھ ہی جماعت سے پڑھتے تھے۔ اس لئے میرے دل میں یہ حسن ظن پیدا ہونے لگا کہ ان لوگوں کے بارے میں شاید کچھ مبالغہ آمیز باتیں مشہور کردی گئی ہیں یا ان کا کل بدوشوں نے پاکستان میں آنے کے بعد اپنے عقائد بدل دیا ہے یا کم سے کم ان میں اعتدال پیدا کرلیا ہے۔

سعید بن وحید صاحب نے اپنے پیرومرشد بانیٔ سلسلہ صدیق دیندار صاحب کی ایک تصنیف مجھے دی۔ جس میں یہ پڑھ کر کہ صاحب تصنیف نے قادیانی فرقہ کو ''اسلام[1] کا ایک فرقہ'' کہا ہے۔ طبیعت کو بڑا انقباض ہوا۔ شب میں سیرت النبی کا آخری اجلاس تھا۔ اس جلسہ میں زاہد صدیقی صاحب نے تقریر کی اور اس کے بعد سعید بن وحید صاحب نے۔ پہلے دن اعلان کیا گیا تھا کہ صاحب موصوف دوسرے دن بھی تقریر کریں گے۔ کیونکہ ان کی تقریر نامکمل رہ گئی ہے۔ ان کی تقریر خاصی طویل ہوگئی۔ مگر مجمع نے اسے دلچسپی کے ساتھ سنا۔ جلسہ کے اناؤنسر جناب ہاشمی صاحب نے انہیں ٹوکا اور یہ اپنی تقریر ادھوری چھوڑ کر اسٹیج سے

[1] مسلمانوں کا ایک فرقہ یا اسلام کا ایک فرقہ، ان میں سے کوئی ایک جملہ تھا۔ (م،ق)

ہٹے تو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چند لوگ اٹھنے لگے۔ اس لئے ان کو پھر بلایا گیا اور انہوں نے اپنی تقریر اب جو شروع کی ہے تو کیمونسٹوں اور قادیانیوں کی طرح مجمع کی دلچسپی اور اپنی مقبولیت سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی۔

اب کی باران کا انداز بیان تصوّف آمیز تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی نعت ومنقبت کے ساتھ حضور ﷺ کے امتیوں کی تعریف اس طرح کی جس سے دوسرے انبیاء کرام کی تنقیص کا پہلو نکلتا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے ضبط کیا۔ خیال یہ تھا کہ شاید تقریر کی رو میں وہ ایسا کہہ گئے ہیں۔ مگر میرا خیال غلط نکلا۔ وہ اپنی تقریر میں پوری طرح کھل گئے اور ان کے دل کی بات زبان تک آہی گئی۔ تانبے پر چاندی کے اس ملمع کو ایک نہ ایک دن اترنا ہی تھا۔ ملمع کو دوام نہیں، یہ چھٹ کر اور اتر کر ہی رہتا ہے۔ سعید بن وحید صاحب نے اپنی تقریر میں ایسا رنگ اختیار کیا کہ جس میں امت محمدیہ ﷺ کے اولیاء اور صالحین کو انبیاء کرام پر ترجیح دی گئی۔ وہی عجمی تصوف کے نکتے اور لطیفے، لفظی موشگافیاں۔ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ: ’’جہاں سے نبوت ختم ہوتی ہے، وہاں سے تو مومن کے کمال کا آغاز ہوتا ہے اور کوئی مومن اگر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے مرتبہ سے نیچی بات کرتا ہے۔‘‘

تقریر میں انبیاء کرام کی تنقیص کا رنگ غالب تھا۔ اب مجھ سے ضبط نہ ہوسکا۔ میں تیزی کے ساتھ بڑھ کر مائیکروفون پر آیا اور میں نے کہا کہ سیرت النبی کے اسٹیج سے یہ قادیانیت کی تبلیغ ہورہی ہے۔ مرزائے قادیان نے بھی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص اور توہین کی ہے اور اس سے اس کا مقصود اپنی جھوٹی نبوت پر دلیل لانا تھا۔ یہی انداز ان صاحب (سعید بن وحید) نے اختیار کیا ہے۔ نبی کی تنقیص کفر ہے اور اولیاء تو ایک طرف رہے۔ کوئی بڑے سے بڑا صحابی، نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

اس کے بعد جلسہ ختم ہوگیا۔ دوسرے دن مظفرآباد کی جامع مسجد میں نماز سے پہلے میں نے تقریر کی ’’مقام نبوت‘‘ تقریر کا موضوع تھا۔ رات کی گمراہ کن تقریر کے مالہ وماعلیہ پر بھی روشنی ڈالی۔ شام کو کچھ حضرات مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے کہا: سیرت النبی کے جلسہ میں اس شخص کو بروقت ٹوکنے اور جامع مسجد کی تقریر کا شہر میں خاصہ چرچا ہے۔ آپ نے ایک بڑے فتنہ کو بے نقاب کردیا۔ ہاں! یہ بات تو کہنے سے رہی جاتی ہے کہ اس آخری جلسہ کی صبح کو ہم نے ناشتہ کیا تو دسترخوان سے اٹھتے وقت میں نے زاہد صدیقی صاحب سے کہا

کہ آپ کراچی جب لوٹ کر آئیں تو مجھ سے آ کر ضرور ملیں۔ پھر میں دوسرے دن مظفر آباد سے راولپنڈی آیا۔ وہاں سے اسی شب لاہور میں پہنچا۔ لاہور سے ملتان کے مشاعرے میں شرکت کرتا ہوا کراچی آ گیا۔

دسمبر کے شروع میں زاہد صدیقی دفتر ''فاران'' میں میرے پاس تشریف لائے۔ اس موضوع پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے محسوس کیا کہ ان میں قبول حق کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ وہ بے چارے محض ناواقفیت کے سبب اس جماعت کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ قادیانیت سے وہ انتہائی بیزار ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی مشہور تالیف ''قادیانی مذہب'' کو پڑھ لیجئے۔ آپ کو صدیق دیندار چن بسویشور کے معتقدات کا پتہ چل جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کتاب کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ مظفر آباد کے بعد میں نے اس جماعت کے معتقدات کا اپنے طور پر پتہ بھی لگایا ہے کہ یہ لوگ اصل میں کیا ہیں؟

اس واقعہ کے تیسرے یا چوتھے دن وہ پھر دفتر میں آئے میں نے ''قادیانی مذہب'' کے وہ اوراق انہیں کھول کر بتائے۔ جن میں صدیق دیندار چن بسویشور کا ذکر تھا۔ انہوں نے کتاب لے لی اور پڑھنے میں منہمک ہوگئے۔ میں دفتری ڈاک دیکھتا رہا۔ کتاب پڑھ کر وہ ایک خاص تأثر کے ساتھ بولے کہ مجھے تو اب تک ان باتوں کا پتہ ہی نہ تھا۔ آپ مجھے یہ کتاب گھر پر مطالعہ کے لئے دے دیجئے۔ چن بسویشور کی جن کتابوں کے اقتباس پروفیسر برنی صاحب نے دیئے ہیں۔ ان کتابوں کو میں اس جماعت کے لوگوں سے لے کر پڑھوں گا؟ میں نے ان سے کہا کہ جناب الیاس برنی نے اس کتاب میں جو بات لکھی ہے صحیح حوالہ کے ساتھ لکھی ہے۔ خود قادیانی گروہ اس کتاب کے حوالہ (Referenes) کی تردید نہیں کرسکا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اصل کتابیں آپ کو یہاں نہ مل سکیں یا یہ لوگ ان کتابوں کو چھپائیں۔ پھر میں نے ان سے چائے پینے کے لئے کہا۔ وہ مسکرا کر ہچکچانے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ آج چائے تو آپ کو میں پلا کر چھوڑوں گا۔ صدیق دیندار کی اس گمراہ جماعت نے ایک حلال چیز کو اپنے اوپر بلاوجہ حرام کرلیا ہے۔ چائے بہت سے آدمی نہیں پیتے۔ آپ کی طبیعت نہ چاہے تو آپ بھی نہ پیا کیجئے اور اس کا کثرت سے استعمال صحت کے لئے کچھ اچھا ہے بھی نہیں۔ مگر ایک حلال چیز کو حرام سمجھنا دین میں زیادتی ہے۔ خیر! چائے آئی، انہوں

نے چائے کی پیالی:

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

کہتے ہوئے اٹھالی۔ چند دنوں کے بعد وہ پھر تشریف لائے بولے کہ حق پوری طرح واضح ہوگیا۔ چن بسویشور صاحب کی جن کتابوں کا ’’قادیانی مذہب‘‘ میں الیاس برنی صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ وہ بھی مل گئیں۔ میں نے حوالوں کو اصل کتاب سے مقابلہ کر کے دیکھا تو نقل کو مطابق اصل پایا۔ بعض باتوں کی حقیقت تو خود میری اپنی تحقیق سے کھل گئی تھی اور اب تو شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔

میرے دریافت کرنے پر کہ آپ اس جماعت سے متاثر کس طرح ہوئے؟ بولے کہ باسم ضلع اکولہ (برار) کا رہنے والا ہوں۔ سعید بن وحید وہاں کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں ٹیچر تھے۔ ان سے میں نے تعلیم حاصل کی ہے۔ یہاں پاکستان میں آنے کے بعد ان کے لباس سے، ان کی گفتگو سے اور اس سے کہ یہ لوگ سختی اٹھا کر تبلیغی دورے بھی کرتے ہیں، متاثر ہوگیا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ جماعت قادیانیت ہی کی ایک انتہائی خطرناک شاخ ہے اور آپ کی اس رائے سے مجھے پورا اتفاق ہے کہ یہ لوگ ’’تقیہ‘‘ بھی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو چھپائے رہتے ہیں۔ میں نے موصوف سے درخواست کی کہ آپ ایک مضمون کی صورت میں اپنے تاثرات قلمبند فرمادیں تو میں ’’فاران‘‘ میں چھاپ دوں گا۔ انہوں نے بطیّب خاطر مضمون لکھنے کا وعدہ فرمایا اور اپنے وعدے کو پورا بھی کردیا۔ یہ مضمون اعتراف صداقت کا ایک قبالہ نامہ اور قبول حق کی ایک دستاویز ہے۔ اس قدر انشراح صدر کے ساتھ قبول حق اور پھر اس کا جرأت آمیز اظہار قوت ایمانی کی دلیل ہے۔ (ماہر القادری)

دیندار انجمن؟

کتنی مبارک تھی وہ مجلس جس میں مجھے ایک مرد قلندر کو دیکھنے اور نعتیہ اشعار سننے کا پہلی بار اتفاق ہوا۔ یعنی عاشق رسول جناب ماہر القادری کی زیارت سے جلسہ سیرت النبی منعقدہ ۱۷، ۱۸ ماہ اکتوبر بمقام مظفر آباد آزاد کشمیر مشرف ہونے کا موقع ملا اور کیسی انقلابی تھیں وہ گھڑیاں، جب میں نے اس شیر دل انسان کو ہزارہا افراد کے مجمع میں عشق رسول اور غیرت ایمانی کے لئے بے پناہ تقاضوں سے مجبور ہوکر اسٹیج کے قواعد کو بالائے طاق رکھتے

ہوئے ایک منافق اور بے ضمیر مبلغ اور مقرر سعید بن وحید بی.اے (علیگ) کو محبت رسول کے ملمع میں قادیانیت کا زہر سیدھے سادے مسلمانوں کو کھلاتے دیکھ کر گرجدار آواز میں مائک پر آکر ٹوکتے ہوئے دیکھا۔ اس مرد خدا کی بروقت مداخلت نے نہ صرف ہزارہا افراد کے سامنے مقرر کو بے نقاب کردیا۔ بلکہ مجھ جیسے سادہ لوح اور جذباتی نوجوانوں کو ظلمت میں گھرنے سے قبل چونکا دیا۔

کیونکہ راقم الحروف نے چار سال کا عرصہ ہوا۔ ''جمعیت حزب اللہ دیندار انجمن'' کو ایک تبلیغی ادارہ تصور کرتے ہوئے زندگی وقف کرکے اپنی خدمات پیش کردی تھیں۔ اس کے بعد سے مندرجہ بالا واقعہ تک میں ایک سرگرم مبلغ کی حیثیت سے مغربی پاکستان میں دورہ کرتا رہا اور ہزارہا افراد کے مجمع میں اس جماعت کا تعارف کراتا رہا۔ لیکن یہ کسے خبر تھی کہ جنہیں میں نے خدام الدین سمجھا ہے وہ غارتگر ایمان اور منکرین ختم نبوت ہیں۔ صوفیانہ حلیہ[1]، دیندارانہ وضع قطع، فرقوں کے اتحاد کے متمنی۔ غرض یہ کہ انہیں آپ دیکھ کر کبھی بھی یہ تصور نہیں کرسکتے کہ اس وضع قطع کے لوگ بھی دین داری کی آڑ لے کر بے دینی اور مشرکانہ عقائد کی درپردہ تبلیغ کرتے ہوں گے۔ خدا بھلا کرے جناب ماہر القادری کا کہ انہوں نے بروقت اس جماعت کی اصلیت سے آگاہ فرما کر ہزارہا افراد کو بھنور سے نکالا۔

ہوا یوں کہ اس سال مظفر آباد سیرت کمیٹی نے سیرت النبی ﷺ کے جلسے میں دیندار انجمن کے ایک مبلغ سعید بن وحید بی.اے کو مدعو کیا۔ سعید بن وحید صاحب نے جب کہ میں رحیم یار خان میں دورہ پر تھا۔ مقررہ تاریخ تک مظفر آباد پہنچنے کو کہا۔ میں ۱۳/اکتوبر کو مظفر آباد پہنچا۔ اس وقت تک دیگر مقررین میں سے کوئی بھی نہ پہنچا تھا۔ شام میں بعد عصر سیکرٹری سیرت کمیٹی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا سعید بن وحید صاحب اور ماہر القادری صاحب میں کوئی اختلاف ہے؟ چونکہ میرے علم میں ان کا کوئی ذاتی اختلاف نہیں تھا۔ میں نے نفی میں جواب دیا۔ انہیں اطمینان ہوگیا کیونکہ انہوں نے ماہر القادری صاحب کو بھی دعوت دی تھی۔ شاید ۱۶/اکتوبر کو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد سعید بن وحید صاحب اور

[1] اس جماعت کا مخصوص لباس ہے۔ گیرو کرتہ، ہری پگڑی، لمبے بال۔ کراچی میں لارنس روڈ مقابل پاکستان کوارٹرز جاوید ڈرائی کلینرز اس جماعت کا دفتر ہے اور پشاور میں چوک یادگار میں پنجاب میں چک وحی ۵۷ اور لائل پور۔

ماہرالقادری صاحب بھی مظفرآباد پہنچ گئے۔ دونوں میں بظاہر کوئی اختلاف نظر نہ آیا۔ میں نے سعید صاحب سے پوچھا کہ کیا ہمارے ادارہ سے ماہرالقادری صاحب کو کوئی اختلاف ہے؟ سعید صاحب نے جواب دیا کہ ’’ہاں وہ تصوف کا دشمن ہے اور حضرت صاحب (صدیق دیندار چن بسویشور) کی کتاب معراج المومنین پر بے تکی تنقید کی ہے۔‘‘

اختلاف خیر کوئی ایسا اختلاف نہ تھا میں خاموش ہو رہا۔ دوسرے دن جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی مقررین زیادہ تھے۔ ماہرالقادری صاحب کے لئے نعتیہ کلام کے علاوہ ایک گھنٹہ کا وقت مقرر تھا اور سعید صاحب کو بھی ایک گھنٹہ دیا گیا تھا۔ لیکن سعید صاحب کے مضمون کا پھیلاؤ دیکھتے ہوئے، ماہرالقادری صاحب نے اپنا ایک گھنٹہ بھی انہی کو دے دیا۔ اس طرح سعید بن وحید صاحب تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بولتے رہے۔ تقریر اچھی رہی۔ دوسرے دن بھی ماہرالقادری صاحب نے مجمع کے اصرار کے باوجود خود تقریر نہ کی اور (ان کی سادگی اور نیک نیتی دیکھئے) آج بھی اپنا وقت سعید صاحب کو دے دیا۔ لیکن مجھے انتہائی رنج اور افسوس ہے کہ دوسرے دن کی طرح فلسفیانہ مغالطوں اور منطقی پیچیدگیوں کا سہارا لیتے ہوئے تصوف کی چاشنی کے ساتھ نہ صرف قادیانی نبی کو مسیح موعود منوانے کی کوشش بے جا کی بلکہ انبیاء کرام کی توہین تک اتر آئے۔ مجمع میں عام اضطراب نظر آنے لگا۔ لوگ حیران تھے کہ سیرت النبی ﷺ کے اسٹیج سے ہم کیا سن رہے ہیں؟ اسٹیج سیکرٹری نے پریشان ہو کر سعید صاحب کو تنبیہاً ایک رقعہ بھی دیا۔ لیکن ایسا موقع انہیں پھر کب ملنے والا تھا۔ یہ پروا کئے بغیر کہتے چلے گئے۔ میں مبہوت بنا بیٹھا تھا۔ ایسی باتیں پہلی بار ان کی زبان سے میں نے سنیں۔ اسی کشمکش کے عالم میں جب کہ میں سوچ رہا تھا کہ آج سعید صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کیسی الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں۔ ماہرالقادری صاحب شاہین کی طرح جھپٹے اور مائک پر گرجدار آواز میں آپ نے سوال کیا: سعید صاحب آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ مختصر سا سوال ایک بجلی تھا، جس نے خرمن باطل کو جلا کر رکھ دیا۔

اس پر چند لوگ کھڑے ہو گئے اور ماہر صاحب پر آوازے کسنے شروع کر دیئے۔ ایک طرف سے آواز آئی ’’آپ بیٹھ جایئے، ختم نبوت کی بہترین تشریح ہو رہی ہے۔ (یہ کسی قادیانی کی آواز تھی) دوسری طرف سے شور اٹھا۔ ’’یہ قادیانیوں کا اسٹیج نہیں ہے۔‘‘ اسٹیج سیکرٹری کی انتظامی صلاحیتوں کی داد دینی چاہیئے کہ ایسے نازک لمحات میں انہوں نے چند

منٹ میں مجمع پر قابو پالیا۔ اس کے بعد صرف دس منٹ میں ماہر صاحب نے سعید بن وحید صاحب اور دیندار انجمن کے گمراہ کن عقائد کی پول کھول کر رکھ دی۔ دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد سلطانی مسجد میں اسی مار آستین جماعت کے متعلق آپ نے مزید معلومات لوگوں تک پہنچائیں۔ نماز جمعہ کے بعد کئی لوگ ہماری قیام گاہ پر آئے اور سعید بن وحید سے ان کے عقائد کی وضاحت طلب کی۔ لیکن موقع کی نزاکت کو بھانپ کر سعید بن وحید صاحب نے گول مول جواب دے کر سب کو ٹال دیا۔

ان ہنگاموں کے بعد میں ماہرالقادری صاحب سے ملا اور پوچھا کہ کیا آپ کے پاس اس جماعت کے قادیانی ہونے کا کوئی تحریری ثبوت موجود ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ''قادیانی مذہب'' مصنفہ پروفیسر الیاس برنی پڑھ لیجئے اور اگر آپ کو نہ ملے تو کراچی میں دفتر ''فاران'' آکر مجھ سے ملئے۔ اس کے بعد میں نے ماہر صاحب سے سوال کیا کہ ''جب آپ ان کے عقائد سے واقف تھے تو پھر آپ نے پہلے ہی کیوں نہ کہا اور تقریر کے لئے سعید صاحب کو اپنا وقت بھی کیوں دے دیا؟'' ماہرالقادری صاحب نے جواب دیا ''مولانا! یہی تو سب سے زیادہ خطرناک بات ہے کہ یہ لوگ تقیہ بھی کرتے ہیں۔ ان کی کتاب معراج المؤمنین پر تبصرہ سے پہلے میں نے ان لوگوں سے خط وکتابت میں مندرجہ ذیل سوال کئے:

۱...... مرزاغلام احمد قادیانی کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

۲...... صدیق دیندار چن بسویشور کی آپ کی نظر میں دینی پوزیشن کیا ہے؟

۳...... یوسف موعود ہونے کا دعویٰ جو دیندار صاحب نے کیا تھا، اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

ان سوالوں کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ ''ہم ہر مدعی نبوت کو کافر، کاذب، دجال کہتے ہیں اور صدیق دیندار صاحب کو پیر طریقت سے زیادہ کچھ نہیں مانتے۔'' معاملہ صاف تھا۔ میں نے ''ظن المؤمنین خیراً'' کے پیش نظر اس جواب سے مطمئن ہوکر نہایت نرم انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے تصوف کی بھول بھلیوں میں کھو جانے والی جماعت ان کو قرار دیا۔ لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ یہ اس قدر منافقانہ انداز میں کام کرتے ہیں اور یہ کیا کم حیرت کی بات ہے کہ آپ کو ان کے ساتھ چار سال کا عرصہ کام کرتے ہوگیا۔ لیکن آپ سے بھی اس قدر اپنے عقائد چھپاتے رہے۔

ماہرالقادری صاحب سے یہ تفصیلات معلوم کر کے میں نے ٹھان لی کہ چاہے مجھے دس

سال اوراس جماعت کے ساتھ رہنا پڑے میں ضروران کی تمام تصانیف پر جواب تک مجھے نہ دی گئی تھیں، قبضہ کروں گا اورانہیں اس منافقت کا مزہ چکھاؤں گا۔ چنانچہ میں نے سعید صاحب سے کشمیر میں علیحدگی کوخلاف مصلحت سمجھا اوران کے ساتھ دورہ کرتے ہوئے کراچی لوٹا۔ کراچی آ کرسب سے پہلے مختلف ترکیبوں سے اس ادارہ کی انتہائی اہم اورخفیہ تصانیف حاصل کرلیں۔ اس کے بعد ماہرالقادری صاحب سے ملاقات کی۔ کئی ملاقاتوں کے بعد جناب ماہرالقادری کے اصرار پر اپنا قرض ادا کرنے کی خاطر پیش نظر مضمون لکھ رہا ہوں تاکہ مجھ جیسے ہزارہا فریب خوردہ نوجوان ان کے مکروفریب سے واقف ہوجائیں اور جولوگ میرے ذریعہ سے اس جماعت کا مالی تعاون کیا کرتے تھے۔ وہ مجھے معاف فرماتے ہوئے علیحدگی اختیار کرلیں۔

اگرچہ میں اس قابل نہ تھا کہ ’’فاران‘‘ جیسے معیاری پرچہ کے صفحات میرے بے ربط خیالات سے سیاہ ہوں۔ لیکن پیش نظر مقصد کی اہمیت کے لحاظ سے مجبوراً اس ذمہ داری کوقبول کرنا پڑا۔ امید ہے کہ ناظرین میری خامیوں کونظرانداز فرماکر صرف اس بات کا خیال رکھیں گے کہ جس مقصد کے تحت یہ مضمون لکھا گیا وہ مقصد پورا ہوا یا نہیں۔ اگرکوئی مزید وضاحت طلب بات رہ گئی ہوتو آئندہ اس کی بھی وضاحت کردوں گا۔ اس شمارہ میں فی الحال دیندار انجمن کی چند تصانیف کے اقتباس مع حوالہ بلاتبصرہ پیش کررہا ہوں۔ تاکہ علماء کرام اس طرف توجہ فرمائیں اور اس اٹھتے ہوئے فتنہ کو بڑھنے سے پہلے کچل دیں اورعوام اس سے خبردار ہوجائیں۔

دیندار انجمن کا اجمالی تعارف: اس انجمن کا قیام ۱۹۲۴ء میں عمل میں آیا۔ اس کے بانی کا نام ’’صدیق دیندار چن بسویشور‘‘ ہے۔ صدیق دیندار چن بسویشور کی تصانیف میں سے مجھے صرف مہرنبوت، خادم خاتم النّبیین، جامع البحرین، معراج المؤمنین اور دعوت الی اللہ دستیاب ہوسکی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔ مگر وہ بہائیوں کی کتاب اقدس کی طرح فضا سازگار ہونے کے بعد میدان میں آئیں گی۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چن بسویشور صاحب نے قادیان جاکر بشیرالدین محمود خلیفہ قادیان کی بیعت کی۔ پھر مولانا محمد علی لاہوری مرزائی سے قادیانی تفسیر پڑھی اور پھر حیدرآباد دکن آ کر ہندوؤں کی کتابوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیوں کو کھینچ تان کر اپنے پر چسپاں کرتے ہوئے ہندوؤں کا اوتار چن بسویشور ہونے کا دعویٰ کردیا۔ اس کے بعد ایک خانقاہ آصف نگر حیدرآباد دکن میں بنائی اوراس کا نام ’’خانقاہ سرور عالم یا جگت گروآشرم‘‘ رکھا۔ یوسف موعود اورمثیل موسیٰ کے

دعویٰ کے علاوہ یہ بھی دعویٰ کیا کہ: ’’خانقاہ سرور عالم واقع آصف نگر میں حضرت محمد مصطفیٰ کی دوبارہ بعثت ہوئی ہے۔‘‘ اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے جس طرح آیات قرآنی اور احادیث کا چہرہ مسخ کر کے تاویل در تاویل، عجمی خرافات اور مشرکانہ عقائد کو اسلام میں ٹھونسنے کی کوشش کی گئی۔ اس دیدہ دلیری کی مثال نہیں ملتی۔ یہیں پھر بات ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آگے چل کر اپنے آپ کو اللہ اور قیامت کا مالک، شافع محشر بھی لکھا۔ مریدوں کو فتوحات اور زمینی خزانے نکلنے کے سبز باغ دکھا کر لاکھوں روپیہ بٹورا اور آخرکار ایک دن اپنے متبعین کو دھوبی کے گدھے کی مثال گھر کا نہ گھاٹ کا چھوڑ کر دوبارہ بار بار آنے کا وعدہ کر کے چل بسا۔

آج کل اس جماعت کی تین تحریکیں تین، مختلف ناموں سے چل رہی ہیں اور پورے ہندوپاک میں اس کے مبلغین پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں یہ تحریک ’’حزب اللہ دیندار انجمن‘‘ کہلاتی ہے۔ اس کی ایک شاخ کراچی میں بھی ہے۔ کراچی میں سعید بن وحید صاحب بی۔اے (علیگ) کی امارت میں ’’جمعیت مجاہدین فی سبیل اللہ دیندار انجمن‘‘ کے مبلغین کام کر رہے ہیں اور تیسری تحریک ’’مرکزی دیندار انجمن‘‘ کے نام سے چل رہی ہے۔ اس کے مبلغین پنجاب اور پشاور میں ظاہر اور پوشیدہ[1] طریقہ سے کام کر رہے ہیں۔

چن بسویشور اور قادیانیت

یہ اجمالی تعارف تھا۔ اس کے بعد میں اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ چن بسویشور صاحب کی ایک منظوم تصنیف مع تشریح بنام ’’مہر نبوت‘‘ کے (ص۲۵) پر درج ہے کہ: ’’نبیوں کے اسرار مجھ پر کھلنے کے دو اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ کہ فقیر ۱۹۰۸ء میں فتنہ دجال سے کماحقہ واقف ہو کر جستجوئے مسیح میں تھا۔ ۱۹۱۴ء میں مسیح کو (مرزاغلام احمد) پایا اور نہایت مخلصانہ طور پر اٹھائیس سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے مزید حصول ’’علم دین‘‘ کے لئے قادیان پہنچا اور مرزا قادیانی کے تحریر کردہ دس ہزار صفحات سے جن میں تین سو جگہ مسئلہ ختم نبوت کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پورا پورا واقف ہو گیا۔ اس طرح ’’اسرار نبوت‘‘ کے کھلنے کا اس فقیر پر یہ پہلا سبب ہے۔‘‘ (مہر نبوت ص۲۵)

[1] ضلع لائل پور چک وحی ۵۷ میں سید عبدالقیوم اور ابوالعرفان عبدالقادر صاحب پیر بنے بیٹھے ہیں اور اسی طرح لانڈھی میں قاری صاحب حیدرآبادی امامت کر رہے ہیں۔ ممکن ہے اور بھی ہوں۔

مندرجہ بالا اقتباس سے چنن بسویشور صاحب کا قادیان جانا، مرزا کو مسیح موعود ماننا اوراس کی تصانیف سے اسرار نبوت کا کھلنا ثابت ہوتا ہے۔

یوسف موعود: قادیان میں مرزا غلام احمد کی تصانیف سے اسرار نبوت چونکہ دیندار چنن بسویشور صاحب پر مکشوف ہو چکے تھے۔ اب دعویٰ نبوت میں کیا چیز مانع تھی۔ حیدرآباد پہنچ کر فوراً دعویٰ کر دیا کہ میں یوسف موعود، مامور من اللہ، چنن بسویشور ہوں اور ایک کتاب ''خادم خاتم النّبیین'' اپنے دعویٰ کی وضاحت کے لئے لکھی۔ جس میں جگہ جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کے حوالے دے کر لکھا ہے کہ ''اے بشیرالدین محمود آپ ایک متقی مرد ہیں، ویر بسنت ہیں۔ میں یوسف موعود، مصلح موعود، مامور من اللہ، چنن بسویشور ہوں۔'' مثلاً خادم خاتم النّبیین کے (ص۹،۱۰) پر لکھا ہے کہ: ''اب حق آ گیا اس کی طرف حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ارشاد کیا تھا کہ جب تک کوئی روح القدس سے تائید پا کر کوئی کھڑا نہ ہو تم سب مل کر کام کرو اور اس کے بعد اس کی اتباع کرنا۔ اسی میں نجات ہے۔ اس کام کے لئے اپنی جماعت میں رات دعا کرتے رہنے کے لئے کہا تھا:

عید منوائیو اے احمدیو تم سب مل کر منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا

گزشتہ تین سال میں میاں صاحب کے نام میں نے متعدد خطوط بھیجے اور بارہا لکھا کہ: ''دکن کے اولیاء اللہ'' (ہندو سادھو وغیرہ) کے کتب پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایک شخص شمال میں ویر بسنت (والوالعزم محمود) نامی پیدا ہوگا۔ وشنو (غلام احمد قادیانی) کی گادی پر بیٹھے گا۔ اس کے بعد اور بھی تفصیلی ذکر کر کے بشیرالدین محمود کو ہندوؤں کی کتابوں سے موعود انسان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے متعلق لکھا ہے کہ: ''اس کی اصلاح صدیق دیندار چنن بسویشور کرے گا۔'' (خاتم النّبیین ص۱۰)

دکن میں مامور: دعویٰ چنن بسویشور کے متعلق لکھا ہے کہ ''دکن میں ایک مامور کا انتظار تقریباً آٹھ سو سال سے چلا آ رہا ہے اور اس دھوم سے کہ کرناٹک کا ہر بچہ بڑا واقف ہے۔ اتنا انتظار کسی مامور کا مسلمانوں میں نہیں۔ اس کثرت سے نشانات بیان کئے گئے ہیں کہ مہدی اور مسیح کے بھی نہیں۔'' (خادم خاتم النّبیین ص۱۱)

دوسری تصنیف ''دعوت الی اللہ'' کے (ص۱۷،۱۸) پر اس دعویٰ کے متعلق پیش گوئیاں ہندوؤں کی کتابوں سے جمع کی گئی ہیں۔ مثلاً: ''شیو خود دنیا کی ایک سو ایک ذاتوں کو

ایک کرنے آئے گا۔ دس اوتار کے رنگ میں خود گھوڑے پر سوار ہوکر ملک ملک پھرے گا۔ بسو پربھو اس کو انسان سمجھ کر انکار کر کے اس سے بات مت کرو۔ دائم قائم رہنے والا، پرماتما خود اترا ہے، معجزے دکھائے گا۔ ایشور کے روپ والا دنیا میں ایشور آتا ہے کوئی دیر نہ ہوگی۔ دنیا کا ایشور چن بسویشور دنیا کے کھیل اور فریب فاش کرے گا۔ شنکر زمین پر اترے گا۔‘‘

(دعوت الی اللہ ص۱۷،۱۸)

غور فرمایا آپ نے، چن بسویشور دائم قائم رہنے والا، پرماتما، ایشور، شنکر اور معجزے دکھانے والا گویا نبی سب ہی کچھ ہے۔ اسی قسم کے مختلف سادھوؤں، سنتوں، رشی لوگوں کی (جن کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں) مجذوبانہ بڑ سے فائدہ اٹھا کر اسرار نبوت کے کھلنے کے بعد صدیق دیندار صاحب چن بسویشور اوتار بن بیٹھے۔

نبی کریم پر تہمت: اگر مندرجہ بالا دعویٰ سادھوؤں اور غلام احمد قادیانی کے الہامات ہی پر مبنی ہوتا تو ہمیں کوئی زیادہ تردد نہ ہوتا۔ لیکن دیدہ دلیری کی حد ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ: ’’حضور ﷺ نے جو تاریخ پیدائش میری بتائی ہے اور حالات بتائے ہیں۔ وہی اولیائے دکن (سادھوؤں) نے بتائے ہیں اور انہوں نے جو تاریخ پیدائش اور حالات بتائے ہیں، وہی مرزا قادیانی کی کتب میں نظر آتے ہیں۔‘‘ (خادم خاتم النّبیین ص۱۶)

یہ نبی کریم ﷺ پر اتنی بڑی تہمت ہے کہ اللہ اس پر جس قدر مواخذہ کرے، کم ہے۔ مندرجہ بالا اقتباسات سے اچھی طرح واضح ہوگیا ہے کہ صدیق دیندار صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانا۔ بشیرالدین محمود خلیفہ قادیان کو بھی ایک متقی اور موعود انسان ثابت کرنے کی کوشش کی اور خود بھی یوسف موعود، مصلح موعود، چن بسویشور، شنکر وغیرہ بننے کے خبط میں عمر گزاری۔ اس جماعت اور بانیٔ جماعت کے چونکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک دعویٰ اور عقائد ہیں۔ اس لئے میں مزید چند حوالے قادیانیوں سے تعلق رکھنے کے متعلق پیش کرنے کے بعد اصل مقصد کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

مرد متقی: خلیفہ قادیان کے متعلق لکھا ہے کہ ’’اے خلیفۂ جماعت احمدیہ میں آپ کو ایک زمانہ سے جانتا ہوں کہ آپ متقی ضرور ہو۔‘‘ (خادم خاتم النّبیین ص۷۳)

اسی صفحہ پر مزید لکھا ہے: ’’بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ویر بسنت (اولوالعزم محمود) دکن کو تشریف لائیں گے۔ میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بناء پر خلیفہ

جماعت احمدیہ مانتا ہوں۔ گو لاہور کی جماعت مخالف ہی کیوں نہ ہو۔''

واحسرتا کہ صدیق دیندار صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ ان تحریرات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی اور لاہوری بظاہر ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں۔ ورنہ سب ایک ہی شجر کے برگ وبار ہیں اور صدیق دیندار صاحب سے جہاں قادیانیت کو تقویت پہنچ رہی تھی۔ وہیں لاہوریت کا پرچار بھی ہورہا تھا۔ اس لئے تو لکھا ہے: ''حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔''

اور حال ہی میں ایک خط قادیان سے آیا ہے وہ حسب ذیل ہے:

''مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے کی کوشش کی جائے گی۔ بہرحال آپ کام کرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔ مزید برآں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہ ہوسکی...... کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں اور مشکلات اور نتائج سے آگاہ فرماتے رہیں۔ والتسلیم!''

دستخط: عبدالرحیم نیر نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان مہر قادیان

مندرجہ بالا خط (خاتم النّبیین ص۷۸) سے نقل کیا گیا ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ دیندار انجمن باقاعدہ ایک شاخ کی حیثیت سے کام کی رپورٹ اور نتائج تبلیغ اپنے مرکز قادیان کو بھجوایا کرتی تھی۔ جن کتابوں سے حوالے دیئے جارہے ہیں۔ وہ چونکہ بانیٔ جماعت کی ہیں اس لئے ممکن ہے جماعت کے افراد جواب دیں کہ بانی کے انتقال کے بعد ہم نے قطع تعلق کرلیا۔ لیکن اس کا کیا جواب ہے کہ حال ہی میں:

<u>قادیانی جنازے میں شرکت</u>: ۲۲یا۲۳ر نومبر کے لاہوری پرچہ ''پیغام صلح'' میں عبدالجبار شاہ لاہوری احمدی کے انتقال کی جو خبر شائع ہوئی ہے اس کی اطلاع دینے والے شخص اوّل سید سراج الدین امیر حزب اللہ دیندار انجمن ہیں اور انہوں ے صدرالدین لاہوری کو ''محبّ الفقراء، رفیق الاتقیاء'' کہہ کر خطاب کیا اور سید عبدالجبار شاہ کی موت کا مفصل حال لکھ کر رنج اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ کیا اسی کا نام ''دینداری'' اور ''بے تعلقی'' ہے کہ قادیانیوں کے جنازے میں دیندار انجمن کے حلقہ پشاور اور پنجاب کے تمام مبلغین شریک ہوں۔ خدا جانے درپردہ ان دشمنان اسلام نے کیا گٹھ جوڑ کررکھا ہے۔

دعویٰ یوسف موعود: اپنے دعویٰ یوسف موعود کے متعلق چن بسویشور صاحب لکھتے ہیں: ’’یوں تو جلال کے لحاظ سے موسیٰ بھی ہیں اور داؤد علیہ السلام بھی، مسیح موعود کی بشارت میں ان دونوں کا نام کیوں نہیں آیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ تھے۔ وہ جس قوم پر حکومت کرتے تھے وہ عربی النسل قوم تھی۔ قبل ظہور اسلام دو ہزار سال کے اندر اندر وہ تمام قوم ہندوستان کے جنوبی علاقے میں پہنچ گئی تھی۔ یہ بچھڑے کے پجاری اور شرک پر قائم رہے۔ ان میں ایک رسول کی بشارت چلی آ رہی تھی، جس کو شمنکھ اوتار کہتے ہیں۔ شمنکھ کے اصلی معنی نفس امارہ کا مقابلہ کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ درحقیقت یہ یوسف علیہ السلام کا تعریفی نام ہے۔ قوم لنگایت میں شمنکھ کا مجھ سے پیشتر ۲۷ دفعہ آنا مانا جاتا ہے اور یہ آخری ظہور ہے۔ آج سے آٹھ سو سال پیشتر اولیاء اللہ (ہندو سادھو) نے اس کو دیندار چن بسویشور کے نام سے موسوم کیا ہے۔‘‘ (دعوت الی اللہ ص ۲۸)

آپ سمجھے! یوسف علیہ السلام صرف مصر میں ایک دفعہ ہی نہیں آئے بلکہ قوم لنگایت میں بقول صدیق دیندار صاحب ۲۷ مرتبہ آ چکے ہیں اور اٹھائیسویں اور آخری مرتبہ صدیق دیندار چن بسویشور کے روپ میں ظہور ہوئے۔ **نعوذ باللہ منہا** ستم بالائے ستم یہ کہ چن بسویشور صاحب کی ہوس نبوت کی تسکین صرف دعویٰ یوسف موعود ہی سے نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے بعد مختلف مقامات پر خود کو یوسف علیہ السلام سے برتر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ **استغفر اللہ!**

مثیل موسیٰ: (دعوت الی اللہ ص ۲۱) پر مزید ارشاد ہے کہ ’’مسیح موعود نے بھی میری نسبت فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا۔‘‘

ہوس نبوت: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ صدیق دیندار چن بسویشور صاحب کی ہوس نبوت بہت ترقی کر گئی تھی۔ صرف چن بسویشور، یوسف موعود، مثیل موسیٰ، مصلح موعود، شنکر کے دعوے سے تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے الہامی اعزازی ناموں کا اعلان کر دیا۔ فرماتے ہیں: ’’لہٰذا آج پچیس سال سے مجھے مکالمہ الٰہیہ جاری ہے۔ میرے اعزازی نام حسب ذیل ہیں: اے پیران پیر، محمد امام الغیب، صدیق کلیم اللہ، سپہ سالار محبوب، تو محمد جلال ہے، مہدی آخر الزمان، دھن پتی، دیندار، محی الدین، صادق جنگ، سری پتی، اے تاج اولیاء، فاتح ہندوستان، نور محمد، محمود صدیق، جری اللہ، اے نبی کے فرزند، سکندر اعظم عبدالقادر، عبداللہ، موسیٰ، سلیمان، مولانا، نگہبان، اے عیسیٰ، اے پہلوان، عادل میراں

صاحب، اے میرے آسمان کے تارے، بی. بی فاطمہ کے لعل، ازرجیوتی، میرے صابر، چراغ دہر، سلطان نصر الدولہ، کروناتھ، یا منصور اور بھی کئی نام ہیں۔ ان ناموں کے علاوہ مجھے بار بار یوسف پکارا گیا اور کھلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے کہا یوسف ہے، بابا صدیق اور کہا تو ہی چن بسویشور ہے۔'' (دعوت الی اللہ ص ۳۵)

زمانہ جانتا ہے اور حیدرآباد دکن کے لوگ خصوصاً کہ جس قدر ''الہامی اعزازی نام'' پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک کے بھی مصداق دیندار چن بسویشور صاحب نہ تھے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہوس چھپ چھپ کے سینہ میں بنالیتی ہے نقوش دیر
براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

<u>مہدی آخر الزمان</u>: الہامی اعزازی ناموں میں ایک نام چونکہ ''مہدی آخر الزمان بھی تھا اور اس اعزازی نام کی تائید میں ایک خواب بھی نظر آچکا تھا جو اس طرح درج ہے کہ: ''حضورﷺ نے میری طرف انگلی سے اشارہ کر کے عوام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تک کوئی شخص اس میں فنا نہ ہوگا، وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔'' (کتاب خادم خاتم النّبیین ص ۸)

اب دعوت مہدیت اور بیعت رضوان میں کون مانع ہوسکتا تھا۔ آسمان سے پروانہ تو مل ہی چکا تھا۔ اب میرے آقا و مولا خاتم النّبیین کے نام سے ایک جھوٹا خواب سنا کر مسلمانوں کو دھوکا دینا آسان تھا۔ ذرا غور فرمایئے! مسلمان کے سامنے اللہ اور رسول کا نام لے کر کوئی بات کہی جائے اور وہ اسے نہ مانیں۔ اسی کے لئے جیتے اور اسی کی محبت میں سب کچھ لٹانے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ جس سادہ لوح نے سنا، مہدی مان کر بیعت کر لی۔

لکھا ہے: ''ہبلی میں ایک عورت میرا وعظ سن رہی تھی، روحانیت کا اتنا اثر ہوا کہ جدھر دیکھئے چن بسویشور نظر آرہا ہے اور ہر ایک آواز چن بسویشور ہے، اگر مرغ بانگ دے تو چن بسویشور کہتا ہے اور بچہ روتا ہے تو چن بسویشور ہی کہتا ہے۔ بگھار چڑھا ہوا ہے چن بسویشور آواز آرہی ہے۔ کئی دن ایسا رہا۔ اس معاملہ میں وہ عورت گھبرا گئی۔ اپنے خاوند کو لے کر میرے پاس آئی۔ میں نے بیعت لے کر دعا دی، اب تک اچھی ہے۔ بہت سے لوگ جو بعد وعظوں کے پکار اٹھے کہ آپ مہدی ہیں، بعض نے مہدی مان کر بیعت کر لی۔''

(کتاب خادم خاتم النّبیین ص ۴۸)

ایسے ہی ایک اور واقعہ اپنی روحانیت کے اثر کا نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وہ

(کوئی لڑکی) بن سنور کر رات میں مجھ سے آ کر لپٹ گئی‘‘ غور فرمایئے یہ مہدی آخرالزمان کی روحانیت کے اثرات ہیں۔

حضور ﷺ کی بعثت ثانی: لیکن آہ! اس قدر دریدہ دہنی اور گستاخیوں کے بعد چن بسویشور کے دل کی بھڑاس نہ نکلی اور اس نے آخر ’’محمد ثانی‘‘ ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اپنے ظہور کو حضرت محمد رسول اللہ کی ہندوستان میں بعثت ثانی قرار دیا۔ آہ! کاش مدعی کے اس دعویٰ کی آواز مدعی کی زندگی میں میرے کانوں تک پہنچتی۔ مسلمانوں کی غیرت کو یہ آخری چیلنج تھا۔ اس سے زیادہ بدبخت کون ہوگا جو حضور ﷺ کی شان میں ایسی گستاخی سنے اور خاموش رہے۔ مدعی دیندار چن بسویشور کو خود اس کا احساس تھا۔ اس لئے اس نے بہائیوں کی طرح دور کو ’’قیامت‘‘ کہنا شروع کیا۔ مختلف نئی نئی اصطلاحیں وضع کیں۔ آیات قرآنی کے ’’مرادی معنی‘‘ پر زور دینا شروع کیا۔ اس طرح جب کم از کم مریدوں کا حلقہ اس بے غیرتی کا متحمل ہوگیا تو دعویٰ کر دیا۔ ہاں! تو مہدی سے قبل چونکہ مسیح کا آنا لازمی تھا۔ لہٰذا مرزا غلام احمد کو مسیح موعود ثابت کیا گیا اور چونکہ ان دونوں وجودوں کے بعد قیامت کا تصور چلا آرہا تھا۔ اس لئے اپنے دور کو قیامت کہا گیا۔ جنت، دوزخ اور آخرت کا جو عام تصور ساڑھے تیرہ سو سال سے قرآن واحادیث سے ثابت شدہ چلا آرہا ہے۔ اسے غلط قرار دیا گیا اور اس طرح ’’محمد ثانی‘‘ کہلوانے کے خبط میں راستہ ہموار ہونے لگا۔ انسان کامل بعد ازمرگ کے عنوان کے تحت لکھا ہے: ’’چونکہ اس کے قوائے ظاہری اور باطنی کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ اس وجہ سے وہ جنت میں ہے۔ یعنی وہ اہل اللہ ہو چکا ہے۔ چونکہ اللہ خود اپنا ظہور وقتاً فوقتاً کرتا رہتا ہے۔ ایک وقت واحد میں اس کے کئی لاکھ مظہر دنیا میں آتے ہیں تو وہ جنت کا سرمایہ خود یہاں آ گیا۔ تو پھر جنت والے کہاں رہے، وہ بھی ساتھ ہی دنیا میں آتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے خود کو جب مزکی کہا ہے تو ہم بظاہر تو انسان کو مزکی دیکھتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ مزکی اس طرح ہوا کہ وہ انسان کے اندر سے بولا، اثر ڈالا اور کمال دکھایا۔ جب دنیا میں گناہوں کا زور ہوتا ہے تو جنتی ارواح کو غیرت ہوتی ہے۔ اللہ کے اذن سے بصورت اولیاء اللہ آ کر کام کرتے ہیں۔ ورنہ یہ خیال کیا جائے کہ جنتی لوگ ہمیشہ جنت میں پڑے رہتے ہیں۔ اس سے جنت نہ ہوئی، بیکار خانہ ہوا۔ بیکاری انسان کی بیکاری کا باعث ہوا کرتی ہے۔ بیزار انسان جنتی نہیں کہلا سکتا۔‘‘ (حوالہ از کتاب معراج المومنین مصنفہ دیندار چن بسویشور ص۵۶)

برادران اسلام! مندرجہ بالا عبارت کو بار بار پڑھئے، سرسری نظر کرتے ہوئے نہ گزر جایئے۔ آپ سمجھئے انسان کامل بعد از مرگ کہاں جاتے ہیں؟ وہ دوبارہ اسی گناہوں کی دنیا میں لوٹ آتے ہیں۔ لیکن لوٹنے سے پہلے وہ کہاں تھے؟ جنت ٹھہری بیکارخانہ! اور دیندار صاحب کے عقیدہ کے مطابق حضورﷺ کی یہ بعثت ثانی ہے تو کیا حضورﷺ معاذ اللہ معاذ اللہ ساڑھے تیرہ سوسال تک ''بیکارخانہ'' میں رہے؟ اگر نہیں تو پھر براہ کرم ہمیں آگاہ کیا جائے کہ حضورﷺ اس بعثت ثانی اور بعثت اوّل کے درمیانی وقفہ میں کہاں رہے؟

ہاں ہاں! سنو اے مسلمانو! دیندار صاحب فرماتے ہیں۔ تصور آخرت غلط، جنت بیکارخانہ اور بیکارخانہ میں جنتی ارواح رہ نہیں سکتیں اور جب جنت کا سرمایہ مع جنتیوں کے اس گناہوں کی دنیا میں لوٹ آتا ہے۔ آہ! آہ! تاجدار مدینہ، شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰﷺ کو بھی دوبارہ گناہوں کی دنیا میں ''بشکل دیگر درلباس امتی'' لایا جارہا ہے۔ دل ودماغ جذبات سے بے قابو ہوئے جارہے ہیں۔ ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ آؤ اے خاتم النّبیین کے شیدائیو! جن تصانیف میں تمہارا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ان تصانیف نے جو میرے سینہ کو چھلنی کیا ہے اور جو زخم مجھے پہنچائے ہیں۔ ان نیزوں کی انی کی چبھن تمہیں بھی محسوس کرادوں۔ اے خاک پاک طیبہ تیری رونق لٹنے کے درپے ہیں، فریاد کر رب کعبہ سے فریاد کر۔ اللہ ہمیں وہ دن نہ دکھائے جس دن لوگ ایک جھوٹے اور نفس کے بندہ کی قبر پر حاضر ہوکر یارسول اللہ کہیں۔ اے اپنے گھر کی حفاظت میں ابرہہ کو تباہ کرنے والے تیرے جلال کی دہائی! ابرہہ کی ذریت نئے لباس میں ظاہر ہوئی ہے۔ انہوں نے تیرے گھر کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کا لشکر نہیں بھیجا بلکہ بیت اللہ کے مقابلہ پر ایسے مقامات بنا لئے ہیں۔ جہاں ایک لکڑی کی چوکھٹ سے گزرنے پر حج کا ثواب ملتا ہے۔ انہوں نے تیرے حبیب کے قتل کے منصوبے دوسرے رنگ میں تیار کئے۔ اے روضۂ اقدس پر برکتوں کا نزول فرمانے والے! ان دشمنان دین اور روضہ اقدس کے مقابل ''خانقاہ سرور عالم'' بنانے والوں پر لعنتیں اور بلائیں نازل فرما۔

اے مسلمانو! شاید تم نے نہیں سنا۔ چن بسویشور نے جنت اور تصور آخرت کا اس طرح مذاق اڑایا اور اپنے دور کو ''قیامت'' ثابت کرنے کے لئے مرزاغلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانا۔ دیکھو لکھا ہے: ''مسلمانوں پر قیامت آئی، اس کی شناخت کے بھی قرآن اور احادیث کے سینکڑوں نشانات دنیا پر ظاہر ہوگئے ہیں۔ حتیٰ کہ خردجال تمام روئے زمین میں

پھر رہا ہے۔ جو قیامت کا ایک بیّن نشان ہے اور فتنہ دجال سے ہر کس و ناکس واقف ہوگیا ہے۔ مگر باوجود اپنی آنکھوں سے نشانات قیامت دیکھنے کے اس زمانہ کو قیامت کا زمانہ نہیں کہتا۔ مسلمانوں کے سامنے ابھی ابھی مسیح یعنی عیسیٰ ’’وانہٗ لعلم للساعۃ ‘‘بن کر حسب وعدہ قرآن کریم ’’ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً ‘‘ قادیان میں ظاہر ہوئے۔ اگر مرزا قادیانی کی اس قدر شہرت نہ ہوتی تو ہم کو قیامت کی شناخت کروانے کے لئے کوئی سامان ہی نہ تھا۔ صرف مجھے بوجہ مظہر من اللہ ہونے کے اس قیامت کا علم کماحقہٗ ہوا۔ کیونکہ اصول ’’ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ ‘‘ تھا اور یہ مسیح موعود کی شہرت کام آئی اور مرزا قادیانی کی نبوت کے متعلق چند اصطلاحات قائم کر کے مسئلہ کو پیچیدہ بنانا کام آیا۔‘‘

(کتاب مہر نبوت مصنفہ چن بسویشور ص۵۱)

اس کے بعد مزید تشریح ان الفاظ میں ہے: ’’الحمدللہ! اعلان نبوت منجانب احمدیان مسیح موعود کی شہرت کا باعث بنا اور یہ شہرت قیامت کے قائم ہونے کی ایک عظیم الشان حجت بنی۔ یہی ایقان قیامت ’’بعث ثانی‘‘ کے ثبوت میں بیّنات بن کر ہمالیہ کے پہاڑ کی طرح سربلند اور مستحکم کھڑا ہے۔‘‘ (مہر نبوت ص۵۶)

یہ کسی مجذوب کی بڑ نہیں، رموز وابہام نہیں، سکرات کے عالم میں بے ساختہ نکلے ہوئے جملے نہیں۔ اس ادارہ کی کوئی تصنیف اس قسم کی لغویات سے خالی نہیں۔ مرزاغلام احمد کو مسیح موعود ماننے، چن بسویشور کا دعویٰ کرنے، ہندوؤں کو اولیاء اللہ کہنے۔ مثیل موسیٰ اور یوسف موعود بننے، جنت کو بیکار خانہ کہنے اور اپنی خانقاہ کا نام ’’خانقاہ سرور عالم‘‘ رکھنے، غرض کہ اسی قسم کی پیش بندیوں کے پس پردہ کیا جذبہ اور کونسی آرزو کام کر رہی تھی۔ مندرجہ اقتباس سے صاف طور پر ظاہر ہوگئی۔ کیونکہ اس کے فوری بعد چن بسویشور صاحب لکھتے ہیں: ’’جب بعثت ثانی میں ان کے باپ حضرت محمد مصطفیٰ تشریف لائے۔ ان کو چھوڑ احمدیوں نے ولداللہ کی حقیقت کو قائم رکھنا چاہا تو ان کو فتنوں میں مبتلا کر دیا گیا۔‘‘ (مہر نبوت ص۳۶)

آپ اب بھی سمجھے یا نہیں؟ چونکہ عیسیٰ کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے اور اکثر عیسائیوں نے انہیں نہ مانا تھا۔ یہاں بھی مسیح موعود (مرزاغلام احمد) کے بعد نبی کریم ﷺ دوبارہ تشریف لائے، بشکل چن بسویشور مگر احمدیوں نے چن بسویشور کو جو اصل میں حضور نبی کریم ﷺ تھے، تسلیم نہ کیا۔ معاذ اللہ! استغفراللہ!

ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ یہ مفہوم میں نے پیدا کرلیا۔ جن بسویشور صاحب خود اسی کتاب کے (ص۴۳) پر رقمطراز ہیں کہ: دوسرے الفاظ میں اس ولی کے وجود میں بزمانہ قیامت حضور منبع انوار خود تشریف لاتے ہیں۔ اس حقیقت کی وجہ سے یہ وجود بروز محمد کہلاتا ہے۔ اسی وجود کی نشاندہی میں مسیح ظاہر ہوتا ہے۔ جو ’’**انہ لعلم للساعة**‘‘ کی حقیقت منکشف کرنے کے لئے بچہ کی طرح کچھ نہ کچھ کہہ دے کر عقائدی طوفان مچاتا ہے، قیامت کا علم دینے کے لئے اس کی بدنامی مقدر ہوتی ہے۔‘‘ (مہر نبوت ص۴۳)

یہ ’’بروز محمد‘‘ کیا ہے؟ ممکن ہے۔ اہل تصوف کہیں کہ ’’بروز محمد‘‘ فنافی الرسول کو کہا جاتا ہے اور ایسے ’’بروز محمد‘‘ یا فنافی الرسول کئی گزرے ہیں۔ اس لئے چن بسویشور کا اپنے آپ کو ’’بروز محمد‘‘ کہنا قابل گرفت نہیں۔ لیکن معاف فرمائیے! چن بسویشور کی نظر میں ’’بروز محمد‘‘ کی تشریح کچھ اور ہے۔ اگرچہ مندرجہ بالا اقتباس ہی میں صاف طور پر لکھا ہے۔ اس ولی کے وجود میں حضور ﷺ منبع انوار خود آتے ہیں۔‘‘ لیکن مزید اس سے بڑھ کر اور دیکھ لیجئے ’’بروز محمد‘‘ کی تشریح اشعار میں درج ہے:

بروز محمد ہے نبیوں کا حاکم
ہے مظہر خدا کا قرآن رہے عالم ہے قاضئ حشر حوض کوثر کا قاسم

(مہر نبوت ص۴۳)

جہاں تک مجھے معلوم ہے نبی کریم ﷺ نے بھی کبھی خود کو نبیوں کا حاکم اور قاضئ حشر نہیں کہا۔ یہ نئے اختیارات صرف چن بسویشور ہی کو ملے ہیں۔ کیونکہ ’’خانقاہ سرور عالم‘‘ میں بقول دیندار صاحب تمام انبیاء جمع ہوئے تھے اور انہوں نے دیندار صاحب کو پیر تسلیم کیا تھا۔ اس لحاظ سے دیندار صاحب نبیوں کے حاکم ہوئے ہوں تو ہوئے ہوں۔ **العجب ثم العجب!**

<u>دیندار انجمن میں انبیاء کا اجتماع</u>: فرماتے ہیں: ’’بروز محمد‘‘ سے مطلب بعثت ثانی میں ’’آخرین منھم کے مالک اور آقا ہیں۔ یہی وقت اجتماع انبیاء کا ہوگا۔ جب کل انبیاء جمع رہیں گے۔ ان پر حاکم امتی فنافی الرسول ہوگا جو بروز محمد کہلائے گا۔‘‘ (مہر نبوت ص۴۴)

مزید ارشاد ہوتا ہے: ’’علم قرآن جب خلیج عوج میں اولیاء کی بعثت کے زمانہ میں بتدریج ایک ہزار سال کے اندر آسمان پر چڑھ جائے تو دوبارہ وہ ذات بابرکت تشریف لائیں گے۔ ان پر علم قرآن نازل ہوگا۔‘‘ (مہر نبوت ص۴۴)

غور فرمائیے! گویا خانقاہ سرور عالم میں دوبارہ قرآن نازل ہوا اور یہ آسمان پر قرآن کا ایک ہزار سال میں چڑھ جانا اور پھر نازل ہونا۔ یہ بالکل وہی بہائیوں والی بات ہوئی۔ان کا بھی طرز استدلال ایسا ہی ہے۔

بروز محمد کی مزید تشریح: خاص طور سے اہل تصوف یاد کرلیں۔فرماتے ہیں: ''صوفیانہ اصطلاح میں بروز محمد بعثت ثانی کو کہا گیا ہے۔جب آپ کی ذات اپنی قدسی طاقت سے ظہور پذیر ہوتی ہے تو حسب سنت سابقہ کل انبیاء کو اپنے دربار میں جمع کرتی ہے۔'' (مہر نبوت ص۶۲)

ایک سوال: اس کے بعد چن بسویشور صاحب نے ایک ایسا سوال فرمایا ہے کہ تاریخ جس کا جواب دینے سے عاجز ہے اور ہمیں بھی اعتراف ہے کہ آج تک کوئی بدبخت ایسا نہیں گزرا جس نے خم ٹھونک کر ایسے دعوے کئے ہوں۔ یہ سہرا صرف آپ ہی کے سر بندھنے والا تھا۔ ملاحظہ ہو: پوچھتے ہیں: ''ہے کوئی دنیا میں نبی ایسا جس کے دربار میں انبیاء جمع ہوں، آدم سے لے کر عیسیٰ تک کل انبیاء اور مچھ اوتار سے لے کر گوتم بدھ اوتار تک، کل انبیاء جمع ہیں۔'' (مہر نبوت ص۶۲)

اس کے بعد صاف صاف الفاظ میں صدیق دیندار چن بسویشور صاحب لکھتے ہیں کہ: ''یہ فقیر فنافی الرسول اپنے اندر سے حضور منبع انوار کی قدسی طاقت کو ظاہر کر رہا ہے۔جس کی وجہ سے میرے سامنے نہیں بلکہ حضور ﷺ منبع انوار کے سامنے کل انبیاء زانوئے ادب طے کئے بیٹھے ہیں۔'' (مہر نبوت ص۶۲)

یہ میرے سامنے نہیں بلکہ حضور ﷺ منبع انوار کے سامنے بھی عجیب منطقی جملہ ہے۔ یہ وہی وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کی خطرناک گھاٹیاں ہیں اور ہم جیسے سیدھے سادھے مسلمانوں کی فہم سے بالا۔ یہ ''من تو شدم تو من شدی'' والے نظریہ کے ثمرات ہیں۔ مسلمانوں کو اس دور میں اس قسم کے پیچیدہ اور انتہائی خطرناک راستوں کی طرف دعوت دینے والے سوچیں۔ یہ اسلام کی خدمت نہیں یہ حضور ﷺ سے محبت نہیں، عداوت ہے۔

انبیاء کی توہین: دل پر انتہائی جبر کر کے یہ تمام عبارتیں نقل کر رہا ہوں۔نقل کی جرأت نہیں ہوئی، روح کانپ جاتی ہے۔ان عقائد کے رکھنے اور ان کی تبلیغ واشاعت کرنے والوں کی مسلمیت اور بوجہیلت میں کیسے شبہ ہوسکتا ہے۔چن بسویشور نے اپنے مریدوں کی بھی آخرت خراب کی اور اپنے ساتھ انہیں باطل آرزوؤں میں مبتلا کردیا۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا

کہ پیر صاحب تو ''محمد ثانی'' بن جائیں اور بیچارے مرید منہ تکتے رہ جائیں۔ چنانچہ اپنے مریدوں کو بھی ''انبیاء'' کا معزز خطاب دیا جاتا ہے۔ غلام احمد کے مرید تو صرف ''صحابی'' کہلاتے ہیں۔ لیکن یہاں ''ایں خانہ تمام آفتاب است'' کا منظر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ شعر:

بروز محمد فنا فی الرسولم ہمہ انبیاء را رفیقہا می بینم

ہاں صاحب! مبلّغین دیندار انجمن انبیاء ہیں! لیکن اس سے تو عام مسلمانوں کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے انہیں بھی کچھ نہ کچھ بنا دینا چاہئے۔ چاہے وہ اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ شاید اسی ''دلجوئی'' کے خیال سے عام مسلمانوں کو اپنے زمرہ کی طرح ''بے ادب'' تصور کرتے ہوئے انبیاء کرام سے افضل ثابت کر دکھانے کی کوشش کی۔ فرماتے ہیں: ''جو مسلمان پیدا ہوتا ہے یا مسلمان ہوتا ہے وہ پہلے ہی قدم میں کسی نہ کسی نبی کا مثیل بننے کی بالقوۃ طاقت رکھتا ہے اور دوسرا تصرف حضرت منبع انوارؐ کا مسلمانوں میں یہ چل رہا ہے کہ کسی مسلمان کو خیال تک نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی بچہ کا نام کسی نبی کی غلامی میں رکھے۔ جیسے عام طور پر غلام محمد، غلام احمد، غلام علی اور غلام دستگیر نام رکھتے ہیں۔ اس طرح غلام ابراہیم، غلام موسیٰ اور غلام عیسیٰ رکھنے کا کسی مسلمان کو خیال نہیں ہوتا۔'' کیونکہ: ''نہیں کوئی مسلم ہے نبیوں سے کچھ کم۔'' (مہر نبوت ص۶۰،۶۱)

اس دلیل افضلیت پر بے ساختہ ان کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے اور میں اس قسم کی تحریر کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اس کا دلائل سے رد کیا جائے۔ یہ تو خود ردّی ہے اور ردّی کی ٹوکری کے نذر کے لائق ہے۔ اسی دلیل کو نا قابل تردید خیال کرتے ہوئے سعید صاحب نے کشمیر میں دہرایا تھا جس پر بجا طور پر ماہر صاحب نے ٹوکا کہ اس سے انبیاء کی توہین کے علاوہ اور کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا چن بسویشور صاحب اپنی تصانیف میں بار بار ''مقام مسلم'' کو ''مقام نبوت'' سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان کی تصنیف ''مہر نبوت'' کے شروع کے شعر ملاحظہ فرمائیے:

نبوت کے اسرار بے انتہاء ہیں بفضل خدا اس کے در مجھ پر وا ہیں
کہوں راز داری کے اسباب کیا ہیں میں ان کی جگہ ہوں وہ میری جگہ ہیں
کہ عیسیٰ تلک جس قدر انبیاء ہیں وہ رفقاء کار رسول خدا ہیں
فناء فی الرسول خدا جو ہوا ہے وہ لاریب حق میں فناء ہو گیا ہے

کہ نبیوں سے دربار اس کا بھرا ہے ہیں رفقاء نبی یہ عجب ماجرا ہے

نیز: ’’ہے فائق ہمارا ولی ہر نبی پر‘‘

فائق ہی نہیں بلکہ کسی نبی کا امتی بن کر دوبارہ دنیا میں آنا اس کے لئے باعث معراج ہے۔ سنئے:

محمد کی امت میں پھر ان کا آنا نبیوں کا گویا ہے معراج پانا

(شمس الضحیٰ ص۶۲)

’’مہر نبوت‘‘ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے انبیاء کی توہین کرنے کی قسم کھا کر قلم اٹھایا ہے۔ لکھا ہے: ’’ان کا ایک وجود کئی کئی انبیاء کو اپنے اندر رکھتا تھا۔ اسی وسیلہ سے انبیاء اقوام عالم جن پر صرف سلام تھا ’’رحمۃ اللہ‘‘ اور ’’رضی اللہ‘‘ کے حقدار ہوئے۔‘‘ (مہر نبوت ۳۴)

یہ عقیدت صرف صحابہؓ کی شان ہی میں نہیں بلکہ صحابہؓ کو صرف سامنے رکھ کر اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔ دیندار چن بسویشور چونکہ ’’خانقاہ سرور عالم‘‘ میں بیٹھے بیٹھے نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانی کے خواب دیکھا کرتے تھے اور اپنے آپ کو ’’بروز محمدؐ‘‘ یا ’’محمد ثانی‘‘ یا ’’حضور سرور عالم ﷺ بہ لباس چن بسویشور۔‘‘ کہا کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو انبیاء، صحابہ اور جنتی روح، دوسرے جنم میں آنے والے ثابت کرنا ان کا مقصد تھا۔ اس لئے پہلے عام مسلمانوں کے دلوں صحابہؓ کی محبت اور آنکھوں میں غلو کی پٹی باندھ کر اپنا مقصد حاصل کیا جاتا تھا۔ صحابہؓ کی شان کئی کئی انبیاء کے برابر بتانے کے بعد لکھتے ہیں: ’’اب تک یہ وعدہ دو دفعہ پورا ہو چکا (۱) زجاجہ قرن اولیٰ (۲) زجاجہ قرن اخریٰ۔‘‘ (مہر نبوت ص۳۴)

چن بسویشور صاحب کے ایک مرید خاص اپنی منظوم کتاب مع حاشیہ بنام شمس الضحیٰ کے (ص۸۷) پر اپنے بزرگ کی آواز میں آواز ملا کر فرماتے ہیں:

عیاں قرن اولیٰ میں تھی ان کی ثلث عیاں قرن اخری میں ہی ان کی قلت

سابقہ حوالہ جو ابھی دیا گیا، چن بسویشور صاحب کے مرید خاص ابوالکلام عبدالغنی صاحب کی منظوم تصنیف بنام شمس الضحیٰ مع حاشیہ شاید ۱۹۵۳ء میں چھپی ہے۔ اس پر صدیق دیندار صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں تقریظ لکھی ہے۔ اس وجہ سے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی: ’’مصنف کتاب ہذا مولوی غازی ابوالکلام عبدالغنی صاحب مصنف میثاق الانبیاء نے مضامین تبلیغ کو مسدس کی صورت میں منضبط کیا ہے۔ وہ کتاب میری نظر سے

گزری، انتہائی معقولیت سے کام لیا ہے۔ ہماری انجمن کے جذبات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جو درحقیقت وہ جذبات کیا ہیں، قرآن کریم عمل میں ہے۔ یہ کتاب ہر مسلم کو ہدایت کا باعث ہوگی، شفاعت کا باعث ہوگی۔ پڑھنے والے کو صراط مستقیم پر لائے۔'' فقط!

دستخط صدیق دیندار چن بسویشور

المرقوم ۲۵/رجب ۱۳۶۹ھ

گویا بقول صاحب تقریظ یہ کتاب مسلمانوں کی ہدایت اور ان کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے لکھی گئی اور وہ صراط مستقیم اور ہدایت کیا ہے؟ صدیق دیندار صاحب کو چن بسویشور، یوسف موعود، مثیل موسیٰ، مصلح موعود، امام الناس، حاشر، مالک قیامت، بروز محمد، اللہ بشکل غیر مان لینا۔ استغفر اللہ!

اگر نہ مانے تو مخالف کی نسل خراب اور شفاعت سے محرومی کا ٹھپہ۔

انبیاء کرام کی توہین کرنے میں ابوالکلام عبدالغنی اپنے گرو سے بھی سبقت کر گئے۔ ملاحظہ فرمائیے: ''جماعت دینداران کو خطابات من جانب اللہ ملے ہیں۔ دو سو سے زیادہ مرد میدان، اکثروں نے نبیوں کے منازل طے کئے، وہ متعدد انبیاء کے ناموں سے پکارے گئے۔ وہ دربار بروز محمدؐ (خانقاہ سرور عالم آصف نگر دکن) میں جمع ہیں۔ صرف رام اور کرشن اوتار ہی ایک درجن سے زیادہ ہیں۔'' (شمس الضحیٰ مصنفہ: ابوالکلام عبدالغنی ص۹۱)

غور فرمائیے! معاملہ کہاں سے کہاں پہنچا۔ ماہر القادری صاحب نے تو صرف مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ماننے پر مخالفت کی تھی۔ لیکن یہاں تو قادیانیت بھی شرما رہی ہے۔ وہاں تو صرف ایک شخص نبی بنا تھا۔ یہاں کا ہر شخص نبی ہے، صرف نبی ہی نہیں ''ترقی پایا ہوا نبی'' پناہ خدا! خانقاہ سرور عالم میں حضور ﷺ سرور عالم دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں اور ان کی یہ بعثت ''مقام محمود'' والی بعثت ہے اوت مام سابقہ انبیاء کا بھی دوسرا جنم ہے اور وہ بھی ہیں آ کر ''درود وسلام'' کے مستحق ہوئے۔ ورنہ (نعوذ باللہ) پہلے جنم میں وہ ''درود وسلام'' کے بھی مستحق نہ تھے۔

اے عظمت انبیاء اور ختم نبوت کے دعویدارو سنو! اگر تم نے اب بھی نہ سنا اور نہ مانا اور مخالفت کی تو وعید ہے۔ یہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں، اس میں اپنی طرف سے ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ مخالفین کے بارے میں اس جماعت کے عزائم انتہائی خطرناک اور ظالمانہ ہیں۔ کیونکہ صدیق دیندار چن بسویشور کی وصیت ہے کہ: ''مخالفت

کرنے والے مولویوں کو چار مینار پر کھڑا کر کے گولی مار دینا، مخالفت دب جائے گی۔“

دنیا میں کون ایسا حق پسند ہے جو قاسم رضوی صاحب اور رضا کاروں کی خدمت کا معترف نہ ہو اور پولیس ایکشن میں جس بہیمانہ طریقہ سے رضا کاروں کو قتل کیا گیا، مسلمان دوشیزاؤں کی عصمتیں لٹیں، بچوں کو نیزوں پر اچھالا گیا۔ غرض کہ اس قیامت صغریٰ کو دیکھ کر کون سی ایسی آنکھ ہے جو روتی نہ ہو۔ مگر آپ یقین جانئے ایسی بھی منحوس اور مسلم کش، کافر پناہ ایک خانقاہ موجود ہے۔ جس میں حیدرآباد کی شکست، سید قاسم رضوی صاحب کی گرفتاری اور مسلمانوں کے قتل عام پر رنج کی بجائے خوشی کا اظہار کیا گیا اور قاسم رضوی صاحب کو اپنی قیادت کے راستہ کا سب سے بڑا روڑا سمجھا گیا۔ یہی نہیں بلکہ جب نواب بہادر یار جنگ (مرحوم) کی زہر خورانی سے شہادت واقع ہوئی تو اسے بھی ان ”روحانی انسانوں“ نے صدیق دیندار چنن بسویشور کی مخالفت میں عذاب کی موت قرار دیا اور اس منحوس ترین گھڑی کو جب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو پھانسی دی جانے والی تھی، دین کے کام کے لئے ایک ”فال نیک“ قرار دیا گیا۔

میں نے خود سنا اور میرے چند معزز دوست بھی گواہ ہیں کہ دیندار انجمن کا ہر فرد کہہ رہا تھا ”تصوف دشمن اور مامور من اللہ کی مخالفت کی یہی سزا ہوتی ہے“ اور صدیق دیندار چنن بسویشور صاحب کا یہ قول بھی دہرایا جا رہا تھا کہ: ”اب جماعت اسلامی تنکوں کی طرح بہہ جائے گی۔“ میں چونکہ اس وقت مودودی صاحب کے خلاف عام پروپیگنڈہ سے متاثر تھا اور دیندار انجمن کے لوگوں کو اسلام کے سچے خادم سمجھتا تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ ان کی زبان سے ایسے کلمات سن کر کوفت ہوئی۔ نہ جانے مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے خلاف اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ سے میرے مانند کتنے نوجوان بدظن اور بدگمانی میں مبتلا ہوں گے۔ حالانکہ اس فتنہ کے دور میں دینی معاملات میں اس قدر احتیاط کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم رکھنے والا شاید ہی کوئی دوسرا مفکّر ہو۔ میں اس قسم کے تمام لوگوں سے درخواست کروں گا کہ سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کریں اور جماعت اسلامی کا لٹریچر تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے خود پڑھیں اور بقول ماہر القادری صاحب اگر کوئی بات خلاف دین نظر آئے تو ٹھکرا دیں۔

جذبات کی رو میں بہت ساری باتیں میں لکھ گیا۔ ناظرین کرام نے اندازہ لگایا ہوگا کہ ابھی تک جو کچھ بھی لکھا گیا بلا حوالہ نہ لکھا گیا اور نہ ہی دم کٹے جملے دیئے گئے۔ بلکہ ہر بات پورے سیاق وسباق کے ساتھ درج کی گئی۔ میں زیادتی کو جرم سمجھتا ہوں۔

دیندار انجمن میں میرے دوست بھی ہیں، ہم وطن اور تعلیمی زندگی میں ہم جماعت بھی رہ چکے ہیں۔ وہ میری صلح پسند طبیعت سے خوب واقف ہیں۔ میں ان یہی سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ان عقائد اور نظریات کے ساتھ آپ کا عالم اسلامی کے اتحاد اور فرقوں کے ملاپ کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے؟ کیا مسلمان ایسی جماعت کو اپنا ہمدرد مان لیں گے؟ اور کیا جو کچھ میں نے لکھا ہے اس میں ذرہ برابر بھی زیادتی یا تحریف اور توڑ مروڑ کی ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں! تو میں اپنے ان احباب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس جماعت سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنی آخرت کو تباہی سے بچالیں، صبح کا بھولا اگر شام لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ اگر آپ کا خدمت دین کا جذبہ واقعی خلوص پر مبنی ہے تو مسلمان آپ کی ہر قسم کی امداد کو تیار ہوں گے۔ ہمارے لئے نبی کریم ﷺ کا اسوہ کافی ہے۔ آپ کے بعد کسی مثیل اور موعود کے گرد تکمیل ایمان کی خاطر جمع ہونا کمزوریٔ ایمان کی دلیل ہے۔

نمونہ تفسیر: ہاں! تو میں نے اوپر لکھا ہے کہ سید قاسم رضوی کی گرفتاری اور رضا کاروں کے قتل عام پر دیندار انجمن میں گھی کے چراغ جلے تھے۔ لیکن ایسا کیوں ہوا؟ ایک مجاہد اور اسلام کی خاطر جان دینے والوں سے ''دیندار صاحب'' کو کیا دشمنی تھی؟ اس سوال کا جواب صاحب شمس الضحیٰ نے سورۃ بلد کی تفسیر فرماتے ہوئے دیا ہے۔

لکھتے ہیں: ''اس کے علاوہ اس سورۃ میں ایک متقیوں کی جماعت کا بھی ذکر ہے، جو اسلام کے لئے مصائب جھیلنے والی ہے اور اپنے عمل سے صبر اور زحمت کا ثبوت پیش کرتی ہے۔ انہی کو اصحاب میمنہ یعنی غازیان اسلام کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان کی مخالفت میں آنے والی قوت کو ''اصحاب مشئمہ'' یعنی بد بخت گروہ بتایا گیا۔ ان کی انتہا یہ ہے کہ وہ ایک ایسی آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے جس کو ''نار موصدۃ'' کہا گیا ہے۔ یعنی اس آگ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے اللہ پاک نے ''لا اقسم بھٰذا البلد'' کہہ کر ''ام القریٰ'' والے ''بلد امین'' کی قسم کھائی ہے۔ ''انت حل بھٰذا البلد'' کہہ کر حضور ﷺ کے ایک دوسرے بلد میں مزید اترنے کی بشارت دی گئی ہے۔ جو ''انت حل'' سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''ووالد وما ولد'' میں ''وما ولد'' میں ''بلد امین'' کو باپ قرار دے کر بعثت ثانی میں دوسرے ''بلدۃ'' کو اس کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ جو روئے زمین میں شہر حیدر آباد ہی بلدہ کے نام سے مشہور

ہے۔ یہی اپنے بلدہ کا بیٹا ہے۔ جس میں بعثت ثانی کے لئے حضور ﷺ سرور عالم بھی اس آنے والے موعود کو ’’رجل من امتی‘‘ اور ’’من ولداین‘‘ ہی کہا ہے اور وہ وجود حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور کا ہے۔ جنہوں نے جسمانی ۵۶، اور اخلاقی ۹۶ نشانات کے ساتھ ایک دوسرے بلدہ میں نزول فرمایا۔

’’ولقد خلقنا الانسان فی کبد‘‘ میں ایک ایسے انسان کی حجت پیش کی جارہی ہے جو اپنے مقصد کے حصول میں انتہائی مشقت اٹھانے سے گریز نہیں کرتا۔ لیکن وہ لقاء اللہ سے محروم ہے۔ وہ دل وگردہ رکھنے کے باوجود روحانیت سے بے بہرہ ہے۔ حضور ﷺ سرور عالم کے بہ لباس دیگر دوسرے بلدہ میں نزول کو نہیں مانتا اور وہ وجود قاسم رضوی کا ہے۔ ’’ایحسب الانسان ان لن یقدر علیه احدٌ‘‘ یعنی انسان پر یہ حجت پیش کی گئی ہے کہ وہ کیوں اپنے اقتدار میں اس قدر نازاں ہے، کیا اسے یہ خیال نہیں ہوتا کہ شاید کسی اور کو اس پر قدر حاصل ہو؟ یہ وہ عالم بتایا گیا ہے، جب کہ سید قاسم رضوی پوری حیدرآباد ریاست پر حکومت واقتدار کے نشہ میں چور تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ اس کی سیاست اور قوت ہمیشہ رہے گی۔ حضرت صدیق دیندار اور ان کے فقراء کو نظر میں بھی نہ لاتا تھا۔ لیکن آگے بتلایا گیا ہے ’’یقول اهلکت مالاً لبداً‘‘ یعنی بالآخر وہ شخص اپنے ہاتھوں اپنا بہت سا مال برباد کرے گا، قوم کی ساری دولت کو اپنی غلط رہبری سے ہلاکت کے گڑھے میں اتار دے گا۔‘‘ (شمس الضحیٰ مصنفہ: ابوالکلام عبدالغنی ص۸۵)

برادران! غور فرمایا آپ نے اس علم قرآن اور تفسیر قرآنی پر۔ یہ نہ بھولئے کہ یہ علم قرآن صدیق دیندار چن بسویشور پر آسمان سے دوبارہ نازل ہوا۔ ذرا اس پر بھی غور کیجئے کہ سید قاسم رضوی صاحب صدیق دیندار چن بسویشور کے لباس میں حضور ﷺ کے دوسرے بلدہ یعنی حیدرآباد میں نزول کو نہ ماننے کی پاداش میں گرفتار ہوئے ہیں۔

<u>مزید گالیاں</u>: صاحب شمس الضحیٰ اسی پر اکتفاء نہیں کرتا۔ بلکہ آگے چل کر ان کی نسل کو غلط قرار دے کر انتہائی ذلت آمیز الفاظ میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: ’’اولیاء اللہ کی مخالفت میں دو ہی قسم کے لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔ ایک وہ جن کی نسل صحیح نہ ہو یا پھر وہ جو نسل کا تو اچھا ہے لیکن گناہگار ہے۔ سید قاسم رضوی نے بحیثیت صدر اتحاد المسلمین ہمارے متعلق صدر ناظم کوتوالی کو حکم دیا ہے کہ دیندار چور اور ڈاکو ہیں، گداگری کرتے پھرتے ہیں۔ اب کیمونسٹوں

کے حملہ کے موقع پر لوٹ مار شروع کر دی ہے۔ یہ عیسائی ہیں، نہ مسلمان اور نہ پارسی ہیں۔ یہ بے دین ہیں۔ ان کو بہادر یار جنگ مرحوم ختم کرنا چاہتے تھے، افسوس وہ ختم نہ کر سکے۔ میں ان ختم کرتا ہوں، وہ یہ کہ میں حکم دیتا ہوں کہ ان کو ختم کر ڈالو۔ جہاں پاؤ، پکڑ لو، سخت سے سخت سزا دو، یہ دو سو کے قریب ہیں۔ یہ ختم ہو گئے تو دوسرے نہیں۔'' (شمس الضحیٰ ص۱۰۳)

اسی صفحہ پر ایک شعر قاسم رضوی صاحب کے متعلق نازل ہوتا ہے، آپ بھی سنئے:

کٹی بزم میں خود ہی خرطوم تیری　　گئی حیف بیکار ہڑوم تیری

مصنف نے جس نیت سے سید قاسم رضوی صاحب کے اس حکم کو نقل کیا ہے، وہ ظاہر ہے۔ لیکن ہمیں اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اس جماعت کے عقائد اور کارگزاریوں کے متعلق بہادر یار جنگ مرحوم اور سید قاسم رضوی کی رائے معلوم ہو گئی۔

نزول قرآن: ابوالکلام عبدالغنی صاحب چونکہ صدیق دیندار صاحب کے منظور نظر ہیں۔ اس لئے جو وہ کہتے ہیں، وہی یہ کہتے ہیں۔ جو ان پر نازل ہوتا ہے، ان پر وارد ہوتا ہے۔ پیر جی ''نزول قرآن'' فرما ہی چکے تھے۔ اب اس کا جمع کرنا باقی تھا، اس کسر کو انہوں نے پورا کر دیا۔ ملاحظہ ہو: ''انا علینا جمعہٗ و قرآنہ ''یعنی قرآن کا جمع ہونا اور اس کا پڑھنا ایک خاص وقت پر ہوتا ہے اور وہ وقت معین ہے۔ یہ عمل یا تو حضور ﷺ سرور عالم کے ظہور پر ہوا یا پھر حضرت مولانا صدیق دیندار قدس سرہٗ العزیز کے وجود نے اس عمل کو پیش کیا۔'' (شمس الضحیٰ ص۶)

گویا حضور ﷺ کے بعد سے صدیق دیندار کے ظہور تک لوگ قرآن کی بجائے پوتھی پران پڑھتے رہے۔ کیوں مولانا یہی مقصد ہے نا آپ کا؟ ماشاء اللہ! کیا خوب تشریح فرمائی آپ نے۔

رسول اللہ ﷺ کی زبان: ان لغویات کا کہاں تک شمار کراؤں، ایک دو باتیں ہوں تو لکھی بھی جائیں۔ یہاں تو شیطان کی آنت والا سلسلہ ہے، ختم ہونے ہی نہیں پاتا۔ دوسری جگہ لکھتا ہے: ''وہ اس خانقاہ میں کیسے آ سکتے ہیں جن کے سینہ میں قرآن پڑھنے کا جذبہ نہ ہو۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے آسان زبان میں یعنی صدیق کی زبان سے قرآن کریم کے رموز سیکھے۔ صدیق کی زبان دراصل محمد کی زبان ہے کہ جس سے ہم پر قرآن آسان ہوا۔ قرآن کریم نے محمدؐ کی زبان سے پڑھنے کی قید لگائی ہے ''فانما یسرنٰہ بلسانک ''اور

آ گے ہے ’’لتنذر قوماً لدا ‘‘یعنی آپ آخر زمانے میں قرآن آسان کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔‘‘ (شمس الضحیٰ ص۴۲)

بجا فرمایا آپ نے چن بسویشور، دھن پتی، سری پتی، اندرجیوتی، گرو ناتھ کی زبان واقعی آپ کی نظر میں محمد رسول اللہ کی زبان ہو سکتی ہے۔ اللہ ہم مسلمانوں کو ان خرافات سے محفوظ رکھے۔ آمین! یہ تو ہندوستان کے دوسرے جنم میں آنے والے اوتاروں ہی کے لئے موزوں ہے۔ مسلمانوں کے کان میں پیدا ہوتے ہی الحمدللہ! نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ قرآن کے کلمات پہنچا دیئے جاتے ہیں۔

مخالفین دشت ہیں: اپنی نبوت کا مزید سکہ جمانے کے لئے ارشاد ہوتا ہے: ’’ہم میں تقریباً تمام ہندوستان کے اوتار ہیں، ہم سے ہندوستان کو امن ہوگا، دشٹوں کے نمبر میں مت آؤ۔‘‘ (شمس الضحیٰ دیباچہ)

اسی کتاب کے دیباچہ میں آئندہ تیرہ سو سال کے لئے تبلیغ، ہجرت، غزوات کو حرام قرار دیا گیا۔ جہاد کو شاید اس لئے حرام قرار نہ دیا کہ ان کے پیشرو غلام احمد مرزا قادیانی یہ کام کر چکے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے: ’’اب ہم صاف صاف کہے دیتے ہیں کہ ہمارا ماضی موعودہ اور بشارتوں کی بناء پر گزر گیا، مستقبل بھی موعود ہے وہ بھی گزر جائے گا۔ آئندہ اس قسم کی تبلیغ، ہجرت اور غزوات تیرہ سو سال تک نہیں ہوں گے۔‘‘

بجا ارشاد فرمایا آپ نے۔ جب تک اس کارسعید کے لئے آپ دوبارہ تشریف نہ لائیں۔ بھلا کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ تبلیغ کرے۔ تبلیغی احکام قرآن پاک میں صرف آپ ہی کی شان میں نازل ہوئے تھے۔ استغفراللہ!

انتہائی گستاخی بلکہ کلمۂ کفر: مصنف ایسا کیوں نہ لکھتا۔ جب صدیق دیندار چن بسویشور کا خود قول ہے کہ: ’’حضور (صدیق دیندار) نے فرمایا۔ میرا کام ختم ہوگیا، میں ایک طوفانی دورہ پر جانے والا ہوں، میں ہمیشہ آتا جاتا رہوں گا، اللہ بڑا ’’گھن چکر‘‘ ہے وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر وہ کسی کی سمجھ میں آ گیا تو وہ خدا ہی نہیں۔‘‘ (شمس الضحیٰ ص۱)

برادران! پڑھتے پڑھتے کھو نہ جایئے! یہ کسی شخص کے عالم خواب کی باتیں نہیں، کسی مجذوب کی بڑ نہیں۔ ہر دعویٰ دلیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ہم نے آج تک چرسی، گداگروں اور نشہ، شراب میں چور بدمعاشوں کی زبان سے بھی ایسے کلمات نہ سنے تھے۔

صاحب شمس الضحیٰ کی قساوت قلبی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنے گرو کا کوئی لفظ چاہے، وہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، نقل کئے بغیر نہ چھوڑا وحدت الوجود کے قائلین عبرت حاصل کریں۔ اس قسم کی لغویات اسی نظریہ وحدت الوجود کی بھول بھلیاں ہیں۔ جہاں من تو شدم تو من شدی کے خیال باطل میں اپنے گھن چکر پن اور دماغی فتور کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف منسوب اور اس کی ذات پر محمول کر کے جھوما جاتا ہے۔ سبحان اللہ عمایصفون!

اس کتاب اور صاحب کتاب کی اسلام دشمنی میں کسے شک ہوسکتا ہے۔ دیباچہ کا آخری جملہ بھی دل کڑا کر کے پڑھ لیجئے: ''آہ! ایسی عظیم المرتبت شخصیت کہ جس کے احسانات کو عالم انسانیت کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتی۔ ساڑھے تیرہ سو سال بعد اپنا حقیقی چہرہ انور دکھلا کر راہ سفر اختیار کرگئی۔'' (شمس الضحیٰ ص۳)

مقام محمود: جس کتاب کی ابتداء ایسی ہو اس کی انتہا جس قدر بھی کفر والحاد سے پر ہو کم ہے۔ ایک شعر مع تشریح ملاحظہ ہو۔ ارشاد فرماتے ہیں ؎

زمانے میں قرآن مشہود ہے اب　　　کہ ذات محمد ہی محمود ہے اب

حاشیہ میں اس کی تشریح مضمون کے پھیلاؤ کی وجہ سے بقیہ (ص۳۰،۳۱) پر پہنچی ہے۔ یہ تاویلوں پر تاویلیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''چونکہ سارے اولیاء اللہ حضور ﷺ کی مدح میں گم تھے، لیکن کسی ولی کو ''مقام محمود'' حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے کہ وہ دور آگے تھا۔ جیسے کہ آیت سے روشن ہے۔''

''عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا'' آیت کے اس تیسرے حصہ میں حضور ﷺ کی ذات کو مقام محمود پر لانے کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ دور آخر ہے جو موعود ہے۔ حضور ﷺ نے اسی مقام محمود والی بعثت کے لئے مسلمانوں کو بعد اذان دعا سکھائی، جس کی تعمیل میں ہر مسلمان ''وابعثہ مقامامحمودا'' کے الفاظ دہراتا ہے۔ ادھر نماز کے قعدہ میں شہادت کی انگلی اسی بعثت ثانی کی شہادت میں اٹھائی جاتی ہے۔ جس کا انتظار مسلمانوں میں ہے۔ وہی بعثت مقام محمود والی بعثت ہے، جس سے ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ہر تیرہ سو سال کے بعد ایک امتی کی قبا پہن کر جلوہ گر ہوں گے۔ اسی لئے قعدہ میں ''السلام علیک ایہا النبی ﷺ'' کہا جاتا ہے کہ جس سے حضور ﷺ سے مخاطبت ہوتی ہے۔ ''ایہا النبی ﷺ'' کی مخاطبت غائب کی نہیں ہے۔ بلکہ آنکھوں سے دیکھنے کی حجت پیش کرتی

ہے...... بہرصورت یہ بعثت ثانی کس رنگ میں ہوگی۔ بعثت ثانی میں وہ اپنا نام کیا پائے گی۔ اس کے لئے خود اللہ پاک نے قرآن میں حضور ﷺ سے دعا کرنے کے لئے کہا ہے۔ وہ یہ ہے: ''قل رب ادخلنی مدخل صدق...... سلطاناً نصیراً'' حضور ﷺ کے سارے کمالات روحانی کا اگر کوئی وجود متحمل ہوسکتا ہے تو وہ وجود صدیق اکبرؓ کا ہے۔ بعثت اوّل میں بھی صدیق تھے، بعث ثانی میں بھی صدیق ہی ہیں۔

پس اب ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ شاہد ومشہود بھی ہیں اور روز قیامت میں محمود بھی اور اس طرح جب آپ کا اعادہ ہوتا ہے تو موعود بھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آخری بعثت جس کو ''والبعث بعدالموت'' بھی کہا گیا ہے، حضور ﷺ کے سوا کوئی دوسرا وجود اس امت کی اصلاح کے لئے کھڑا نہ ہوگا۔ یعنی اس امت میں ہی ایک کامل انسان بروز محمد کی شکل میں مبعوث ہوگا۔'' (شمس الضحیٰ مصنفہ: عبدالغنی ص۳۰،۳۱)

اعادہ حضور ﷺ کا: اعادہ کی بھی تشریح فرمائی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

یہ خود عود کر آئے موعود ہوکر شہادت میں خود اپنی مشہود ہوکر

(شمس الضحیٰ ص۱۵)

تصور قیامت: تصور قیامت بھی ذرا ملاحظہ فرمائیے:

''قیامت صغریٰ مسیح محمدی (مرزاغلام احمد) کا اظہار ہے جسے نفخ اوّل کہا گیا ہے۔ نفخ ثانی قیامت کبریٰ کو مختص ہے، جو حضور ﷺ کی ذات کو مختص کرتی ہے۔ اسی کو نشاۃ اخریٰ کہا گیا ہے۔ ''وان علیه النشاة الاخریٰ'' یعنی دوسری بعثت لازم قرار دی گئی۔ جس طرح اوّل میں ہوا آخر میں ہوگا۔'' (شمس الضحیٰ ص۱۹)

موعود کون؟: میں نے یہ سب کچھ دل پر انتہائی جبر کر کے نقل کر دیا ہے۔ میرے لئے یہ انتہائی دشوار گزار مرحلہ تھا۔ کافی گزر چکا تھوڑا باقی ہے، وہ بھی سن لیجئے: ''یہ موعود ہستی حضرت مولانا صدیق دیندار قدس سرہ العزیز کی ہے، پس حضور کا معاد ہر تیرہ سو سال کے بعد ہوتا رہے گا۔'' (شمس الضحیٰ ص۴۱)

اور قرن اولیٰ میں ہلاکت کسریٰ والی پیش گوئی حضرت عمرؓ سے پوری ہوئی اور ہلاکت قیصر والی پیش گوئی ساڑھے تیرہ سو سال بعد حضرت صدیق کے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ وہ اس طرح کہ قوم انگریز جو قیصر ہند کہلاتی تھی، آپ کی حجت سے وہ اپنے مشرقی جزائر کھو

بیٹھی۔ آج نہیں تو کل آنے والی نسلیں ضرور اس بیّن حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکیں گی۔ جیسے کہ ’’یوم الجمعہ‘‘ میں تمام انبیاء کا اجتماع حضور ﷺ کے دربار میں ہوا تھا۔ وہی اعادہ اسلام کی صورت میں بوقت یوم الجمعہ وارث انبیاء کی جماعت کے ساتھ لوٹ آیا۔‘‘ (شمس الضحیٰ ص۴۱)

رحمۃ للعٰلمین: برادران! مضمون طویل ہوتا جارہا ہے، اختصار کی خاطر بلا تبصرہ اقتباسات پیش کررہا ہوں، سب کچھ دیندار چن بسویشور کو بنانے کے بعد ’’رحمۃ للعٰلمین‘‘ کا خطاب بھی دے دیا گیا۔ ملاحظہ ہو: ’’پہلی دفعہ آپ مخلوق پر رحم فرما کر رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور مخلوق کو ہر بلا سے بچایا۔ اب دوبارہ آپ ہی تشریف لائے۔‘‘ (شمس الضحیٰ ص۷۴)

کتنے حوالے دوں، کیا کیا لکھوں۔ اس شخص کے جذبۂ جاہ پرستی اور نبوت کی کوئی انتہا تو ہو۔ کہیں چن بسویشور، شنکر، دھن پتی، گرو ناتھ ہے تو کہیں یوسف موعود، مثیل موسیٰ، مہدی آخرالزمان اور بروز محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ ہے اور کبھی شہنشاہیت کے خواب نظر آتے ہیں تو سکندر اعظم کا خطاب بھی مل جاتا ہے۔ کہیں جنت کو بیکار خانہ لکھا جاتا ہے تو کہیں شہر حیدرآباد کو بلد امین (مکّہ) کے مقابل لایا جاتا ہے اور مرید اور معتقد تو روضۂ اقدس کے مقابلہ پر ’’خانقاہ سرور عالم‘‘ ہی کو سب کچھ تصور کئے بیٹھے ہیں۔ ستم ظریفی کی حد تو یہ ہے کہ معاذ اللہ! اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کو ’’گھن چکر‘‘ لکھا جاتا ہے۔

شفاعت: لیجئے! قیامت میں شفاعت بھی اب یہی دھن پتی چن بسویشور مہاراج فرمائیں گے۔ لکھتے ہیں: ’’قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں اللہ قاضی کی حیثیت سے آئے گا اور سزا و جزا کے فیصلے سنائے گا۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ بروز حشر حضور اکرم ﷺ امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہ بعثت ثانی کی طرف اشارہ ہے۔ اسلام میں ختم نبوت کا مسئلہ مسلّم ہے۔ اس لئے کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت نہیں کرسکتا۔ اس لئے امت کی شفاعت آپ ﷺ ہی کریں گے۔ وہ بعثت بہ لباس دیگر ہوگی۔ وہی بعثت بروز محمد کہلائے گی۔ وہ قیامت کے نشان مسیح موعود کے بعد ہوگی۔ آپ قیامت کے مالک بن کر آئیں گے، وہ وجود حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب کا ہے۔‘‘

(شمس الضحیٰ ص۷۶)

سن لیا آپ نے یہ دور قیامت ہے، چن بسویشور بہ لباس دیگر (نعوذ باللہ)

حضور ﷺ ہیں۔ شفاعت اب ان کے کہنے سے ہوگی۔ استغفراللہ! اور ذرا اس مغالطہ پر بھی غور فرمائیے کہ: ''اسلام میں ختم نبوت کا مسئلہ مسلّم ہے۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی دعویٰ نبوت نہیں کرسکتا۔'' لیکن اگر کوئی دعویٰ نبوت کرتا ہے تو وہ کافر، کاذب، دجال نہیں ہے۔ بلکہ وہ حضور ﷺ ہی بہ لباس دیگر یا در بعثت ثانی ہیں۔ ''بریں عقل و دانش بباید گریست'' یہ کیا انداز فکر ہے؟ الٰہی ہم کیا سن رہے ہیں۔

مالک حشر: یہ آخری جملے بھی چاہئے آپ کو کتنے ہی ناگوار گزریں، پڑھ لیجئے۔ ایسا نہ ہو آپ ''قاضیٔ حشر'' اور ''اللہ'' کے عرفان سے محروم رہ جائیں۔ ابوالکلام عبدالغنی صاحب ''شمس الضحیٰ'' میں ایک خواب بھی صدیق دیندار چن بسویشور کا نقل فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے: ''میں نے خواب میں دیکھا، حشر برپا...... اللہ قاضی کی حیثیت سے آیا ہے، ایک بلند تخت پر بیٹھا ہے۔ جزاوسزا کے فیصلے دے رہا ہے، میں نے دیکھا کہ وہ میری صورت میں ہے۔'' (شمس الضحیٰ ص۷۶)

سنا آپ نے۔ قاضیٔ حشر آیا بھی۔ جزاوسزا کے فیصلے دے کر چلا بھی گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ استغفراللہ! استغفراللہ!

برداران! یہ ہے وہ جماعت جو آپ کے پاکستان میں آپ سے چندہ وصول کر کے آپ کے دین وایمان پر کلہاڑا چلا رہی ہے۔ میں نادم ہوں کہ میں نے چار سال فریب خوردگی میں گزار دیئے اور نہ جانے کب تک انہی کفروضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا پھرتا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے سیرۃ النبی کے جلسے میں جناب ماہر القادری سے ملاقات ہوئی اور اس مرد قلندر کی ایک ہی ضرب سے کفروضلالت کی تمام زنجیریں جو مجھے جکڑے ہوئے تھیں ٹوٹ کر گر پڑیں، میں مکرر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس قابل ہرگز نہ تھا کہ اس مضمون کی ذمہ داری قبول کرتا۔ لیکن محض عشق رسول ﷺ اور خدمت دین کے جذبہ سے مجبور ہوکر جو کچھ بن پڑا پیش کر دیا۔ ان مسائل پر مزید بحث علماء کرام کا حق اور فرض ہے۔ میں عاجزانہ درخواست کروں گا کہ عاشقان محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اس فتنہ سے خبردار رہیں۔ اس سلسلہ میں مجھ سے جو کچھ مزید خدمت ہوسکے گی، اس کے لئے میں ہمیشہ تیار اور سربکف ہوں۔ والسلام!

احقر العباد: زاہد صدیقی سابق مبلغ دیندار انجمن
کراچی الیکٹرک ولڈنگ دکان نمبر۸ مقابل باغ طارق بلڈنگ لارنس روڈ کراچی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دیندار انجمن

کی

منافقانہ چال

جناب زاہد صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدیق دین دار چن بسوشیور صاحب کے دعاوی اور باطل عقائد کی تفصیل

ناظرین ماہنامہ ''فاران'' کے فروری ۱۹۵۷ء کے شمارے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ''فاران'' میں شائع شدہ مضمون کو ہفت روزہ ''ایشیا'' اور سہ روزہ ''نوائے پاکستان'' نے بھی بالاقساط شائع فرما کر اس دینی خدمت میں حصہ لیا۔ نیز اس انجمن اور بانیٔ انجمن کے متعلق علماء کرام کے فتوؤں کا اختصار بھی ''ایشیا'' کے ۲۱؍مارچ کے شمارہ نمبر۱۱ میں آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ دیندار انجمن کے بانی چن بسوشیور صاحب کے گمراہ کن عقائد جو ان کی کتابوں کی عبارتوں سے پیش کئے گئے تھے۔ ان کی دیندار انجمن کی طرف سے تاحال کوئی مفصّل تردید نہ ہوسکی۔ نہ ہی یہ لوگ ہمارے کسی حوالے کو غلط ثابت کر سکے۔ البتہ انہوں نے ایک چال چلی کہ تمام جرائد کو ایک تردیدی بیان بھیج دیا جو لوگ ان کی اس منافقانہ چال کو سمجھ گئے۔ انہوں نے اسے قابل اشاعت نہ سمجھا اور بعض حضرات نے ان کی منافقت کو اور زیادہ آشکار کرنے کی خاطر اسے اپنے تبصرہ کے ساتھ شائع فرمایا۔ مدیر ''ایشیا'' نے ۲۸؍مارچ کی اشاعت میں اراکین شوریٰ وعاملہ دیندار انجمن حزب اللہ پاکستان کے تردیدی بیان پر جن لفظوں میں تبصرہ کیا ہم بجنسہ اسے نقل کرتے ہیں:

''ہم سے زیادہ اس بات کی خوشی کس کو ہوسکتی ہے کہ جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ وہ مسلمان ہی ثابت ہوں اور خواہ نخواہ ان کو کسی نئی دعوت کا ملزم قرار نہ دیا جائے۔ لیکن محض تردیدی بیان ہی اس قسم کے معاملات میں کافی نہیں ہوتا۔ اس سے قبل بھی کئی مدعیان باطل مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے تردیدیں کرتے رہیں۔ لیکن اصل حقیقت ان تردیدوں سے نہ بدلی۔ مثلاً مرزاغلام احمد قادیانی نے برملا کہا کہ وہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور مدعی نبوت کو کذاب اور دجال کہتے ہیں۔ لیکن اسی سانس میں وہ ایسی باتیں بھی کہتے رہے، جن کی بناء پر ان کے متبعین کا سواداعظم ان کو مدعی نبوت ہی قرار دیتا رہا۔ اسی طرح سوال ہے صدیق دیندار چن بسوشیور کی تعلیمات اور دعاوی کا۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیا کہتے رہے ہیں۔ اس لئے انجمن کی طرف سے تردید معتبر نہیں، بلکہ ان کے مرشد ومقتدا کی اپنی تحریر۔''

’’ایشیا‘‘ کے بعد اسی قسم کا تردیدی بیان ماہنامہ ’’تاج‘‘ کے جون ۱۹۵۷ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ جس پر ’’تاج‘‘ نے ان کی منافقت کو بھانپتے ہوئے فوراً معتمد دیندار انجمن کو توجہ دلائی کہ ’’اس مراسلہ کی شق نمبر۱،۲ اور نمبر۸،۹ میں تضاد کی بو آتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ معتمد صاحب اس سلسلہ میں جلد وضاحت فرمائیں گے۔‘‘

علماء کرام کے فتوؤں، پروفیسر برنی صاحب اور عاجز کے مضمون و نیز ’’ایشیا‘‘ اور ماہنامہ ’’تاج‘‘ کے مندرجہ بالا تبصروں کے بعد دیندار انجمن کے تردیدی بیان پر تبصرہ کی۔ اگرچہ ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ منافقین ایک بار پھر اس تردیدی بیان کو آڑ بنا کر امت میں گھسنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی تخریبی کارروائیاں جاری رہیں۔ لہٰذا معتمد دیندار انجمن کی تضاد بیانی اور منافقانہ چال کی پول چن بسوشیور صاحب کی تحریرات پیش کر کے کھول دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ کہتے ہیں:

۱...... ’’الحمدﷲ! ہم مسلمان اہل سنت والجماعت حنفی المذہب ہیں۔‘‘ لیکن چن بسوشیور صاحب تحریر فرماتے ہیں:

چھتری ہوں، ویش ہوں، شودر ہوں، برہمن ہوں میں
سکھ کایست ہوں، درحلقۂ بھگوان ہوں میں
قادیانی ہوں ولاہوری ونجدی ہوں میں
نیچری ہے مرا مذہب اس سے فرحان ہوں میں
خارجی، معتزلہ اور ہوں میں اہل حدیث
اور سنی بھی ہوں، در زمرۂ شیعاں ہوں میں

(اشعار از کتاب خادم خاتم النّبیین مصنفہ چن بسوشیور ص۴۱)

ناظرین خود فیصلہ کریں معتمد دیندار انجمن کس قسم کے مسلمان اہل سنت والجماعت حنفی المذہب ہیں۔ جب کہ ان کے گرد اپنے آپ کو آریہ (اسلام دشمن) لنگایت (عضوتناسل کے پجاری) چھتری، ویش، شودر، برہمن، سکھ، کایست (مشرکین ہند) قادیانی

(مدعی نبوت کا پیرو) لاہوری (مرزا غلام احمد قادیانی کو برحق ماننے والے) نجدی (وہابی) نیچری (منکرین معجزات) خارجی (حضرت علیؓ کو کافر کہنے والے)، معتزلی (گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنے والے) اہل حدیث (غیر مقلد ائمہ کی شان کی گستاخیاں کرنے والے)، شیعہ (حضرت صدیق اکبرؓ وصحابہ کبار پر تبرّا بھیجنے والے) وغیرہم کا ہم مذہب وہم مشرب لکھ رہے ہیں! کیا معتمد دیندار انجمن کی نظر میں اسی چوں چوں کے مربّے کا نام اسلام ہے؟

۲...... معتمد دیندار انجمن نے لکھا ہے کہ ''ہم ارکان واحکام اسلام کے نہ صرف پابند بلکہ گزشتہ ۲۴ سال سے مسلسل کفّار ہند میں تبلیغ اسلام کررہے ہیں۔'' سوال یہ ہے کہ جن کی نظر میں اسلام کی مندرجہ بالا تعریف ہو۔ ان کی نظر میں ارکان اسلام کیا ہوں گے؟ میں اپنے مفصل مضمون میں چن بسوشیور صاحب کی تصانیف سے ثابت کرچکا ہوں کہ وہ ارکان اسلام میں سے ایک ایک رکن کے انہدام میں مصروف رہے۔ رہا تبلیغ اسلام کا معاملہ! وہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کا منکر، مرزا غلام احمد قادیانی کا پیرو، خارجی، معتزلی، نجدی، نیچری، شیعہ، معراج رسول اللہ ﷺ کا منکر، قیامت اور حشر اجساد کا منکر، جنت دوزخ کا منکر، تناسخ کا قائل، اللہ سبحانہ تعالیٰ کو ''گھن چکر'' اور جنت کو ''بیکار خانہ'' لکھنے والا اوران عقائد باطلہ کی تبلیغ کرنے والا کس طرح مبلّغ اسلام کہلاسکتا ہے؟

۳...... معتمد دیندار انجمن فرماتے ہیں کہ ''ہم آنحضرت منبع انوار، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کو خاتم النّبیین مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی نبی کا انتظار ہمارے اعتقاد میں گمراہ کن ہے۔'' لیکن چن بسوشیور صاحب کی تصانیف کا کوئی صفحہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف وتوصیف سے خالی نہیں، چن بسوشیور صاحب نے نہ صرف یہ کہ اس مدعی کاذب کو مسیح موعود تسلیم کیا بلکہ خود بھی دعوے نبوت کیا اور ان کے متبعین بھی مدعی نبوت ہیں۔ چنانچہ چن بسوشیور صاحب کی ایک منظوم تصنیف مع تشریح بنام ''مہر نبوت'' کے (ص۲۵) پر درج ہے کہ ''نبیوں کے اسرار مجھ پر کھلنے کے دو اسباب ہیں: پہلا سبب یہ ہے کہ فقیر ۱۹۰۸ء میں فتنہ دجال سے کما حقہ، واقف ہوکر جستجوئے مسیح میں تھا۔ ۱۹۱۴ء میں مسیح (مرزا غلام احمد قادیانی) کو پایا اور نہایت

مخلصانہ طور پر اٹھائیس سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے مزید حصول ’’علم دین‘‘ کے لئے قادیان پہنچا۔‘‘ فرمایئے معتمد صاحب مرزاغلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ماننا اور خود کو ’’مسیح گر‘‘ اور اپنے متبعین کو نوح، موسیٰ، یحییٰ علیہم السلام، گوتم، نرسیو لکھنا، کیا یہ سب عقیدہ ختم نبوت کا انکار نہیں ہے؟

جب آپ نے صدیق دیندار چن بسوشیور صاحب کو اتار، یوسف موعود اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مان کر بیعت کی تو اب آپ کس منہ سے اپنے آپ کو ختم نبوت کا قائل کہتے ہیں؟ (کتابچہ ہندو اتار میں تفصیل ملاحظہ ہو:)

۴...... معتمد دیندار انجمن نے لکھا ہے کہ: ’’ہم آنحضرت ﷺ کے بعد نہ صرف یہ کہ مدعی نبوت کو کافر، کاذب، دجال سمجھتے ہیں۔ بلکہ اپنے اعزاز وروحانی مراتب کو کسی مسلمان پر ایمانی حجت گردانے والے ہر مدعی کو گمراہ اور زندیق سمجھتے ہیں۔‘‘

’’ہم نے بیعت رضوان کے اصول پر حضرت مرشدنا مولانا سید صدیق حسین المعروف بہ صدیق دیندار چن بسوشیورؒ کامل فنافی الرسول کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ یہ کسی فرقے یا حلقے کے ماننے یا منوانے کی بیعت نہیں بیعت کے الفاظ یہ ہیں۔’’آج میں صدیق کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اقرار کرتا ہوں...... الخ!‘‘

میں پوچھتا ہوں کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر، کاذب، دجال کیوں نہیں کہتے؟ اور صدیق دیندار چن بسوشیور کو کیونکر مسلمان سمجھتے ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ہزارہا جگہ الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ خود کو مسیح موعود، محمد مصطفیٰ ﷺ، ابراہیم علیہ السلام وغیرہ وغیرہ لکھا۔ کیا مرزائے قادیانی نے اپنی کتاب (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ص۲۰۶، ۲۰۷) پر یہ نہیں لکھا کہ: ’’حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ چنانچہ میری نسبت یہ وحی اللہ ہے ’’محمد رسول اللہ (الآیۃ)‘‘ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘

نیز (تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴ و نزول مسیح ص۹۸، خزائن ج۱۸، ص۴۷۷) پر صاف صاف لکھا کہ: ’’میں محمد مجتبیٰ ہوں اور احمد مختار ہوں۔‘‘

آپ (اخبار فاروق قادیان ج ۲۵، نمبر ۱۵، ۲۱/ اپریل ۱۹۴۰ء) کے اس شعر سے کب تک ''تجاہل منافقانہ'' برت سکتے ہیں اور امت کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ ہاں تو مذکورہ شعر پہلے سن لیجئے ارشاد ہوتا ہے:

وہ آفتاب چمکتا تھا جو مدینے میں ہے جلوہ ریز وہ اب قادیان کے سینے میں

مرزا غلام احمد قادیانی کے ان دعوؤں کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ اس ملعون کو کافر کہنے کی جرأت کیسے کر سکتے ہیں۔ جب کہ آپ کے گرد چن بسوشیور نے ابن کذاب مرزا محمود کے صدہا باغیانہ اعلانات سننے کے باوجود اسے ''مرد متقی'' لکھا۔ کیا آپ کی نظر سے مرزا محمود کے یہ دلخراش اور توہین آمیز جملے نہیں گزرے کہ ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔'' (بیان مرزا محمود مندرجہ الفضل، ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۵)

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''اپنے اعزاز وروحانی مراتب کو کسی مسلمان پر ایمانی حجت گردانتے والے ہر مدعی کو گمراہ اور زندیق سمجھتے ہیں۔'' اگر آپ نے یہ دیانت دارانہ طور پر لکھا ہے تو آیئے ہم مرزا قادیانی کی عبارتوں میں اس قسم کی صدہا ایمانی حجتیں آپ کو بتلا سکتے ہیں۔ جہاں انہوں نے اپنے مخالفین کو دائرہ اسلام سے خارج، عیسائی، یہودی، مشرک، جہنمی بلکہ ولد الحرام اور ان کی بیویوں کو کتیاں'' تک لکھ دیا۔ آئینہ کمالات اسلام مصنفۂ مرزائے قادیان تو آپ نے بھی پڑھی ہوگی۔ کیا آپ کو یہ عبارت نظر نہ آئی کہ:

''کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے۔ مگر کنجریوں اور بدکار عورتوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نیز دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ''جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔'' (نزول المسیح ص ۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۸، ص ۳۸۲، تذکرہ ص ۳۳۶، تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

اور سنئے! مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے...... حرام زادہ کی یہی نشانی ہے۔‘‘

(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱،۳۲)

فرمایئے معتمد صاحب! مرزا قادیانی نے اپنے دعوؤں کو مسلمانوں پر ایمانی حجت گردانا یا نہیں؟ جھجکئے نہیں۔ ذرا صاف لفظوں میں اقرار کیجئے کہ اس قسم کی ایمانی حجت گردانے والا قادیانی ملعون ہماری نظر میں گمراہ اور زندیق ہے۔

آپ نے تردیدی بیان میں مجھ پر کتربیونت کا الزام بھی لگایا ہے۔ کاش! آپ مندرجہ مضمون اقتباسات میں سے کسی ایک ہی اقتباس کو درج فرما کر ’’کتربیونت‘‘ ثابت کر سکتے۔ کتربیونت کا محض الزام مجھ پر دھرنے کے بعد آپ خود کس صفائی سے الفاظ بیعت نقل فرماتے ہوئے صدیق دیندار صاحب کے القابات جو آپ کے اعتقادات میں داخل ہیں، حذف کر گئے۔ کیا یہ کھلی چال بازی نہیں ہے۔ آپ نے لکھا کہ: ’’آج میں صدیق کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کر کے...... الخ!‘‘

حالانکہ دعوت الی اللہ کے آخری صفحہ پر جو بیعت نامہ چھپا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ: ’’آج میں مولانا صدیق دیندار‘‘ آخرین کے سردار مظہر الاوّل والآخر‘‘ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے...... الخ!‘‘ فرمایئے آپ نے ’’آخرین کے سردار مظہر الاوّل والآخر‘‘ کو کس خوف سے حذف کر دیا؟ کیا کھلی بدیانتی نہیں ہے؟

۵...... آپ نے لکھا کہ: ’’اپنے مسلمان ہونے کے سلسلے میں ہم کسی کے فتوے یا سند کے محتاج نہیں ہیں۔‘‘ عرض خدمت ہے کہ آپ کے عقائد باطلہ سے مطلع ہونے کے بعد کوئی مسلمان اس کا کب انتظار کرے گا کہ مفتیان کرام سے جا کر پوچھے کہ چن بسویشور پارٹی کو ’’گروہ ملحدین‘‘ کہا جائے یا نہیں؟ آپ کی کفریات واقعی محتاج فتویٰ وسند نہیں ہیں۔

۶...... آپ نے لکھا ہے کہ چن بسوشیور صاحب کی عملی زندگی کو آپ نے دیکھا ہے۔ اس لئے ان سے آپ کی عقیدت متزلزل نہیں ہوسکتی۔

اگر واقعہ یہی ہے کہ آپ چن بسوشیور کے ظاہری تقدس سے مرعوب ہوکر نیک نیتی سے ان کے گرد جمع ہوئے ہیں تو میری نظر میں آپ کی حالت اور زیادہ قابل رحم ہے۔ شاید آپ حضرات نے تاریخ اسلام کا مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ آپ پر واضح ہوجاتا کہ ہر مدعی باطل اور دشمن انسانیت ''لباس تقدس'' میں ظاہر ہوا۔ کاش آپ حضرات فتنہ مقنع، فتنۂ مبرقع، فتنۂ بابک خرمئی، فتنۂ قرامطہ، فتنۂ حسن بن صباح وفتنۂ بہائیت وغیرہم کا بنظر عمیق مطالعہ کرتے۔ ان تمام فتنوں کے بانی صدیق چن بسوشیور سے بھی زیادہ ''دیندار'' اپنے آپ کو ظاہر کرتے تھے۔ لیکن انجام دنیا نے دیکھ لیا کہ ان اہل بیت کی محبت کے دعوے داروں، احیائے سنت کا نعرہ کرنے والوں، غریبوں کے غم خوار واشاعت اسلام کے علم برداروں کو جیسے ہی قوت ملی، انہوں نے بے گناہ انسانوں کو قتل کرنا، بستیوں کو اجاڑنا، مسجدوں کو گرانا، غلط عقائد کو بجبر ٹھونسنا اور منوانا شروع کردیا۔ جب ہمارے پاس آپ کی ڈکیتیوں اور غنڈہ گردیوں کی مصدقہ اطلاعات پہنچ چکی ہیں (اور جن کا آپ انکار بھی نہ کرسکے) تو پھر ہم آپ کی اس قسم کی چکنی چپڑی باتوں پر کیسے یقین کرلیں۔ کیا آپ اس واقعہ سے انکار کرسکتے ہیں کہ محلّہ بیگم پیٹھ حیدرآباد میں ایک ساہوکار کے گھر دن دھاڑے لوٹ مار مچاکر کر ایک تجوری جس میں پانچ لاکھ کی نقدی، زیورات وجواہرات تھے، آپ لے کر رفو چکر ہوگئے۔

۸، ۹، ۱۰...... میں آپ نے پھر وہی کچھ دہرایا ہے کہ ہم صوفی المشرب ہیں، مبلّغ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا تصوف ہے جو نبوت کے دروازے کھولتا ہے اور مدعیان نبوت کو کافر قرار دینے سے روکتا ہے؟

مضمون کی طوالت کا اگر خوف نہ ہوتا تو آپ کے ''تلک عشرة کاملة'' کے ایک ایک لفظ سے آپ کی عیاری، مکاری اور چالبازی سے عوام کو واقف کراتا۔ آخر میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اس قسم کی منافقانہ روش اور عذاب کی زندگی چھوڑ دیجئے۔ اپنی آخرت کو جان بوجھ کر تباہ نہ کیجئے۔ اگر آپ کا دامن واقعی کفر والحاد سے داغ دار نہیں ہے اور آپ اسلام کے خلاف کسی سازشی پروگرام میں شریک نہیں ہیں تو ''بے نقاب'' میں عائد کردہ الزمات کی ''دولفظی'' تردید کی بجائے (جسے آپ کی ایک اور منافقانہ چال شمار کیا جارہا ہے)

ایسا کیجئے کہ دیندار انجمن کی طرف سے شائع شدہ کتابیں (۱) دعوۃ الی اللہ (۲) خادم خاتم النّبیین (۳) مہر نبوت (۴) امام الجہاد (۵) جامع البحرین (۶) شمس الضحیٰ (۷) غیب وشہادت کا پیغام (۸) معراج المومنین وغیرہ وغیرہ۔ مدیر''فاران'' یا مدیر''ایشیا'' یا مدیر ''نوائے پاکستان'' یا مدیر''تاج'' حضرت العلامہ بابا ذہین شاہ مدظلہٗ کی خدمت میں برائے تبصرہ بجھوا دیجئے۔ وہ اس بحث سے الگ رہ کر غیر جانب دارانہ مطالعہ کے بعد مذکورہ بالا کتابوں سے قائم شدہ مجموعی تاثرات کو بلاکم وکاست چھاپ دیں گے۔ بس حقیقت آسانی سے واضح ہوجائے گی۔ اگر مذکورہ کتابوں میں کفر والحاد کا خزانہ نہیں ہے تو پھر آپ انہیں علماء کرام کے سامنے پیش کرنے سے کیوں ڈرتے ہیں؟

برادران اسلام! ان کی چال بازیوں سے ہوشیار رہئے اور ان سے صرف مذکورہ کتابیں پیش کرنے کا مطالبہ کیجئے۔ اللہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین!

ذیل میں صدیق دیندار چن بسوشیور صاحب کی تصانیف سے اصل عبارتیں بلاتبصرہ نقل کی جارہی تاکہ ناظرین خود اندازہ قائم کرلیں کہ یہ لوگ کس قسم کے نظریات کے حامل ہیں۔

۱...... ابن کذاب بشیرالدین محمود کے متعلق چن بسوشیور صاحب لکھتے ہیں: ''اے خلیفۂ جماعت احمدیہ میں آپ کو ایک زمانے سے جانتا ہوں کہ آپ متقی ضرور ہو۔''

(حوالہ از کتاب خادم خاتم النّبیین ص۷۳)

۲...... قادیان کا خط چن بسوشیور کے خط کے جواب میں:

''مکرمی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف بھیجنے کی کوشش کی جائے گی۔ بہرحال آپ کام کرتے رہئے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔ مزید براں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہ ہوسکی۔ کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیجا کریں اور مشکلات اورنتائج تبلیغ سے آگاہ فرماتے رہیں۔ والتسلیم! دستخط عبدالرحیم نیرّ نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیانی (مہر قادیان)

(حوالہ از خادم خاتم النّبیین ص۷۸)

۳...... نبی کریم ﷺ پر تہمت: ’’حضور ﷺ نے جو تاریخ پیدائش میری بتائی ہے اور حالات بتائے ہیں، وہی اولیائے دکن (سادھوؤں) نے بتائے ہیں اور انہوں نے جو تاریخ پیدائش اور حالات بتائے ہیں۔ وہی حضرت مرزا قادیانی کی کتب میں نظر آتے ہیں۔‘‘

(حوالہ از کتاب خادم خاتم النّبیین ص۱۶)

۴...... روحانیت کا اثر: ’’وہ لڑکی بہتر سے بہتر لباس پہنے ہوئی، پھول اور عطر میں بسی ہوئی، رات کے دو بجے میری چادر میں گھس کر لپٹ گئی اور منہ پر منہ رکھا۔‘‘

(خادم خاتم النّبیین ص۶۳)

۵...... جنت بیکار خانہ: ’’جب دنیا میں گناہوں کا زور ہوتا ہے تو جنتی ارواح کو غیرت ہوتی ہے، اللہ کے اذن سے بصورت اولیاء آ کر کام کرتے ہیں۔ ورنہ یہ خیال کیا جائے کہ جنتی لوگ ہمیشہ جنت میں پڑے رہتے ہیں۔ اس سے جنت نہ ہوئی ’’بیکار خانہ ہوا۔‘‘

(حوالہ از معراج المؤمنین ص۵۶)

۶...... دعویٰ محمد ثانی: ’’جب بعثت ثانی میں ان کے (یعنی قادیانیوں کے) باپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (یعنی چن بسوشیور) تشریف لائے، ان کو چھوڑ کر احمدیوں نے ولد اللہ کی حقیقت کو قائم رکھنا چاہا تو ان کو فتنوں میں مبتلا کر دیا گیا۔‘‘ (حوالہ از مہر نبوت ص۳۶)

۷...... ایک سوال: چن بسوشیور صاحب پوچھتے ہیں: ’’ہے کوئی دنیا میں نبی ایسا جس کے دربار میں انبیاء جمع ہوں، آدم سے لے کر عیسیٰ تک کل انبیاء اور مجھ اوتار سے لے کر گوتم بدھ اوتار تک کل انبیاء جمع ہیں۔‘‘ (مہر نبوت ص۶۲)

۸...... رام اور کرشن: ’’جماعت دینداران کو خطابات من جانب اللہ ملے ہیں، دو سو سے زیادہ مرد میدان، اکثروں نے نبیوں کے منازل طے کئے وہ متعدد انبیاء کے ناموں سے پکارے گئے۔ وہ دربار بروز محمد (چن بسوشیور کی خانقاہ جس کا نام خانقاہ سرور عالم ﷺ ہے) میں جمع ہیں صرف رام اور کرشن اوتار ہی ایک درجن سے زیادہ ہیں۔‘‘ (حوالہ از شمس الضحیٰ ص۱۹)

۹...... دعویٰ نبوت: ’’جن کو اللہ نے یحییٰ، نوح وموسیٰ علیہم السلام پکارا، وہ میری بیعت میں ہیں۔ دستگیر صاحب میرے مرید کو اللہ نے نارومنی پکارا۔ مولوی سراج الدین صاحب کو

اللہ تعالیٰ نے معین الدین اور نرسوہ (مسیح) پکارا وہ میری بیعت میں ہیں۔ یہ دن قیامت کے ہیں ''واذالرسل اقّطت'' کا وعدہ پورا ہو رہا ہے۔'' (دعوت الی اللہ ص۹۲)

۱۰...... دعویٰ الوہیت: ''حدیث رویت اللہ میں آیا ہے کہ اللہ حشر کرنے آئے گا۔ وہ غیر کی صورت میں رہے گا۔ اس سے مراد یہ کہ اللہ غیر مسلم کے نام ولباس سے آئے گا۔ یعنی چنن بسوشیور کے نام سے آئے گا۔ مسلمان نعوذ باللہ منک کہیں گے۔ واقعی میرے دعوے چنن بسوشیور پر مسلمانوں نے بدعقیدہ اور گمراہ سمجھ کر نعوذ باللہ منک کہا۔ پندرہ سال کے بعد اب ان کے امام اور احمدیوں کے موعود یوسف کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہوں۔ اس سے خوش ہیں۔ اب ضرور ''انت ربّنا'' کہیں گے۔'' (دعوت الی اللہ ص۱۴)

۱۱...... تبلیغ ہجرت جہاد حرام: ''اب ہم صاف صاف کہے دیتے ہیں کہ ہمارا ماضی موعودہ اور بشارتوں کی بناء پر گزر گیا۔ مستقبل بھی موعود ہے، وہ بھی گزر جائے گا۔ آئندہ اس قسم کی تبلیغ ہجرت غزوات تیرہ سو سال تک نہیں ہوں گے۔'' (شمس الضحیٰ دیباچہ)

۱۲...... شفاعت: ''قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں اللہ قاضی کی حیثیت سے آئے گا اور سزا وجزا کے فیصلے سنائے گا۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ بروز حشر حضور اکرم ﷺ کی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہ ''بعثت ثانی'' کی طرف اشارہ ہے۔ اسلام میں ختم نبوت کا مسئلہ مسلم ہے۔ اس لئے کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت نہیں کرسکتا۔ اس لئے امت کی شفاعت آپ ﷺ ہی کریں گے۔ وہ بعثت بہ لباس دیگر ہوگی۔ وہ بعثت بروز محمد کہلائے گی۔ وہ قیامت کے نشان مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بعد ہوگی۔ آپ ﷺ قیامت کے مالک بن کر آئیں گے۔ وہ وجود حضرت مولانا صدیق دیندار چنن بسوشیور صاحب کا ہے۔'' (شمس الضحیٰ ص۷۶)

۱۳...... چنن بسوشیور رحمۃ للعالمین: ''پہلی دفعہ آپ مخلوق پر رحم فرما کر رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور مخلوق کو ہر بلا سے بچایا۔ اب دوبارہ آپ ہی تشریف لائے ہیں۔''

(شمس الضحیٰ ص۷۴)

۱۴...... عین محمد: ’’آہ! ایسی عظیم المرتبت شخصیت کہ جس کے احسانات کو عالم انسانیت کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتا۔ ساڑھے تیرہ سو سال بعد اپنا حقیقی چہرۂ انور دکھلا کر راہ سفر اختیار کرگئی۔‘‘ (شمس الضحیٰ ص۳)

۱۵...... مسیح گر: ’’حسب بشارت گمنام مقام سے امّیوں میں ایک ایسی طاقت صدیق دیندار چن بسوشیور کو کھڑا کیا جو ’’مسیح گر‘‘ ہے (یعنی مسیح بناتا ہے، مثلاً زرگر، آہنگر) اور وہ وجود رسولوں کو جمع کرنے والا ہے...... کوئی نوح علیہ السلام ہے اور کوئی ابراہیم علیہ السلام ہے، کوئی یحییٰ علیہ السلام ہے اور کوئی نارو ہے، کوئی موسیٰ علیہ السلام...... کوئی ہرلّیا اور کوئی بسوشیور۔‘‘

(دعوۃ الی اللہ ص۳)

۱۶...... افسر انبیاء: چن بسوشیور جن کا تخلّص سالار تھا لکھتے ہیں:

نبیوں میں افسر بالا بھی ہوں میں   اے سالار سالار اعلیٰ بھی ہوں میں

(مہر نبوت ص۶۲)

برادران! غور فرمایئے! اس مردود نے کیسے کیسے دعوے کئے اور اس کے مرید اسے کیا کیا کچھ سمجھتے ہیں۔ مرتے مرتے بھی کم بخت کفر سے باز نہ آیا۔ چنانچہ اس کے مرید نے اپنی کتاب شمس الضحیٰ کے (ص۱) پر اس کے مرنے کے وقت کے کلمات درج کئے ہیں کہ: ’’حضور (صدیق چن بسوشیور) نے فرمایا میرا کام ختم ہوگیا۔ میں ایک طوفانی دورے پر جانے والا ہوں۔ میں ہمیشہ آتا جاتا رہوں گا۔ اللہ بڑا گھن چکّر ہے، وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر وہ کسی کی سمجھ میں آگیا تو وہ خدا ہی نہیں۔‘‘

ان سبز عمامہ گیروا کرتہ اور لمبے لمبے بال والوں سے ہوشیار رہئے، ان کے بے دینی سے لوگوں کو واقف کراکے ثواب دارین حاصل کیجئے۔

وما علینا الا البلاغ!

پتہ: زاہد صدیقی (سابق مبلّغ دیندار انجمن)

دارالعلوم مظہریہ اہل سنت والجماعت آرام باغ کراچی

تحفۂ قادیانیت مکمل (۶ جلدیں) ایک نظر میں

۱
عقیدۂ ختم نبوت

"خاتم النبیین" کے معنی
دار العلوم دیوبند اور عقیدۂ تحفظ ختم نبوت
مسئلۂ ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول
کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجدّدین
و اکابرِ اُمت کی نظر میں

۲
عقیدہ نزولِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام

ترجمہ: مقدمہ عقیدۃ الاسلام
عقیدۂ حیاتِ مسیح قرآن و سنت
اور مرزائی تصریحات کی روشنی میں
المہدی والمسیح کے بارے میں
پانچ سوالوں کا جواب
اِمام مہدیؒ اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
جدید تحقیقات اور علاماتِ قیامت

۳
تردید قادیانیت

قادیانیوں کی طرف سے کلمۂ طیبہ کی توہین
قادیانیوں اور دُوسرے کافروں
کے درمیان فرق
مفتیٔ اعظمؒ اور تردید قادیانیت
۷ ر ستمبر آئینی تقاضے!
اِمتناعِ قادیانیت آرڈی نینس میں
مسلمانوں کی کامیابی

۴
صدق و کذب مرزا غلام احمد

مرزا قادیانی، مراق سے نبوّت تک
قادیانیت اور تحریفِ قرآن
مرزا کے دعویٰ ہائے نبوّت
قادیانی تیس جھوٹ
قادیانی عقائد پر ایک نظر
اسلام اور قادیانیت دو ضدیں ہیں

۵
مباہلے کی حقیقت

قادیانی جماعت کے امام مرزا طاہر احمد
کے چیلنج کا جواب
مرزا طاہر پر آخری اِتمامِ حجت
قادیانی اعتراضات کے جوابات
قادیانی اور اسرائیل

۶
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

قادیانیوں سے چند سوال
قادیانی مسائل
قادیانیوں سے ہمدردانہ درخواست
قسمیں اُٹھانے کی بجائے دلائل کی ضرورت
مرزائی اخلاق اور اسلامی شائستگی
اسلام لانے کی شرائط

تحفہ قادیانیت کا سیٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر میں دستیاب ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ ملتان - فون : 061-4783486